عمران سیریز
بلڈ ریز
مظہر کلیم ایم۔ اے

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔ نیا ناول "بلڈ ریز" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ایک ایڈونچر ناول ہے۔ اس ناول میں ٹائیگر کا کردار ایک نئے اور باصلاحیت روپ میں سامنے آیا ہے۔ ٹائیگر نے جس دلیری، حوصلے اور ذہانت سے ایک اجنبی ملک آٹان میں ایکریمیا اور اس ملک کی سیکرٹ سروس کے خلاف اکیلے جنگ لڑی ہے وہ اس کی بے پناہ صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے اس ناول میں ٹائیگر کی صلاحیتوں کے نئے رُخ آپ پر آشکارا ہوں گے اور خاص طور پر اس وقت جب ملک آٹان کی سیکرٹ سروس کی چیف مادام ساگوری جو بظاہر ایک ہوٹل کی رقاصہ ہے پہلے ٹائیگر کے مقابل آئی اور پھر وہ ٹائیگر کو اس بُری طرح پسند کرنے لگی کہ اس کی بے طرح گرویدہ ہو گئی اور جب عمران نے بھی مادام ساگوری کی حوصلہ افزائی کرنی شروع کر دی تو پھر ٹائیگر کا کیا ردعمل سامنے آیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ انتہائی سنسنی خیز ایڈونچر جس میں انتہائی تیز رفتار ایکشن کے ساتھ ساتھ سسپنس بھی شامل ہے آپ کو یقیناً بے حد پسند آئے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور نوازتے رہیئے گا اور اب اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

لورالائی سے قاسم خان لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول ڈیزرٹ کمانڈوز اور سپیشل مشن بیحد پسند آئے ہیں۔ ڈیزرٹ کمانڈوز ایک بے مثال ایڈونچر ناول ہے۔ اس میں عمران نے جس خوبصورت انداز میں ڈیزرٹ کمانڈوز کے سرکل کو توڑ کر انتہائی حیرت انگیز انداز میں اسرائیل کی لیبارٹری کو تباہ کیا ہے وہ واقعی بے مثال ہے

عثمان جامیری کا کردار بے حد پسند آیا ہے۔ کیا آپ اس کردار کو کسی اور ناول میں بھی پیش کریں گے۔"

قاسم خان صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ عثمان جامیری کا کردار ایک مخصوص ماحول کا کردار ہے اگر اس مخصوص ماحول پر کوئی اور ناول لکھا گیا تو شاید عثمان جامیری بھی اس میں جگہ لے سکے فی الحال یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

کوئٹہ سے احمد جان لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول سپیشل مشن مجھے بیحد پسند آیا ہے اس میں شاگل کے ساتھ شامل مادام ریکھا کا کردار واقعی بے حد جاندار ہے مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی شاگل کے ساتھ اس کردار کو آپ شامل رکھیں گے۔ اس قدر خوبصورت ناول لکھنے پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں۔"

احمد جان صاحب! ناول کی پسندیدگی اور مبارکباد کا بیحد شکریہ۔ مادام ریکھا ظاہر ہے ایک مستقل کردار کے طور پر شاگل کے ساتھ شامل ہوئی ہے۔ اس لئے یقیناً آئندہ بھی یہ کردار شاگل کے ساتھ ساتھ سامنے آتا رہے گا اور مجھے یقین ہے کہ یہ کردار اپنی صلاحیتوں کی بنا پر ضرور اپنی ایک علیحدہ اور مستقل جگہ بنا لینے میں کامیاب رہے گا۔

فورٹ عباس ضلع بہاول نگر سے اختر علی قیصر صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے سارے ناول پڑھ چکا ہوں کیونکہ آپ کے قلم میں کچھ ایسی چاشنی ہے کہ آپ کا ایک ناول پڑھ لینے کے بعد سارے ناول بے اختیار پڑھنے پڑ جاتے ہیں اور اس قدر کثیر تعداد میں آپ کے ناول پڑھنے کے باوجود میں اس بات پر بے حد حیران ہوں کہ آپ کا ہر ناول دوسرے سے نہ صرف منفرد بلکہ بڑھ چڑھ کر ہوتا ہے ایکشن گروپ میں اسرائیل سیکرٹ سروس کے نئے سربراہ جم مارک نے واقعی تھوڑے ہی عرصے میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جم مارک عمران کی ٹکر کا کردار ثابت ہوگا۔ اس لئے مجھے آئندہ کسی ناول میں اس کے عمران سے ٹکراؤ کا شدت سے انتظار ہے۔"

اختر علی قیصر صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بیحد مشکور ہوں۔ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں اپنے قارئین کو منفرد انداز میں منفرد کہانیاں پیش کروں اور مجھے خوشی ہے کہ میری اس کوشش کو قارئین نے ہمیشہ پسند کیا ہے۔ جم مارک یقیناً کسی نہ کسی انداز میں عمران کے مقابل آئے گا اور تب ہی اس کی صلاحیتوں کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔

جاتی شورو سندھ سے رشید احمد شورو لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ آپ کے ناولوں میں جو جدیدیت دکھائی دیتی ہے وہ آجکل کے دور میں شاید ہی کسی اور ناول میں ہو۔ اس لئے آپ کے ناولوں کا انتہائی بے چینی سے انتظار رہتا ہے البتہ ایک الجھن ایسی ہے جس کی وضاحت آپ ہی کر سکتے ہیں۔ آپ کے اکثر ناولوں میں جب فون پر بات چیت ہو رہی ہوتی ہے تو یہ لکھا جاتا ہے کہ دوسری طرف سے مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔ آپ یہ بتائیں کہ سننے والے کو کس طرح یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ دوسری طرف بولنے والا مسکرا رہا ہے۔"

رشید احمد شورو صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بے حد مشکور ہوں۔ جہاں تک مسکراتی آواز سنائی دینے کا تعلق ہے تو ضروری نہیں کہ بولنے والا بولنے کے ساتھ مسکرا بھی رہا ہو۔ یہ آواز کا اپنا ایک علیحدہ تاثر ہوتا ہے جیسے تلخ آواز۔ شیریں آواز۔ چیختی آواز ——— مسکراتی آواز۔ قہقہہ بار آواز۔ ہنستی آواز۔ نرم آواز۔ سخت آواز۔ پتھریلی آواز۔ غراتی آواز۔ گنگناتی آواز وغیرہ وغیرہ۔ امید ہے بات واضح ہو گئی ہو گی۔

سہالہ سے راشد ظفر صاحب لکھتے ہیں "گذشتہ سات سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ آپ کا طرزِ تحریر، ذہانت اور شائستگی ہی وہ بنیادی عوامل ہیں جو آپ کے ناول پڑھنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ "ایکشن گروپ" پڑھ کر میں آپ کے وسیع مطالعے کا قائل ہو گیا ہوں۔ اس میں آپ نے ایک نئے علم آنٹی کو متعارف کرایا ہے۔ یہ واقعی ایک منفرد خیال ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آپ ہر شعبے میں گہری نظر رکھتے ہیں۔ میں بھی ماورائی علوم میں دلچسپی رکھتا ہوں۔ ایکشن گروپ کے حصہ دوم میں جب عمران پروفیسر پامیل پر ہپناٹزم کا عمل کرتا ہے تو ایک جگہ پروفیسر عمران کے حکم کے خلاف مزاحمت ظاہر کرتا ہے لیکن عمران کی ٹرانس سے باہر نہیں نکلتا۔ حالانکہ ہپناٹزم کے اصول کے تحت جب بھی معمول کے ذہن میں مزاحمت پیدا ہو تو وہ فوراً ٹرانس سے نکل جاتا ہے۔ کیا آپ اس کی وضاحت کریں گے؟"

راشد ظفر صاحب! آپ نے میری طرزِ تحریر کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔ جہاں تک آپ کی الجھن کا تعلق ہے تو ہپناٹزم کے عمل میں مہارت کے مختلف درجے ہوتے ہیں اور ان درجات کا انحصار عامل کی ذہنی قوت پر ہوتا ہے۔ جو اصول آپ نے لکھا ہے یہ عام ذہانت کے عامل کے لئے تو واقعی درست ہے لیکن جہاں یہ عمل کوئی سپر مائنڈ کر رہا ہو تو پھر آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ کیا یہ اصول اس سپر مائنڈ پر بھی لاگو ہو گا یا نہیں۔ اور جہاں تک عمران کی ذہنی قوت کا تعلق ہے تو آپ زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ وہ مہارت کے کس درجے پر ہو گا۔ امید ہے اس وضاحت سے آپ کی الجھن دور ہو گئی ہو گی۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

دروازے پر زور زور سے دستک کی آواز سن کر ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھا عمران بے اختیار چونک پڑا۔ سلیمان سودا سلف کی خریداری کے لئے بازار گیا ہوا تھا۔ اور عمران اس وقت اکیلا بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ بیرونی دروازے پر زور زور سے دستک کی آواز سنائی دی۔ عمران دراصل دستک کی وجہ سے چونکا تھا کیونکہ کال بیل کی بجائے دستک دینے سے ظاہر تھا کہ باہر کوئی ایسا آدمی ہے کہ جسے کال بیل کا بھی پتہ نہیں۔ دستک ایک بار پھر ہوئی تو عمران کتاب میز پر رکھ کر اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ارے کیا مصیبت ہے۔ ایک تو پہاڑ پر مکان بنا لیا ہے پھر دروازہ بھی نہیں کھولتے" — دروازے کے باہر سے ایک بلغم زدہ نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بتا رہا تھا کہ بولنے والی عورت

کوئی بڑھیا ہے۔ عمران نے دروازہ کھولا تو دروازے پر واقعی ایک بوڑھی
عورت میلے کپڑے پہنے کھڑی تھی۔ سردی شدید ہونے کے باوجود
اس کے جسم پر ایک پھٹا ہوا پرانا سا سویٹر تھا۔ اور وہ شدید سردی
کی وجہ سے کانپ بھی رہی تھی۔ اس کی آنکھوں پر آتشی شیشوں کی
ایک گول فریم والی عینک تھی جس کی کمانیاں شاید ٹوٹ چکی تھیں اور
اس نے اس فریم کو دھاگوں سے کان سے باندھ رکھا تھا۔
"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بیٹا ۔۔۔ تمہارا نام عمرو ہے" ۔۔۔ بوڑھی عورت
نے آتشی شیشوں کے پیچھے سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھتے ہوئے
کہا۔
"عمرو ۔۔۔ وہ تو کب کا مر چکا ہے۔ بوڑھی اماں، بہت بڑا عیار تھا۔
اب تو بچے اس کی کہانیاں پڑھتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"مر گیا ۔۔۔ ہائے ہائے۔ جوانی میں ہی مر گیا۔ میں تو بڑی آس لے
کر آئی تھی۔ مجھے زینو نے بتایا تھا کہ وہ بڑا جسوس مسوس ہے۔ میرا
کام کر دے گا۔ مگر وہ تو بے چارہ مر گیا۔ ہائے میری قسمت" ۔۔۔
بوڑھی اماں نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔
"زینو کون ہے بوڑھی اماں" ۔۔۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے
پوچھا۔ کیونکہ بوڑھی اماں کے جسوس مسوس کہنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ
بوڑھی اسی سے ملنے آئی ہے۔ لیکن وہ اسے پہچانتا نہ تھا۔
"میری بیٹی ہے زینب۔ اس نے بے چارے عمرو کو گودوں کھلایا
تھا۔ بے چارہ کیسے مر گیا جوانی میں۔ ہائے ہائے اس کی ماں کا کیا حال

ہوا ہوگا۔ بڑی آس مراد کا بچہ تھا اُس کا" ۔۔۔ بوڑھی نے باقاعدہ افسوس
کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران کو زینت کے نام سے یاد آ گیا کہ وہ اس آیا
کا نام لے رہی ہے جس نے عمران کو پالا تھا۔ وہ اُسے زینب آپا کہا کرتا تھا۔
کیونکہ اس کی پیدائش کے بعد اماں بی شدید بیمار ہو گئی تھیں اور کافی عرصہ
بیمار رہی تھیں۔ اس لئے ڈیڈی نے اس کی پرورش کے لئے آیا رکھ لی
تھی جو چھ سات سال ان کے پاس رہی تھی پھر اپنے کسی بیٹے کے پاس
چلی گئی تھی۔
"اوہ تو آپ زینت آپا کی ماں ہیں۔ کمال ہے آپ ابھی تک زندہ
ہیں" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"کیوں کیا ہوا ہے مجھے۔ اللہ رکھے۔ ابھی میں نے دنیا میں دیکھا ہی
کیا ہے۔ نگوڑا کیسے منہ بھر کر کہہ رہا ہے کہ ابھی تک زندہ ہو" ۔۔۔
بوڑھی اماں کو عمران کی بات پر یک لخت غصہ آ گیا۔
"اوہ۔ میں آپ کو تو نہیں کہہ رہا تھا۔ میں تو سڑک پر سے گزرنے
والے آدمی سے بات کر رہا تھا۔ اندر آئیے باہر سردی ہے میں ہوں وہی
عمرو جسے زینب آپا نے پالا تھا۔ میرا نام عمران ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے بوڑھی اماں کا بازو پکڑ کر اُسے اندر لے آتے ہوئے کہا۔
"اچھا اچھا تو تم ہو عمرو۔ زینو بتا رہی تھی بہت آفت بچہ تھے تم۔ ہر وقت
شرارتیں۔ اس کا تو ناک میں دم کر رکھا تھا۔ ابھی دیکھو مر کر پھر زندہ ہو گئے۔
تو تم ہو وہ جسوس مسوس" ۔۔۔ بوڑھی اماں نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
"اب میں کیا کرتا بوڑھی اماں۔ زینب آپا کی ناک ہی اتنی چھوٹی تھی
کہ اس میں دم اٹک جاتا تھا۔ باہر ہی نہیں نکلتا تھا۔ ابھی تک اٹکا ہوا

ہو گا "۔۔۔ عمران نے اُسے ڈرائنگ روم کے صوفے پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

" کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ زینو کی ناک چھوٹی ہے۔ ارے غضب خدا کا۔ جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتے ہو۔ میری زینو تو لاکھوں میں ایک ہے۔ وہ تو بے چاری غربت میں خراب ہو گئی۔ ورنہ تو چاند بھی اس سے شرماتا تھا "۔۔۔ بوڑھی اماں کو بے طرح غصہ آ گیا۔

" واقعی واقعی اماں بی چاند شرماتا تھا۔ بے چارہ باہر ہی نہ نکلتا تھا خیر آپ بتائیں اتنی سردی میں کیسے آنا ہوا "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور بوڑھی اماں نے عمران کے طنز کو سمجھے بغیر اثبات میں سر ہلانا شروع کر دیا۔

" کیا بتاؤں بیٹا۔ کیا زمانہ آ گیا ہے۔ ہر طرف چوریاں، ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ غضب ہو گیا ہے۔ ایک ہمارا زمانہ تھا۔ چین کا سکھ کا۔ زیوروں سے لدی عورت سینکڑوں کوس اکیلی چلتی رہتی تو کوئی نگوڑا آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا۔ مگر اب تو دیدوں کا پانی ہی مر گیا ہے۔ اندھیر نگری ہے اندھیر نگری "۔۔۔ اماں بی نے تیز لہجے میں کہا۔ کمرے میں چونکہ ہیٹر چل رہا تھا۔ اس لئے گرم کمرے میں آنے کے بعد بوڑھی اماں کی نہ صرف کپکپی ختم ہو گئی تھی بلکہ اب اس کی زبان میں بھی گرمی آ گئی تھی۔

" بوڑھی اماں۔ اس وقت کے لوگوں کو پتہ ہوتا تھا کہ یہ زیور پیتل کے ہیں۔ ان پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے۔ اس لئے کسی نے کیا کرنا تھا آپ بتائیں آپ کو مجھ سے کیا کام ہے "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں بیٹا۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ واقعی کتنا صبر شکر والا زمانہ تھا ہمارا۔ کہ سونے کا پانی چڑھوا کر لوگ خوش رہتے تھے۔ مگر اب تو سونا پہن کر بھی خوش نہیں رہتے۔ دوزخ کا ایندھن ہیں آج کل کے سب۔ بس ہر طرف اندھیر نگری ہے۔ صبر شکر تو ختم ہی ہو گیا ہے۔ بس قیامت نزدیک ہے۔ میری توبہ "۔۔۔ بوڑھی اماں نے دوسرے زاویے پر بات شروع کر دی۔

" اس لئے تو کہہ رہا ہوں بوڑھی اماں کہ آپ اپنا کام بتائیں۔ قیامت واقعی قریب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کا کام رہ جائے اور قیامت آ جائے "۔۔۔ عمران نے کہا۔

" ہائے اللہ۔ قیامت آ گئی تو پھر کیا ہو گا۔ ابھی تو میں نے اپنی پوتی کی سگائی بھی نہیں کی۔ ابھی تو میرے کلوے کو تنخواہ بھی ملتی ہے۔ ہائے اللہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کچھ سوچ کر بات کیا کرو۔ ایک تو آج کل کے لوگوں کو سمجھ نہیں آتا کہ کیا ہوا ہے۔ بغیر سوچے سمجھے جو منہ میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں۔ ایک ہمارا زمانہ تھا۔ بڑوں کا اتنا لحاظ ادب تھا کہ بڑوں کے سامنے بات کرنی تو کیا آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے۔ سچ ہے زمانے سے حیا شرم ہی اٹھ گئی ہے۔ بس قیامت نزدیک ہے "۔۔۔ بوڑھی اماں نے واویلا کرتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار سر کھجلانے لگا۔ کیونکہ بوڑھی اماں نے واقعی اُسے زچ کر دیا تھا وہ جو بھی بات کرتا بوڑھی اماں اُسے اپنے زمانے کی تعریف اور موجودہ زمانے کی بد تعریفی میں بدل کر بات شروع کر دیتی تھی۔

"کیا ہوا تمہیں۔ کیا گونگے کا گڑ کھا لیا ہے جو منہ میں گھنگنیاں ڈال کر بیٹھ گئے ہو۔ میں اتی دور سے اس لئے چل کر آئی ہوں کہ تمہاری شکل دیکھتی رہوں۔ زینو تو تمہاری بڑی تعریفیں کرتی تھی کہ تم بہت بڑے جسوس مسوس ہو۔ بڑے بڑے دھاکڑ چوروں کو تم نے پکڑ لیا ہے۔ مگر تم تو مجھے شکل سے ہی کسی یتیم خانے کے منشی نظر آتے ہو۔ ہونہہ خواہ مخواہ اتنی مصیبت اٹھائی۔ یہ زینو کی بھی عقل ماری گئی ہے۔ تم سے بات تو ہوتی نہیں۔ اور تم چوروں کو پکڑو گے۔ یا اللہ اب میں کیا کروں۔ کس کے پاس جاؤں کوئی مجھ بڑھیا قسمت کی ماری کی سنتا ہی نہیں"۔۔۔ بوڑھی اماں نے اونچی آواز میں واویلا شروع کر دیا۔

"بڑی اماں۔ کیا تمہاری چوری ہو گئی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"چوری۔۔۔ ہائے۔ میں تو لٹ گئی ہوں۔ تباہ ہو گئی ہوں اور تم کیسے سوکھے منہ سے پوچھ رہے ہو کہ چوری ہو گئی ہے۔ اندھیر نگری ہے اندھیر نگری"۔۔۔ بوڑھی اماں نے رونے والے لہجے میں کہا۔

"کتنی چوری ہوئی ہے۔ میں دے دیتا ہوں اتنی رقم"۔۔۔ عمران نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا۔

"تم دو گے رقم۔ مجھے تو خطرہ ہے کہ تم میرے پلو میں بندھے دو روپے بھی لوٹ لو گے۔ تمہاری جیسی شکل ہوتی ہے رقم دینے والی کی۔ ہائے زینو۔ تم نے مجھے کہاں پھنسا دیا۔ ہائے اللہ اب میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ کوئی مجھ بڑھیا کی سنتا ہی نہیں۔ اندھیر

اندھیر۔ کلجگ ہے کلجگ"۔۔۔ بوڑھی اماں نے روتے ہوئے کہا۔

"آخر کچھ بتائیں گی بھی سہی کہ ہوا کیا ہے"۔۔۔ عمران آخر کار چڑ کر بولا۔ ساری دنیا کو انگلیوں پہ نچانے والا اس وقت واقعی بری طرح زچ نظر آ رہا تھا۔

"اچھا تو تمہیں ابھی پتہ ہی نہیں کہ کیا ہوا۔ اور سنو۔ یہ آ گیا ہے زمانہ۔ ارے میرا خاندانی تعویز چوری ہو گیا ہے اور تمہیں پتہ ہی نہیں۔ یہ حال ہو گیا ہے زمانے کا"۔۔۔ بوڑھی اماں نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"خاندانی تعویز چوری ہو گیا ہے۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ عمران واقعی بوڑھی کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا تھا۔

"یعنی تم جاہل بھی ہو۔ تمہیں تعویز کا بھی پتہ نہیں۔ ہائے ہائے۔ کیا زمانہ آ گیا ہے۔ ایک ہمارا زمانہ تھا۔ یہ گاؤں میں منشی ہوتے تھے۔ پڑھے لکھے عالم فاضل۔ ایک یہ زمانہ ہے کہ تعویز کا بھی پتہ نہیں۔ ہائے کم بخت زینو کہاں پھنسا دیا تم نے مجھے۔ جاہلوں کے پاس کیا ملتا ہے"۔۔۔ بوڑھی اماں نے روتے ہوئے کہا۔ اور عمران کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

"بوڑھی اماں مجھے یہ تو پتہ ہے کہ تعویز ہوتا ہے۔ لیکن تعویز کس نے چوری کیا ہے"۔۔۔ عمران نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ اس بوڑھی کو کیسے ڈیل کرے۔

"لو اور سنو۔ اب یہ بھی میں بتاؤں کہ کس نے چوری کیا ہے۔ تم جسوس ہو یا میں۔ ارے ایسے کیسے پتہ چلے گا۔ میرے ساتھ چلو۔

موقعہ دیکھو۔ وہ موئی انکاری ذمکاری کرو۔ پھر پتہ لگے گا۔ تم تو بس یہاں بیٹھ کر بس پٹر پٹر باتیں کئے جا رہے ہو"۔۔۔ بوڑھی اماں نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے یہ تعویذ کس سے لیا تھا"۔۔۔ عمران نے مجبوراً پوچھا اُسے بوڑھی اماں کی حالت پر واقعی رحم آ رہا تھا۔

"میں نے لیا تھا اسے کہہ تو رہی ہوں خاندانی تعویذ تھا۔ میرا دادا بہت بڑا آدمی تھا۔ پانچ سو گاؤں کی جاگیر تھی۔ مگر اُسے لت پڑ گئی سیر سپاٹے کی۔ اور اس موئے سیر سپاٹے نے ساری جاگیر کھائی۔ آخر میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرا۔ بس مرتے وقت یہی تعویذ تھا اس کے پاس۔ وہ دے گیا میرے باپ کو۔ کہ اس کو سنبھال کر رکھو یہ بڑا جلالی تعویذ ہے۔ پھر مر گیا۔ میرے باپ کو بھی سیر سپاٹے کا شوق ہوا۔ اور وہ جلالی تعویذ کو گلے میں ڈالے نجانے کہاں کہاں پھرتا رہا۔ آخر وہ بھی مرنے سے پہلے یہ جلالی تعویذ مجھے دے گیا۔ میں اس کی اکلوتی بیٹی جو تھی۔ کہنے لگا۔ بی بی اسے سنبھال کر رکھنا۔ اس میں خزانہ ہے۔ تمہاری اولاد کے کام آئے گا۔ اب اس موئے تعویذ میں کہاں سے خزانہ آجانا تھا۔ لیکن میرے باپ کی نشانی تھی میں نے اُسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھا۔ ہر وقت گلے میں ڈالے رکھتی تھی۔ مگر نجانے کون کم بخت تھے وہ بندر کی شکلوں والے۔ دو دن پہلے آ گئے دھمکے۔ اور مجھ سے نقشہ مانگنے لگے۔ اب میرے پاس کہاں سے آیا نقشہ۔ ان نگوڑے بندروں نے مجھے مار مار کر [illegible] کر دیا۔ یہ دیکھو زخم۔ مجھ بوڑھی جان کو مار مار کر ادھ [illegible] کر دیا پھر چلے

گئے۔ میں روتی پیٹتی زینو کے پاس پہنچی اس بے چاری نے جلدی چونا تھوپا تو میں چلنے کے قابل ہوئی وہ میرا خاندانی تعویذ چوری کر گئے۔ زینو نے مجھے تسلی دی کہ عمر و بڑا جسوس مسوس ہے۔ اور اس نے بڑے بڑے دھاکڑ چوروں کو پکڑا ہے۔ اس لئے گرتی پڑتی یہاں آئی۔ مگر تم تو بس باتیں کئے جا رہے ہو۔ چوروں کو تو پکڑتے ہی نہیں۔ ہائے میری قسمت۔ ہائے میرے باپ کی نشانی۔ اب میں اسے کہاں سے ڈھونڈھوں۔ خدا لعنت کرے موئے ان بندروں پر نجانے کہاں سے مجھ قسمت ماری کے گھر آن گھسے"۔۔۔ بڑھیا نے کہا اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں

"بڑی اماں۔ کیا وہ چور انگریز تھے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہائے وہ موئے تو کافر تھے۔ بندروں کی شکل والے۔ گٹ پٹ گٹ پٹ کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک یہاں کا لفنگا بھی تھا۔ لمبے بڑی بڑی مونچھوں والا۔ موئے کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اُسی نے تو مجھے پیٹا تھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک موٹا سا کڑا پہنا ہوا تھا۔ کوڑے میں میرے لگے ہوئے تھے۔ میں چیختی رہی پیٹتی رہی۔ گڑگڑاتی رہی مگر وہ مجھ بڑھیا کو مار کر چلے گئے۔ اللہ کرے ٹانگیں ٹوٹیں ان نگوڑوں کی"۔۔۔ بڑھیا نے اُسی طرح واویلا کرتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی اور یک لخت بڑھیا سہم گئی۔

"ہائے۔ وہ یہاں بھی پہنچ گئے۔ مجھے بچا لو۔ مجھے بچا لو"۔۔۔ بڑھیا نے انتہائی خوف زدہ لہجے میں کہا اور صوفے سے نیچے قالین پر گر کر گڑگڑانے لگی۔

"ارے ارے یہ تو میرا ملازم ہے سلیمان۔ تم فکر نہ کرو بوڑھی اماں
تمہارا خاندانی تعویز میں ان بندروں سے لادوں گا تمہیں" ۔۔۔ عمران
نے بوڑھی اماں کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دروازہ کھولنے باہر
چلا گیا۔ دروازے پر واقعی سلیمان موجود تھا۔ اس نے بہت سے تھیلے
پکڑ رکھے تھے۔

"سلیمان۔ میری آپا کی اماں آئی ہوئی ہے۔ بے چاری سردی سے
ٹھٹھر رہی ہے۔ تم ایسا کرو۔ جا کر مارکیٹ سے ایک گرم جرسی لے آؤ"
عمران نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کی آپا کی اماں ۔۔۔ کیا مطلب۔ زینو کی ماں کی بات کر رہے
ہیں آپ" ۔۔۔ سلیمان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا کیونکہ سلیمان
بچپن سے ہی ان کے گھر میں پلا تھا۔ اس لئے وہ سب کو اچھی طرح جانتا
تھا۔

"ہاں ہاں وہی" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ ربڑ کی بڑھیا ابھی زندہ ہے۔ ہر وقت بولتی رہتی تھی کم بخت
جب بھی زینو سے ملنے آتی ہمارا ناک میں دم کر دیتی" ۔۔۔ سلیمان
نے کچن کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور عمران مسکراتا ہوا واپس ڈرائنگ
روم میں آ گیا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کون تھا" ۔۔۔ بڑھیا نے بڑے سہمے ہوئے
لہجے میں پوچھا۔

"میرا باورچی ہے سلیمان" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی [illegible] سلیمان
سامان کچن میں رکھ کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

"اچھا تو تم ابھی تک زندہ ہو ربڑ کی بڑھیا۔ کمال ہے۔ تمہیں نہ ہارٹ
اٹیک ہوتا ہے نہ بلڈ پریشر۔ سنجانے کس ربڑ سے بنی ہوئی ہو" ۔۔۔ سلیمان
نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم کالے چیڑورے۔ ارے کھا کھا کر کیا جسم نکال رکھا ہے۔
ہائے ہائے اسی لئے بے چارے عمر کی یہ حالت ہے۔ ہڈیاں نکلی ہوئی
ہیں۔ تم کچھ چھوڑتے بھی ہو گے کھانے میں۔ بچپن میں بھی ہر وقت باورچی
خانے میں گھسے رہتے تھے۔ کھانے کے لئے" ۔۔۔ بڑھیا نے آتشی
شیشوں کے پیچھے سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دروازے میں کھڑے سلیمان
کو [illegible] ہوئے کہا۔

"اور تم جو زینو سے کپڑے کا پورا گٹھڑ لے جاتی تھیں۔ اپنی بات
نہیں کرتیں۔ میں تو سمجھا تھا مر کھپ گئی ہو گی۔ مگر تم نے تو شاید
قیامت کے بورئیے پیٹنے ہیں" ۔۔۔ سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"سلیمان۔ جو میں نے کہا ہے وہ کرو۔ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے
سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور سلیمان سر ہلاتا ہوا دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

"دیکھو کیا زمانہ آ گیا ہے۔ بڑوں کا لحاظ ہی ختم ہو گیا ہے۔ دیکھا
تم نے کیسے باتیں کر رہا ہے موا لنگوڑا۔ چیڑورا" ۔۔۔ بڑھیا نے غصیلے
لہجے میں کہا۔

"بوڑھی اماں۔ تم فکر مت کرو۔ تمہارا خاندانی تعویز جلدی مل جائے
گا۔ یہ لو یہ رقم اپنے پلو سے باندھ لو۔ سلیمان ابھی آ رہا ہے وہ تمہیں

تمہارے گھر چھوڑ آئے گا ۔۔۔ عمران نے کوٹ کی جیب سے پانچ پانچ سو والے دس نوٹ نکال کر بڑھیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یہ ۔۔۔ یہ ۔۔۔ نوٹ ۔ یہ تم مجھے دے رہے ہو۔ مجھے" ۔۔۔ بڑھیا کی حالت اتنے سارے بڑے نوٹ دیکھ کر ایسی ہو رہی تھی جیسے ابھی بے ہوش ہو کر گر پڑے گی۔

"ہاں دیکھو۔ تم زینو آپا کی اماں ہو۔ تو پھر میری تو بڑی اماں ہو۔ اس سے انکار نہ کرنا۔ لاؤ میں تمہارے پلو سے باندھ دوں" ۔۔۔ عمران نے قالین پر گھٹنوں کے بل بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور بڑھیا کو شاید سکتہ سا ہو گیا۔ وہ بے حس و حرکت بیٹھی بس نوٹوں کو دیکھے جا رہی تھی۔ عمران نے اس کے میلے سے دوپٹے کے پلو میں نوٹ باندھ دیئے۔

"اوہ اوہ ۔۔۔ اس گندے زمانے میں فرشتے بھی رہتے ہیں۔ اوہ کمال ہے۔ زینو سچ کہہ رہی تھی۔ تم واقعی بڑے جسوس ہو۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم میرا خاندانی تعویز بھی ڈھونڈھ لو گے۔ اللہ تمہیں سلامت رکھے۔ دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو" ۔۔۔ بوڑھی اماں نے کہا اور جھولی اٹھا کر دعائیں دینے لگی۔

"بوڑھی اماں یہ بتائیں کہ وہ کٹ پٹ کرنے والے کس وقت آئے تھے تمہارے گھر۔ اور گھر میں اور کوئی نہیں ہے۔ تم اکیلی رہتی ہو" ۔۔۔ عمران نے موضوع بدلنے کی غرض سے پوچھا۔

"دوپہر کو آئے تھے وہ نامراد۔ بندر۔ میری بہو تو بچوں سمیت میکے گئی ہوئی ہے اور بیٹا نوکری پہ تھا۔ میں نگوڑی اکیلی تھی گھر میں کھاٹ پر پڑی دھوپ سینک رہی تھی کہ وہ آ گئے۔ اللہ کی مار ان پہ" ۔۔۔ بڑھیا

نے کہا۔

"تم نے وہ تعویز کھول کر بھی دیکھا تھا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"ہائے ہائے۔ توبہ توبہ۔ جلالی تعویز کو کون کھول سکتا ہے۔ آگ لگ جاتی ہے" ۔۔۔ بڑھیا نے فوراً ہی کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد سلیمان واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔

"لو بوڑھی اماں۔ یہ گرم جرسی پہن لو۔ تمہارے لئے سلیمان لے آیا ہے۔ یہ کہتا ہے بوڑھی اماں تو بہت نیک ہے" ۔۔۔ عمران نے سلیمان کے ہاتھ سے پیکٹ لے کر اس میں سے گرم جرسی نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے میرا بیٹا سلیمان لے آیا ہے۔ واہ۔ یہ تو بچپن سے ہی بڑا نیک اور شریف بچہ تھا۔ سب تعریفیں کرتے تھے اس کی۔ بس ذرا چٹورا تھا۔ خیر بچوں میں تو ہوتی ہی ہے عادت" ۔۔۔ بوڑھی اماں نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"سلیمان بوڑھی اماں کو رکشے میں بٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آؤ اور سنو خیال رکھنا۔ اس کے پلو میں رقم ہے۔ کہیں گرا نہ دے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی اچھا" ۔۔۔ سلیمان نے بھی عمران کا موڈ پہچانتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس دوران بوڑھی اماں جرسی پہن چکی تھی۔ پھر اس کی دعاؤں کا ٹیپ سٹارٹ ہو گیا۔ آدھی عمران کے لئے اور آدھی سلیمان کے لئے۔ آخر بڑھیا انصاف پسند تو تھی ہی۔ جب سلیمان اسے لے کر فلیٹ سے چلا گیا تو عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا۔

اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"یس ۔۔ ٹائیگر سپیکنگ" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی وہ ابھی تک باہر نہ نکلا تھا اور اپنے کمرے میں ہی تھا

"عمران بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ ٹائیگر کا لہجہ یکلخت مودبانہ ہو گیا۔

"ٹائیگر۔ زیر زمین دنیا کے کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جس کی بڑی بڑی مونچھیں ہوں۔ اور وہ ہاتھ میں ایسا کڑہ پہنتا ہو جس پر ہیرے جڑے ہوئے ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ہیرے جڑا کڑا۔ اوہ۔ یس باس۔ یہ تو دکی کی خاص نشانی ہے۔ پیشہ ور قاتل ہے۔ ویسے جونی کے گروپ سے ایچ ہے۔ اور گولڈن بار اس کا خاص اڈہ ہے۔ شاید یہ بھی غضب کلب ہے باس" ۔۔۔ ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ دکی اس وقت کہاں ہو گا" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"پچھلے کئی دنوں سے نظر تو نہیں آیا کہیں۔ بہرحال اس کا پتہ چل جائے گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اُسے تلاش کرو اور جہاں بھی ہو مجھے فلیٹ پر اطلاع دو۔ میں اس سے فوراً ملنا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا۔

اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا۔ اور میز پر پڑی ہوئی کتاب اٹھا کر دوبارہ پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی صوفے پر بیٹھا ہوا غیر ملکی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"یس ۔۔ کم ان" ۔۔۔ اس نے بھاری آواز میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور دو غیر ملکی نوجوان جن کے ساتھ ایک بڑی بڑی مونچھوں والا مقامی بھی تھا۔ اندر داخل ہوئے۔

"کیا ہوا" ۔۔۔۔ صوفے پر بیٹھے ہوئے لمبے تڑنگے غیر ملکی نے چونک کر پوچھا۔

"وکٹری باس" ۔۔۔ ان میں سے سب سے آگے آنے والے غیر ملکی نے مسکراتے ہوئے کہا اور باس کا چہرہ کھل اٹھا۔

"اوہ۔ کیسے۔ کیا وہ نقشہ مل گیا" ۔۔۔۔ باس بے اختیار اٹھ

کھڑا ہوا تھا۔

"یس باس۔ یہ وکی کا کارنامہ ہے" ۔۔۔۔ اُس نے اس مونچھوں والے مقامی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے ہاتھ میں میرے جڑا کڑا تھا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ کہاں ہے۔ دکھاؤ مجھے" ۔۔۔۔ باس نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔ اور اس غیر ملکی نے جیب سے ایک انتہائی پرانا اور بوسیدہ سا کاغذ نکالا جو تہہ شدہ تھا۔ اور پھر اس نے انتہائی احتیاط سے اس کی تہیں کھولیں اور اُسے درمیانی میز پر رکھ کر اس پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ تاکہ وہ دوبارہ نہ مڑ جائے۔

"اوہ اوہ۔ واقعی۔ کیسے ملا یہ" ۔۔۔۔ باس نے غور سے اس بوسیدہ کاغذ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جس پر آڑی ترچھی بے شمار لکیریں نظر آ رہی تھیں۔ کہیں کہیں ہندسے بھی لکھے ہوئے تھے۔

"باس۔ ہمیں صرف اتنا معلوم تھا کہ یہاں ایک شکاری قیصر حسین رہتا تھا۔ جو کہ کھٹیار خانے نامی محلے میں رہتا تھا لیکن اتنے بڑے شہر میں ہم کیسے ڈھونڈتے۔ لیکن وکی نے وہ پرانا مکان ڈھونڈ نکالا۔ وہاں سے پتہ چلا کہ قیصر حسین کی ایک بیٹی تھی جو یہ مکان فروخت کر کے ایک نئی جگہ جسے یہاں گلبہار کہتے ہیں رہتی ہے۔ وکی نے وہاں اس عورت کو جس کا نام صاحب بی بی ہے دو دن کی کوشش کے بعد ڈھونڈھ لیا۔ عورت بوڑھی تھی اور گھر میں اکیلی تھی۔ اُسے نقشے کا علم ہی نہ تھا۔ اس پر وکی کو خیال آیا تو اس نے اس کے گلے میں موجود سرخ رنگ کا لاکٹ کھینچ لیا۔ اور پھر جب

اس لاکٹ کو کھولا تو اس میں سے یہ نقشہ نکلا" ۔۔۔۔ اس غیر ملکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ اس قدر اہم نقشہ اور وہ بوڑھی عورت اُسے گلے میں لٹکائے پھرتی تھی۔ بہرحال وکی نے کمال کیا ہے۔ ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے۔ اب اس نقشے کو پروفیسر رسکی کو دکھاتے ہیں۔ وہی اسے پڑھ کر بتائے گا۔ آؤ چلیں" ۔۔۔۔ باس نے کاغذ کو تہہ کر کے دوبارہ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کوٹھی کے پورچ میں پہنچے جہاں ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ [illegible] سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہو گئی۔ یہ کالونی اُمرا کی تھی۔ یہاں بڑی بڑی کوٹھیاں ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر بنی ہوئی تھیں۔ ڈرائیونگ سیٹ پر باس خود تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کار ایک بڑی کوٹھی کے جہازی سائز کے پھاٹک کے سامنے موڑ کر روکی۔

"جیگر اتر کر کال بیل بجاؤ" ۔۔۔۔ باس نے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے اس غیر ملکی سے کہا۔ جو اس سے باتیں کرتا رہا تھا دوسرا غیر ملکی اور وکی عقبی سیٹ پر تھے۔ جیگر نیچے اترا اور اس نے گیٹ پر موجود کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک بوڑھا ملازم باہر آ گیا۔

"پروفیسر سے کہو آرنلڈ آیا ہے" ۔۔۔۔ باس نے کار کی کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"جی اچھا" ۔۔۔۔ ملازم نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور چھوٹے

پھاٹک میں غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھل گیا۔ اور
باس نے کار آگے بڑھا دی۔ بڑے سے پورچ میں کار روک کر وہ نیچے
اترے اور پھر اسی ملازم کے پھاٹک بند کر کے واپس آنے تک
وہ کار کے قریب ہی کھڑے رہے۔
"آئیے جناب"۔۔۔ ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور برآمدے
کے کونے میں موجود وسیع و عریض ڈرائنگ روم میں انہیں لے آیا۔
"آپ تشریف رکھیں۔ پروفیسر صاحب آ رہے ہیں"۔۔۔ ملازم
نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور خود ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔ وہ
چاروں ڈرائنگ روم میں موجود انتہائی قیمتی صوفوں پر بیٹھ گئے۔ چند
لمحوں بعد اندرونی دروازے سے ایک دبلا پتلا لیکن خاصا پھرتیلا
آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔
اس نے جسم پر سلیپنگ گاؤن پہن رکھا تھا۔ آنکھوں پر سونے کے
نفیس فریم کا چشمہ تھا۔ وہ چاروں اس کے اندر داخل ہوتے ہی
احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔
"ہیلو آرنلڈ۔۔۔ کیا ہوا۔ کچھ پتہ چلا اس قیصر حسین کا"۔۔۔
پروفیسر نے باس سے مخاطب ہو کر کہا۔
"ہم نقشہ لے آئے ہیں پروفیسر"۔۔۔ آرنلڈ نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا اور پروفیسر بے اختیار اچھل پڑا۔
"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ نقشہ لے آئے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔
مجھے چھ ماہ ہو گئے ہیں یہاں جھک مارتے۔ مجھے تو آج تک قیصر حسین
کا پتہ نہیں چل سکا اور تم کہہ رہے ہو کہ نقشہ لے آئے ہو"۔۔۔ پروفیسر

نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔
"ہم بھی شاید آپ کی طرح ہی اسے ڈھونڈتے رہتے۔ لیکن ڈکی نے
یہ کام تین دنوں میں کر لیا ہے۔ یہ دیکھئے نقشہ"۔۔۔ آرنلڈ نے مسکراتے
ہوئے کہا اور جیب سے وہ تہہ شدہ کاغذ نکال کر اس نے پروفیسر
کے ہاتھ میں دے دیا۔
"کمال ہے۔ پھر تو ڈکی ہم سب سے بازی لے گیا۔ ویل ڈن"۔۔۔
پروفیسر نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا اور تہہ شدہ کاغذ کو
کھول کر غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس نے آنکھوں پر موجود عینک اتار کر
ایک طرف رکھی اور سلیپنگ گاؤن کی جیب سے دوسری عینک نکال
کر اس نے آنکھوں سے لگائی۔ وہ اب کاغذ پر پھیلی ہوئیں آڑھی ترچھی
لکیروں اور ان کے درمیان لکھے ہوئے ہندسوں کو غور سے دیکھنے لگا۔
آرنلڈ اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔
"یہی نقشہ لگتا ہے۔ لیکن یہ کوڈ میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم
کامیاب رہے۔ اب مجھے اسے ڈی کوڈ کرنا پڑے گا۔ تب جا کر
اسے باقاعدہ پڑھا جا سکے گا"۔۔۔ پروفیسر نے سر اٹھاتے ہوئے
کہا۔
"کتنا وقت لگے گا اسے ڈی کوڈ کرنے میں"۔۔۔ آرنلڈ نے
ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔
"کل تک ہو جائے گا"۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور آرنلڈ سر ہلاتا
ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔
"او۔ کے پروفیسر۔ ہم کل آئیں گے"۔۔۔ آرنلڈ نے کہا اور

پروفیسر نے سر ہلا دیا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ پروفیسر سے رخصت ہو کر کار سمیت کوٹھی سے باہر آ گئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس وقت بھی اس کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور وہ صوفے پر نیم دراز کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔

"یس" ۔۔۔ عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس۔ میں نے وکی کو ڈھونڈھ نکالا ہے۔ وہ اس وقت تین غیر ملکیوں کے ہمراہ آرچ کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں موجود ہے" ۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"آرچ کالونی ۔۔۔ یہ کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ کہکشاں ٹاؤن سے ملحقہ نئی کالونی آباد ہوئی ہے باس" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے۔ تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کتاب میز پر رکھی اور اٹھ کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر نے اس وکی کو تیسرے روز جا ڈھونڈھا تھا۔ دو روز سے وہ مسلسل یہی رپورٹ دے رہا تھا کہ وکی کہیں نہیں مل رہا۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ کئی روز سے دو غیر ملکیوں کے ساتھ دیکھا جا رہا ہے۔ [illegible] معلوم تھا کہ ٹائیگر اس وکی کو آخر کار ڈھونڈھ ہی نکالے گا۔ کیونکہ اس معاملے میں وہ بے حد صلاحیتوں کا مالک تھا۔

لباس تبدیل کر کے اور الماری سے ضروری اسلحہ جیب میں ڈال کر عمران فلیٹ سے باہر آیا اور چند لمحوں بعد اس کی کار شہر کے شمال مشرق میں واقع آبادی کہکشاں ٹاؤن کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ عمران کو اصل دلچسپی اس بات میں تھی کہ آخر اس تعویذ میں ایسی کیا بات تھی جس میں غیر ملکی دلچسپی لے رہے تھے۔ اگر زینو آپا کی ماں غیر ملکیوں کا حوالہ نہ دیتی تو عمران یقیناً اسے رقم دے کر رخصت کر دیتا۔ لیکن نقشہ اور غیر ملکیوں کے حوالے نے معاملے کو پُراسرار بنا دیا تھا۔ اور وہ اب اس معاملے کی تہہ تک جانا چاہتا تھا۔ ویسے بھی چونکہ آج کل سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے وہ فارغ ہی تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کہکشاں ٹاؤن میں داخل ہوئی اور پھر کہکشاں ٹاؤن کے اختتام پر وہ واقعی ایک نو آباد کالونی میں داخل ہو گیا۔ آرچ کالونی

کا بڑا سا بورڈ بھی اس نے دیکھ لیا تھا۔ آرچ کالونی میں داخل ہو کر کوٹھی نمبر بارہ تلاش کرنے میں اسے کوئی خاص دقت نہ ہوئی اور پھر جیسے ہی اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روکی۔ ایک زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار کے پیچھے سے ٹائیگر نکل کر کار کے قریب پہنچ گیا۔

" ابھی وہ اندر ہیں باس۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ لوگ کہیں سفر پر جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں "۔۔۔۔ ٹائیگر نے عمران کے کار سے اترتے ہی کہا۔

" سفر کی تیاریاں۔ کیسے معلوم ہوا "۔۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

" باس اس زیر تعمیر کوٹھی کی دوسری منزل سے میں نے اندرونی جائزہ لیا ہے۔ وہ کار میں ہولڈ آل اور ایسا سامان رکھ رہے تھے جیسے کسی لمبے سفر پر جا رہے ہوں "۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو۔ ماسک میک اپ کر لو۔ وہ ڈکی تمہیں پہچانتا ہو گا۔ میں بھی ریڈی میڈ میک اپ کر لیتا ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ ڈکی نے کسی حوالے سے مجھے بھی دیکھا ہوا ہو "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" یس باس "۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر اسی زیر تعمیر کوٹھی کی دیوار کے پیچھے غائب ہو گیا۔ عمران واپس کار میں بیٹھا اور ریڈی میڈ میک اپ میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر واپس آ گیا اس کی شکل خاصی بدلی ہوئی تھی۔

" آؤ "۔۔۔۔ عمران نے کار سے نکلتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ کوٹھی پر کسی قسم کی نیم پلیٹ موجود نہ تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن دبایا اور پھر اس نے

جیب سے ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور ٹائیگر کی طرف بڑھایا۔

" اسے جیب میں رکھ لو۔ ہو سکتا ہے تمہیں موقع مل جائے تو یہ کمرے میں کسی جگہ فکس کر دینا "۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک غیر ملکی باہر آ گیا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

" جی کون صاحب ہیں آپ "۔۔۔۔ غیر ملکی نے غور سے عمران اور ٹائیگر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" بلڈنگ انسپکٹر اکرام اللہ خان۔ بلڈنگ کا معائنہ کرنا ہے " عمران نے بڑے رعب دار لہجے میں کہا۔

" معائنہ۔۔۔۔ وہ کس سلسلے میں "۔۔۔۔ غیر ملکی نے مزید حیران ہو کر پوچھا۔

" آپ مالک ہیں اس کوٹھی کے "۔۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

" جی نہیں۔ ہم نے تو کرایہ پر لی ہوئی ہے "۔۔۔۔ اس غیر ملکی نے جواب دیا۔

" اس لئے آپ کو علم نہیں۔ کوٹھی کے مالک نے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ میں قرضے کی درخواست دے رکھی ہے وہ اس کی دوسری منزل بنانا چاہتا ہے اور اس کے لئے ہم نے سروے کر کے اس کی موجودہ مالیت کا اندازہ لگانا ہے "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اوہ اچھا اچھا۔ ٹھیک ہے۔ آئیے "۔۔۔۔ غیر ملکی نے اس بار

قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر واپس کھڑکی میں سے ہوتا ہوا اندر
چلا گیا۔ عمران اور ٹائیگر بھی اندر داخل ہوئے تو پورچ میں سیاہ رنگ
کی ایک چھ سلنڈر کار کھڑی تھی۔ جبکہ برآمدے میں دکی کے
ساتھ دو اور غیر ملکی بھی موجود تھے۔ انہیں اندر لے جانے والا غیر ملکی
تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ رہا تھا۔ عمران نے اندر داخل ہوتے
ہی اس طرح گردن گھما گھما کر دیکھنا شروع کر دیا جیسے بلڈنگ کا جائزہ
لے رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں برآمدے میں پہنچ گئے۔

"آپ حضرات کو تکلیف تو ہو گی لیکن ڈیوٹی از ڈیوٹی"۔۔۔ عمران نے
نرم لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ آپ اپنا کام کر لیں"۔۔۔ ایک غیر ملکی نے
قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"میرا نام اکرام اللہ خان ہے۔ اور میں بلڈنگ انسپکٹر ہوں۔ یہ
میرے اسسٹنٹ طارق محمود ہیں"۔۔۔ عمران نے باقاعدہ اپنا
اور ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام آرنلڈ ہے اور میں سول انجینئر ہوں۔ یہ میرے ساتھی جیگر
اور ٹونی ہیں اور یہ ہمارا مقامی دوست ہے دکی"۔۔۔ اس غیر ملکی نے
ایسے انداز میں تعارف کرایا جیسے مجبوراً ایسا کر رہا ہو۔

"آپ سب حضرات سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔ مگر ان دکی صاحب
کو تو پولیس تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ کیوں طارق۔ انہی کا فوٹو تھا سپاہی
کے پاس"۔۔۔ عمران نے بڑے عام سے انداز میں کھڑے ٹائیگر کی
طرف مڑ کر کہا۔

"جی ہاں خان صاحب۔ لیکن ہمیں کیا"۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ تم ایسا کرو ساری بلڈنگ گھوم کر جائزہ لے لو۔ میں
یہاں ان شریف آدمیوں سے چند باتیں کر لوں"۔۔۔ عمران نے
کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"پولیس کیوں تلاش کر رہی ہے دکی کو۔ اور آپ کو کیسے معلوم ہوا"
آرنلڈ کا لہجہ بے حد مشکوک تھا۔

"اصل بات کا تو ہمیں علم نہیں۔ ابھی ہوٹل میں بیٹھے ہم چائے پی رہے
تھے کہ ایک دوست سپاہی بھی وہاں آ گیا اور اس نے بتایا
کہ وہ ایک آدمی کو تلاش کر رہا ہے۔ جس کا نام دکی ہے۔ وہ ہم
سے پوچھ رہا تھا کہ ہم نے اُسے دیکھا تو نہیں۔ پھر اس نے فوٹو بھی نکال
کر دکھایا لیکن ظاہر ہے ہم تو انہیں دیکھ ہی پہلی بار رہے ہیں۔ اس
سپاہی نے اتنا بتایا تھا کہ دکی پر الزام ہے کہ اس نے کسی بڑھئی کے گھر
میں داخل ہو کر اُسے مارا پیٹا ہے۔ اور اس کا خاندانی تعویز زبردستی
چھین کر بھاگ گیا ہے۔ اب پتہ نہیں یہ بات ہے یا کوئی اور"۔۔۔
عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے اس سارے معاملے سے کوئی
خاص دلچسپی نہ ہو۔

"بکواس ہے۔ میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا"۔۔۔ دکی نے
یک لخت غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ آپ نے کیا ہے۔ میں تو اس سپاہی کی بات
کر رہا تھا۔ ویسے فوٹو آپ کا ہی تھا۔ آگے آپ جانیں اور آپ کا کام۔

جہاں تک ہمارا تعلق ہے۔ ہم سرکاری آدمی ہیں۔ ہم تو اپنے کام سے کام رکھتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اُسی وقت ٹائیگر باہر آ گیا۔

"آیئے صاحب۔ میں نے چیک کر لیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے۔۔۔ بہت شکریہ جناب"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کوٹھی سے باہر آ گئے تھے۔

"زیرو دن فکس کر دیا ہے"۔۔۔ عمران نے باہر نکلتے ہی پوچھا۔

"یس باس۔ برآمدے کے ساتھ والے کمرے میں فکس کیا ہے"۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"عقبی طرف آ جاؤ"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ اُسی لمحے ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھرنے لگیں اور عمران نے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا اور ساتھ ہی کار بھی سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"ہو سکتا ہے بڑھیا پولیس کے پاس گئی ہو۔ اور اس نے وہاں تمہاری تصویر پہچان لی ہو"۔۔۔ آرنلڈ کی تیز آواز سنائی دی۔

"میری کوئی تصویر پولیس کے پاس نہیں ہے۔ مجھے تو یہ آدمی مشکوک لگتا ہے"۔۔۔ وکی کی آواز سنائی دی۔

"کچھ بھی ہو۔ اب ہمیں فوراً یہ کوٹھی چھوڑنی ہو گی۔ اور ہاں چیک کر لو کوئی ایسی چیز یہاں موجود نہ ہو۔ جس سے ہمارا سراغ لگ سکے۔ میں پروفیسر پرسکی کو فون کر لوں"۔۔۔ آرنلڈ کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ پھر آرنلڈ کی آواز سنائی

دی۔ عمران اس دوران کار کو اس کوٹھی کی سائیڈ روڈ پر چلاتا ہوا اس کے عقب میں پہنچ چکا تھا۔ ٹائیگر بھی اپنی کار میں پیچھے آ رہا تھا۔ عمران نے ایک سائیڈ پر کار روک دی۔

"ہیلو پروفیسر۔ میں آرنلڈ بول رہا ہوں۔ ہم تیار ہو کر آپ کے پاس ہی آ رہے ہیں۔ کیا آپ تیار ہیں"۔۔۔ آرنلڈ نے کہا۔ پھر چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد آرنلڈ کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"آپ فکر نہ کریں پروفیسر۔ ہم نے ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کی پوری تیاری کر لی ہے۔ ویسے میرا خیال ہے زرشک پہاڑیوں میں جہاں ہم نے جانا ہے۔ وہاں خطرے والی کوئی بات نہ ہو گی"۔۔۔ آرنلڈ کی آواز سنائی دی۔

"اوکے پروفیسر۔ ہم آ رہے ہیں"۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد آرنلڈ نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد کسی کے چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر آواز مدھم ہو کر ختم ہو گئی۔ عمران نے کار آگے بڑھائی اور پھر عقب سے گھوم کر جب وہ اس سے ملحقہ کوٹھی کی دوسری سائیڈ والی گلی سے مڑ کر سڑک کے قریب پہنچا۔ تو اس نے اس کار کو تیزی سے گلی کے سامنے سے گزرتے ہوئے دیکھا جو اس کوٹھی کے پورچ میں کھڑی تھی۔ عمران نے کار آہستہ کر لی۔ تاکہ یہ لوگ کافی آگے نکل جائیں اس نے ان کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر آیا اور اس نے کار کا رخ ادھر ہی کر دیا جدھر وہ کار گئی تھی۔ آرنلڈ کی کار اس دوران موڑ مڑ کر کہکشاں ٹاؤن

میں غائب ہو چکی تھی۔ عمران خاموشی سے آگے کار بڑھائے لئے گیا۔ اور
پھر کہکشاں ٹاؤن سے نکلنے کے بعد عمران نے سیاہ رنگ کی وہ کار
چیک کر لی۔ جس میں آرنلڈ اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ اس گروہ کا
لیڈر آرنلڈ ہی ظاہر ہو رہا تھا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے اپنی کار میں آ رہا
تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سیاہ کار کنگ کالونی میں داخل
ہوئی۔ یہ امراء کی کالونی تھی۔ اور اس میں بڑی بڑی کوٹھیاں ایک دوسرے
سے فاصلے فاصلے پر بنی ہوئی تھیں۔ چونکہ کالونی میں سڑک پر ٹریفک
تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس لئے عمران نے درمیانی فاصلہ اور
بڑھا دیا۔ اور پھر اس نے تیزی سے کار ایک سائیڈ روڈ پر موڑ دی۔
کیونکہ آرنلڈ اور اس کے ساتھیوں کی کار اس نے ایک کوٹھی کے گیٹ
کے سامنے مڑ کر رکتے ہوئے دیکھ لی تھی۔ ٹائیگر بھی اس کے پیچھے ہی
سائیڈ روڈ پر مڑ گیا۔ عمران نے ذرا آگے جا کر کار روک دی اور پھر کار
کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

"اب ہمیں اصل صورت حال معلوم کرنے اس پروفیسر کی کوٹھی
کے اندر جانا ہو گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"تم اس کوٹھی کے سامنے سے نگرانی کرو۔ کیونکہ فون پر اس آرنلڈ نے
پروفیسر سے پوچھا تھا کہ کیا وہ تیار ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ میں عقبی
طرف سے جب تک اندر داخل ہوں یہ سامنے کی طرف سے نکل جائیں۔
میں اندر جاؤں گا"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر کو مزید ہدایات دیتے ہوئے
کہا اور ٹائیگر خاموشی سے واپس سڑک کی طرف مڑ گیا جب کہ عمران
تیزی سے سیدھا آگے بڑھتا گیا۔ سائیڈ روڈ پر جا کر وہ مڑا اور

پھر اس کوٹھی کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا جس کے گیٹ کے سامنے آرنلڈ
اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کوٹھی جدید انداز کی تھی اس لئے اس کی
چار دیواری کی بلندی کچھ زیادہ نہ تھی۔ عقبی طرف ویسے ہی خالی پلاٹ تھے۔
اور وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس لئے عمران نے اچھل کر دونوں ہاتھ
دیوار پر رکھے اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر چڑھ کر عقبی طرف وسیع
پائیں باغ میں کود گیا۔ چند لمحے وہ باڑ کے پیچھے دبکا رہا۔ تاکہ کودنے
سے ہونے والے ہلکے سے دھمکے کا ردعمل دیکھ سکے۔ دوسرا خطرہ
اُسے کتوں سے تھا۔ لیکن جب چند لمحوں تک وہاں موجود رہنے کے
بعد نہ ہی کسی کتے کی آواز سنائی دی۔ اور نہ ہی کوئی آدمی دکھائی دیا۔
تو وہ تیزی سے باڑ کے پیچھے سے نکلا اور اصل عمارت کی طرف بڑھتا گیا۔
عمارت کی ایک عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ لیکن کھڑکی تاریک تھی۔ اس کا
صاف مطلب تھا کہ جس کمرے کی یہ کھڑکی ہے وہ بند پڑا ہوا ہے۔
عمران اس طرف بڑھا۔ کیونکہ اس کھلی کھڑکی سے وہ آسانی سے اس
کمرے میں داخل ہو کر کسی طرف جا سکتا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ کھڑکی کے
قریب پہنچا اچانک کھڑکی روشن ہو گئی۔ اور عمران بجلی کی سی تیزی سے
کھڑکی کے نیچے دبک گیا۔

"آؤ بیٹھو آرنلڈ۔ میں نے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں"۔۔۔ ایک
بوڑھی سی آواز سنائی دی۔

"کیسی باتیں پروفیسر"۔۔۔ آرنلڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"سنو آرنلڈ۔ میں تمہیں اصل بات بتاتا ہوں۔ میں یہ بات تمہارے
ساتھیوں کے سامنے نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے میں تمہیں یہاں علیحدہ

لے آیا ہوں۔ میں نے تمہیں یہی بتایا تھا کہ یہ نقشہ ایک بہت بڑے خزانے کا ہے جو زرشک پہاڑیوں میں دفن ہے"۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"ارے۔ کیا یہ غلط تھا"۔۔۔۔ آرنلڈ کے لہجے میں غصہ تھا۔

"ہاں یہ غلط تھا۔ آرنلڈ۔ لیکن اس غلط بیانی کی تہہ میں ایک مجبوری تھی مجھے معلوم ہے کہ تم صرف دولت کے لئے کام کرتے ہو۔ اور میرے پاس نقد اتنی دولت موجود نہ تھی کہ میں تمہیں دے کر اس نقشے کی برآمدگی پر آمادہ کرتا۔ اس لئے میں نے خزانے کی بات کی تھی۔ لیکن تمہیں دولت چاہیئے تمہیں دولت مل جائے گی"۔۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"آپ اصل بات بتائیں پروفیسر۔ آپ نے مجھے پریشان کر دیا ہے" آرنلڈ کے لہجے میں ہلکی سی ناگواری تھی۔

"وہی بتانے کے لئے تو میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں۔ یہ نقشہ کسی خزانے کا نہیں ہے اور نہ ہی یہ خزانہ یہاں پاکیشیا میں موجود ہے اصل بات یہ ہے کہ روسیاہ کے ایک سائنس دان نے ایک دھات دریافت کی تھی۔ اس دھات کا نام اسی پروفیسر کے نام پر کانوف رکھا گیا ہے۔ اس دھات کی یہ خاصیت ہے کہ اس کے اندر سے ایسی شعاعیں نکلتی ہیں۔ جو ایندھن کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہیں۔ اور یہ ایسا ایندھن ہے جو توانائی تو پیدا کرتا ہے۔ لیکن خرچ نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب ہوا کہ اگر کسی خلائی جہاز میں یہ ایندھن استعمال کیا جائے تو یہ خلائی جہاز صدیوں تک مسلسل اڑایا جا سکتا ہے۔ ظاہر ہے جب یہ ایندھن خرچ ہی نہ ہوگا تو اس کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ یہ تو میں نے صرف ایک مثال دی ہے تمہیں کانوف کا

منصوبہ تھا کہ اس دھات سے نکلنے والی قدرتی شعاعوں کا تجزیہ کر کے اس جیسی مصنوعی شعاعیں تیار کی جائیں۔ اس طرح یوں سمجھو کہ پوری دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب آ جائے گا۔ یہ پٹرول۔ گیس وغیرہ سے تیار ہونے والے سب ایندھن بے کار ہو جائیں گے۔ کسی بھی بڑے سے بڑے ہوائی جہاز۔ بحری جہاز کے اندر کانوف شعاعوں کا صرف ایک چھوٹا سا ذخیرہ رکھ دیا جائے تو پھر اسے ایندھن کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔ تم خود سوچو کہ یہ کتنی حیرت انگیز دریافت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب کانوف نے حکومت روسیاہ کو اس بارے میں اطلاع دی تو حکومت روسیاہ نے اسے ٹاپ سیکرٹ قرار دے دیا۔ اور کانوف شعاعوں پر مزید ریسرچ کے لئے ایک علیحدہ لیبارٹری قائم کر دی گئی۔ لیکن نجانے کیا ہوا کہ پروفیسر کانوف سے اس دھات کا ٹکڑا ایک تجربے کے دوران مکمل طور پر ضائع ہو گیا۔ اس پر حکومت روسیاہ کو بے حد تشویش ہوئی۔ پروفیسر کانوف کو یہ ٹکڑا اپنے ایک شکاری دوست سے ملا تھا۔ جس نے اسے صرف اتنا بتایا تھا کہ یہ ٹکڑا آٹان کے شمالی جنگل کے اندر ایک قدیم اور تباہ شدہ مندر میں موجود ایک غار کے اندر پڑے ہوئے بت کی آنکھ میں لگا ہوا تھا اور وہ اسے ہیرا سمجھ کر لے آیا تھا۔ لیکن یہاں جوہریوں کو دکھانے پر اسے معلوم ہوا کہ یہ ہیرا نہیں ہے تو وہ بے حد مایوس ہوا۔ بہرحال چونکہ یہ ایک نئی دھات تھی۔ اور پروفیسر کانوف دھاتوں کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے وہ ٹکڑا پروفیسر کانوف تک پہنچا اور پھر پروفیسر کانوف نے اس کی انتہائی حیرت انگیز صلاحیت دریافت کر لی۔ پروفیسر کانوف کا وہ

شکاری دوست بھی مر چکا تھا۔ اس لئے روسیاہ نے ماہرین پر مبنی ایک
ٹیم بھوٹان کے اسی جنگل میں بھیجی تاکہ اس دھات کو مزید تلاش کیا جائے
وہاں تفصیلی ریسرچ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ یہ ٹکڑا جسے ہیرا سمجھ کر اس
بت کی آنکھوں میں لگایا گیا تھا۔ سلسلہ کوہ ہمالیہ کے اندر ایک
آبشار کی سائیڈ پر پڑا ہوا ایک پجاری کو ملا تھا۔ چنانچہ اس آبشار کو
تلاش کیا گیا اور پھر آخر کار ایک بات کا علم ہوا کہ آبشار کے ماخذ کے
قریب ایک پہاڑی ہے جسے عام طور پر ہیروں کی پہاڑی کہا جاتا
ہے۔ چنانچہ یہ سمجھ لیا گیا کہ وہ دھات اس پہاڑی سے ملی ہو گی۔
لیکن بے پناہ ریسرچ کے باوجود یہ دھات وہاں سے نہ مل سکی۔
البتہ اس پہاڑی سے ہیرے کی ایک چھوٹی سی کان ضرور دریافت
ہوئی پھر حکومت روسیاہ کو ایک اطلاع ملی کہ پاکیشیا کے ایک
شکاری قیصر حسین کچھ عرصہ پہلے یہاں آیا تھا اور اس کے پاس اس
دھات کا ایک بڑا ٹکڑا دیکھا گیا تھا۔ اس کی خاص نشانی یہ ہے کہ
اس کا رنگ سبز ہوتا ہے لیکن اندر سے بنفشی رنگ کی شعاعیں نکلتی
ہیں۔ اس پر قیصر حسین کو تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسی دھات جسے
سبز ہیرے کا نام دیا گیا تھا کی وجہ سے اس کا اپنے ساتھیوں سے
جھگڑا ہو گیا۔ اور قیصر حسین ان سے علیحدہ ہو کر فرار ہو گیا۔ اس کے
ساتھیوں نے اس کا پیچھا کیا اور پھر اسے پاکیشیا کی سرحد پر تلاش
کر لیا گیا۔ لیکن وہ شدید زخمی تھا۔ اس کے پاس سبز ہیرا موجود نہ
تھا۔ اس نے انہیں بتایا کہ اس سے سبز ہیرا راستے میں پڑنے
والے جنگل میں رہنے والے قبیلے نے زبردستی چھین لیا ہے۔ اس پر

اس کے ساتھی اس جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ اور قیصر حسین پاکیشیا واپس
اپنے گھر چلا گیا۔ وہاں اتفاق سے اس نے اپنے ایک دوست شکاری
کو بتایا کہ اس کے پاس انتہائی قیمتی سبز ہیرا جو اس نے اپنے ساتھیوں
سے چھپانے کے لئے کسی جگہ چھپا دیا ہے۔ اور اس کا نقشہ بنا لیا ہے۔
تاکہ کچھ عرصے بعد وہ جا کر اسے حاصل کرے گا اور پھر اسے فروخت
کر کے وہ دنیا کا امیر ترین آدمی بن جائے گا۔ قیصر حسین اس دوران
مر کھپ گیا۔ حکومت روسیاہ قیصر حسین کو تلاش کرتے کرتے اس کے
اسی دوست سے جا ٹکرائی جس کو اس نے سبز ہیرے کے متعلق بتایا
تھا۔ لیکن اس دوست نے انہیں یہ بتایا کہ قیصر حسین فوت ہو چکا ہے۔
اور اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اور اس کا وہ دوست بھی اس کے
جنازے میں شامل تھا۔ اس پر روسیاہی ایجنٹوں نے قیصر حسین کے
گھر کی تلاشی لی۔ تلاشی کیا لی اسے مکمل طور پر کھود ڈالا لیکن وہ نقشہ نہ
مل سکا۔ اور پھر حکومت روسیاہ بے بس ہو کر خاموش ہو گئی۔ پروفیسر
کالوف بھی مر گیا۔ لیکن مرنے سے پہلے اس نے اپنی ڈائری میں یہ
ساری تفصیلات درج کی تھیں اور اس کی یہ ڈائری کسی طرح ایکریمیا
کے ایجنٹوں کے ہاتھ لگ گئی۔ اس طرح ایکریمیا کو اس دھات کا
پہلی بار علم ہوا۔ کالوف نے اپنی ڈائری میں اس دھات کی تلاش
کے بارے میں بھی پوری تفصیل لکھی تھی۔ چنانچہ ایکریمیا نے نئے
سرے سے قیصر حسین کے اس نقشے کی تلاش کا بیڑا اٹھایا۔ میں چونکہ
پاکیشیا میں طویل عرصے تک رہا ہوں۔ اس لئے اس کی تلاش کا کام میرے
سپرد کیا گیا۔ لیکن میں اسے جب تلاش نہ کرسکا تو مجھے تمہارے گروپ

کا خیال آیا۔ اور میں نے تمہیں یہ کہہ کر اپنے طور پر ہائر کر لیا۔ کہ یہ نقشہ خزانے کا ہے۔ اور تم نے آخر کار وہ نقشہ تلاش بھی کر لیا۔ میں نے تمہیں جب یہ کہا تھا کہ میں نقشے پر تفصیلی ریسرچ کروں گا۔ تو در اصل میں نے وہ نقشہ یہاں ایکریمین سفارت خانے کے حوالے کر دیا اور سفارتی بیگ میں وہ نقشہ ایکریمیا پہنچا دیا گیا۔ اب وہاں ماہرین اس پر ریسرچ کریں گے۔ اور پھر دنیا کی اس حیرت انگیز اور انتہائی قیمتی دھات کو تلاش کریں گے۔ چنانچہ اس وقت نہ ہی میرے پاس کوئی نقشہ موجود ہے اور نہ ہی مجھے نقشہ پڑھنا آتا ہے۔ میں تو جنگلی جڑی بوٹیوں کی ریسرچ کرتا ہوں۔ تمہیں یاد ہے کہ تم سے بھی میری ملاقات ایمزن کے جنگل میں ہی ہوئی تھی۔ جہاں تم ایک غدار ایجنٹ کو تلاش کرنے میں مصروف تھے۔ اور وہیں تم نے مجھے اپنے سابقہ کارنامے بھی سنائے تھے۔ کہ تم کس طرح گمشدہ لوگوں کو تلاش کرنے میں مہارت رکھتے ہو۔ یہی وجہ تھی کہ جب میں تلاش میں ناکام ہو گیا تو مجھے تمہارا خیال آیا اور میں نے تم سے رابطہ کیا اور تم یہاں آ گئے۔ اب رہ گئی یہ بات کہ تمہاری اس محنت اور تلاش کا تمہیں معقول معاوضہ ملنا چاہیئے۔ تو اس کا بندوبست میں نے کر لیا ہے۔ ایکریمی سفیر سے میری بات چیت ہو چکی ہے وہ تمہیں معقول معاوضہ دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں" ——— پروفیسر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کتنا معاوضہ" ——— آرنلڈ نے پوچھا۔

"میری ان سے بات ہوئی ہے۔ وہ تمہیں دس ہزار ڈالر دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں" ——— پروفیسر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سب مجھے منظور ہے۔ اگر تمہاری جگہ کوئی اور مجھے یہ کہانی سناتا تو شاید میں یقین نہ کرتا۔ لیکن میں تمہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔ تم غلط بیانی کے عادی نہیں ہو۔ اور ویسے بھی مجھے معلوم ہے کہ ایسے خزانے تم اکیلے ڈھونڈھ بھی نہیں سکتے۔ یہ بڑا جان جوکھوں کا کام ہوتا ہے اس لئے مجھے تمہاری بات پر یقین آ گیا ہے۔ مجھے میرا معاوضہ دو تاکہ میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا جاؤں" ——— آرنلڈ کی آواز سنائی دی۔

"ابھی دیتا ہوں۔ میں نے ایکریمی سفیر سے یہ رقم صبح ہی حاصل کر لی تھی" ——— پروفیسر کی آواز آئی اور پھر ایک آدمی کے چلنے اور ایک الماری کھلنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔

"یہ لو۔ اچھی طرح چیک کر لو" ——— پروفیسر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب مجھے اجازت" ——— آرنلڈ کی آواز سنائی دی۔

"آؤ۔ میں تمہیں تمہارے ساتھیوں تک پہنچا دوں" ——— پروفیسر نے کہا۔ اور اس کے بعد دو آدمیوں کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹچ کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی کمرہ دوبارہ تاریک ہو گیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے واپس مڑا۔ اور دوڑتا ہوا وہ عقبی دیوار کی طرف آیا اور چند لمحوں بعد وہ دیوار سے کود کر عقبی سڑک پر آیا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ گلی سے ہو کر وہ کوٹھی کے سامنے کی طرف آیا۔ اور اس طرف کو مڑ گیا جدھر اس کی کار موجود تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ کو سر سے بلند کر کے مخصوص اشارہ کیا۔ اس اشارے کی وجہ تھی

کہ جب وہ کار کے قریب پہنچا تو ٹائیگر بھی اس کے پاس پہنچ چکا تھا۔

"ٹائیگر۔ آرنلڈ اور اس کے ساتھی واپس جا رہے ہیں۔ تم نے ان کی مکمل نگرانی کرنی ہے۔ اس لئے تم کار لے کر چل پڑو۔ ضرورت پڑنے پر میں ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر لوں گا"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں ٹائیگر سے کہا اور خود اپنی کار میں بیٹھ کر وہ کار کو پروفیسر کی کوٹھی کے عقبی طرف لے آیا۔ اور پھر کوٹھی کے عقب سے آگے بڑھا کر وہ سائیڈ سے ہوتا ہوا کوٹھی کی دوسری طرف سے سڑک پر اسے روک دیا۔ اب کار کا رخ کوٹھی کے گیٹ کی مخالف سمت تھا۔ اور عمران کو بیک مرر میں کوٹھی کا گیٹ نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے گیٹ میں سے وہی سیاہ رنگ کی کار نکل کر اپنی مخالف سمت جاتے دیکھا۔ وہ خاموش بیٹھا بیک مرر میں اسے دیکھتا رہا۔ جب وہ کافی دور نکل گئی تو اس نے سائیڈ روڈ سے ٹائیگر کی کار نکل کر اس کے پیچھے جاتی دیکھی تو اس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ جب دونوں کاریں اس کی نظروں سے غائب ہو گئیں تو اس نے کار موڑی اور اسے پروفیسر کی کوٹھی کے گیٹ پر لے آیا۔ گیٹ پر پروفیسر برسکی کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ عمران نے کوٹ کی اس جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں مختلف ٹائپ کے کارڈ پڑے رہتے تھے۔ اور پھر چند کارڈ باہر نکال لئے۔ ان میں سے اس نے ایک کارڈ منتخب کیا۔ یہ کارڈ ایک سائنسی ریسرچ ادارے کا تھا۔ کارڈ ہاتھ میں لے کر وہ نیچے اترا اور اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک ملازم نما بوڑھا آدمی باہر آ گیا۔

"پروفیسر برسکی کو یہ کارڈ دو"۔۔۔ عمران نے ملازم کو کارڈ دیتے

ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جی صاحب"۔۔۔ مقامی ملازم نے کہا۔ اور واپس اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا اور وہی ملازم گیٹ پر نظر آیا۔

"آئیے جناب۔ پروفیسر صاحب آپ کے منتظر ہیں"۔۔۔ ملازم نے کہا اور عمران جو اس دوران کار میں بیٹھ چکا تھا، سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

تھوڑی دیر بعد جب اس نے کار پورچ میں روکی تو وہی ملازم گیٹ بند کر کے اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ وسیع و عریض کوٹھی میں اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران اس ملازم کے انتظار میں وہیں پورچ میں ہی رک گیا۔

"آئیے جناب ادھر ڈرائنگ روم ہے"۔۔۔ ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ عمران سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ برآمدے کے کونے میں ڈرائنگ روم کا دروازہ تھا۔ ملازم عمران کو ڈرائنگ روم میں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ عمران نے ڈرائنگ روم کا جائزہ لیا اور پھر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازے سے ایک دبلا پتلا لیکن خاصا پھرتیلا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے۔ جسم پر سلیپنگ گاؤن تھا اور آنکھوں پر سونے کا بنا ہوا نفیس فریم کا چشمہ تھا۔ عمران اسے دیکھ کر مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"پروفیسر برسکی"۔۔۔ پروفیسر نے اندر آتے ہی اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اگر صرف بال سفید کر لینے سے پروفیسر ہوگاسے پروفیسر برسکی بن سکتا ہے تو پھر واقعی مجھے پروفیسر برسکی سے مل کر بے حد مسرت ہو رہی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کک ——— کیا ——— تم ——— کون ہو" ——— پروفیسر برسکی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اور عمران نے بڑے اطمینان سے ریڈی میڈ میک اپ مٹانا شروع کر دیا۔

"اوہ اوہ۔ تم پرنس آف ڈھمپ ہو۔ اوہ۔ کمال ہے" ——— پروفیسر برسکی نے یک لخت انتہائی مسرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دوڑ کر اس طرح عمران سے لپٹ گیا جیسے صدیوں کے بعد کسی عزیز ترین دوست سے اچانک ملاقات ہو رہی ہو۔

"ارے ارے۔ میری پسلیاں اصلی ہیں پروفیسر۔ یہ ریڈی میڈ نہیں ہیں" ——— عمران نے مصنوعی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور پروفیسر برسکی ہنستے ہوئے ہٹ گیا۔

"اوہ۔ کس قدر طویل عرصے کے بعد تم سے ملاقات ہو رہی ہے۔ اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ لیکن یہ کارڈ تو......" ——— پروفیسر برسکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کارڈ بھی تمہارے سر کے بالوں کی طرح نقلی ہے پروفیسر ہوگاسے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا اچھا۔ تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں نے نقلی بال لگا رکھے ہیں حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ بال اصلی ہیں" ——— پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میرا خیال ہے تمہاری اور میری ملاقات آٹھ سالوں بعد ہو رہی ہے۔ اس دوران تمہارے سنہرے بال کس طرح اس قدر سفید ہو سکتے ہیں۔ جب کہ چہرے اور جسم پر بڑھاپے کے تاثرات موجود نہیں ہیں" ——— عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ ایک جڑی بوٹی کا کارنامہ ہے پرنس جسے میں نے استعمال تو کسی اور مقصد کے لئے کیا تھا لیکن رزلٹ یہ نکلا کہ بال برف کی طرح سفید ہو گئے۔ مجھے خوب صورت لگے اس لئے میں نے انہیں ایسے ہی چھوڑ دیا۔ لیکن تم بتاؤ۔ تم کیا کھاتے ہو۔ بالکل اسی طرح صحت مند۔ اور نکھرے ہوئے ہو۔ جیسے آٹھ سال پہلے تھے۔ مجھے تو تمہیں دیکھ کر یوں لگ رہا ہے جیسے آٹھ سالوں کی بجائے آٹھ منٹوں بعد دوبارہ ملاقات ہو رہی ہو" ——— پروفیسر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے کہاں پروفیسر۔ بس صرف بال سفید نہیں ہوئے ورنہ تو میں بوڑھا ہو چکا ہوں" ——— عمران نے کہا اور پروفیسر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ٹھہرو۔ میں تمہارے لئے کچھ پینے کے لئے منگواتا ہوں" ——— پروفیسر نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"نہیں پروفیسر۔ مجھے ابھی جلد واپس جانا ہے۔ پھر آؤں گا۔ اور تفصیلی ملاقات ہوگی۔ فی الحال تم مجھے وہ کاغذ دے دو جو تم نے آرنلڈ کے ذریعے حاصل کیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو پروفیسر ہوگاسے اس طرح اچھلا جیسے اسے ہزاروں وولٹیج کا الیکٹرک شاک لگ گیا ہو۔

"گگ ـــ گگ ـــ کیا مطلب ۔ کیسا کاغذ ۔ کون آرنلڈ" ـــ
پروفیسر نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا ۔

"پروفیسر میں تمہاری اور آرنلڈ کی اس ساری گفتگو کا ایک ایک
لفظ اپنے کانوں سے سن چکا ہوں ۔ جو تم نے عقبی کمرے میں بیٹھ کر کی تھی
میں تمہاری آواز پہچان گیا تھا ۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ تمہارے
آرنلڈ کو احمق بنانا کوئی مشکل کام نہیں ہے ۔ اس بے چارے کو کیا معلوم
تھا کہ اس کا پالا پروفیسر موگا سے پڑ گیا ہے ۔ اور یہ بھی مجھے یقین
ہے کہ وہ دس ہزار ڈالر بھی تمہارے آدمی واپس حاصل کر لیں گے ۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"تو تم آرنلڈ کے پیچھے یہاں آئے تھے" ـــ پروفیسر موگا سے نے
یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا ۔

"ہاں ۔ دراصل وہ کاغذ جسے تم نقشہ سمجھ رہے ہو ۔ نقشہ نہیں ہے ۔
بلکہ میری آیا کی ماں کا ایک خاندانی تعویذ ہے ۔ جو اُسے اس کے
باپ دادا کی طرف سے ملا تھا ۔ میں نے سوچا کہ خواہ مخواہ پروفیسر
موگا سے اس پر سر کھپاتا رہے گا ۔ اس لئے میں جا کر وہ تعویذ اس
سے لوں اور اپنی آیا کی ماں کو واپس دے دوں ۔ ورنہ اب اگر اُسے
ایک چھینک بھی آئی تو وہ یہی سمجھے گی کہ یہ چھینک نہ آتی اگر اس
کے گلے میں اس کا خاندانی تعویذ موجود ہوتا ۔ ہمارے ہاں عورتوں اور
خاص طور پر بوڑھی عورتوں کے خیال کے مطابق کائنات کا سارا کاروبار
صرف تعویذوں سے چلایا اور روکا جا سکتا ہے ۔ آرنلڈ نے اس نقشہ
کی برآمدگی کے لئے ایک مقامی بدمعاش ڈکی کی مدد حاصل کی ۔ اور

اُسے غلط فہمی یہ ہو گئی کہ میری آیا کے والد کا نام قیصر حسین تھا ۔ اس لئے
اس نے قیصر حسین کا مکان ڈھونڈا ۔ اور اس بوڑھی عورت کا تعویذ کھینچ
کر آرنلڈ کو دے دیا ۔ اور آرنلڈ تم سے دس ہزار ڈالر لے گیا" ـــ
عمران نے کہا ۔

"ہونہہ ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم غلط بات نہیں کیا کرتے ۔ کیا واقعی
وہ نقشہ نہیں ہے" ـــ پروفیسر موگا سے نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا ۔

"یہی بات آرنلڈ نے تمہارے متعلق کہی تھی اور اس لئے وہ بیچارہ
تمہاری بتائی ہوئی اوٹ پٹانگ کہانی پر یقین کر کے صرف دس ہزار
ڈالر لے کر واپس چلا گیا ۔ بہر حال ہم دونوں ہی غلط بیانی نہیں کرتے
یہی ہم دونوں میں واحد قدر مشترک ہے" ـــ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا ۔ اور پروفیسر موگا سے پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا ۔

"اگر واقعی وہ نقشہ نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اب پروفیسر
موگا سے بوڑھا ہو چکا ہے" ـــ پروفیسر موگا سے نے منہ بناتے
ہوئے کہا اور پھر اس نے جیب سے وہی بوسیدہ سا کاغذ نکالا ۔
اور اُسے کھول کر دیکھنے لگا ۔

"نہیں ۔ یہی نقشہ ہے ۔ اسے مارٹی کوڈ میں تحریر کیا گیا ہے" ـــ
پروفیسر موگا سے نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا ۔

"قیصر حسین بے چارہ ایک عام سا شکاری ہو گا ۔ اُسے مارٹی کوڈ کا
بھلا کہاں علم ہو سکتا ہے ۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں
کہ مارٹی کوڈ میں چار کا ہندسہ ہمیشہ الٹا لکھا جاتا ہے ۔ اب تم خود

چیک کرلو" ــــ عمران نے کہا اور پروفیسر چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ یہ واقعی مارٹی کوڈ نہیں ہے۔ تو پھر یہ کیا۔ یہ تعویز کیا ہوتا ہے" ــــ پروفیسر موگاسے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایک پُراسرار علم ہے۔ جس میں ہر ہندسے کی ایک طاقت ہوتی ہے۔ اس لئے مختلف ہندسوں کو خانوں میں لکھنے سے ان کی مجموعی طاقت کو مجتمع کیا جاتا ہے۔ اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور پُراسرار طاقتیں مدد کرتی ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ پُراسرار طاقتیں۔ ٹھیک ہے۔ یہ لو۔ اور اس بوڑھی عورت کو دے دو" ــــ پروفیسر موگاسے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور کاغذ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اُسے جیب میں ڈال لیا۔

"شکریہ پروفیسر۔ اب مجھے یہ بتا دو کہ وہ نقشہ تمہیں کیوں چاہئے تھا" ــــ عمران نے کہا۔

"جب تم کہہ رہے ہو کہ تم نے میری اور آرنلڈ کی باتیں سنی ہیں تو تمہیں پھر یہ سوال نہ پوچھنا چاہئے تھا" ــــ پروفیسر نے اس بار قدرے بیزار سے لہجے میں کہا۔

"وہ آرنلڈ تھا جو پروفیسر موگاسے کو نہیں جانتا۔ میں پرنس ہوں جو پروفیسر موگاسے کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ تم مجھے اصل بات بتا دو۔ تم یہاں میرے مہمان ہو۔ ہو سکتا ہے۔ میں وہ نقشہ تمہیں تلاش کر کے دے دوں" ــــ عمران

نے کہا تو پروفیسر موگاسے کی آنکھوں میں یک لخت چمک سی ابھر آئی۔

"اوہ ہاں پرنس۔ تم واقعی یہ کام کر سکتے ہو۔ بہرحال میں تم سے غلط بیانی نہ کروں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم خود بھی نقشہ پڑھنے کے ماہر ہو۔ اس لئے نقشہ دیکھتے ہی اصل بات سمجھ جاؤ گے۔ بہرحال یہ بتا دوں کہ وہ نقشہ مدسیاہ کی ایک ایسی خفیہ لیبارٹری کا ہے۔ جس میں دنیا کا سب سے مہلک ہتھیار تیار ہو رہا ہے جسے وائٹ روز کا نام دیا گیا ہے" ــــ پروفیسر موگاسے نے کہا۔

"مہلک ہتھیار اور نام وائٹ روز۔ بہت خوب۔ نام رکھنے والا واقعی کوئی خوش ذوق معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں بھی مٹر کین بنانے والے انجن کا نام گلاب کی پتی ایک خوش ذوق نے رکھا تھا۔ اور یہ نام بے حد پسند کیا گیا تھا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ہاں۔ ایسا ہی نام ہے۔ بہرحال اس وائٹ روز کے بارے میں ایکریمیا کو شدید خدشات اور پریشانیاں لاحق ہیں۔ کیونکہ وائٹ روز کے بارے میں اب تک جو معلومات مل سکی ہیں اس کے مطابق اگر یہ ہتھیار تیار ہو گیا تو پھر دنیا میں طاقت کا توازن یکسر ختم ہو جائے گا اور مدسیاہ کی حکومت پوری دنیا پر قائم ہو جائے گی۔ اس کا نتیجہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو۔ اس لئے ایکریمیا چاہتا ہے کہ اس ہتھیار کو ختم کر دیا جائے لیکن مشکل یہ ہے کہ اس لیبارٹری کے بارے میں باوجود ہر توڑ کوششوں کے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ بس اتفاق سے اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ لیبارٹری کو تعمیر کرنے والا ایک انجینئر شکار

کھیلنے کا شوقین تھا۔ اور اس کا ایک پاکیشیائی ساتھی تھا۔ اس کا نام قیصر حسین تھا۔ ایک مہم کے دوران وہ انجینئر جس کا نام کانوف تھا ایک حادثے کا شکار ہو کر مر گیا اور اس کا ذاتی سامان اس قیصر حسین کے قبضے میں آ گیا۔ اس ذاتی سامان میں وہ نقشہ بھی تھا جو اس انجینئر نے اپنے طور پر اس لیبارٹری کے بارے میں تیار کیا تھا۔ تب سے قیصر حسین کی تلاش کی جا رہی ہے۔ اور میں اسی سلسلے میں یہاں گزشتہ چھ ماہ سے موجود ہوں۔ لیکن صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ اس شکاری قیصر حسین کی رہائش یہاں کے ایک پرانے محلے بھٹیار خانے میں تھی۔ لیکن یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مر چکا ہے۔ اور اس کی ایک اکلوتی بیٹی تھی جس نے یہ مکان فروخت کر دیا ہے اس کے بعد اس کا پتہ نہ چل سکا۔ تنگ آ کر میں نے ایکریمیا میں آرنلڈ گروپ سے رابطہ قائم کیا یہ گروپ ایسے معاملات میں بے حد ہوشیار سمجھا جاتا ہے۔ لیکن تاہم اُسے اصل بات نہ بتائی جا سکتی تھی۔ اس لئے میں نے اُسے یہی بتایا کہ یہ ایک بہت بڑے خزانے کا نقشہ ہے۔ اس نے مجھے یہ کاغذ لا دیا۔ میں یہی سمجھا کہ یہ ماٹی کوڈ میں ہے۔ ویسے اپنے طور پر میں نے اسے ڈی کوڈ کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس لئے میں نے آرنلڈ کو ایک کہانی سنا کر اور دس ہزار ڈالر دے کر مطمئن کر دیا تھا۔ اور اب میرا پروگرام تھا کہ میں واپس ایکریمیا جاتا اور وہاں ماٹی کوڈ کے ماہرین کی مدد سے اسے ڈی کوڈ کرتا۔ لیکن تم نے ساری بات ہی ختم کر دی "
پروفیسر موگاسے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" کیا یہ بات یقینی ہے کہ اس قیصر حسین کے پاس اس لیبارٹری

کا نقشہ موجود تھا "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
" ہاں۔ اطلاع تو خاصی مصدقہ ہے۔ اس نے ایک آدمی کو یہ نقشہ دکھایا بھی تھا۔ کہ یہ اس کے شکاری دوست کے سامان میں تھا کسی خزانے کا نقشہ ہے لیکن پڑھا نہیں جا سکتا۔ اس آدمی کے ذریعے ایک ایکریمی ایجنٹ کو اس کی اطلاع ملی اور چونکہ قیصر حسین اور کانوف اکٹھے شکار کھیلتے رہے تھے اس سے یہی نتیجہ نکالا گیا کہ اس لیبارٹری کا نقشہ ہے "۔۔۔۔۔ پروفیسر موگاسے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
" او کے۔ میں کوشش کروں گا کہ اپنے مہمان کی کوئی خدمت کر سکوں۔ لیکن یہ لیبارٹری تو روسیاہ میں ہو گی اور اس کا نقشہ مل بھی جائے تب بھی روسیاہ میں اس لیبارٹری کو تباہ کرنا خاصا مشکل کام ہو گا "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔
" اوہ نہیں۔ اگر یہ لیبارٹری روسیاہ میں ہوتی تب تو ہمارے ایجنٹ اسے آسانی سے تلاش کر لیتے۔ یہ لیبارٹری روسیاہ میں نہیں ہے۔ کیونکہ وائٹ روز کی تیاری کے لئے ایک مخصوص دھات جسے اشاذا کہا جاتا ہے کی کثیر مقدار میں ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ لیبارٹری وہیں قائم ہو سکتی ہے جہاں اشاذا کی کثیر مقدار ملتی ہو۔ لیکن ایکریمین خلائی سیاروں نے پوری دنیا میں ہر وہ جگہ چھان ماری ہے جہاں اشاذا مل سکتی ہے۔ لیکن وہاں کہیں بھی ایسی لیبارٹری کا کوئی کلیو نہیں ملا۔ صرف ایک کلیو ایسا ملا تھا جس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ یہ لیبارٹری آمان کے جنگلوں میں کہیں بنائی گئی ہے۔ لیکن باوجود تلاش کے وہاں بھی اس کا پتہ نہیں چل سکا "۔۔۔۔۔ پروفیسر موگاسے نے جواب دیا اور

عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"او۔کے پروفیسر۔ میں جلد ہی اس بارے میں تمہیں کوئی اطلاع دوں گا"۔۔۔ عمران نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"کیا میں امید رکھوں پرنس کہ تم نقشہ تلاش کرنے کے بعد بالا بالا کوئی چکر چلانے کی کوشش نہ کرو گے"۔۔۔ پروفیسر موگاسے نے کہا۔

"ارے نہیں پروفیسر۔ فکر مت کرو۔ مجھے ایسے ہتھیاروں اور لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی پاکیشیا کے لئے یہ مسئلہ ہے کہ طاقت کا توازن روسیاہ کے حق میں جاتا ہے یا ایکریمیا کے۔ یہ سپر پاورز کا مسئلہ ہے۔ وہی اس میں سر کھپاتی رہیں تو اچھا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پروفیسر موگاسے کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

دانش منزل کے آپریشن روم میں عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ایک پرانے سے کاغذ کو دیکھنے میں مصروف تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ہی آیا تھا اور اس نے آتے ہی بلیک زیرو کو چائے بنانے کا کہا اور پھر جیب سے وہ پرانا سا کاغذ نکال کر اسے دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ کاغذ پر واقعی ایک پیچیدہ سا نقشہ بنا ہوا تھا۔ جگہ جگہ سے سیاہی بھی مٹی ہوئی تھی۔ اور نقشے کی لکیریں خاصی دھندلی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو نے چائے کی پیالی لا کر اس کے سامنے رکھی تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذ میز پر رکھا اور چائے کی پیالی اٹھا لی۔ اس کی فراخ پیشانی پر گہری سوچ بچار کی لکیریں نمایاں تھیں۔

"آپ کچھ ضرورت سے زیادہ الجھے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا یہ کوئی خاص نقشہ ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا کب تک اس چھوٹے سے فلیٹ میں پڑا رہوں گا۔ اس لئے کوئی عالیشان سی کوٹھی بنائی جائے۔ لیکن ظاہر ہے عالیشان کوٹھی عالیشان نقشے سے ہی بن سکتی ہے چنانچہ عالیشان نقشے کی تلاش شروع کر دی۔ اب کیا کروں خالی شاندار نقشے تو مل جاتے ہیں لیکن عالیشان نقشے نایاب ہیں۔ بڑی مشکل سے یہ نقشہ ملا ہے۔ لیکن یہ تو مجھے کوٹھی سے زیادہ کسی لیبارٹری کا اندرونی نقشہ لگ رہا ہے۔ شاید کسی سائنسدان کی کوٹھی ہو"۔۔۔ عمران نے چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو یہ نقشہ کسی لیبارٹری کا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"واہ۔ اس کا مطلب ہے دانش منزل کی دانش اب کچھ کچھ تمہاری کھوپڑی پر اثر کرنے لگ گئی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دانش منزل کی دانش تو آپ ہیں یہ تو بے چاری صرف منزل ہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا طریقہ ہے اصل بات اگلوانے کا۔ بہرحال تم چیف ہو۔ اب تم سے کیا چھپانا"۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنی آیا کی ماں کی فلیٹ میں آمد سے لے کر پروفیسر موگاسے سے ملاقات تک کی پوری تفصیل سنا دی۔

"اوہ تو یہ وہی نقشہ ہے۔ آپ نے تلاش کر لیا"۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ مجھے اور ٹائیگر کو دو روز کوشش کرنی پڑی۔ اور شکاری قیصر حسین کی بیٹی سے ملاقات ہو گئی۔ وہ یہاں ایک مقامی کالج کی پرنسپل

ہے۔ اس کے پاس اس کے باپ کا سامان موجود تھا۔ اس نے بڑی خوشی سے وہ سامان میرے حوالے کر دیا۔ کیونکہ اس کے لئے یہ فضول تھا۔ اس سامان میں یہ نقشہ بھی تھا۔ وہ میں لے آیا"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ پروفیسر موگاسے کیا ایکریمین ایجنٹ ہے۔ اس کا نام تو پہلے کبھی نہیں سنا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ان معنوں میں یہ ایجنٹ نہیں ہے۔ جن معنوں میں تم سمجھ رہے ہو۔ فیلڈ ورک والا۔ یہ ایکریمیا کے ایک خصوصی سیل کا انچارج ہے۔ اس سیل کے ذمے مخصوص قسم کے کام ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جیسے اسی نقشے کی تلاش ہے۔ اس طرح یہ عام ایجنٹوں کی طرح روسیاہ والوں کی نظروں میں نہیں رہتے۔ میری ملاقات اس سے ایکریمیا میں ایک مشن کے دوران ہوئی تھی۔ میں تب سے اسے جانتا ہوں ویسے بذات خود پروفیسر اچھا آدمی ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو اب آپ یہ نقشہ اسے دے دیں گے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دینا تو ہے۔ کیونکہ میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ مجھے یہ نقشہ دیکھ کر ایک اور شک پڑ رہا ہے کہ پروفیسر موگاسے نے مجھ سے بھی غلط بیانی کی ہے۔ یہ نقشہ واقعی کسی سائنسی لیبارٹری کا ہے۔ لیکن روسیاہ والے جو لیبارٹریاں بناتے ہیں وہ ایک مخصوص طرز میں بناتے ہیں اور اس طرز میں لیبارٹری ایکریمین بھی نہیں ہوتی۔ یہ طرز تو اسرائیلی ہو سکتی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور

بلیک زیرو چونک پڑا۔

"اسرائیلی۔ لیکن اگر یہ اسرائیلی ہے تو پھر ایکریمیا کو اس کی تلاش کیسے ہو سکتی ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی بات تو مجھے الجھن میں ڈالے ہوئے ہے۔ اگر میرا اندازہ درست ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پروفیسر مجھے بھی ڈاج دینے کی کوشش کر رہا ہے"۔۔۔ عمران نے دوبارہ میز پر رکھا ہوا کاغذ اٹھا کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن اسے ڈاج دینے کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"یہی تو میں سوچ رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا اس نقشے سے لیبارٹری کے محل وقوع کا علم ہوتا ہے۔ کہ یہ لیبارٹری کہاں واقع ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں ایک اشارہ موجود ہے۔ اور اس اشارے کے مطابق یہ لیبارٹری کسی پہاڑی علاقے میں واقع ہے۔ ایک اور اشارہ ایسا ہے جس کی مجھے باوجود کوشش کے سمجھ نہیں آ رہی۔ اگر اس اشارے کی سمجھ آ جائے تو پھر بات واضح ہو جائے گی۔ ٹھہرو۔ میرا خیال ہے۔ اس سلسلے میں پروفیسر تاج سے بات کی جائے۔ وہ ایسے معاملات میں اتھارٹی ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹیلی فون اپنی طرف کھسکا کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پروفیسر تاج کیا پاکیشیا میں رہتے ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے مقامی نمبر ڈائل ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

"ہاں وہ ایسی لیبارٹریوں کے نقشے بنانے کے ماہر ہیں ان کی ساری عمر ایکریمیا میں گزری ہے۔ اب ریٹائر ہو کر گزشتہ چند سالوں سے واپس پاکیشیا آئے ہیں۔ ایک تقریب میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور اس ٹاپک پر کافی دیر ان سے ڈسکس ہوتی رہی تھی"۔۔۔ عمران نے کہا۔ کیونکہ دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی بجنے کے باوجود رسیور نہ اٹھایا جا رہا تھا۔ پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ تاج بول رہا ہوں"۔۔۔ ایک کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ پروفیسر تاج تھے۔ ویسے تو وہ اتنے بوڑھے نہ تھے جتنی آواز سے ظاہر ہوتا تھا۔ لیکن انہیں گلے کی کوئی ایسی بیماری تھی کہ آواز کپکپاتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

"پروفیسر تاج۔ میں علی عمران بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران بیٹے تم۔ آج کیسے میری یاد آ گئی۔ تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ جلد ملو گے"۔۔۔ پروفیسر تاج نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پروفیسر صاحب۔ آپ کے گلے کی بیماری کے لئے نسخہ ڈھونڈھتا رہا ہوں۔ تاکہ آپ کی آواز کی کسی حد تک کپکپاہٹ تو دور ہو سکے۔ لیکن اب کیا کروں جو نسخہ گلے کا ملتا ہے اس میں ایسی دوائیں ہوتی ہیں۔ جن کا مزاج سرد ہوتا ہے۔ اور سرد مزاج دوائیں تو اور زیادہ سردی پیدا کر دیں گی۔ کوئی گرم مزاج نسخہ ملے تو بات بنے"۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔ اور پروفیسر کپکپاتے ہوئے لہجے میں ہنس پڑے۔

"اوہ شریر آدمی۔ تمہاری یہ باتیں سن کر تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے

تم بس ایک کھلنڈرے سے شوخ مزاج نوجوان ہو۔ لیکن اس روز تقریب میں تم نے میرے ساتھ جس طرح لیبارٹریوں کی طرز تعمیر پر بات چیت کی اس کو سن کر میں تو حیران رہ گیا۔ مجھے تصور بھی نہ تھا کہ یہاں پاکیشیا میں کوئی آدمی اس ٹاپک پر اس گہرائی میں بھی معلومات رکھ سکتا ہے۔ اس لئے مجھے تم سے دوبارہ ملنے کی بڑی خواہش تھی۔ بہرحال بتاؤ کیسے فون کیا ہے" ـــــ پروفیسر تاج نے کہا۔

"پروفیسر ایک لیبارٹری کا نقشہ میرے پاس ہے۔ اس میں چند ایسی باتیں ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آ رہیں۔ پہلے تو میرا خیال تھا کہ آپ سے فون پر ہی ڈسکس کر لی جائے لیکن اب میرا خیال بدل گیا ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں خود آ جاؤں" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ شوق سے۔ میں تو پہلے ہی تم سے دوبارہ ملاقات کا خواہشمند ہوں۔ آ جاؤ میں انتظار کر رہا ہوں" ـــــ پروفیسر نے کہا۔

"او۔ کے پروفیسر۔ شکریہ۔ میں آ رہا ہوں۔ پھر تفصیل سے باتیں ہوں گی" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ اچانک آپ کا ارادہ کیسے بدل گیا" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس معاملے پر اگر تفصیلی بات چیت ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اگر میرا اندازہ درست نکلا تو پھر یوں سمجھو کہ ایک اور مہم پیش آ جائے گی" ـــــ عمران نے کہا اور نقشہ اٹھا کر اس نے جیب میں ڈالا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار پروفیسر تاج کی کوٹھی کے گیٹ پر موجود تھی۔

ملازم نے اس کا نام سنتے ہی پھاٹک کھول دیا۔ شاید پروفیسر تاج نے اسے پہلے ہی ہدایات دے رکھی تھیں۔ اور تھوڑی دیر بعد عمران جب ملازم کی رہنمائی میں ایک کمرے میں داخل ہوا تو لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کے پروفیسر تاج نے بڑی گرمجوشی سے اس سے مصافحہ کیا۔

"خوش آمدید ـــ حقیقت ہے مجھے اپنے ملک کے تم جیسے جوہر قابل سے مل کر بے حد خوشی ہوتی ہے" ـــــ پروفیسر تاج نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ کو نزلہ زکام بھی لاحق ہو گیا ہے" ـــــ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"نزلہ زکام ـــ کیا مطلب" ـــــ پروفیسر تاج نے چونک کر پوچھا۔

"یہ جوہر تو نزلہ زکام دور کرنے کے کام آتے ہیں۔ جیسے جوشاندے کا جوہر۔ جڑی بوٹیوں کا جوہر وغیرہ۔ قابل بھی شاید کسی جڑی بوٹی کا نام ہو گا" ـــــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔ تو پروفیسر تاج قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ یہ اور بات ہے کہ کپکپاتی ہوئی آواز کی وجہ سے قہقہہ بھی کپکپاتا ہوا تھا۔

"تم بہت شریر ہو۔ بہرحال کہاں ہے وہ نقشہ۔ میں اسے دیکھنے کے لئے بے چین ہوں" ـــــ پروفیسر تاج نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔ یہ بے چین آپ کا تخلص تو نہیں ہے۔ پروفیسر تاج بے چین۔ پہلے آپ مجھ سے ملنے کے لئے بے چین تھے۔ اب آپ نقشہ دیکھنے کے لئے بے چین ہیں" ـــــ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور پروفیسر ایک بار پھر کپکپاتے ہوئے لہجے میں ہنس پڑا۔

"میں اس لئے بے چین ہوں کہ وہ کیسا نقشہ ہے جس نے تم جیسے کو الجھن میں ڈال دیا ہے"۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور اس بار عمران ہنس پڑا۔ پھر اس نے جیب سے وہ کاغذ نکالا اور اسے پروفیسر کے سامنے موجود میز پر پھیلا دیا۔ پروفیسر نے ٹیبل لیمپ جلا دیا۔ اسی لمحے پروفیسر کا ملازم اندر داخل ہوا۔ اور اس نے کافی کا ایک ایک کپ خاموشی سے ان دونوں کے سامنے رکھا۔ اور اسی طرح خاموشی سے باہر چلا گیا۔

پروفیسر نقشے پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے میز پر ہی پڑا ہوا آتشی شیشہ اٹھایا اور اس کی مدد سے غور سے نقشے کو دیکھنے لگا۔

"یہ نقشہ کسی ایسی لیبارٹری کا ہے جس میں کسی شعاع پر ریسرچ کی جانی مقصود ہے"۔۔۔ پروفیسر نے کافی دیر تک نقشہ دیکھنے کے بعد کہا اور عمران پروفیسر کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ نتیجہ آپ نے کیسے اخذ کیا ہے پروفیسر"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ یہ بات تو نقشہ دیکھنے کے باوجود اس کے ذہن میں نہ آئی تھی۔

"اس میں تمام کاریڈور جفوی انداز میں رکھے گئے ہیں اور جفوی انداز میں کاریڈور صرف اسی وقت بنائے جاتے ہیں جب مسئلہ کسی ریز کا ہو۔ جفوی کاریڈور شعاعوں کے مہلک اثرات کو روک دیتے ہیں"۔۔۔ پروفیسر نے اسی طرح نقشے پر جھکے جھکے کہا تو عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"اوہ پروفیسر۔ آپ واقعی اس معاملے میں اتھارٹی ہیں۔ ویری گڈ

واقعی آپ کا خیال درست ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس لیبارٹری کا محل وقوع کیا ہے۔ اوپر جو شمالی طرف مثلث بنی ہوئی ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ لیبارٹری کسی پہاڑی علاقے میں ہے۔ کیونکہ مثلث پہاڑی علاقے کا مخصوص نشان ہے۔ لیکن مثلث کے نیچے ایک دائرہ ہے۔ اس کی سمجھ نہیں آئی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"دائرے کا مطلب ہے کہ لیبارٹری انڈر گراؤنڈ ہے۔ یہ تو واضح سی بات ہے لیکن اس سے محل وقوع کا علم نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں تو لاکھوں پہاڑی سلسلے ہوں گے۔ البتہ محل وقوع تلاش کرنے کے لئے ایک اشارہ موجود ہے۔ اور وہ ہے اس لیبارٹری کے راستے کے اوپر لکھے ہوئے دو حروف ٹی اور این ہیں"۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"ہاں میں نے بھی دیکھے ہیں۔ لیکن ان دونوں حروف کو تو کاٹ دیا گیا ہے۔ ان پر لکیر پڑی ہوئی ہے اور ویسے بھی ٹی۔ این سے کوئی ملک سامنے نہیں آتا"۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور پروفیسر دھیرے سے ہنس دیا۔

"یہی تو خاص بات ہے عمران بیٹے۔ یہ الفاظ کٹے ہوئے نہیں ہیں بلکہ اس لکیر کا مطلب ہے کہ ان دونوں حروف سے پہلے اور درمیان میں لفظ اے پڑھا جائے۔ یعنی اے۔ ٹی۔ اے۔ این اور ہاں اب بات صاف ہو گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری سلسلہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں موجود ملک آٹان میں بنائی گئی ہے"۔۔۔ پروفیسر نے آتشی شیشہ واپس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آٹان کا اشارہ تو پہلے سے موجود ہے اور آٹان کے شمالی حصے جنگلات سے بھرے ہوئے ہیں جہاں ہر قسم کا شکار ملتا ہے اور وہ آدمی

جس کے سامان سے یہ نقشہ ملا تھا وہ بھی آٹان کے جنگلوں میں ہی شکار کھیلتا رہا ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب بات واضح ہو گئی۔ بے حد شکریہ پروفیسر۔ آپ نے واقعی ایک بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو خیر ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ نقشہ کس سے ملا ہے یا کس سے نہیں۔ لیکن ایک اور بات میں تمہیں ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ یہ نقشہ پروفیسر ہارڈنگ کا تیار کردہ ہے۔ یہ اس کا مخصوص سٹائل ہے اور میں نے پروفیسر ہارڈنگ کے بنے ہوئے نقشے دیکھے ہیں" ——— پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر ہارڈنگ ——— آپ کا مطلب ہے جو ایکریمیا میں رہتے ہیں، اور اس موضوع پر جن کے مقالے بھی شائع ہوتے رہتے ہیں" ——— عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہی پروفیسر ہارڈنگ۔ لیکن اب وہ ایکریمیا میں نہیں رہتے بلکہ وہ گذشتہ تین چار سالوں سے اسرائیل میں ہیں۔ وہاں ایک یونیورسٹی میں ڈیفنس کنسٹرکشن شعبے کے سربراہ ہیں۔ یہ نقشہ انہوں نے ہی تیار کیا ہے۔ میں ان کا مخصوص انداز اچھی طرح پہچانتا ہوں کیونکہ میں کافی عرصے تک ان کا شاگرد رہا ہوں" ——— پروفیسر تاج نے کہا۔ اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"اوکے پروفیسر۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ اب مجھے اجازت دیجئے" عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پروفیسر نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران کار میں بیٹھا خاصی تیز رفتاری سے واپس دانش منزل کی

طرف اڑا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ کیونکہ پروفیسر کی باتوں نے اس کے ذہن میں اس معاملے کے بارے میں کئی نئے دریچے کھول دیئے تھے۔ جو صورت حال وہ اب تک سمجھ رہا تھا وہ ساری الٹ پلٹ ہو کر رہ گئی تھی۔ اور اب وہ دانش منزل میں اطمینان سے بیٹھ کر اس ساری صورت حال پر نئے سرے سے غور کرنا چاہتا تھا۔

"کچھ پتہ چلا محل وقوع کا" ——— آپریشن روم میں داخل ہوتے ہی بلیک زیرو نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ نہ صرف محل وقوع کا پتہ چل گیا ہے بلکہ پروفیسر کے انکشافات نے ساری صورت حال ہی پلٹ دی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ لیبارٹری کسی شعاع پر ریسرچ کے لئے تیار کی گئی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس لیبارٹری کا نقشہ اسرائیل میں موجود پروفیسر ہارڈنگ نے تیار کیا ہے۔ اور پروفیسر ہارڈنگ تین چار سال قبل اسرائیل گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ نقشہ تین چار سال کے اندر کا ہے۔ اور قیصر حسین کو فوت ہوئے صرف ایک سال گزرا ہے۔ اور ان کی بیٹی کے بیان کے مطابق وہ آخری بار شکار کے لئے مرنے سے چھ ماہ قبل آٹان گئے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ نقشہ آج سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل ان کے ہاتھ لگا تھا۔ اور ایسی لیبارٹریوں کو مکمل ہونے میں دو تین سال تو لگ ہی جاتے ہیں۔ ڈیڑھ سال کا مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری جس شعاعی ہتھیار کے لئے تعمیر کی گئی ہے وہ ابھی تک مکمل طور پر تیار نہیں ہو سکا ہو گا" ——— عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو اس سے کیا ثابت ہوا" ——— بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے

پوچھا۔

" اس سے یہ ثابت ہوا بلیک زیرو کہ اس لیبارٹری میں انتہائی مہلک کوئی شعاعی ہتھیار تیار ہو رہا ہے پروفیسر نے پہلے آرنلڈ کو یہ بتایا کہ یہ نقشہ کسی ایسی دھات کی دستیابی کا ہے جس میں کانوف نامی انقلاب انگیز شعاع دریافت ہوئی ہے۔ لیکن مجھے یہ بتایا کہ اس لیبارٹری میں روسیاہ دنیا کا سب سے مہلک ہتھیار تیار کر رہا ہے۔ جب کہ پروفیسر تاج کے مطابق یہ لیبارٹری شعاع پر ریسرچ کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پروفیسر موگاسے نے کسی حد تک آرنلڈ سے درست بات کی اور کسی حد تک مجھ سے۔ اور دوسری بات یہ کہ پروفیسر موگاسے کی یہ بات غلط ہے کہ لیبارٹری روسیاہ کی ہے اور ایکریمیا اسے تلاش کرنا چاہتا ہے۔ نقشہ جب پروفیسر ہارڈ ناک کا تیار کردہ ہے تو یقیناً اس لیبارٹری کا تعلق بھی اسرائیل سے ہے۔ لیکن اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ پھر موگاسے یہ نقشہ کیوں تلاش کر رہا ہے۔ ایکریمیا اور اسرائیل ایک ہی ہیں۔ اور ایکریمیا اس لیبارٹری کا نقشہ تلاش کر رہا ہے۔ جب کہ پروفیسر ہارڈ ناک ابھی زندہ ہے۔ اس سے بھی اس نقشے کی کاپی مل سکتی ہے اس کا مطلب ہے کہ اصل بات وہ نہیں جو بتائی جا رہی ہے۔ اصل بات کچھ اور ہے جسے چھپایا جا رہا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" اوہ واقعی عمران صاحب۔ میں نے تو ان پوائنٹس پر غور ہی نہیں کیا تھا"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" چلو اب غور کر لو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

" آپ نے محل وقوع تو بتایا نہیں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

" پروفیسر تاج کے مطابق تو محل وقوع چھوٹا سا ملک آمان بنتا ہے۔ جو کوہ ہمالیہ کے دامن میں ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

" پھر تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایکریمیا اور اسرائیل مل کر خفیہ طور پر آمان میں کوئی شعاعی ہتھیار تیار کر رہے ہیں۔ لیکن اس کا یہ نقشہ کسی طرح روسیاہی ایجنٹ کے ہاتھ لگ گیا جو شکاری بھی تھا۔ ظاہر ہے اس نے نقشہ لیبارٹری سے ہی اڑایا ہو گا۔ لیکن چونکہ آمان کے جنگل قریب ہیں اور کوئی شکاری ان جنگلوں کے قریب پہنچ جانے کے بعد شکار کھیلنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ وہ روسیاہی ایجنٹ واپس جانے کی بجائے شکار کھیلنے چل پڑا۔ قیصر حسین سے اس کی ملاقات وہیں ہوئی ہو گی۔ اور ان دونوں نے اکٹھے شکار کھیلنے کا پروگرام بنایا ہو گا۔ وہاں وہ روسیاہی ایجنٹ حادثے کا شکار ہو گیا ہو گا اور اس کا سامان قیصر حسین لے آیا ہو گا۔ چونکہ وہ ایجنٹ تھا اس لئے ظاہر ہے اس کے سامان میں ایسا کوئی اشارہ موجود نہ ہو گا کہ وہ دراصل کون تھا اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ دوسری بات یہ کہ قیصر حسین نے عام آدمی کی طرح یہی سمجھا کہ یہ نقشہ خفیہ خزانے کا ہے۔ اور ہو سکتا ہے اس نے اسے تلاش کرنے کی بھی کوشش کی ہو۔ اور اس کے لئے نقشہ کسی ماہر کو دکھایا ہو روسیاہ اس لئے خاموش ہو گیا ہو گا کہ اس لیبارٹری کی تصدیق نہ ہو سکی ہو گی۔ لیکن اس ماہر یا کسی اور ذریعے سے اب ایکریمیا کو یہ اطلاع ملی ہو

گی کہ لیبارٹری کا نقشہ پاکیشیا میں موجود ہے۔ چنانچہ اس نے موگاسے
کو اس نقشے کو حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہو گا تاکہ یہ نقشہ روسیاہی ایجنٹوں
کے ہاتھ نہ پڑ سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ رازداری کی بنا پر اصل بات موگاسے
کو بھی نہ بتائی گئی ہو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے باقاعدہ تفصیلی تجزیہ کرتے
ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر تحسین کے آثار ابھر آئے۔

"ویری گڈ بلیک زیرو۔ اب تم نے زیرو سے آگے ترقی کرنی شروع کر
دی ہے۔ بہت خوب۔ ان حالات میں اس سے بہتر اور تجزیہ ممکن ہی
نہیں ہے۔ میرا خیال ہے اس کی تصدیق کی جا سکتی ہے" ۔۔۔ عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے منہ سے تعریف بھرے الفاظ سن
کر بلیک زیرو کا چہرہ فرط مسرت سے بے اختیار چمک اٹھا۔

عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع
کر دیئے۔

"یس ۔۔۔ پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ" ۔۔۔ دوسری
طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"یہ پی۔ اے کی بجائے پی لے ہونا چاہیئے جو کال بھی آتی ہے تم پی لیتے
ہو اور بے چارے سر سلطان سیکرٹری ہونے کے باوجود پیاسے رہ جاتے
ہیں" ۔۔۔ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب۔ آپ۔ مجھے تو تنخواہ ہی کال پینے کی ملتی ہے" ۔۔۔
دوسری طرف سے پی۔ اے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ۔ واقعی زمانہ جدید ہو گیا ہے۔ پہلے غصہ پیا جاتا تھا۔ اب کال
پی جاتی ہے۔ بہرحال اگر تمہیں پیاس نہ لگی ہوئی ہو۔ تو یہ کال سلطان صاحب

تک من وعن پہنچا دو۔ چار گھونٹ وہ بھی پی لیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ اور پی۔ اے کے ہنسنے کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے" ۔۔۔ چند لمحوں بعد سر سلطان کی
آواز رسیور پر سنائی دی۔ پی۔ اے نے انہیں بتا دیا تھا کہ کال عمران
کی ہے۔

"ارے آپ کیوں اتنا عجز و انکسار کرتے ہیں بولنے کی بجائے فرمایا
کریں۔ بلکہ ارشاد فرمایا کریں" ۔۔۔ عمران کی زبان پھر رواں ہو گئی۔

"میں انتہائی ضروری کام میں مصروف ہوں۔ اس لئے فی الحال تو بولنے کا
بھی وقت نہیں ہے۔ فرمانے کی فرصت ملے گی تو فرماؤں گا" ۔۔۔ سر
سلطان کی آواز سنائی دی اور عمران ان کے لطیف طنز پر بے اختیار
ہنس پڑا۔

"یعنی کاروبار مملکت اس قدر بڑھ گیا ہے کہ آپ کو فرصت نہیں مل
رہی یا آپ کے مشیران کرام نا اہل ہیں۔ اور ان کا کام بھی آپ کو کرنا پڑ
رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو طاہر کو مشیر بنا لیجئے۔ یہاں دانش منزل میں
بیٹھے بیٹھے زنگ آلود ہو رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور سر سلطان
بے اختیار ہنس پڑے۔ جب کہ بلیک زیرو کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"تم طاہر بیٹے کے متعلق ایسی باتیں مت کیا کرو سمجھے۔ اچھا اب فون
کرنے کا مقصد بتاؤ۔ میں واقعی بے حد مصروف ہوں" ۔۔۔ سر سلطان
نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"سر سلطان ایک اہم مسئلے کے سلسلے میں کچھ معلومات حاصل کرنی
ہیں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایکریمیا اور اسرائیل نے آشان میں کوئی ایسی

خفیہ لیبارٹری قائم کر رکھی ہے۔ جس میں کسی شعاع پر ریسرچ کی جا رہی ہے
یقیناً یہ ریسرچ کسی شعاعی ہتھیار کے سلسلے میں ہو گی۔ لیبارٹری کو قائم
ہوئے چونکہ کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کوئی خاص شعاعی
ہتھیار وجود میں آ چکا ہو۔ اور چونکہ آٹان کافرستان کا ہمسایہ ہے اس
لئے کافرستان کو بھی اس کی سن گن مل گئی ہو۔ اور اس نے یہ ہتھیار حاصل
کرنے کی کوشش کی ہو۔ میں چاہتا تو ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے
براہ راست بھی معلوم کر لیتا۔ لیکن میں اس معاملے میں فی الحال سامنے
نہیں آنا چاہتا۔ آپ وزارت دفاع کے سیکرٹری سے اپنے طور پر
معلوم کریں کہ کوئی ایسی رپورٹ انہیں ملی ہے یا نہیں"۔۔۔۔ عمران نے
اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کر کے ابھی فون کرتا ہوں۔ دانش منزل
سے بول رہے ہو ناں"۔۔۔۔ سر سلطان نے اسی طرح سنجیدہ لہجے
میں پوچھا اور عمران نے ہاں کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ کافرستانی حکومت بھی اس میں ملوث ہے"
بلیک زیرو نے کہا۔

"ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جیب سے وہی نقشہ نکال
کر اسے دوبارہ غور سے دیکھنے لگا۔

"اب اس پروفیسر موگک سے کا کیا کرنا ہے۔ کیا آپ اسے یہ نقشہ
دیں گے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں اس طرح ایکریمیا اور اسرائیل مطمئن ہو جائیں گے ورنہ وہ
اس کی تلاش میں لگے رہیں گے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو

نے سر ہلا دیا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔
عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی
آواز سنائی دی۔

"آپ پھر فرمانے کی بجائے بول رہے ہیں۔ فرمایا کیجئے۔ یہ بول براز
ٹائپ کے الفاظ آپ جیسے ثقہ بزرگوں کے منہ سے اچھے نہیں لگتے"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری زبان اب ضرورت سے زیادہ ہی کھلتی جا رہی ہے۔ اب
بات کرتے ہوئے تم بڑے چھوٹے کا لحاظ بھی نہیں کرتے"۔۔۔۔
سر سلطان کے لہجے میں ناراضگی تھی شاید عمران کے الفاظ بول براز
کی وجہ سے وہ ناراض ہو گئے تھے۔

"ویسے تو بڑے چھوٹے کے لئے اس لفظ کو بڑا اور چھوٹا بھی ہمارے
ہاں کہا جاتا ہے۔ اس لئے گستاخی ہو گئی کہ میں نے بڑا بول نہیں کہا۔
ویسے فرمایئے"۔۔۔۔ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔ اس نے اس
بار بول کو دوسرے معنی دے دیئے تھے اور سر سلطان بے اختیار
ہنس پڑے۔

"تم سے باتوں میں بھلا کون جیت سکتا ہے۔ بہرحال میں نے معلوم
کیا ہے ایسی کوئی رپورٹ وزارت دفاع کو نہیں ملی اور میرے کہنے پر
سیکرٹری دفاع نے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے بھی بات کی ہے۔

لیکن اس نے بھی لاعلمی کا اظہار کیا ہے" ۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"واقعی لاعلمی کے بڑے فائدے ہیں۔ کام نہیں کرنا پڑتا۔ بہرحال شکریہ" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر لاعلمی کا اظہار کیا ہے" ۔۔۔۔ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ارے نہیں۔ دراصل مسئلہ کارکردگی کا ہے۔ بہرحال اب ناٹران کے ذمہ یہ کام لگانا پڑے گا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا پروفیسر موگاسے چونک پڑا۔

"یس۔ کم ان" ۔۔۔۔ پروفیسر موگاسے نے چونک کر کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور اس کا مقامی ملازم اندر داخل ہوا۔

"جناب پرنس آپ سے ملنے آئے ہیں۔ میں نے انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے" ۔۔۔۔ ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا" ۔۔۔۔ موگاسے نے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اس کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں سے گزر کر ایک اور دروازے سے ہو کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو اس نے عمران کو صوفے پر آنکھیں بند کئے بیٹھے دیکھا۔ اس وقت اس کے چہرے پر بے پناہ معصومیت طاری تھی جیسے وہ کوئی معصوم سا بچہ ہو جسے دنیا کی ہوا نہ لگی ہو۔ حالانکہ موگاسے جانتا تھا کہ یہ معصوم نظر آنے والا عمران دراصل کیا ہے اُسے

عمران کے متعلق خاصی معلومات تھیں لیکن چونکہ اس کا فیلڈ ایسا نہ تھا جس
سے عمران سے ٹکراؤ پیدا ہو سکے۔ اس لئے اس کی عمران سے دوستی قائم تھی
عمران نے چونکہ پہلی ملاقات میں اُسے اپنا نام پرنس ہی بتایا تھا اس لئے
پروفیسر موگاسے باوجود اس کا اصل نام جاننے کے اُسے پرنس ہی کہتا تھا
"کیا بہت بھاگ دوڑ کرنی پڑی ہے۔ جو تھک گئے ہو"۔۔۔ موگاسے
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"کیا کروں۔ ہم مشرقی لوگوں کی روایت یہی ہے کہ مہمان کو بھگانے
کی بجائے خود بھاگ پڑتے ہیں"۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھول کر معصوم
سے لہجے میں کہا اور پروفیسر موگاسے اس کی ذو معنی بات سن کر کھلکھلا کر
ہنس پڑا۔
"فکر نہ کرو۔ میں بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔۔۔ موگاسے نے
سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"اس لئے تو میں خود بھاگتا رہا ہوں۔ بہرحال یہ ہے وہ تمہارا نقشہ"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے نقشے والا کاغذ نکال کر پروفیسر
موگاسے کی طرف بڑھا دیا۔
"اوہ تو تم نے تلاش کر ہی لیا اسے"۔۔۔ پروفیسر موگاسے نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اب کیا کرتا۔ اس کے بغیر تمہیں کیسے بھگاتا"۔۔۔ عمران نے کہا۔
اور پروفیسر موگاسے کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس نے نقشہ کھول کر دیکھا
اور پھر اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔
"اوہ۔ تم نے کمال کر دیا پرنس۔ بہرحال اس کے لئے میں ذاتی طور پر

ممنون ہوں"۔۔۔ پروفیسر موگاسے نے نقشہ تہہ کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے
کہا۔
"پروفیسر موگاسے۔ کیا واقعی تمہاری یہاں موجودگی کا مقصد صرف یہی
نقشہ حاصل کرنا تھا"۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔
"ہاں۔ کیوں"۔۔۔ پروفیسر موگاسے عمران کے لہجے پر چونکنے پر مجبور
ہو گیا۔
"دیکھو پروفیسر موگاسے۔ میرے اور تمہارے درمیان ایک ہی قدر
مشترک ہے۔ کہ ہم دونوں غلط بیانی سے کام نہیں لیتے۔ اس لئے سوچ لو
کہیں تم روایت سے ہٹ تو نہیں رہے"۔۔۔ عمران کے لہجے میں
پُراسراریت تھی۔
"تم کھل کر بات کرو پرنس۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو"۔۔۔ پروفیسر
موگاسے نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ عمران کے اس انداز کی وجہ سے
اس کے ذہن میں نامعلوم خدشات نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا۔
"پروفیسر موگاسے۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ نقشہ تمہارا اصل مقصود نہیں
ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو تم اس قدر سرسری طور پر نقشہ دیکھ کر اُسے جیب میں
نہ ڈال لیتے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم یہاں پاکیشیا میں اپنی
موجودگی کی اصل وجہ بتا دو"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ
بڑے غور سے اُسے دیکھ رہا تھا اور پروفیسر موگاسے کو یوں محسوس ہو رہا
تھا جیسے عمران کی تیز نظریں اس کے ذہن کے اندر کنکھجورے کی طرح رینگ
رہی ہوں۔
"ایسی کوئی بات نہیں پرنس۔ مجھے معلوم ہے کہ تم غلط چیز نہیں لے

آؤ گے۔ اس لئے میں نے اسے غور سے دیکھنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حالانکہ اس سے پہلے جب آرنلڈ نے مجھے کاغذ لا کر دیا تھا تو میں نے اُسے باقاعدہ ڈی کوڈ کرنے کی کوشش کی تھی"۔۔۔۔ پروفیسر موگا سے نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر موگا سے۔ اگر تم واقعی اصل حقائق سے لاعلم ہو تو پھر مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ اور اگر تم جان بوجھ کر اصل حقائق مجھ سے چھپا رہے ہو تو پھر تم اپنے آپ سے زیادتی کر رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"دیکھو پرنس۔ یہ درست ہے کہ تمہارے اور میرے تعلقات دوستانہ ہیں اور تم نے میری خاطر کوشش کر کے یہ نقشہ بھی ٹریس کر لیا ہے۔ لیکن میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تم میرے متعلق ایسی باتیں کرو"۔۔۔۔ پروفیسر موگا سے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ بتا دو کہ وزارت خارجہ کے ملٹری سیکشن سے تم نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کیوں کی تھی کہ کیا آٹان سے کرنل حیدر نے کوئی خاص رپورٹ بھیجی ہے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔ لیکن پروفیسر موگا سے کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سر پر ایٹم بم مار دیا ہو۔ اس کا دماغ واقعی چکرا کر رہ گیا۔

"کیا۔۔۔۔ کیا۔ کرنل حیدر۔ یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو"۔۔۔۔ پروفیسر موگا سے نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر موگا سے۔ یہ پاکیشیا ہے ایکریمیا نہیں۔ اگر تم چاہو تو میں یہ بھی بتا سکتا ہوں کہ تم نے ملٹری سیکشن کے اسسٹنٹ انچارج باسط کو پچاس لاکھ دے کر یہ معلوم کیا ہے کہ کرنل حیدر نے کوئی رپورٹ نہیں

بھیجی"۔۔۔۔ عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں پرنس۔ مجھے کسی کرنل حیدر سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میرا مقصد صرف اس نقشے کی تلاش تھی اور وہ مقصد پورا ہو گیا ہے۔ میں اس کے لئے تمہارا مشکور ہوں۔ اگر اس سلسلے میں تمہارے کچھ اخراجات ہوں تو میں وہ بھی ادا کرنے کے لئے تیار ہوں"۔۔۔۔ پروفیسر موگا سے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔ پروفیسر موگا سے۔ فی الحال یہ رقم ادھار رہی۔ ضرورت پڑی تو وصول کر لوں گا۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ ڈرائنگ روم سے باہر نکل گیا۔ پروفیسر موگا سے اس کے جانے کے بعد کافی دیر تک صوفے پر بیٹھا سوچتا رہا۔ اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ کیونکہ اس نے کرنل حیدر والا کام انتہائی رازدارانہ انداز میں سر انجام دیا تھا۔ لیکن یہ عمران ایسے اعتماد سے بات کر رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اس کی موجودگی میں ہوا ہو۔ اس کا مطلب تھا کہ اس باسط نے اس سے پچاس لاکھ وصول کر لئے۔ لیکن ساتھ ہی عمران کو بھی اس کے بارے میں اطلاع دے دی تھی۔

"مجھے فوراً چیف سے بات کرنی چاہیئے۔ یہ معاملہ تو انتہائی خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے"۔۔۔۔ پروفیسر موگا سے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر دوبارہ اپنے خاص کمرے میں آ گیا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور الماری سے ایک لانگ رینج خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اُسے میز پر رکھ کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر

سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔ اس پر موجود ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ چونکہ اس پر صرف ہیڈ کوارٹر کی ہی مخصوص فریکوئنسی پہلے سے فٹ تھی۔ اس لئے پروفیسر موگا سے کو فریکوئنسی ایڈجسٹ نہ کرنی پڑی تھی۔

"ہیلو ہیلو —— آرمبر تھری کالنگ چیف اوور" موگا سے نے بار بار ایک اور بٹن دباتے ہوئے فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس۔ آرون اٹنڈنگ۔ سپیشل کوڈ دوہراؤ اوور" —— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی بلب مسلسل جلنے لگ گیا۔

"ایس ہاؤنڈ ون تھری اوور" —— پروفیسر موگا سے نے سپیشل کوڈ دوہراتے ہوئے کہا۔

"یس —— کیا رپورٹ ہے اوور" —— اس بار چیف کا لہجہ خاصا نرم تھا۔ اور جواب میں پروفیسر موگا سے نے عمران کے اس کی رہائش گاہ پر آنے اور پھر نقشہ لے آنے اور کرنل حیدر کے بارے میں ہونے والی تمام بات چیت پوری تفصیل سے دوہرا دی۔

"آرتھری۔ جب تمہیں عمران کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم تھیں تو تم نے اس قدر اہم نقشے کی بازیابی اس کے ذمے کیوں لگائی اوور" —— چیف نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"باس۔ عمران کی فطرت ایسی ہے کہ اگر میں اس سے جتنا چھپاتا وہ اتنا ہی اس میں زیادہ دلچسپی لیتا۔ پھر وہ یہی سمجھ رہا ہے کہ میرا اب بھی تعلق اس سپیشل ایجنسی سے ہے جو صرف نگرانی کرتی ہے فیلڈ ورک نہیں کرتی۔ دوسری بات یہ کہ نقشہ بھی ہمیں مطلوب تھا۔ تاکہ یہ روسیاہی ایجنٹوں

کے ہاتھ نہ چڑھ جائے۔ اور باوجود اپنی کوشش اور آرنلڈ گروپ کی کوششوں کے ہم اصل نقشے تک نہ پہنچ پا رہے تھے۔ جب کہ عمران کو میں جانتا ہوں ایسے کاموں میں بے حد مہارت رکھتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ ہمیں یہ معلوم ہے کہ یہ نقشہ لیبارٹری کا اندرونی نقشہ ہے۔ اس سے اس کے محل وقوع کا علم نہیں ہو سکتا۔ پھر میں نے اسے باور کرا دیا ہے کہ یہ لیبارٹری روسیاہ کی ہے۔ اور یہاں ایک ایسا مہلک ہتھیار تیار ہو رہا ہے جس سے سپر پاورز میں طاقت کا توازن بگڑ جائے گا۔ میں جانتا ہوں کہ پاکیشیا پس ماندہ ملک ہے۔ اس لئے اسے سپر پاورز کے توازن سے کوئی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ اور میرا یہ خیال درست ثابت ہوا ہے عمران نے وہ نقشہ ڈھونڈ نکالا ہے اور مجھے دے گیا ہے۔ اگر اس نے اس کی کوئی نقل بھی لی ہو گی تب بھی وہ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اور چونکہ اسے یہ معلوم ہے کہ یہ لیبارٹری روسیاہ کی ہے اس لئے وہ اس سلسلے میں روسیاہی ایجنٹوں سے کبھی رابطہ نہیں کرے گا اور ویسے بھی وہ ایسا آدمی نہیں ہے کہ دشمن ملک کے ایجنٹوں سے رابطہ قائم کرے۔ مجھے اصل تشویش اس بات پر ہے۔ کہ اسے کرنل حیدر کے بارے میں کیسے علم ہو گیا ہے۔ حالانکہ میں نے اس کام کو انتہائی خفیہ انداز میں کیا ہے۔ میرا خیال تھا کہ بڑی رقم کے لالچ میں وہ اسسٹنٹ انچارج کسی کو نہ بتائے گا۔ لیکن اب عمران تک یہ بات پہنچ گئی ہے۔ اب وہ لازماً کرنل حیدر کو ٹٹولے گا۔ اور کرنل حیدر پر یہ شک ہے کہ وہ لیبارٹری تلاش کرتا پھر رہا ہے اور میرا رپورٹیں چیک کرنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ یہ دیکھا جا سکے کہ کیا اس نے لیبارٹری کے بارے میں تو کوئی رپورٹ

تو نہیں دی۔ مگر ایسی کوئی رپورٹ ابھی تک نہیں آئی۔ لیکن اب عمران لا
کرنل حیدر سے رابطہ کرے گا اور پھر کرنل حیدر نے اگر کوئی معلومات
حاصل کی ہیں اس کے بارے میں اس نے رپورٹ نہیں دی تو وہ عمران کو منتقل
جائیں گی۔ اس طرح ہمارے لئے حقیقی خطرہ سامنے آجائے گا اوور"۔۔۔
پروفیسر ہوگک سے نے پوری تفصیل سے تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فوری طور پر اس
کرنل حیدر کو ہلاک کر دیا جائے تاکہ معاملہ آگے ہی نہ بڑھ سکے اوور"
چیف نے کہا۔

"یس باس۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔ ورنہ یہ لیبارٹری
سامنے آجائے گی اوور"۔۔۔۔ پروفیسر ہوگک سے نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ تم ایسا کرو۔ کہ اب فوری طور پر واپس آجاؤ لیکن تم ہیڈ
کوارٹر میں نہیں آؤ گے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ عمران تمہاری نگرانی کرے
یا کرائے۔ جب اس بارے میں تسلی ہو جائے گی کہ تمہاری نگرانی نہیں ہو
رہی تو تمہیں کال کر لیا جائے گا۔ فقشہ تم ایکریمین سفارت خانے پہنچا دو۔
وہ ہم تک پہنچ جائے گا۔ میں کرنل حیدر کی ہلاکت کا حکم جاری کر دیتا ہوں
اسے فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے گا اوور"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"یس باس اوور"۔۔۔۔ پروفیسر ہوگک سے نے کہا اور پھر دوسری طرف
سے اوور اینڈ آل کے الفاظ سن کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے
واپس الماری میں رکھ کر وہ ایک طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اب اس کے
چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے لمبے تڑنگے
کرنل حیدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کے بال کنپٹیوں پر سفید تھے
اور مونچھوں میں بھی سفید بال کافی تعداد میں جھلک رہے تھے وہ آٹان میں
ایشیائی سفارت خانے کا ملٹری اتاشی تھا۔ گو اس کا تعلق براہ راست
ملٹری انٹیلی جنس سے نہ تھا۔ لیکن کرنل حیدر نے باقاعدہ گوریلا ٹریننگ
حاصل کی ہوئی تھی۔ اور بطور ایجنٹ بھی اسے ابتدائی تربیت دی گئی
تھی۔ لیکن اس کی ساری سروس سفارت خانوں میں ہی گزری تھی۔ اور اس
کے ذمے اس ملک جس میں وہ تعینات ہوتا تھا اور پاکیشیا کے فوجی
مفادات کو اس طرح نگاہ میں رکھنا ہوتا تھا کہ جس سے پاکیشیا کو فائدہ پہنچ
سکے۔ آٹان میں اسے اتفاق سے سن گن ملی تھی کہ یہاں ایکریمیا کی کوئی خفیہ
لیبارٹری ہے جس میں کوئی خوفناک ہتھیار تیار ہو رہا ہے۔ اس سے اسے
بھی تشویش ہوئی اور اس نے اس سلسلے میں ابتدائی تحقیقات کا فیصلہ

کیا۔ تاکہ جب وہ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو اس کی اطلاع دے تو ساتھ ہی انہیں ایسی معلومات بھی مہیا کرے جن سے انہیں اس کی بات کا یقین بھی ہو جائے اور اس کی کارکردگی بھی اعلیٰ حکام کے سامنے نمایاں ہو سکے اس تحقیقات کے لئے اس نے یہاں ایک ہوٹل کی معروف رقاصہ ساگوری سے تعلقات بڑھائے تھے۔ کیونکہ اُسے شبہ تھا کہ ساگوری اس بارے میں کچھ جانتی ہے۔ لیکن ابھی معاملات دوستانہ تعلقات تک ہی محدود تھے۔ ابھی کرنل حیدر نے اس پر اپنا اصل مقصد آشکارا نہ کیا تھا۔

"یس۔۔۔ حیدر سپیکنگ"۔۔۔ کرنل حیدر نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کرنل حیدر۔ میں پی۔ اے۔ ٹو سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان بول رہا ہوں۔ وہ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ سپیشل لائن پر"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک سپاٹ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ یس سر۔ میں بات کرتا ہوں"۔۔۔ کرنل حیدر نے چونک کر کہا۔ اور پھر ریسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے سائیڈ پر موجود ایک الماری کھول کر اس کے خفیہ خانے سے ایک وائرلیس ٹیلی فون سیٹ اٹھایا اور اُسے میز پر رکھ کر وہ آگے بڑھا اور اس نے دفتر کا دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔ پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے وائرلیس فون سیٹ پر موجود مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ یہ سفارتی زبان میں سپیشل لائن کہلاتا تھا اور اسے درمیان میں سنا نہ جا سکتا تھا۔

"یس"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کی بھاری اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"ملٹری اتاشی آنان کرنل حیدر بول رہا ہوں جناب"۔۔۔ کرنل حیدر نے حیرت بھرے مگر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ سر سلطان وزارت خارجہ کے سیکرٹری تھے اور کسی سیکرٹری کا اس سے براہِ راست رابطہ واقعی اس کے لئے حیرت کا باعث تھا۔ کیونکہ عام طور پر ایسا نہ ہوتا تھا اور اس کا تعلق وزارت خارجہ کے ملٹری سیکشن کے انچارج سے ہی رہتا تھا۔

"کرنل حیدر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف جناب ایکسٹو تم سے کسی اہم معاملے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ تم اس لائن پر رہو"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی بھاری آواز سنائی دی۔

"یس سر"۔۔۔ کرنل حیدر نے جواب دیا۔ لیکن اب اس کا چہرہ شدید حیرت سے قدرے بگڑ سا گیا تھا۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے اختیارات اور اس کے کارناموں سے وہ اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے ایکسٹو کا اس سے بات کرنا اس کے لئے انتہائی مزید حیرت کا باعث بن رہا تھا۔

"ایکسٹو سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک انتہائی سرد آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اور کرنل حیدر کو یوں محسوس ہوا جیسے سردی کی ایک تیز لہر اس کے پورے جسم میں دوڑتی چلی گئی ہو۔

"جج۔۔۔ جج۔۔۔ جی سر۔ کرنل حیدر بول رہا ہوں"۔۔۔ کرنل حیدر کی آواز جواب دیتے ہوئے خود بخود لڑکھڑا گئی۔

"کرنل حیدر۔ کیا تمہیں آنان میں کسی ایکریمین یا اسرائیلی خفیہ لیبارٹری کے بارے میں اطلاعات ملی ہیں اگر ایسا ہے تو تم اس بارے میں جو تفصیل بھی جانتے ہو وہ پوری وضاحت سے بتا دو"۔۔۔ ایکسٹو نے اُسی طرح

سرد لہجے میں کہا اور کرنل حیدر کا چہرہ حیرت کی شدت سے اور زیادہ بگ
گیا۔
"لیبارٹری —— اوہ یس سر۔ مگر صرف مبہم سا کلیو ملا ہے۔ واضح بات
نہیں ہے۔ میرے آٹان میں تعینات ہونے کے چند روز بعد یہاں بے
والا ایک ایکریمین ایجنٹ جانسن میرا دوست بن گیا۔ اس وقت تک سفا
خانے میں رہائش نہ ملی تھی۔ میں ہوٹل میں رہتا تھا۔ جانسن ایک رات
میرے پاس رہا۔ اور اس رات اس نے کثرت سے شراب نوشی کی تو وہ آؤ
ہو گیا اور پھر اس حالت میں اس نے مجھے بتایا کہ وہ یہاں ایک ایسی خفیہ
لیبارٹری کے سیکورٹی سٹاف میں تعینات ہے۔ جس کا علم کسی کو بھی نہیں
اور پھر وہ یہاں کی عورتوں سے اپنے عشقیہ تعلقات کی باتیں کرنے لگا۔ میں
نے اُسے بہت ٹٹولا کہ کسی طرح مزید تفصیلات معلوم ہو سکیں لیکن وہ
بُری طرح آؤٹ تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس کو بعد میں پھر ٹٹولوں گا
لیکن اس ملاقات کے تیسرے روز وہ ایک ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گیا
اس نے اسی ہوٹل کی ایک رقاصہ ساگوری سے گہرے تعلقات کی بات
کی تھی۔ اس لئے میں نے ساگوری سے تعلقات بڑھانے شروع کئے کیونکہ
ساگوری کے انداز و اطوار دیکھ کر مجھے شک پڑا تھا کہ اگر واقعی جانسن
کی بات سچ ہے۔ اور اس نے نشے میں کوئی بڑ نہیں ہانکی تو ساگوری سے
مزید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ لیکن یہ تعلقات ابھی ابتدائی دور
میں ہیں۔ ابھی اس معاملے میں اشارتاً بھی کوئی بات نہیں ہوتی" ——
کرنل حیدر نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
"لیکن تمہیں خود انکوائری کرنے کی بجائے اس کے متعلق ملٹری انٹیلی جنس

کو رپورٹ دینی چاہیئے تھی" —— ایکسٹو کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا۔
"سر چونکہ کوئی واضح بات نہ تھی۔ اس لئے میں نے رپورٹ دینی مناسب
نہیں سمجھی" —— کرنل حیدر نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تمہاری سرگرمیاں ایکریمین ایجنٹوں کی نظروں میں بھی آ گئی ہیں۔ اور
مجھ تک جو اطلاعات پہنچی ہیں اس کے مطابق ایکریمین ایجنٹوں نے تمہیں
فوری طور پر ہلاک کرنے کی پلاننگ کی ہے۔ تاکہ تم اس لیبارٹری کے بارے
میں کوئی اطلاع پاکیشیا نہ پہنچا سکو۔ اس لئے تم فوری طور پر پاکیشیا واپس
آ جاؤ۔ اور یہاں بھی تم نے اس وقت تک مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ رہنا ہے۔
جب تک تمہیں دوسری ہدایت نہ دی جائے۔ اور یہ ساری رپورٹ
تم نے تحریری طور پر سیکرٹری خارجہ کو دینی ہے" —— ایکسٹو نے
تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل حیدر نے
رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ اور پھر پیشانی پہ آیا ہوا پسینہ صاف
کرنے لگا۔
"کمال ہے۔ ابھی تو سوائے میرے لیبارٹری کے بارے میں کسی کو
معلوم نہیں اور ایکریمین ایجنٹ میرے درپے بھی ہو گئے اور وہاں پاکیشیا
میں بیٹھے اس ایکسٹو کو ساری تفصیل بھی معلوم ہو گئی" —— کرنل حیدر
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر اس نے ٹرانسمیٹر واپس الماری
میں رکھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا تاکہ جا کر وہ سفیر محترم سے پاکیشیا
جانے کی اجازت طلب کرے اُسے یقین تھا کہ وزارت خارجہ سے سفیر
صاحب کو اس بارے میں احکامات دے دیئے گئے ہوں گے۔ اس
کے بعد اس کا یہ دگرام تھا کہ اب وہ آخری بار ساگوری سے ملے گا اور

چونکہ اب اس نے فوری طور پر واپس جانا ہے اس لئے وہ اب ساگوری کو واضح طور پر اس بارے میں ٹٹولنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن جب وہ سفیر صاحب کے سیکرٹری کے کمرے میں داخل ہوا۔

"کرنل حیدر۔ آپ کی واپسی کے خصوصی انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔ ائیرپورٹ سے خصوصی جہاز آپ کو پاکیشیا لے جائے گا۔ آپ فوری طور پر اپنا مختصر سامان لے لیجئے۔ سپیشل جیپ آپ کو ابھی ائیرپورٹ پہنچا دے گی" سیکرٹری نے کہا تو کرنل حیدر کو اور زیادہ حیرت کا جھٹکا لگا۔

"ارے اس قدر جلد"۔۔۔ کرنل حیدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی احکامات دیئے گئے ہیں اور احکامات بھی سیکرٹری وزارت خارجہ نے خصوصی طور پر دیئے ہیں اس لئے فوری طور پر ان پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے"۔۔۔ سیکرٹری نے کہا۔

"او۔کے۔ ٹھیک ہے۔ جیپ کو میری رہائش گاہ پر بھیج دو۔ میں سامان باندھتا ہوں"۔۔۔ کرنل حیدر نے کہا اور پھر سیکرٹری سے الوداعی مصافحہ کر کے وہ اس کے کمرے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سفارت خانے کے اندر ہی بنی ہوئی رہائشی کالونی کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی رہائش ایک چھوٹی سی کوٹھی میں تھی۔ وہ چونکہ غیر شادی شدہ تھا۔ اس لئے اکیلا رہتا تھا۔ اس نے ایک بڑے بریف کیس میں اپنا ضروری سامان اکٹھا کیا۔ یونیفارم اتار کر دوسرا لباس پہنا۔ اور پھر اس نے ایک طرف موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جانے سے پہلے وہ کھل کر ساگوری سے بات کرنا چاہتا تھا۔

"یس ۔۔۔ ہوٹل ریڈ سٹار"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی

آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیائی سفارت خانے سے کرنل حیدر بول رہا ہوں۔ مس ساگوری سے بات کراؤ"۔۔۔ کرنل حیدر نے کہا۔

"اوہ۔ یس کرنل۔ ہولڈ آن کریں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ چونکہ ساگوری سے اس کی ملاقاتوں کے بارے میں ہوٹل کے تمام ملازمین اچھی طرح آگاہ تھے ۔۔۔ اس لئے اس استقبالیہ لڑکی نے کسی حیرت کا اظہار نہ کیا تھا۔

"ہیلو۔ ساگوری بول رہی ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور پر ساگوری کی شباب سے بھرپور انتہائی مترنم آواز سنائی دی۔

"ساگوری۔ میں کرنل حیدر بول رہا ہوں"۔۔۔ کرنل حیدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ڈیئر۔ آج میرا رقص کا پروگرام نہیں ہے۔ اس لئے میں فارغ ہوں۔ اگر ہو سکے تو ابھی آجاؤ کہیں تفریح کے لئے چلتے ہیں"۔۔۔ ساگوری نے کہا۔

"سوری ساگوری۔ اس وقت تو میں بے حد مصروف ہوں البتہ شام کو آجاؤں گا"۔۔۔ کرنل حیدر نے کہا۔

اس نے جان بوجھ کر ساگوری سے پاکیشیا جانے کی بات نہ کی تھی کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ ایکریمین ایجنٹ ساگوری کی نگرانی نہ کر رہے ہوں۔ اس طرح انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ پاکیشیا جا رہا ہے۔

"اوہ۔ اگر ابھی آجاتے تو میری تنہائی ختم ہو جاتی۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ شام کو ہی سہی"۔۔۔ ساگوری نے قدرے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"ساگوری۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میری ملاقات اتفاق سے ایک ایسے آدمی سے ہوئی ہے جو تمہیں اچھی طرح جانتا ہے۔ بڑی تعریفیں کر رہا تھا تمہاری۔ ایکڈیمی ہے یہاں شاید کسی سائنسی لیبارٹری میں کام کرتا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ ساگوری بہت اچھی لڑکی ہے۔ وہ بھی شاید ابھی تم سے ملنے آئے"۔۔۔۔ کرنل حیدر نے اصل بات کھول دی۔

"ایکڈیمی۔ اور لیبارٹری سے متعلق۔ مگر میں تو کبھی کسی ایکڈیمی سے ملی ہی نہیں۔ کون ہے وہ"۔۔۔۔ ساگوری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کمال ہے وہ تو کہہ رہا تھا کہ تم کسی خفیہ لیبارٹری کے بارے میں اچھی طرح جانتی ہو"۔۔۔۔ کرنل حیدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میرا کسی لیبارٹری سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ پھر یہاں آٹان میں لیبارٹری کہاں سے آئی۔ یہ تو انتہائی پس ماندہ سا ملک ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے کہا۔

"اوکے۔ پھر اس نے غلط بیانی کی ہو گی۔ بہرحال میں شام کو آؤں گا۔ میرا انتظار کرنا۔ گڈ بائی"۔۔۔۔ کرنل حیدر نے مایوس سے لہجے میں کہا اور پھر ریسیور رکھ کر اس نے بریف کیس اٹھایا اور بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سپیشل جیپ اس کی منتظر کھڑی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جیپ اُسے لئے ہوئے تیزی سے ایئرپورٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ لیکن پھر جیپ جیسے ہی ایک موڑ مڑی اچانک ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ہی کرنل حیدر کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر ساتھ بیٹھے ہوئے ڈرائیور پہ گرا۔ دوسرے لمحے تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جیپ مڑ کر سڑک کے کنارے ایک بڑے درخت سے ایک زوردار دھماکے سے

ٹکرائی اور اس کے پرخچے ہوا میں اڑنے لگے۔ اس میں آگ لگ گئی اور چند لمحوں بعد ایک اور خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور پوری جیپ ڈرائیور اور کرنل حیدر سمیت دھڑا دھڑ جلنے لگی۔ کرنل حیدر کی کھوپڑی تو پہلے دھماکے سے ہی آدھی اڑ گئی تھی کیونکہ دورمار رائفل کی وزنی گولی ٹھیک اس کی کنپٹی میں گھس گئی تھی۔

ٹائیگر بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اما فوک کے بین الاقوامی
ایئرپورٹ سے باہر آگیا۔ وہ ابھی ایک بین الاقوامی فلائٹ سے یہاں
پہنچا تھا۔ عمران نے اسے یہاں اس لئے بھیجا تھا کہ وہ یہاں آٹان میں
ایک ہوٹل کی رقاصہ ساگوری سے مل کر آٹان میں ایکریمیا یا اسرائیل کی خفیہ
لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرے۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ اس
لیبارٹری کے بارے میں یہاں کے سفارت خانے کے ملٹری اتاشی کرنل
حیدر کو سن گن ملی تھی۔ لیکن اس نے اپنے طور پر تحقیقات شروع کر دیں
اور پاکیشیا اطلاعات نہ بھیجیں مگر سیکرٹ سروس کے چیف کو اس بات کا
پتہ بھی چل گیا اور یہ بھی خبر مل گئی کہ ایکریمین ایجنٹ کرنل حیدر کو ہلاک کرنا
چاہتے ہیں۔ چنانچہ کرنل حیدر کو فوری طور پر پاکیشیا واپس آنے کے احکامات
دیئے گئے۔ لیکن کرنل حیدر ایئرپورٹ آتے ہوئے ایک ایکسیڈنٹ میں
ہلاک ہو گیا جس جیپ میں وہ سوار ہو کر ایئرپورٹ جا رہا تھا اس کے شاید ٹائی راڈ

اینڈز کھل گئے اس لئے جیپ آؤٹ آف کنٹرول ہو کر ایک درخت سے ٹکرائی
اور پھر اس میں آگ لگ گئی۔ اس طرح کرنل حیدر اور جیپ کا ڈرائیور بھی
اسی آگ میں جل کر راکھ ہو گئے تھے۔ لیکن چونکہ کرنل حیدر نے سفارت خانے
سے روانگی سے پہلے چیف کو یہ بتا دیا تھا کہ اس لیبارٹری کی تلاش کے
سلسلے میں اسے ایک مقامی ہوٹل ریڈ سٹار کی رقاصہ ساگوری پر شک
ہے کہ وہ اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ جانتی ہے۔ اس لئے عمران
نے اسے خاص طور پر یہاں اس لئے بھیجا تھا کہ وہ اس ساگوری سے مل
کر یہ معلوم کرے کہ کیا واقعی اسے اس لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے
میں کچھ علم ہے یا نہیں۔ عمران کے خیال کے مطابق ٹائیگر یہ کام باقی کسی بھی
آدمی کی نسبت زیادہ آسانی سے اور جلدی کر سکتا تھا کیونکہ زیر زمین دنیا
سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ٹائیگر ایسی عورتوں کی نفسیات سے اچھی طرح
واقف تھا۔ عمران نے اسے بتایا تھا کہ وہ اس وقت پاکیشیا سے روانہ
ہو گا جب لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں کوئی حتمی رپورٹ
ملے گی۔ چنانچہ ٹائیگر یہاں اس مقصد سے آیا تھا۔

ایئرپورٹ سے نکل کر وہ سیدھا ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔

"ہوٹل ریڈ سٹار"۔۔۔ ٹائیگر نے ٹیکسی کے پاس کھڑے ٹیکسی
ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کافرستانی ہیں"۔۔۔ ڈرائیور نے سر سے پیر تک ٹائیگر
کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں پاکیشیائی ہوں۔ کیوں۔ یہ بات تم نے کیوں پوچھی ہے"
ٹائیگر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب۔ ناراض نہ ہوں۔ دراصل کافرستانی کرایہ دینے کے بارے میں بے حد کنجوس ہوتے ہیں۔ اس لئے میں کافرستانی مسافروں کو بٹھاتا ہی نہیں۔ پاکیشیائی تو بہت کھلے دل کے ہوتے ہیں۔ آیئے تشریف رکھئے" ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کار کا دروازہ بھی کھول دیا۔ ٹائیگر مسکراتا ہوا فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ڈرائیور گھوم کر دوسری طرف آیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے انجن سٹارٹ کیا اور کار آگے بڑھا دی۔

"آپ سیاح ہیں جناب"۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"ہاں۔ یہی سمجھ لو"۔۔۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب۔ پھر تو بھوگم سے بڑھ کر آپ کو اچھا گائیڈ نہ ملے گا۔ میں آپ کو آٹان کے ایسے ایسے گوشوں کی سیر کرا سکتا ہوں کہ آپ کو سیاحت کا صحیح لطف آجائے گا"۔۔۔ ڈرائیور نے خوشامدانہ انداز میں دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"مثلاً کیسے گوشے"۔۔۔ ٹائیگر نے اس کی بات میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"یہی جناب جن کی تلاش آپ جیسے بھرپور جوانوں کو ہو سکتی ہے"۔۔۔ ڈرائیور بھوگم نے اُسی طرح دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"لیکن مجھے تو یہی اطلاع ملی تھی کہ ریڈ سٹار یہاں کا سب سے بڑا اڈہ ہے۔ وہاں ہر چیز مل سکتی ہے۔ حتیٰ کہ وہاں کی رقاصائیں بھی یہی دھندہ کرتی ہیں۔ خاص طور پر ایک رقاصہ ساگوری کی تو میں نے پاکیشیا میں بڑی تعریفیں سنی ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر تو آپ خاصے باخبر آدمی ہیں لیکن جناب ہوٹل میں تو عام سی چیزیں ہی مل سکتی ہیں۔ میں جہاں آپ کو لے جاؤں گا وہاں خاص مال ملے گا۔ قطعی سپیشل۔ ویسے ساگوری ہے تو بڑی خاص چیز۔ لیکن آپ کو یہ اطلاع غلط ملی ہے کہ وہ اس دھندے میں ملوث ہے۔ اگر ہو گی بھی تو انتہائی اعلیٰ پیمانے پر۔ کیونکہ اس کے تعلقات یہاں کے بڑے بڑے افسروں سے ہیں"۔۔۔ بھوگم نے کہا۔

"اچھا فی الحال تو میں آرام کروں گا۔ اگر تمہاری ضرورت پڑی تو پھر وعدہ کہ سب سے پہلے تمہیں ہی تلاش کروں گا"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ جناب۔ تلاش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ آپ کسی ٹیکسی ڈرائیور سے میرا نام لے کر پیغام دے دیں مجھ تک پیغام پہنچ جائے گا میں حاضر ہو جاؤں گا۔ آپ کا نام جناب"۔۔۔ بھوگم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"سلطان"۔۔۔ ٹائیگر نے وہ نام بتایا جس نام پر اس کے کاغذات تھے۔

"ٹھیک ہے جناب۔ ویسے جناب ایک بات بتا دوں کہ ساگوری کا خیال آپ چھوڑ دیں وہ یہاں کے مشہور غنڈے تاجوک کی خاص [illegible]ت ہے اور تاجوک کو یہاں زرد موت کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ سارے آٹان پر اس کی دہشت ہے۔ انتہائی ظالم ہے۔ آدمی کو تو یوں [illegible] دیتا ہے کہ کوئی چیونٹی بھی اتنی آسانی سے نہ مار سکتا ہو گا"۔۔۔ بھوگم نے ٹائیگر کی معلومات میں اضافہ کرنے کی غرض سے کہا۔

"تو کیا وہ ریڈ سٹار میں رہتا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

اس کی آنکھوں میں ایک نئے خیال کے تحت چمک سی آگئی تھی۔
"ریڈ سٹار کا مالک ہے جناب ۔ اس جیسے کئی ہوٹل جوئے خا
اور کلب اس کی ملکیت ہیں ۔ ویسے اس کا دفتر ریڈ کلب میں ہے"۔
پھوگم نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا ۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک
منزلہ خوب صورت عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئی ۔ یہ ر
ہوٹل تھا ۔ اس پر جہازی سائز کا نیون سائن موجود تھا ۔ جس پر ایک
ستارہ بھی بنا ہوا تھا اور نیچے ریڈ سٹار ہوٹل کے الفاظ بھی چ
رہے تھے ۔ پھوگم نے ٹیکسی ہوٹل کے گیٹ پر روکی تو ٹائیگر نے جیب
ایک بڑا نوٹ نکال کر پھوگم کی طرف بڑھا دیا ۔
"کرایہ کاٹ کر باقی میری طرف سے رکھ لو" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکرا
ہوئے کہا ۔ اور قدموں میں پڑا ہوا اپنا بریف کیس اٹھا کر وہ ٹیکسی
باہر آگیا ۔
"شکریہ سر" ۔۔۔ پھوگم نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں
اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا ۔ ہوٹل کا ہال خاصا
اور خاصا سجا ہوا تھا ۔ اس میں موجود افراد بھی اعلیٰ طبقے کے دکھا
دے رہے تھے ۔ ایک طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا ۔ جس کے پیچھے
خوب صورت مقامی لڑکی موجود تھی ۔
"یس سر" ۔۔۔ ٹائیگر کے قریب پہنچتے ہی لڑکی نے کاروبار
میں مسکراتے ہوئے کہا ۔
"ایک کمرہ ایک ہفتے کے لئے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور کوٹ
جیب سے کاغذات نکال کر اس نے لڑکی کی طرف بڑھا دیئے ۔ لڑ

کاغذات چیک کئے اور پھر وہ ایک رجسٹر پر جھک کر اس میں اندراجات
نے میں مصروف ہو گئی ۔
"ایک ہزار ڈالر جناب ایک ہفتے کا کرایہ بنتا ہے ۔ ناشتہ ہوٹل کی
سے ہو گا" ۔۔۔ لڑکی نے رجسٹر گھما کر ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے
اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے لڑکی کے ہاتھ سے قلم لیا اور مخصوص
تے میں دستخط کر کے اس نے قلم کاؤنٹر پر رکھا اور پھر کوٹ کی اندرونی
سے اس نے ہزار ڈالر کے بڑے نوٹوں کی گڈی نکالی اور اس
سے ایک نوٹ کھینچ کر اس نے بڑے بے نیازانہ انداز میں کاؤنٹر
پھینک دیا ۔ جیسے ایک ہزار ڈالر کی اس کی نظروں میں کوئی اہمیت ہی

شکریہ سر" ۔۔۔ لڑکی نے کہا اور پھر سائیڈ پر کھڑے ایک
ن کو اس نے اشارہ کیا ۔
صاحب کو دوسری منزل کے کمرہ نمبر چالیس میں پہنچا آؤ" ۔۔۔ لڑکی
بی اس آدمی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔
ئیے سر" ۔۔۔ اس آدمی نے جو پورٹر تھا جھک کر ٹائیگر کا بریف
اٹھاتے ہوئے کہا ۔ چابی وہ پہلے ہی لے چکا تھا ۔ لفٹ کے
چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر دوسری منزل پر پہنچ چکا تھا ۔ کمرہ خاصا
تھا ۔ ٹائیگر نے ایک چھوٹا نوٹ پورٹر کو دیا ۔ اور پورٹر کے
کے چلے جانے کے بعد اس نے سب سے پہلے ٹیلی فون کا
ہوا اٹھا لیا ۔
ں سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے فون آپریٹر کی آواز سنائی دی ۔

"روم سروس سے بات کراؤ" ـــــ ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ایک لمحے بعد ہی ایک آواز ابھری۔

"روم سروس پلیز" ـــــ بولنے والی عورت تھی۔

"کمرہ نمبر چالیس دوسری منزل۔ بلیک کافی بھجوا دو" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ویٹر ٹرے میں بلیک کافی کی پیالی رکھے اندر داخل ہوا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام کیا اور بلیک کافی کی ٹرے مؤدبانہ انداز میں اس کے سامنے میز پر رکھ دی۔

"یہاں سنا ہے رقص کے پروگرام بہت اچھے ہوتے ہیں کس ہوتے ہیں اور رقاصہ کون ہے" ـــــ ٹائیگر نے ویٹر سے مخاطب کر کہا۔

"جناب پورے آٹان میں سب سے اچھا پروگرام ہمارے ہوٹل ہی ہوتا ہے۔ رات آٹھ بجے پروگرام شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جنا آٹان کی معروف ترین رقاصہ مادام ساگوری صرف یہاں ہی پروگ پیش کرتی ہیں" ـــــ ویٹر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"مادام ساگوری۔ اوہ نام تو میں نے بھی سن رکھا ہے۔ کیا وہ یہ ہوٹل میں رہتی ہیں" ـــــ ٹائیگر نے جیب سے ایک چھوٹا نوٹ نکا کر ویٹر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ اس منزل کے کمرہ نمبر اٹھاسی میں آخری کمرہ ہے۔ لیکا جناب وہ کسی سے ملنا پسند نہیں کرتیں" ـــــ ویٹر نے کہا۔

"میں نے اس سے مل کر کیا کرنا ہے۔ رقص ہی دیکھنا ہے وہ رات کو دیکھ لوں گا" ـــــ ٹائیگر نے بے نیازانہ انداز میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر ویٹر کو جانے کا اشارہ کر دیا۔ اور ویٹر سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ اس نے بلیک کافی پینا شروع کر دی۔ بلیک کافی سے اس کی ساری تھکاوٹ دور ہو جایا کرتی تھی اور وہ پوری طرح فریش ہو جاتا تھا۔ اب بھی یہی ہوا۔ بلیک کافی کی ایک پیالی نے ہی اسے مکمل طور پر فریش کر دیا تھا۔ ابھی چار بجے تھے۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ اس وقت ساگوری اپنے کمرے میں آرام کر رہی ہوگی۔ اس نے سوچا کہ وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنے کام کا آغاز کر ہی دینا چاہیئے۔ اس نے اپنا بریف کیس کھولا اور اس میں موجود ایک خوب صورت ساڈبہ نکال کر اس نے جیب میں رکھا اور پھر کمرے کے دروازے سے باہر راہداری میں آگیا۔ دروازہ باہر سے لاک کر کے وہ آخری کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرہ نمبر اٹھاسی واقعی ب سے آخری کمرہ تھا۔ اور اس کے آگے ایک اور لفٹ کا دروازہ تھا ں پر پرائیویٹ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ ساگوری ں لفٹ کے ذریعے نیچے آتی جاتی ہوگی۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے اس پر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے" ـــــ دوسری طرف سے انتہائی شیریں اور مترنم نسوانی آواز سنائی دی۔

"مادام۔ میں کرنل حیدر کا دوست ہوں۔ آپ تک ان کی ایک چیز پہنچانی ہے" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ اچھا" ـــــ دوسری طرف سے چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو ٹائیگر کی آنکھوں کے سامنے جیسے بجلی سی چمک گئی۔ ساگوری واقعی بے پناہ حسین لڑکی تھی۔ اس وقت اس کے جسم پر انتہائی مختصر سا لباس تھا۔ وہ بڑے غور سے ٹائیگر کو دیکھ رہی تھی۔

" اوہ آجاؤ۔ گو میں کسی سے نہیں ملتی لیکن تم نے کرنل حیدر کا نام لیا ہے۔ اس لئے آجاؤ "۔۔۔۔ ساگوری نے کہا اور ایک طرف ہٹ گئی ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا تو ساگوری نے دروازہ بند کر دیا۔ یہ کمرہ عام کمروں سے کہیں زیادہ وسیع اور انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا

" مادام۔ کرنل حیدر مرحوم نے مرنے سے کچھ دیر پہلے پاکیشیا فون کیا تھا۔ میں ان کا بہترین دوست ہوں۔ میرا نام سلطان ہے۔ انہوں نے فرمائش کی تھی کہ میں جب بھی آثان آؤں ان کے لئے پاکیشیا کی معروف جیولری کا ایک سیٹ لیتا آؤں۔ میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا تھا کہ وہ یہ سیٹ اپنی دوست اور آثان کی معروف رقاصہ مادام ساگوری کی خدمت میں تحفے کے طور پر پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے وعدہ کر لیا۔ پھر اطلاع ملی کہ وہ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ مجھے بے حد افسوس ہوا۔ اب میں بزنس کے سلسلے میں آثان آیا تو مجھے ان کی فرمائش یاد آ گئی چنانچہ میں وہ سیٹ لے آیا۔ اور میں نے سوچا کہ مرحوم کی یہ خواہش پوری ہو جائے "۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا تو مادام ساگوری کے چہرے پر افسوس کے ساتھ ساتھ دلچسپی کے آثار ابھر آئے۔

" اوہ کرنل حیدر واقعی بہترین دوست تھے۔ ان کی موت پر مجھے اس قدر صدمہ پہنچا کہ میں ایک ہفتے تک پروگرام بھی نہ کر سکی۔ لیکن تقدیر سے تو کوئی نہیں لڑ سکتا۔ آپ ان کے دوست ہیں اس لئے

میرے لئے اتنے ہی قابل احترام ہیں۔ اور میں آپ کی مرحوم سے دوستی سے بھی بے حد متاثر ہوئی ہوں۔ کہ کرنل کی موت کے باوجود آپ ان کی خواہش پوری کرنا چاہتے ہیں "۔۔۔۔ مادام ساگوری نے قدرے افسردہ سے لہجے میں کہا۔

" ویسے مادام آپ سے ملنے سے پہلے میں یہی سوچتا تھا کہ آخر کرنل حیدر کو آپ کیسے پسند آئیں۔ کیونکہ وہ عورتوں کے معاملے میں بے حد نفیس پسند رکھتے تھے۔ لیکن آپ کو دیکھنے کے بعد مجھے کرنل حیدر کی مجبوری کا علم ہوا ہے۔ کرنل حیدر تو آپ جیسے ہوشربا حسن کی ملکہ کے سامنے واقعی بے بس ہو گئے ہوں گے آپ جیسا متوازن اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا حسن تو میں نے یورپ۔ ایکریمیا کہیں بھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ بزنس کے سلسلے میں مجھے پوری دنیا گھومنا پڑتی ہے "۔ ٹائیگر نے جیب سے وہی خوب صورت سا باکس نکالتے ہوئے کہا۔ اور مادام ساگوری کا چہرہ کھل اٹھا۔

" تعریف کا بے حد شکریہ۔ معاف کیجئے کرنل حیدر مجھ سے خاصے بے تکلف تھے اور آپ چونکہ ان کے دوست ہیں۔ اس لئے مجھے آپ کی یہ تکلفانہ گفتگو اچھی نہیں لگ رہی۔ آپ بھی کرنل حیدر کی طرح ہی بے تکلفانہ گفتگو کریں تو مجھے خوشی ہو گی "۔۔۔۔ مادام ساگوری نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر ساگوری کو یہ فقرے کہے تھے اور نتیجہ اس کی توقع کے عین مطابق نکلا تھا۔

" بہت شکریہ ساگوری۔ بہرحال یہ جیولری تو کرنل حیدر کی طرف سے قبول کرو۔ میں اپنی طرف سے علیحدہ تحفہ دوں گا "۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

اور خوب صورت ڈبہ کھول کر جس میں انتہائی خوب صورت نیکلس جگمگا
تھا ساگوری کی طرف بڑھا دیا۔
" اوہ۔ کس قدر خوب صورت ہے۔ انتہائی خوب صورت " ـــــ
ساگوری کے لہجے میں شدید ترین مسرت کے ساتھ ساتھ حیرت بھی تھی
" ذہانت تو کرنل حیدر کی تھی مگر انتخاب میرا اپنا ہے " ـــــ ٹائیگر
مسکراتے ہوئے کہا۔
" آپ کے حسن انتخاب کو داد دیتی ہوں۔ بے حد خوب صورت انتخاب
ہے " ـــــ ساگوری نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نیکلس گلے
میں پہنا اور تیزی سے مڑ کر ایک سائیڈ پر دیوار میں نصب بڑے سے
آئینے کی طرف بڑھ گئی۔
" اوہ اوہ واقعی یہ حسین ترین تحفہ ہے۔ اور اس کے لئے میں کرنل حیدر
سے زیادہ تمہاری ممنون ہوں " ـــــ ساگوری نے اٹھلاتے ہوئے کہا
اور پھر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھی الماری کھول کر اس نے
غیر ملکی شراب کی ایک بوتل نکالی اور دو جام لے کر اس نے انہیں میز
پر رکھا اور پھر اس نے خود دونوں جام بھرے اور ایک جام اٹھا کر
بڑے دلآویز انداز میں ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔
" سوری ساگوری۔ مجھے ڈاکٹر نے شراب سے منع کر رکھا ہے " ـــــ
ٹائیگر نے انکار کرتے ہوئے کہا۔
" اوہ تو پھر آپ کیا پیئں گے " ـــــ ساگوری نے چونک کر کہا۔
" میں نے ابھی بلیک کافی پی ہے۔ اس لئے فی الحال کچھ پینے کو دل
نہیں چاہ رہا۔ ابھی تو میں نے اپنے بزنس کے سلسلے میں بھی یہاں

معلومات حاصل کرنی ہیں۔ کرنل حیدر مرحوم زندہ ہوتے تو شاید مجھے
پریشان نہ ہونا پڑتا مگر اب " ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" آپ کس قسم کا بزنس کرتے ہیں " ـــــ ساگوری نے شراب کا
گھونٹ لیتے ہوئے چونک کر پوچھا۔
" میرا بزنس سائنسی لیبارٹریوں کو ان کے مطلوبہ سائنسی آلات سپلائی
کرنا ہے۔ ایکریمیا۔ روسیاہ۔ شوگران جیسی سپر پاورز میں موجود بڑی
بڑی سائنسی لیبارٹریوں کو میں ہی سپلائی کرتا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی تھی
کہ ایکریمیا نے یہاں آٹان میں بھی کوئی لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے۔
میں نے کرنل حیدر مرحوم سے کہا تھا کہ وہ اس بارے میں معلومات
کریں۔ لیکن ظاہر ہے اب مجھے خود معلومات حاصل کرنی پڑیں گی "
ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" اوہ۔ اس لئے کرنل حیدر نے فون پر مجھ سے کسی لیبارٹری کے
بارے میں پوچھا تھا۔ تو وہ آپ کے لئے معلومات حاصل کرنا چاہتے
تھے۔ مجھے تو اس سلسلے میں کچھ معلوم نہیں البتہ تاجوک یقیناً اس
بارے میں جانتا ہے۔ کیونکہ ایک بار میں نے اُسے فون پر کسی سے
باتیں کرتے ہوئے سنا تھا۔ وہ لیبارٹری میں لیبر کی سپلائی کے
بارے میں بات چیت کر رہا تھا۔ ٹھیک ہے تم فکر نہ کرو ایک دو
روز میں میری ملاقات تاجوک سے ہو گی تو میں اس سے معلوم کر کے
تمہیں بتا دوں گی۔ تم کہاں ٹھہرے ہو " ـــــ ساگوری نے کہا۔
" یہیں آپ کے ہوٹل میں ہی ہوں۔ یہ تاجوک صاحب کہاں ملیں
گے۔ دراصل میرا بزنس اس قدر پھیلا ہوا ہے کہ میں زیادہ دیر

کہیں رک نہیں سکتا۔ اگر آج ہی اس سلسلے میں کچھ معلومات ہو جائیں تو میں کل واپس چلا جاؤں۔ میں آپ کے حوالے سے ان سے مل لوں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اُسے تاجوک کا کلیو ملنے پر دلی مسرت ہو رہی تھی پہلے ٹیکسی ڈرائیور اُسے بتا چکا تھا کہ تاجوک یہاں کا مشہور غنڈہ ہے۔ اور اب ساگوری بتا رہی تھی کہ تاجوک نہ صرف لیبارٹری کے بارے میں جانتا ہے۔ بلکہ وہاں لیبر بھی سپلائی کرتا رہا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کا خیال درست تھا کہ ایسی خفیہ لیبارٹریز کی تعمیر کے لئے عام بازار سے لیبر حاصل کرنے کی بجائے زیر زمین دنیا کے افراد سے ٹھیکے کئے جاتے تھے۔ تاکہ راز باہر نہ جا سکے۔

"اوہ۔ آپ اس سے مت ملیں وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔ پھر انتہائی غصیلا بھی ہے۔ میں اس سے طریقے سے بات کروں گی۔ اگر آپ کو جلدی ہو تو آپ بے شک چلے جائیں۔ دو تین روز بعد مجھے یہیں اسی ہوٹل میں فون کر لیں میں بتا دوں گی"۔۔۔۔ ساگوری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ویسے میں اپنے طور پر بھی معلومات کرتا ہوں۔ بہرحال آپ کا بے حد شکریہ۔ کہ آپ نے مجھ سے ملاقات کر لی اب مجھے اجازت۔ رات کو آپ کا رقص دیکھنے ضرور حاضر ہوں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں ضرور۔ میں آپ کی بے حد مشکور رہوں گی"۔۔۔۔ ساگوری نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ مگر ٹائیگر اس سے ہاتھ ملانے کی بجائے تیزی سے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تاجوک کا کلیو ملنے کے بعد اب اُسے ساگوری سے کوئی دلچسپی باقی نہ

رہی تھی۔ اب وہ جلد از جلد تاجوک کا پتہ کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ ساگوری کے کمرے سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے میں آیا اس نے بریف کیس کے ایک خفیہ خانے سے ریوالور نکال کر جیب میں رکھا اور چند لمحوں بعد وہ لفٹ کے ذریعے نیچے ہال میں پہنچ گیا۔ ہال میں اس وقت رش زیادہ نہ تھا۔ ٹائیگر ایک خالی میز پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور پھر اس نے یہاں بھی ویٹر کو بلیک کافی لانے کے لئے کہا جب ویٹر بلیک کافی لے آیا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک چھوٹا سا نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"سنو۔ مجھے ایک سودے کے سلسلے میں تاجوک سے ملنا ہے۔ اگر تم اس کا کوئی ایسا اڈہ بتا دو جہاں وہ مل سکے تو مہربانی ہو گی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ آپ اس سے ملیں گے وہ تو بہت سخت آدمی ہے۔ اجنبیوں سے تو بالکل نہیں ملتا"۔۔۔۔ ویٹر نے جلدی سے نوٹ جیب میں منتقل کرتے ہوئے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"میرے پاس اس کے دوست کا حوالہ موجود ہے۔ مسئلہ صرف اس کو تلاش کرنے کا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مخصوص اڈہ ساگم بار ہے جناب لیکن پلیز میرے متعلق کچھ نہ بتائیں"۔۔۔۔ ویٹر نے کہا اور ٹائیگر کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے واپس چلا گیا۔ ٹائیگر نے کافی پی اور پھر ایک چھوٹا نوٹ ایش ٹرے کے نیچے رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف

بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھا ساگم بار کی طرف بڑھا جا
رہا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک پرانی لیکن خاصی
بڑی عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ اس پر ساگم بار کا پرانا سا بورڈ
نظر آ رہا تھا۔ ٹائیگر نے کرایہ دیا اور ساگم بار کے ہال کی طرف بڑھ گیا۔
بار ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ منشیات کا دھواں اور سستی شراب کی تیز
بُو نے پورے ہال کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ لیکن چونکہ ٹائیگر
کے لئے ایسا ماحول نیا نہ تھا۔ اس لئے وہ اطمینان سے قدم بڑھاتا
کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جس پر ایک بھاری جسم کا مگر قدرے
ادھیڑ عمر کا آدمی کھڑا تھا اس نے زرد رنگ کی چست بنیان پہن رکھی
تھی۔ جس میں سامنے کی طرف ایک عریاں لڑکی کی بڑی سی تصویر سرخ
رنگ میں بنی ہوئی تھی۔ چہرے پر زخموں کے آڑے ترچھے نشانات
بتا رہے تھے کہ وہ صحیح معنوں میں زیر زمین دنیا کا آدمی ہے۔
"میرا نام کوبرا ہے۔ اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے"۔۔۔ ٹائیگر
نے کاؤنٹر پر پہنچ کر کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اچھا نام ہے۔ کیا خدمت کروں"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے قدرے
طنزیہ انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا۔
"میرا نام سن کر تمہیں یہ تو معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں تمہارا ہم پیشہ
ہوں۔ ویسے پاکیشیا میں یہ نام اگر کوئی کاؤنٹر مین سن لیتا تو تمہاری
طرح طنزیہ انداز میں دانت نکالنے کی بجائے خوف کی وجہ سے
خود بخود اس کے دانت باہر آ جاتے۔ بہرحال چونکہ تم میرے متعلق
کچھ نہیں جانتے اس لئے میں تمہاری اس حرکت کو معاف کر رہا

ہوں۔ مجھے تاجوک سے ملنا ہے۔ لمبے سودے کی بات ہے۔ بولو
ملا سکتے ہو"۔۔۔ ٹائیگر نے درشت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
وہ کاؤنٹر مین آنکھیں سکیڑ کر ٹائیگر کو غور سے دیکھنے لگا۔
"سنو۔ اجنبی ہو۔ اس لئے خاموشی سے واپس چلے جاؤ۔ باس تو خیر
تم سے ملے گا ہی نہیں لیکن جس لہجے میں تم نے تھوڈک سے بات کی ہے
اس لہجے میں بات کرنے والے دوسرا سانس نہیں لے سکتا"۔۔۔
کاؤنٹر مین نے جس کا نام تھوڈک تھا بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔
"تو تمہارے ذہن میں آخر کیڑا کلبلا ہی گیا حالانکہ میں نے تمہیں
اپنا نام بھی بتا دیا تھا۔ بہرحال تمہاری مرضی"۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے
مطمئن انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو پوری قوت سے
گھوما اور تھوڈک کے چہرے پر پڑنے والے زوردار تھپڑ کی آواز
سے بار ہال گونج اٹھا۔ تھوڈک چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ ریک سے
ٹکرایا۔
"مچھر کی اولاد۔ کوبرے کے منہ آ رہے ہو"۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی
غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ تھوڈک
سنبھلتا۔ ٹائیگر نے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالا اور تھوڈک گھسٹتا ہوا
کاؤنٹر کے اوپر سے ہوتا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر آ گرا دوسرے
لمحے اس کی کنپٹی پر ٹائیگر کی زوردار لات پڑی اور تھوڈک ایک بار
پھر چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ پر موجود میز سے جا ٹکرایا۔ ہال میں یک لخت
خاموشی طاری ہو گئی تھی۔ اور وہ سب حیرت سے کاؤنٹر کے قریب
کھڑے ٹائیگر کو دیکھ رہے تھے۔ جس نے تھوڈک کو ذرا بھی سنبھلنے کا

موقع نہ دیا تھا۔ تھوڈک میز سے ٹکرا کر یک لخت بجلی کی سی تیزی سے
اٹھا۔ اس کا بدصورت چہرہ اب غصے کی شدت سے بُری طرح مسخ ہو
رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"تم ——— تم نے تھوڈک پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ تم نے" ——— تھوڈک
نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے بھی کہا ہے کہ میرا نام کوبرا ہے اور کوبرے
کا نام سن کر تم جیسے چوہے اپنی دُمیں ٹانگوں میں دبا لیتے ہیں۔ سمجھے۔
اور سنو۔ تم جیسے حقیر لوگوں سے لڑنا میری شان نہیں ہے۔ اور میں
یہاں لڑنے بھی نہیں آیا۔ صرف تاجوک سے ملنے آیا ہوں۔ اب
بھی وقت ہے کہ مجھے تاجوک سے ملوا دو۔ ورنہ ......" ——— ٹائیگر
نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا۔

"اب تو تم موت سے ہی ملو گے" ——— تھوڈک نے کہا اور
دوسرے لمحے وہ اس طرح ٹائیگر کی طرف دوڑ پڑا جیسے جنگلی بھینسا
غصے کی شدت سے دوڑ پڑتا ہے۔ ٹائیگر اسی طرح اطمینان سے
کھڑا رہا۔ تھوڈک دوڑتے دوڑتے یک لخت ٹائیگر سے دو قدم
پہلے رکا اور پھر اس کے جسم نے بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں
قلابازی کھائی۔ اس نے اس بار واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں
قلابازی کھا کر ٹائیگر کی ٹھوڑی کے نچلے حصے میں دونوں پیروں کی
زوردار ضرب لگانے کی کوشش کی تھی۔ یہ اس قدر خطرناک داؤ
تھا کہ اگر واقعی تھوڈک ضرب لگانے میں کامیاب ہو جاتا تو ٹائیگر
کے نہ صرف دونوں جبڑے ٹوٹ جاتے بلکہ ہو سکتا تھا کہ زوردار

جھٹکا لگنے سے اس کی گردن بھی ٹوٹ جاتی۔ لیکن ٹائیگر عمران کا تربیت یافتہ
تھا اور اگر تھوڈک جیسے عام غنڈے اس پر داؤ لگا جاتے تو شاید عمران اپنے
ہاتھوں سے اُسے گولی مار دیتا۔ اس لئے جیسے ہی تھوڈک کے جسم نے
قلابازی کھائی اور اس کی دونوں جڑی ہوئی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے
ٹائیگر کی طرف بڑھیں ٹائیگر کا ایک ہاتھ اٹھا۔ اور دوسرے لمحے تھوڈک
کا جسم یک لخت کسی گولے کی طرح فضا میں بلند ہوا اور پھر تھوڈک ایک
زوردار دھماکے سے منہ کے بل پوری قوت سے چند قدم دور پختہ فرش
پر جا گرا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہر بار وہ اونچا
ہوتا اور پھر دھم سے واپس گر جاتا۔ ٹائیگر کے چہرے پر استہزائیہ
مسکراہٹ تھی۔ جیسے اُسے تھوڈک کی اس کوشش پر ہنسی آ رہی ہو۔
اُسے معلوم تھا کہ اب تھوڈک کبھی سیدھا کھڑا نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ اس
نے تھوڈک کی ریڑھ کی ہڈی کے سب سے نچلے حصے پر ایک مخصوص انداز
کی ضرب لگا کر اُسے بیکار کر دیا تھا۔ اور وہی ہوا۔ چند بار کی جان توڑ
کوششوں کے بعد آخر کار تھوڈک منہ کے بل فرش پر ڈھیر ہو گیا۔
وہ ساکت ہو چکا تھا۔

اُسی لمحے ایک سائیڈ پر موجود ایک دبلا پتلا سا آدمی تیزی سے ٹائیگر
کی طرف بڑھا اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"تم جو کوئی بھی ہو باس تمہیں اپنے دفتر میں بلا رہا ہے" ——— اس
دبلے پتلے آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔

"کون باس۔ میں صرف تاجوک سے ملنا پسند کروں گا۔ سمجھے۔
یہاں صرف وہی میری حیثیت کا آدمی ہے" ——— ٹائیگر نے منہ

بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تاجوک باس کی ہی بات کر رہا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔ اس آدمی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ مجبوراً ٹائیگر سے بات کر رہا ہو۔

"چلو"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مطمئن انداز میں کہا اور پھر فرش پر اوندھے پڑے ہوئے ٹھوڈک کے جسم کو پھلانگتا ہوا وہ اس دبلے پتلے آدمی کے پیچھے انتہائی کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ دبلا پتلا آدمی بھی شاید اس دروازے سے برآمد ہوا تھا۔ ہال میں مکمل سکوت طاری تھا۔ اور سب کی نظروں میں ٹائیگر کے لئے تحسین کے تاثرات کے ساتھ ساتھ حیرت کا عنصر بھی موجود تھا۔ شاید انہوں نے اپنی زندگی میں ٹائیگر جیسا لڑاکا پہلے کبھی نہ دیکھا تھا جو ٹھوڈک کو بے کار کر دینے کے باوجود اسی مطمئن انداز میں چل رہا تھا جیسے اس نے سرے سے لڑائی میں حصہ ہی نہ لیا ہو۔

دروازہ کراس کر کے وہ دونوں ایک طویل راہداری میں داخل ہوئے جس کے آخر لوہے کا ایک دروازہ تھا۔ اس دبلے پتلے آدمی نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور پھر مڑ کر اپنے پیچھے آتے ہوئے ٹائیگر کو اشارہ کیا۔ ٹائیگر نے دیکھا کہ سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ جو ایک بڑے سے ہال میں جا کر ختم ہوتی تھیں۔ جہاں جوئے کی میزیں بچھی ہوئی تھیں۔ سائیڈ کی دیواروں کے ساتھ غنڈے نما افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ایک طرف شیشے کا ایک دروازہ تھا وہ دبلا پتلا آدمی اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر دروازے کی سائیڈ میں رک کر ٹائیگر کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ ٹائیگر نے

اموشی سے دروازہ کھولا اور دوسری طرف چلا گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا مرہ تھا۔ جسے دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک طرف ایک افی بڑی میز تھی جس پر کئی رنگوں کے ٹیلی فون رکھے ہوئے تھے۔ میز کے یچھے ریوالونگ کرسی پر ایک لمبا تڑنگا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا چہرہ اور ں کا جسم انتہائی ٹھوس اور مضبوط تھا۔ لیکن اس کا چہرہ دیکھ کر ایسے سوس ہوتا تھا جیسے انسانی جسم پر کسی زہریلے سانپ کا چہرہ رکھ دیا گیا ۔ ایک طرف ایک بڑا سا ٹی۔ وی موجود تھا جس پر بار ہال کا منظر نظر ہا تھا جہاں ویٹرز فرش پر پڑے ٹھوڈک کو سہارا دے کر اٹھانے میں بروف تھے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس نے اس سکرین پر ٹھوڈک اور اس ی لڑائی کا منظر دیکھا ہو گا۔

"تم پاکیشیا سے آئے ہو۔ اور تمہارا نام کوبرا ہے"۔۔۔۔ اس نپ کے سے چہرے والے نے غور سے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے ا۔ بولنے کی وجہ سے اس کے پیلے اور گندے دانت دکھائی دینے لگے تھے۔ جن کو دیکھ کر کراہت آتی تھی۔

"ہاں۔ میرا نام کوبرا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے اطمینان سے طرف موجود صوفے پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

"اور تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے"۔۔۔۔ اس سانپ والے چہرے لے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"اگر تمہارا ہی نام تاجوک ہے۔ تو پھر میرا جواب اثبات میں ہے" ر نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا نام تاجوک ہے۔ کیوں ملنا چاہتے تھے۔ کیا کام تھا"۔۔۔۔

تاجوک نے درشت لہجے میں کہا۔

"پہلے تو تم اپنا لہجہ درست کرو۔ سمجھے۔ میرے ساتھ ٹیڑھا منہ کر کے بات کرنے والوں کا منہ ہمیشہ کے لئے ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ اگر یقین نہ آ رہا ہو تو پاکیشیا اپنے کسی دوست کو فون کر کے میرے متعلق پوچھ لو" ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو تم یہاں میرے ہی اڈے میں مجھ پر غرا رہے ہو۔ شاید تمہیں میرے متعلق مکمل معلومات حاصل نہیں ہیں" ___ تاجوک کا لہجہ بپھرا ہوا تھا۔

"کیوں جھگڑا مول لے رہے ہو تاجوک۔ میں یہاں تم سے لڑنے نہیں آیا۔ اور نہ ہی میرا یہاں مستقل رہنے کا کوئی ارادہ ہے۔ پاکیشیا آٹان سے ہزاروں گنا بڑا ملک ہے۔ اس لئے اپنا دماغ ٹھنڈا رکھ کر میری بات سنو۔ اس تمہارے تھوڈک کو بھی میں نے یہی بات کہی تھی لیکن وہ تھرڈ کلاس آدمی نکلا" ___ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ واقعی مجھے دماغ ٹھنڈا رکھنا چاہیئے۔ تم بہرحال مہمان ہو۔ بولو کیا پیو گے" ___ اس بار تاجوک نے پیلے اور گندے دانت نکال کر مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید اس کے ذہن میں ٹائیگر کی بات بیٹھ گئی تھی۔

"شکریہ۔ میں یہاں پینے پلانے کے لئے نہیں آیا۔ بزنس کے لئے آیا ہوں۔ اگر تم چاہو تو دس ہزار ڈالر بغیر ہاتھ پیر ہلائے کما سکتے ہو اور وہ بھی کیش" ___ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دس ہزار ڈالر ___ کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو" ___ تاجوک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے صرف چند معلومات چاہئیں اور یہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے پاس وہ معلومات موجود ہیں۔ انکار کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ یہ بات تصدیق شدہ ہے۔ میں وہ معلومات خریدنا چاہتا ہوں۔ حالانکہ میں چاہوں تو وہ معلومات بغیر رقم خرچ کئے بھی ادھر ادھر سے حاصل کر سکتا ہوں لیکن میں کاروبار میں خرچ کرنے کا عادی ہوں۔ اس لئے تم سے بات کر رہا ہوں" ___ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کیسی معلومات" ___ تاجوک اور زیادہ چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تجسس کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"یہاں آٹان میں ایکریمیا نے ایک خفیہ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے۔ اور تم اسے لیبر سپلائی کرتے رہتے ہو۔ مجھے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا ہے اور بس۔ ایک غیر ملکی پارٹی نے مجھے یہ کام سونپا ہے۔ بیس ہزار ڈالر ملے ہوئے ہیں جن میں سے دس ہزار ڈالر ایڈوانس ملے ہیں وہ میں تمہیں دے دیتا ہوں۔ اس طرح میرے ساتھ تمہارا بھی بزنس ہو جائے گا" ___ ٹائیگر نے بڑے لاپرواہ سے انداز میں کہا۔

"لیبارٹری اور میں لیبر سپلائی کرتا رہا ہوں۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا کسی لیبارٹری یا لیبر سپلائی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ___ تاجوک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن لیبارٹری کا سن کر اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والی چمک ٹائیگر سے خفیہ نہ رہ سکی تھی۔

"مطلب یہ ہوا کہ تم دس ہزار ڈالر نہیں کمانا چاہتے چلو پندرہ ہزار ڈالر دے دیتا ہوں میں پانچ اپنے پاس رکھ لوں گا۔ لیکن معلومات

دوست ہونی چاہئیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے اُسی طرح لاپرواہ سے لہجے میں کہا
"تم شاید یہ سمجھ رہے ہو کہ رقم کم ہونے کی وجہ سے میں ایسی بات کہہ رہا ہوں یہ بات نہیں ۔میرے لئے دس ہزار ڈالر بھی خاصی بڑی رقم ہے ۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ مجھے کسی لیبارٹری کا کوئی علم نہیں ہے ۔میں تو یہ بات پہلی بار تمہارے منہ سے سن رہا ہوں" ۔۔۔ تاجوک نے کہا ۔

"سوچ لو وہ ایکریمین تمہیں اتنی رقم نہیں دیں گے ۔جب کہ یہ بات طے ہے کہ تمہارا نام درمیان میں آئے گا ہی نہیں ۔پارٹی کا کنٹیکٹ مجھ سے ہے اور تمہاری دی ہوئی معلومات میں ہی ان تک پہنچاؤں گا ۔تم تو ہر لحاظ سے بری الذمہ ہو" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا ۔

"سوری مسٹر کوبرے ۔تمہیں میرے متعلق کسی نے غلط اطلاع دی ہے" ۔۔۔ تاجوک کا لہجہ یک لخت سرد ہو گیا ۔

"اچھا پھر تو واقعی مسئلہ بن گیا ۔بہر حال ٹھیک ہے میں اب اپنے طور پر کوشش کروں گا ۔میں نے تو بہر حال کام کرنا ہے ۔مجھے اجازت" ٹائیگر نے قدرے مایوس سے لہجے میں کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔

"تم کہاں رہ رہے ہو ۔میں خود بھی کوشش کرتا ہوں اگر مجھے یہ معلومات مل گئیں تو میں تم سے سودا کر لوں گا" ۔۔۔ تاجوک نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔

"ہوٹل ریڈ سٹار ۔دوسری منزل ۔کاغذات کے لحاظ سے میرا نام سلطان ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے بڑے دوستانہ انداز میں تاجوک سے مصافحہ کیا اور دروازے کی طرف

مڑ گیا ۔

چند لمحوں بعد وہ کلب کی عمارت سے نکل کر تیزی سے اس کی سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا ۔یہ گلی شاید آگے جا کر بند ہو جاتی تھی ۔کیونکہ گلی میں آمد و رفت نہ تھی ۔وہ سنسان پڑی ہوئی تھی ۔ٹائیگر نے ایک کونے میں رک کر جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس کا بٹن دبا کر اس نے اُسے کان سے لگا لیا ۔

"میں تاجوک بول رہا ہوں ۔ہوٹل کی دوسری منزل پر کوئی پاکیشیائی سلطان نامی رہ رہا ہے" ۔۔۔ آلے سے تاجوک کی تیز اور غراتی ہوئی آواز سنائی دی وہ شاید فون پر بات کر رہا تھا ۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔تم نے اس کی خفیہ طور پر نگرانی کرنی ہے ۔اس وقت تک جب تک میں تمہیں دوسری ہدایت نہ دوں سمجھ گئے" ۔۔۔ چند لمحے رک کر تاجوک کی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کریڈل دبائے جانے اور دوبارہ نمبر ڈائل ہونے کی آواز سنائی دینے لگی ۔ٹائیگر نے اپنی پوری توجہ نمبروں کے ڈائل ہونے سے پیدا ہونے والی آواز پر لگا دی ۔چونکہ ہر نمبر کو گھما کر آخر تک لے جانا پڑتا تھا ۔اس لئے ڈائیلنگ کی طوالت سے وہ اندازہ لگا لیتا تھا کہ کون سا نمبر ڈائل کیا جا رہا ہے ۔

"ہیلو ۔تاجوک بول رہا ہوں ۔روڈگر سے بات کراؤ" ۔۔۔ تاجوک کی آواز سنائی دی ۔

"مسٹر روڈگر ۔پاکیشیا سے ایک آدمی لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میرے پاس آیا ہے ۔اس نے مجھے پندرہ ہزار ڈالر کی آفر کی ہے ۔لیکن میں نے اسے انکار کر دیا ہے" ۔۔۔ تاجوک کی آواز دوبارہ سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی ۔وہ شاید دوسری طرف کی بات سن رہا تھا ۔

"یہ درست ہے مسٹر ردگر کہ مجھے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہیں۔ لیکن مجھے یہ تو معلوم ہے کہ تمہارا تعلق لیبارٹری سے ہے اس لئے میں تو اُسے صرف تمہارا نام بتا کر پندرہ ہزار ڈالر کما سکتا ہوں اور پندرہ ہزار ڈالر خاصی بڑی رقم ہے" ـــــ تاجوک نے کہا۔ اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"اوکے شکریہ۔ میں تمہارے بھیجے ہوئے پندرہ ہزار ڈالروں کا منتظر رہوں گا۔ اور پھر میں اپنی طرف سے ایک آفر کر رہا ہوں کہ پندرہ ہزار ڈالر ملنے کے بعد اس آدمی کی فوری موت اسی رقم میں میرے ذمہ رہی" ـــــ تاجوک کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔ اور پھر ریسیور رکھے جانے کی آواز آلے میں سے نکلی۔ ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے آلے کا بٹن آف کیا اور اُسے واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس نے میز کے کنارے کے نیچے ایک طاقتور ڈکٹا فون نصب کر دیا تھا اور یہ آوازیں اُسی ڈکٹا فون کے ذریعے اس تک پہنچ رہی تھیں۔ اُسے معلوم تھا کہ اس قسم کی لیبارٹریاں بنانے والے ایک عام سے بدمعاش کو مکمل معلومات نہیں دے سکتے۔ اس لئے لازماً درمیان میں کوئی اور آدمی ہوگا۔ اور ٹائیگر اس لئے اٹھ کر چلا آیا تھا تاکہ اس درمیانی آدمی کا پتہ چلا سکے اُسے معلوم تھا کہ لیبر بھی مستقل رکھی گئی ہوگی اور ہو سکتا ہے۔ تعمیر کے بعد انہیں گولی مار دی گئی ہو۔ اس لئے اس کی نظروں میں اہم کلیو وہی درمیانی آدمی تھا اور اسی وجہ سے ٹائیگر نے تاجوک کو بھاری رقم کی آفر کر دی تھی۔ لیکن تاجوک نے جس انداز میں اس ردگر سے بات کی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بس صرف غنڈہ بدمعاش ہے۔ اُسے ایسے کاموں کے بارے میں ہرگز کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اُسے یقین تھا کہ پندرہ ہزار ڈالر تاجوک کو ملنے کی بجائے اس کے حصے میں موت ہی آئے گی۔ کیونکہ اس نے خود ہی

یہ بات اس ردگر سے کر کے اپنی موت کو آواز دے دی تھی کہ وہ ردگر کا پتہ بھاری رقم کے عوض اُسے مہیا کر سکتا ہے۔ بہر حال چونکہ اس کا مسئلہ حل ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے گلی سے نکلا اور دائیں طرف جدھر دکانیں وغیرہ نظر آ رہی تھیں بڑھتا گیا۔ ایک شاپنگ سنٹر کے برآمدے میں اُسے پبلک فون بوتھ نظر آ گیا۔ وہ ساتھ والی ایک دکان پر گیا۔ اس نے ایک چھوٹا نوٹ دے کر چینج حاصل کیا اور پھر پبلک فون بوتھ میں آ کر اس نے سکے ڈالے اور ریسیور اٹھا کر اس نے وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے جو اس نے ڈکٹا فون کے ریسیونگ سیٹ پر ڈائلنگ کی طوالت سے سمجھے تھے چونکہ یہاں آٹان میں صرف پانچ نمبروں تک ہی ایکس چینج تھا۔ اس لئے پانچواں نمبر ڈائل ہوتے ہی دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی

"جنرل ٹریڈنگ کارپوریشن" ـــــ بولنے والی کا لہجہ کاروباری تھا۔

"سوری رانگ نمبر" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔ پہلے اس کا خیال یہی تھا کہ وہ ردگر سے بات کرے گا۔ لیکن پھر ٹریڈنگ کارپوریشن کا سنتے ہی اس نے اپنا ارادہ بدل دیا تھا۔ وہ اب ردگر سے مل کر اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ پبلک فون بوتھ سے نکل کر وہ ایک بک سٹال پر گیا۔ اور اس نے وہاں سے آٹان کے دارالحکومت تافوک کا تفصیلی نقشہ حاصل کیا۔ اور ساتھ ہی موجود ایک کیفے میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس بار اس نے چائے منگوائی اور چائے پینے کے ساتھ ساتھ وہ نقشہ دیکھتا رہا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک سڑک پر جنرل ٹریڈنگ کارپوریشن کی عمارت کی نشاندہی دیکھ لی۔ نقشے پر مزید غور کرنے سے

اُسے احساس ہوا کہ یہ سڑک یہاں سے قریب ہی موجود ہے۔ چنانچہ بل ادا کر کے وہ اٹھا اور کیفے سے باہر نکل کر وہ اس طرف کو چل پڑا جدھر وہ سڑک تھی۔ اگلے چوک سے دائیں طرف مڑتے ہی اُسے دور سے ایک چار منزلہ عمارت نظر آ گئی۔ جس پر جنرل ٹریڈنگ کارپوریشن کا جہازی سائز کا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔ عمارت کے باہر کافی کاریں موجود تھیں اور صدر دروازے سے بھی آنے جانے والوں کی خاصی کثرت تھی۔ جب ٹائیگر اس عمارت کے صدر دروازے میں داخل ہوا تو ایک طرف باقاعدہ استقبالیہ موجود تھا۔ اس حصے میں بڑی بڑی دکانیں تھیں۔ دفاتر شاید اوپر والی منزل پر تھے۔ استقبالیہ پر دو لڑکیاں موجود تھیں۔ جن میں سے ایک تو باقاعدہ ٹیلی فون آپریٹری کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی۔ جب کہ دوسری کاؤنٹر پر آنے والوں کی رہنمائی کر رہی تھی۔

"جی فرمائیے" ــــ لڑکی نے دوسرے افراد سے فارغ ہو کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہاں کوئی صاحب مسٹر ردوگر بھی ہیں" ــــ ٹائیگر نے کہا اور لڑکی چونک کر حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگی۔

"آپ شاید پہلی بار آئے ہیں۔ مسٹر ردوگر تو جنرل منیجر ہیں" ــــ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ درست سمجھی ہیں۔ میں واقعی پہلی بار آیا ہوں۔ کیا ان سے ملاقات ہو سکتی ہے" ــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بغیر پہلے سے وقت طے کئے وہ کسی سے نہیں ملتے۔ آپ تیسری منزل پر ان کی سیکرٹری سے وقت طے کر لیں۔ ویسے مسٹر ردوگر ابھی تھوڑی دیر

پہلے اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں۔ اب تو آپ کی ان سے کل ہی ملاقات ہو سکتی ہے" ــــ لڑکی نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے تو معلوم ہوا تھا کہ ان کی رہائش گاہ اس بلڈنگ کی چوتھی منزل پر ہے" ــــ ٹائیگر نے حیران ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں۔ یہاں تو تمام دفاتر ہیں۔ ان کی رہائش گاہ ترپی دیو کالونی میں ہے" ــــ لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ترپی دیو کالونی۔ چلو میں وہاں جا کر کوشش کرتا ہوں شاید ملاقات ہو جائے۔ اس طرح میں فوری واپس جا سکوں گا۔ کوئی نمبر ہے کوٹھی کا" ــــ ٹائیگر نے کہا۔

"نمبر تو بیس ہے۔ لیکن وہ گھر کسی سے نہیں ملتے۔ اس معاملے میں وہ بے حد اصول پسند واقع ہوئے ہیں۔ آپ کل یہیں دفتر میں ان سے ملاقات کر لیں" ــــ لڑکی نے کوٹھی کا نمبر بتانے کے ساتھ ساتھ اُسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ اب تو مجبوری ہے۔ شکریہ" ــــ ٹائیگر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ نقشے میں وہ ترپی دیو کالونی کو دیکھ چکا تھا۔ وہ یہاں سے کافی دور تھی۔ اس لئے ٹائیگر نے خالی ٹیکسی کے لئے ادھر ادھر نظریں دوڑانی شروع کر دیں۔ لیکن وہاں ٹیکسی موجود نہ تھی۔ اس لئے وہ واپس اُسی سڑک کی طرف بڑھ گیا جدھر سے اس نے فون کیا تھا اور نقشہ خریدا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ وہاں سے اُسے خالی ٹیکسی آسانی سے مل جائے گی۔ لیکن جیسے ہی وہ چوک کراس کر کے آگے بڑھا۔ اچانک ایک سیاہ رنگ کی کار اس سے کچھ فاصلے پر آگے جا کر رکی اور دوسرے لمحے اس میں

[illegible] تھے اور انہوں نے بجلی کی سی تیزی سے ٹائیگر کو گھیر لیا۔

"خاموشی سے ہمارے ساتھ چلو ورنہ یہیں ڈھیر کر دیں گے"۔۔۔ ان میں سے ایک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ باہر نکالا اور پھر اندر کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا

"تمہیں شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو یہاں اجنبی ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔ چلتے ہو یا......"۔۔۔ اسی آدمی نے کہا اور اس بار اس کا لہجہ پہلے سے کہیں زیادہ کرخت ہو گیا۔

"چلو بھئی تمہیں خود ہی اپنی غلط فہمی پہ معذرت کرنی پڑے گی"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور کار کی طرف بڑھ گیا۔ اسے کار کی عقبی سیٹ میں درمیان میں بٹھا دیا گیا۔ اس کی دونوں سائیڈوں پہ ایک ایک آدمی موجود تھا۔ جب کہ باقی دو میں سے ایک ڈرائیونگ سیٹ پہ اور ایک فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ فرنٹ سیٹ والا وہی تھا جس نے اس سے بات کی تھی۔ وہ چاروں ہی مقامی تھے اور کار میں بیٹھنے کے بعد انہوں نے جیبوں سے ریوالور نکال لئے تھے۔

"کوئی غلط حرکت نہ کرنا کوبرے۔ ہم تھوڈک نہیں ہیں۔ ایک لمحے میں گولیوں سے بھون ڈالیں گے"۔۔۔ فرنٹ سیٹ والے نے اس بار غراتے ہوئے کہا۔ اس کا رخ بھی عقبی طرف ہی تھا۔

"اوہ۔ تو تم تاجوک کے آدمی ہو۔ مگر وہ تو میرا دوست بن گیا تھا"۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تاجوک کو تمہاری وجہ سے موت کے گھاٹ اترنا پڑا ہے۔ اس بات سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پہ عمل بھی کر سکتے ہیں" اسی آدمی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تاجوک مر گیا ہے۔ ویری بیڈ"۔۔۔ ٹائیگر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق یقیناً دیگر سے ہے۔ اور انہوں نے ہی تاجوک کو گولی مارنے سے پہلے اس سے اس کے متعلق معلومات حاصل کی ہوں گی اور چونکہ ٹائیگر ابھی تک اسی حلیے میں تھا جس حلیے میں اس کی تاجوک سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اسے آسانی سے پہچان گئے تھے۔ اس کے چہرے پہ اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ اس طرح وہ روگر تک پہنچنے کے لئے مزید کوشش سے بچ گیا تھا۔

سفید رنگ کی کار خاکی رنگ کی عمارت کے گیٹ پر پہنچ کر مڑی اور پھر رک گئی۔ گیٹ بند تھا۔ اور گیٹ سے باہر دو مسلح فوجی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

"سر لارنس۔ آپ" —— فوجی نے جھک کر کار کے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک لحیم شحیم گنجے کو دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس مڑا۔ اور اس نے ستون پر موجود ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے بڑا سا پھاٹک بے آواز طریقے سے کھلنے لگ گیا۔ جب پھاٹک پوری طرح کھل گیا تو ڈرائیور نے کار آگے بڑھائی اور پھر وسیع میدان کراس کر کے وہ عمارت کے سامنے بنے ہوئے برآمدے کے سامنے رک گیا۔ برآمدے میں بھی چار مسلح فوجی موجود تھے۔ ڈرائیور کار رکتے ہی نیچے اترا۔ اور اس نے جلدی سے عقبی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے لحیم شحیم گنجا جسے سر لارنس کے نام سے پکارا گیا تھا نیچے اتر آیا۔ اس

کے جسم پر سلیٹی رنگ کا سوٹ تھا۔ وہ قدم بڑھاتا برآمدے سے گزر کر ایک درمیانی راہداری میں داخل ہوا۔ راہداری کے اختتام پر ایک بند دروازہ تھا۔ جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا اور دروازے کے باہر بھی دو مسلح فوجی موجود تھے۔ سر لارنس کے قریب پہنچنے پر ان میں سے ایک سائیڈ پر موجود سٹول کے اوپر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"سر لارنس تشریف لائے ہیں" —— اس فوجی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ دوسرے لمحے دروازے کے اوپر جلنے والا سرخ بلب بجھ گیا۔ اور دروازہ بے آواز اندر کی طرف کھل گیا۔ سر لارنس آگے بڑھے۔ دوسری طرف ایک وسیع دفتر نما کمرہ تھا۔ جو انتہائی شاندار فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔ بڑی سی میز کے پیچھے ایک دبلا پتلا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔ یہ ڈیفنس سیکرٹری آرنلڈ تھے۔ ایکریمیا کے انتہائی بااختیار آدمی۔ پورے ایکریمیا کا دماغ۔ اور اس سے متعلق تمام سیکرٹ ایجنسیاں وغیرہ سب ان کے تحت تھیں۔

"آیئے سر لارنس۔ تشریف لایئے" —— ڈیفنس سیکرٹری نے کھڑے ہو کر مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"شکریہ" —— سر لارنس نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور مصافحہ کر کے وہ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر لارنس۔ آپ کو یہاں تکلیف دینے کا مقصد ایک اہم معاملے میں ڈسکشن ہے۔ آپ ایکریمیا کی ڈیفنس سپر ایجنسی ڈی۔ ایس۔ اے کے سربراہ ہیں۔ میں چاہتا تو معاملے کی فائل بھی آپ کو بھجوا دیتا اور فون پر بھی ڈسکس کر لیتا۔ لیکن معاملے کی نوعیت اس قدر اہم اور خاص ہے کہ

میں نے سوچا کہ آپ کو یہاں تکلیف دی جائے" ـــــ ڈیفنس سیکرٹری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی فرمایئے" ـــــ سر لارنس نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا وہ انتہائی کم گو آدمی لگتے تھے۔

"سر لارنس آٹان میں ایکریمیا نے ایک خفیہ ڈیفنس لیبارٹری قائم کی ہوئی ہے۔ اس لیبارٹری کو مکمل ہوئے ابھی ایک ڈیڑھ سال ہی گزرا ہے وہاں ایک اہم شعاعی ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے۔ وہاں لیبارٹری بنانے کی وجہ یہ ہے کہ اس ہتھیار کا خام مال وہیں ملتا ہے۔ اور یہ اس قدر نازک اور حساس ہوتا ہے کہ اگر اسے فوری استعمال نہ کیا جائے تو وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لئے مجبوراً یہ لیبارٹری وہیں قائم کرنی پڑی ہے۔ حکومت آٹان کے صرف اعلیٰ ترین حکام کو اس کا علم ہے۔ لیکن صرف اتنا کہ ایسی لیبارٹری ہے۔ لیکن یہ لیبارٹری کہاں ہے۔ اور اس میں کون سا ہتھیار تیار ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق انہیں بھی علم نہیں ہے۔ جو ہتھیار اس لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا ہے اس کا نام بلڈ ریز رکھا گیا ہے۔ اس کا کوئی توڑ شاید آئندہ ایک سو سالوں تک بھی نہ دریافت کیا جا سکے۔ بلڈ ریز تیار ہونے کے بعد ایک عام سا میزائل ہی نظر آئے گا۔ لیکن اس میزائل کے فائر ہونے سے جو شعاعیں نکلیں گی ان کی تباہ کاری اس قدر شدید ہو گی کہ یوں سمجھئے کہ ایک میزائل کے اندر ایک ہزار ہائیڈروجن بموں سے بھی زیادہ قوت ہو گی۔ اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ شعاعیں صرف جانداروں کو جلا کر راکھ کریں گی۔ جانداروں سے ہٹ کر باقی کسی چیز پر ان کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ ایک میزائل میں موجود ریز کی رینج ایک ہزار مربع میل ہو گی

اس کا مطلب ہے کہ صرف دو میزائل فائر ہوتے ہی روسیاہ جیسے وسیع و عریض ملک میں پلک جھپکنے میں ایک جاندار بھی باقی نہ رہے گا اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان ریز کا اثر صرف ایک سیکنڈ تک رہتا ہے۔ اس کے بعد ختم۔ اور یہ ریز سوائے جانداروں کے باقی ہر چیز کو بغیر کوئی نقصان پہنچائے کراس کر جاتی ہیں۔ صرف خون ایک ایسا مادہ ہے جو اس کے راستے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ اور ان کی یہی خصوصیت ہے کہ جو چیز ان کے راستے میں رکاوٹ بنتی ہے۔ وہ پلک جھپکنے میں جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔ اس لئے جاندار جن کے جسموں میں خون موجود ہو گا وہ چاہے کسی بھی چیز کے اندر موجود ہوں۔ عمارت میں۔ لوہے کے اندر۔ زمین کی تہہ میں یا چاہے آسمان کی انتہائی بلندیوں پر وہ سب پلک جھپکنے میں ختم ہو جائیں گے اور شاید اسی وجہ سے اس کا کوڈ نام بھی بلڈ ریز رکھا گیا ہو گا۔ بہرحال ان ریز کی دریافت کا سہرا اسرائیل کے ایک سائنسدان ڈاکٹر رالف کے سر ہے۔ اس اہم ترین دریافت پر انہیں سر کا خطاب دیا گیا ہے۔ اور اب سر رالف ہی اس ہتھیار کو تیار کر رہے ہیں کیونکہ انہوں نے ہی اسے کنٹرول کرنے۔ فائر کرنے پر ریسرچ کی ہے۔ یوں سمجھیں کہ اس کا فارمولا ان کی ذاتی ایجاد ہے۔ ویسے تو ریز قدرتی طور پر ایک دھات کے اندر موجود ہوتی ہیں۔ لیکن اس دھات کو اگر توڑا جائے تو یہ ریز ہوا میں شامل ہو کر ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کی اثر پذیری سر رالف کے مخصوص فارمولے کی وجہ سے ہے۔ چونکہ یہ دھات آٹان میں ہی وافر مقدار میں ملتی ہے۔ اور اس دھات کو اگر باہر کی ہوا لگ جائے تو یہ فوراً ہی ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے مجبوراً یہ لیبارٹری

آٹان میں ہی قائم کرنی پڑی ہے۔ اور اس کے بدلے ہم نے خفیہ طور پر حکومت آٹان کو بے پناہ مراعات دی ہیں۔ خفیہ اس لئے تاکہ ان مراعات کی وجہ سے روسیاہ اور دوسرے ملک تشویش میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ بہرحال فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ان ہتھیاروں کو دنیا کے ہر ملک سے خفیہ رکھا جائے گا۔ اور جب خاصی تعداد میں ہتھیار تیار ہو جائیں گے تو اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے گا۔ اور سر رالف کو ختم کر دیا جائے گا۔ سر رالف کی یہ فطرت ہے کہ وہ شروع سے اپنی تمام ریسرچ اپنے ذہن میں رکھتے ہیں۔ کاغذات میں صرف ان کے اپنے تیار کردہ نوٹس ہوتے ہیں جنہیں وہ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ہتھیار ایکریمیا اور اسرائیل دونوں کے پاس ہوں گے۔ اور جب سر رالف اور لیبارٹری ختم ہو جائے گی تو پھر دنیا کو ان ہتھیاروں کی اہمیت سے نہ صرف آگاہ کیا جائے گا بلکہ اسرائیل کی طرف سے ان کا عملی مظاہرہ بھی کیا جائے گا۔ تاکہ پوری دنیا پر ایکریمیا اور اسرائیل کا ایسا خوف طاری ہو جائے کہ پوری دنیا ہمیشہ ان کے خوف سے کانپتی رہے۔ اور اسرائیل نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ تجربہ وہ پاکیشیا میں کرے گا کیونکہ وہ اس وقت پوری دنیا میں اپنا دشمن نمبر ایک پاکیشیا کو سمجھتا ہے۔ بہرحال یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے۔ اسرائیل کو اس راز میں اس لئے شامل کرنا پڑا ہے۔ کہ سر رالف اسرائیلی ہیں اور اس پراجیکٹ پر تمام اخراجات اسرائیل کر رہا ہے۔ لیکن چونکہ اسرائیل کو معلوم ہے کہ حکومت آٹان اُسے کسی طور بھی یہ لیبارٹری آٹان میں قائم کرنے کی اجازت نہ دے گی اس لئے مجبوراً اُسے ایکریمیا کی طرف رجوع کرنا پڑا۔ اور پھر ایکریمیا اور اسرائیل کے درمیان بلڈ رینز کے

سلسلے میں باقاعدہ معاہدہ ہوا۔ چونکہ اسرائیلی ایجنٹوں کی ان علاقوں میں موجودگی عالمی تعلقات کے لحاظ سے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔ اس لئے لیبارٹری کے قیام اور اس کی حفاظت کی ذمہ داری معاہدے کے تحت ایکریمیا نے قبول کی۔ جب کہ اس پر آنے والے تمام اخراجات اور لیبارٹری کے اندرونی تحفظ کی ذمہ داری حکومت اسرائیل نے اپنے ذمے لی۔ اس طرح یہ لیبارٹری قائم ہوئی۔ اب یہ لیبارٹری تعمیر ہو چکی ہے۔ اور سر رالف بلڈ رینز کی تکمیل کے لئے وہاں دن رات کام کر رہا ہے۔ اور اطلاعات کے مطابق اب اس کی تکمیل میں زیادہ وقت نہ لگے گا۔ یہ تو تھے وہ حالات جو ایک لحاظ سے اس لیبارٹری کے قیام اور اس کی اصل حیثیت کے پس منظر کا درجہ رکھتے ہیں۔ اب آیئے اس طرف کہ آپ کو یہاں کیوں تکلیف دی گئی ہے۔ چونکہ معاہدے کے مطابق لیبارٹری کی بیرونی حفاظت اور اسے خفیہ رکھنے کی ذمہ داری ایکریمیا پر تھی۔ اس لئے ایکریمیا نے اس کے لئے ایک خصوصی ایجنسی قائم کی۔ مختلف ایجنسیوں سے انتہائی قابل اعتماد افراد لے کر یہ ایجنسی قائم کی گئی۔ جسے کوڈ میں آر ایجنسی کہا گیا۔ اس ایجنسی کے چیف جسے آر۔ ون کہا جاتا ہے نے آٹان کے دارالحکومت تانوک میں باقاعدہ اپنا ایک پورا سیکشن قائم کیا۔ جس کا انچارج روگر ہے۔ جسے ہم نے بلیو ایجنسی سے لیا ہے۔ وہ انتہائی ہوشیار اور تیز آدمی ہے۔ اس کی اصل حیثیت چھپانے کے لئے وہاں ایک ٹریڈنگ کارپوریشن قائم کی گئی جس کا ڈائریکٹر جنرل روگر ہے۔ اس نے وہاں اپنے خاص آدمیوں کے علاوہ مقامی افراد بھی بھرتی کر رکھے ہیں۔ اور اس نے اب تک انتہائی

ہوشیاری سے اس لیبارٹری کی نہ صرف حفاظت کی ہے بلکہ اسے خفیہ بھی رکھا ہے ۔ اب آیئے دوسری طرف ۔ آر ۔ دن کو اطلاع ملی کہ اس لیبارٹری کے ایک اندرونی نقشے کی ایک کاپی ایک انجینئر جو شکار کھیلنے کا شوقین تھا نے اپنے ذاتی ریکارڈ کے لئے خفیہ طور پر اپنے پاس رکھ لی تھی ۔ اور یہ انجینئر ایک پاکیشیائی کے ساتھ آٹان کے جنگلوں میں شکار کھیلتے ہوئے حادثے کا شکار ہو کر مر گیا ۔ چونکہ کسی کو بھی اس بات کا علم نہ تھا کہ اس کے پاس لیبارٹری کے نقشے کی کاپی ہے ۔ اس لئے کسی نے مزید انکوائری نہ کی اور وہ نقشہ اس پاکیشیائی کے ہاتھ لگ گیا ۔ اس پاکیشیائی نے یہ سمجھا کہ یہ نقشہ کسی مدفون خزانے کا ہے ۔ اس نے اپنے کسی دوست سے اس بارے میں ذکر کیا ۔ اور پھر اس دوست کی اتفاق سے نقشے پڑھنے کے ایک ماہر میرا مطلب ہے کارٹولوجی کے ایک اکیڈمی ماہر سے ہوئی تو اس نے اس پاکیشیائی جس کا نام قیصر حسین تھا کے نقشے کا ذکر کیا اور اس حد تک اس کی تفصیلات بتائیں جو اُسے زبانی یاد تھیں ۔ وہ ماہر فوراً سمجھ گیا کہ یہ نقشہ کسی مدفون خزانے کا نہیں ہے بلکہ کسی خفیہ لیبارٹری کا ہے ۔ اور ایسی لیبارٹری کا جس کا تعلق ڈیفنس سے ہے ۔ چنانچہ اس نے اس بات کی باقاعدہ اطلاع حکومت ایکریمیا کے شعبہ ڈیفنس کو دی ۔ اور تحقیق سے پتہ چلا کہ یہ نقشہ آٹان کی لیبارٹری کا ہے ۔ چنانچہ اس کاپی کی تلاش اور برآمدگی آر ایجنسی کے سپرد ہوئی جس نے اپنا ایک خاص ایجنٹ پروفیسر موگا سے کو اس کی تلاش کے لئے پاکیشیا بھیجا ۔ لیکن وہ قیصر حسین اس دوران مر چکا تھا ۔ اور اس کے وارثوں کا علم نہ ہو پا رہا تھا ۔ پروفیسر موگا سے نے ایکریمیا کے ایک کھوجی کرد پ

کی اپنے طور پر خدمات مستعار لیں اور اس نے چند ہی روز میں وہ نقشہ ڈھونڈھ نکالا ۔ لیکن جب اس نقشے کا تجزیہ کیا گیا تو یہ سرے سے کوئی نقشہ ہی نہ تھا ۔ اس پر اس کرد پ کو رقم دے کر فارغ کر دیا گیا ۔ کیونکہ اگر اُسے کہا جاتا کہ یہ وہ نقشہ نہیں ہے تو لازماً وہ شک کرتے اور جھگڑتے اور بات پھیل جاتی ۔ اس کے بعد پروفیسر موگا سے نے پاکیشیا کے ایک فری لانسر ایجنٹ علی عمران سے رابطہ کیا اور ....“

ڈیفنس سیکرٹری مسلسل بولے چلا جا رہا تھا اور سر لارنس خاموش بیٹھے یہ طویل بات بڑے تحمل سے سنتے جا رہے تھے ۔ لیکن جیسے ہی ڈیفنس سیکرٹری کی زبان سے علی عمران کے الفاظ نکلے ۔ سر لارنس اس طرح ٹھٹک کر سیدھے ہو گئے جیسے اچانک کرسی میں طاقتور الیکٹرک شاک دوڑنے لگا ہو ۔

”کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔ کیا آپ نے علی عمران کا ہی نام لیا ہے“ ۔۔۔ سر لارنس نے انتہائی اضطرابی لہجے میں پوچھا ۔

”ہاں ۔ کیوں ۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں ۔ کمال ہے ۔ یہ تو ایشیا جیسے پسماندہ ملک کا ایجنٹ ہے ۔ اس کی اتنی اہمیت کیسے ہو گئی کہ آپ اس کے نام پر چونک پڑے ہیں“ ۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی ۔

”جو کچھ آپ بتانا چاہتے ہیں پہلے وہ مکمل کر لیں ۔ اس کے بعد اس موضوع پر بات ہو گی“ ۔۔۔ سر لارنس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

ڈیفنس سیکرٹری چند لمحے غور سے سر لارنس کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنی گفتگو دوبارہ شروع کر دی ۔

پروفیسر موگاسے نے علی عمران سے رابطہ قائم کیا تاکہ یہ نقشہ تلاش
کیا جاسکے۔ اور اُسے بتایا کہ یہ روسیاہ کی لیبارٹری ہے۔ چونکہ نقشہ
اندرونی تھا۔ اس میں محل وقوع کا کوئی اشارہ موجود نہ تھا۔ اس لئے پروفیسر
موگاسے کو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا اور اس علی عمران نے چند روز میں
ہی وہ نقشہ تلاش کر لیا۔ اب ایک اور پہلو سامنے آتا ہے۔ آر ایجنسی
کو آٹان میں اس کے ایجنٹ روڈگر نے اطلاع دی تھی کہ پاکیشیائی
سفارت خانے کا ملٹری اتاشی کرنل حیدر یہاں مشکوک سرگرمیوں میں
ملوث پایا گیا ہے۔ وہ کسی خاص چیز کی تلاش میں ہے۔ اور آٹان تعینات
ہونے سے پہلے وہ کافرستان میں تعینات تھا۔ وہاں اس نے
کافرستان کے دفاعی نظام کے اہم راز حاصل کرنے کی کوشش کی تھی
جس پر کافرستان نے اُسے ناپسندیدہ شخصیت قرار دے دیا تھا۔
اور اُسے کافرستان سے ہٹا کر آٹان تعینات کر دیا تھا۔ مطلب یہ
کہ وہ شخص صرف اتاشی نہیں ہے۔ بلکہ باقاعدہ تربیت یافتہ ایجنٹ
ہے۔ اس کی سرگرمیاں مشکوک ہیں۔ لیکن کوئی واضح بات سامنے نہیں
آئی۔ اس پر آر۔ ڈن نے پروفیسر موگاسے کے ذمے یہ کام بھی لگا دیا کہ
وہ نقشہ تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ وزارت خارجہ کے اس شعبے
سے جس کا تعلق سفارت خانوں میں تعینات ملٹری اتاشیوں سے ہوتا
ہے۔ یہ معلومات بھی حاصل کرے کہ اس کرنل حیدر نے اپنے شعبے
کو جو رپورٹیں بھیجی ہیں وہ کس نوعیت کی ہیں تاکہ حتمی طور پر یہ معلوم کیا جا
سکے کہ کیا کرنل حیدر لیبارٹری کی تلاش میں ہے۔ چنانچہ پروفیسر
موگاسے نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ کرنل حیدر جب سے آٹان

میں تعینات ہوا ہے اس نے سرے سے کوئی رپورٹ ہی نہیں بھیجی۔ اس
پر آر۔ ڈن مطمئن ہو گیا۔ لیکن جب وہ علی عمران نقشہ دینے پروفیسر موگاسے
کے پاس آیا تو اس نے پروفیسر موگاسے کو کہا کہ وہ کرنل حیدر کے بارے
میں رپورٹیں کیوں حاصل کرتا پھر رہا ہے۔ اس پر پروفیسر موگاسے نے خطرہ
محسوس کیا اور اس نے آر۔ ڈن سے بات کی۔ آر۔ ڈن نے فیصلہ کیا کہ
اس کرنل حیدر کو فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے۔ اس انداز میں کہ اس کی
موت ایکسیڈنٹ ظاہر ہو۔ چنانچہ جیسے ہی کرنل حیدر جیپ میں بیٹھ کر
سفارت خانے سے نکلا۔ اس جیپ کو حادثہ پیش آ گیا اور کرنل حیدر اور
اس کا ڈرائیور جیپ سمیت جل کر راکھ ہو گئے۔ پروفیسر موگاسے کو واپس
بلا لیا گیا۔ اور اس کی انتہائی کڑی نگرانی کی گئی کہ کہیں پروفیسر موگاسے
کے پیچھے تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ لیکن پروفیسر موگاسے کی نگرانی نہیں کی
جا رہی تھی۔ اس پر آر ایجنسی مکمل طور پر مطمئن ہو گئی پھر ایک اور اطلاع
ملی کہ کسی پاکیشیائی نے تافوک پہنچ کر وہاں کے ایک مقامی غنڈے
سے باقاعدہ لیبارٹری کا محل وقوع پوچھنے کی کوشش کی ہے۔ روڈگر
کو جیسے ہی اس کی اطلاع ملی اس نے فوری طور پر اس غنڈے کو ہلاک
کرا دیا اور اس پاکیشیائی کی تلاش شروع کر دی تاکہ اُسے بھی ہلاک
کر دیا جائے۔ لیکن آر۔ ڈن کو جب یہ اطلاع ملی تو آر۔ ڈن نے فوری طور
پر یہ اطلاع صدر مملکت کو دی۔ کیونکہ آر۔ ڈن براہ راست صدر مملکت
کے تحت کام کر رہا ہے۔ صدر مملکت نے فوری طور پر مجھے طلب کیا۔
اور کہا کہ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اس لیبارٹری کو محفوظ رکھنا
سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے صرف روڈگر پر ہی انحصار

نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے کوئی اور انتہائی فعال ایجنسی بھی آئمان میں
موجود ہونی چاہیئے۔ جب تک بلڈ ریز مکمل نہ ہو جائے اور میرے
مشورے پر صدر نے فوری طور پر اعلیٰ ترین حکام کی میٹنگ طلب کی
اور پھر یہ فیصلہ ہوا کہ اس کے لئے ایکریمیا میں بہترین ایجنسی ریڈ ٹاپ
ہی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ یہ حتمی فیصلہ کر لیا گیا کہ اس لیبارٹری کا تحفظ
ریڈ ٹاپ کے سپرد کر دیا جائے وہ جس طرح چاہے ایکشن میں آئے۔ آر
ایجنسی کو ختم کر دیا گیا۔ اور اس کے ایجنٹوں کو واپس ان کی متعلقہ
ایجنسیوں میں بھیج دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس فیصلے کے تحت میں نے
آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی ہے۔ تاکہ یہ سارا پس منظر بھی آپ
کے سامنے آجائے۔ اور آپ کو یہ فائل بھی دی جا سکے۔ اور یہ بھی کہ
اس سلسلے میں آپ صرف صدر مملکت کو جواب دہ ہوں گے۔ اور وہی
براہِ راست آپ کو کنٹرول کریں گے"۔۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری
نے کہا اور سامنے رکھی ہوئی ایک سرخ رنگ کی فائل اٹھا کر اس نے
مسٹر لارنس کے سامنے رکھ دی۔

" اس میں لیبارٹری کا محل وقوع اور اس کے حفاظتی نظام کی تفصیلات
موجود ہیں"۔۔۔۔ مسٹر لارنس نے فائل کھولے بغیر پوچھا۔

"جی ہاں۔۔۔۔ مکمل طور پر"۔۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری نے جواب
دیا۔

" ووگر کی طرف سے آخری رپورٹ کیا ہے"۔۔۔۔ مسٹر لارنس
نے پوچھا۔

" اس میں اس کا پتہ اور فون نمبر کوڈ وغیرہ سب درج ہیں اور

انہیں اطلاع دے دی گئی ہے کہ آر ایجنسی ختم کر دی گئی ہے اور کیس ریڈ ٹاپ
کو ریفر کر دیا گیا ہے۔ اب یہ آپ کی مرضی ہے کہ آپ اسے رکھیں یا ہٹا
دیں یا اس کی جگہ اپنا آدمی رکھیں آپ اپنے فیصلوں کے لئے مکمل طور پر آزاد
ہیں۔ بہرحال آپ کا کام ہر لحاظ سے اس لیبارٹری کو خفیہ رکھنا اور اس
کی حفاظت کرنا ہے۔ ہاں اب آپ بتائیں کہ آپ اس علی عمران کے نام
پر چونکے کیوں تھے"۔۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

" تو ابھی تک آپ کو اس بات کا احساس نہیں ہو سکا کہ آر ایجنسی
کیوں توڑی گئی ہے اور ریڈ ٹاپ کو یہ کیس کیوں دیا گیا ہے"۔۔۔۔
مسٹر لارنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" حفاظت کے لئے ایسا کیا گیا ہے"۔۔۔۔ ڈیفنس سیکرٹری نے
حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" حفاظت آج سے پہلے بھی تو ضروری تھی۔ لیبارٹری کو قائم ہوئے
بقول آپ کے دو تین سال ہو گئے ہیں۔ پھر اب تک اس کی ضرورت
کیوں محسوس نہیں کی گئی تھی"۔۔۔۔ مسٹر لارنس نے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔

" آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی"۔۔۔۔
ڈیفنس سیکرٹری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" جناب آپ کے اس پروفیسر موگاسے نے علی عمران سے رابطہ کر
کے اس لیبارٹری کی بدقسمتی کا دروازہ کھول دیا ہے۔ آپ علی عمران
سے واقف نہیں ہیں۔ اس لئے کہ آپ کا براہِ راست اس سے کوئی تعلق
نہیں۔ لیکن صدر مملکت چونکہ سیکرٹ ایجنسیوں کی رپورٹیں پڑھتے ہیں۔

اوران کی خصوصی میٹنگز اٹنڈ کرتے ہیں ۔ اس لئے وہ علی عمران کے بارے میں
آپ سے بہتر انداز میں جانتے ہیں ۔ اور مجھے یقین ہے کہ جیسے ہی آر۔ ون
نے انہیں رپورٹ دی اور اس میں علی عمران کا نام آیا ۔ صدر مملکت نے
فوری طور پر اس ایجنسی کو توڑ دیا ۔ اور کیس میری تنظیم کے حوالے کرنے کا
فیصلہ کیا گیا ہوگا ۔ یہ علی عمران دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہے
اور جس مشن پر یہ کام شروع کر دے ۔ اس مشن کی بدبختی کا آغاز ہو جاتا ہے
ایکریمیا ۔ اسرائیل ۔ روسیاہ ۔ کافرستان اور دنیا کے بے شمار ممالک
اس علی عمران کے زخم خوردوں میں شامل ہیں ۔ وہ علی عمران سے اس طرح
خوفزدہ رہتے ہیں جیسے کوئی آدمی کسی خطرناک ترین بیماری سے خوفزدہ ہو
جاتا ہے" ـــــ سر لارنس نے کہا اور ڈیفنس سیکرٹری اس طرح
آنکھیں پھاڑ کر سر لارنس کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنی آنکھوں
پر یقین نہ آ رہا ہو ۔ کہ کیا واقعی یہ اصل سر لارنس ہیں ۔ کیونکہ سر لارنس
پورے ایکریمیا میں انتہائی سخت مزاج آدمی سمجھے جاتے تھے ۔ وہ اچھے
اچھوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے ۔ کہاں وہ ایک پس ماندہ ملک کے ایک
فری لانسر کی تعریف کر رہے ہیں ۔

" تو پھر اسے ہلاک کیوں نہیں کیا گیا" ـــــ ڈیفنس سیکرٹری نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا ۔ اور سر لارنس بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس
پڑے ۔

" بے شمار سیکرٹ ایجنٹ ۔ مجرم تنظیمیں ۔ بڑے بڑے پیشہ ور قاتلوں کے
گروپ ۔ مسلسل کوشش کر چکے ہیں ۔ لیکن وہ عمران تو زندہ ہے جب
ان سب کی لاشیں بھی اب تک قبروں میں گل سڑ چکی ہیں ۔ بہرحال آپ

بے فکر رہیں ۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں ۔ اس لئے میں اس کا کوئی نہ کوئی
ایسا بندوبست کر لوں گا کہ وہ لیبارٹری کی طرف متوجہ نہ ہو سکے گا ۔ اب
مجھے اجازت دیجئے" ـــــ سر لارنس نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے" ـــــ ڈیفنس سیکرٹری نے بھی کھڑے ہوتے ہوئے کہا
اور سر لارنس مصافحہ کر کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے ۔ فائل انہوں
نے موڑ کر اپنی جیب میں رکھ لی تھی ۔

" ہونہہ ۔ ایک ایشیائی اور اس کی اس قدر تعریفیں ۔ سر لارنس اب
واقعی بوڑھے ہو گئے ہیں ۔ میں صدر سے بات کر دوں گا" ـــــ سر لارنس
کے کمرے سے باہر جانے کے بعد ڈیفنس سیکرٹری نے حقارت بھرے
لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گئے ۔

ٹائیگر کو جس کار میں بٹھایا گیا تھا اس کے سائیڈوں کے شیشے
ڈبل کلرڈ تھے۔ اس لئے نہ ہی اندر سے باہر دیکھا جا سکتا تھا اور نہ باہر سے
اندر۔ البتہ سامنے سکرین کے ذریعے منظر واضح نظر آ رہا تھا۔ کار اب ایک
سنسان سڑک پر دوڑ رہی تھی اور ٹائیگر کا اندازہ تھا کہ اُسے تافوک شہر
سے کہیں باہر لے جایا جا رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد کار دائیں طرف ایک
کچی سڑک پر مڑ گئی۔ یہاں کھیتوں کا طویل سلسلہ سڑک کے دونوں اطراف
میں موجود تھا۔ البتہ سڑک کے کنارے گھنے درخت تھے۔ کار ہچکولے کھاتی
ہوئی ایک زرعی فارم نما عمارت کے سامنے جا کر رک گئی اور پھر ٹائیگر
کو کار سے نیچے اتارا گیا۔ وہاں چار اور مسلح افراد بھی موجود تھے جو ٹائیگر کے
ساتھ آنے والوں سے مل گئے۔ اور پھر ٹائیگر کی تلاشی لے کر اس کے ہاتھ
عقب پر کر کے کلائیوں میں کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی۔ تلاشی لیتے ہوئے
انہوں نے ریوالور سمیت سارا سامان اس کی جیبوں سے نکال لیا۔ ٹائیگر

نے اس سارے عمل کے دوران کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہ کی۔ اور پھر اُسے
ایک بڑے سے ساؤنڈ پروف کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ اس کمرے میں دو
کرسیاں موجود تھیں ان میں سے ایک کرسی پر ٹائیگر کو بٹھایا گیا اور دو
مسلح افراد اس کے عقب میں کھڑے ہو گئے۔ جب کہ باقی مسلح افراد کمرے
سے باہر چلے گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک درمیانے
قد لیکن بھاری جسم کا ایکریمین اندر داخل ہوا۔ وہ چہرے سے ہی انتہائی عیار
اور مکار آدمی نظر آ رہا تھا۔ دروازہ بند کر کے وہ بڑے فاخرانہ انداز میں
چلتا ہوا ٹائیگر کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس کی تیز نظریں
ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔ انداز ایسا تھا جیسے وہ نظروں ہی نظروں میں ٹائیگر
کے ذہن کو پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تمہارا نام سلطان ہے اور تم پاکیشیا سے آئے ہو۔ تم نے تاجوک
سے کسی لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش
کی تھی۔ ٹھیک ہے"۔۔۔ اس ایکریمین نے انتہائی کرخت لہجے میں
کہا۔

"تمہاری اطلاعات درست ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے قدرے لاپرواہ
سے لہجے میں جواب دیا اور وہ آدمی ٹائیگر کا جواب سن کر بے اختیار
چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اُسے
یقین تھا کہ ٹائیگر انکار کرے گا۔ لیکن ٹائیگر نے جواب اس کی توقع کے
خلاف دیا ہو۔

"کس لیبارٹری کے بارے میں تم معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے"
اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے تفصیلات کا علم نہیں صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ ایکریمیا نے یہاں کوئی خفیہ لیبارٹری قائم کر رکھی ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ لہجہ اُسی طرح لاپرواہانہ تھا۔

"تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ۔۔۔ اس بار اس آدمی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"کوبرے کا تعلق کیسے سیکرٹ سروس سے ہو سکتا ہے۔ کوبرا تو پاکیشیا کی زیر زمین دنیا کا آدمی ہے۔ اگر تم میرے متعلق کچھ جاننا چاہتے ہو تو بہتر ہے کہ پاکیشیا میں اپنے کسی ایسے آدمی سے رابطہ قائم کرو جس کا تعلق زیر زمین دنیا سے ہو۔ وہ تمہیں کوبرے کے متعلق ساری تفصیلات بتا دے گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر تم کیوں لیبارٹری کے بارے میں پوچھ رہے ہو" ۔۔۔ ایکریمی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"اگر وہ تاجوک تمہارا آدمی ہے تو پھر اس نے تمہیں یہ بھی بتایا ہو گا کہ ایک پارٹی نے مجھے اس کام کے لئے معقول معاوضے کے عوض ہائر کیا ہے۔ ہم لوگ ایسا دھندہ کرتے رہتے ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کس پارٹی نے۔ تفصیل بتاؤ" ۔۔۔ ایکریمی نے اُسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"پہلے تم مجھے اپنا تعارف کراؤ۔ تاکہ مجھے معلوم تو ہو کہ میں اس وقت کس کا مہمان ہوں پھر باتیں بھی ہو جائیں گی۔ اگر تاجوک کی جگہ تم میرا کام کرنا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے

لمئی سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا نام رودگر ہے۔ بس تمہارے لئے اتنا جاننا ہی کافی ہے" ۔۔۔ ں ایکریمین نے درشت لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر مسکرا دیا۔

"تو کیا تاجوک تمہارا آدمی ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تھا۔ اب نہیں ہے۔ میں نے اُسے ہلاک کرا دیا ہے" ۔۔۔ رودگر ے جواب دیا۔

"کیوں" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اس سے تمہارا کوئی مطلب نہیں۔ تم مجھے اپنے متعلق بتاؤ۔ مجھے ین ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ۔۔۔ رودگر ے کہا۔

"اگر یقین ہے تو پھر پوچھتے کیوں ہو" ۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ئے کہا۔

"سنو سلطان یا کوبرے۔ تم جو کچھ بھی ہو۔ تمہاری بہتری اسی میں ے کہ تم سچ سچ بتا دو کہ تمہیں لیبارٹری کے بارے میں یہاں تحقیقات نے کس نے بھیجا ہے۔ ورنہ تمہاری ایک ایک بوٹی تمہارے جسم ے علیحدہ کر دی جائے گی" ۔۔۔ رودگر کا لہجہ یک لخت انتہائی غصیلا گیا۔

"اگر مجھے تم یہ یقین دلا دو کہ تم میرا کام کر سکتے ہو تو میں تمہیں بتا تا ہوں۔ مجھے صرف اپنے کام سے مطلب ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے بھی فت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کام ۔۔۔ کیسا کام" ۔۔۔ رودگر نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ کیا تم اس لیبارٹری کا محل وقوع جانتے ہو یا نہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں جانتا ہوں" ۔۔۔ روگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر سودا کرو۔ کتنی رقم مانگتے ہو۔ ان معلومات کے عوض" ۔۔۔ ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم وہ پارٹی بتاؤ۔ پھر سودا ہو سکتا ہے" ۔۔۔ روگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ یہ ہمارا پیشہ وارانہ راز ہے۔ بہرحال وہ ایک غیر ملکی پارٹی ہے۔ میرا مطلب ہے پاکیشیا کے لئے غیر ملکی" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تو تم نہیں بتاؤ گے" ۔۔۔ روگر کا لہجہ یک لخت بدل گیا۔

"تم تشدد سے کچھ حاصل نہ کر سکو گے روگر۔ ہماری پوری زندگی تشدد کرتے اور تشدد سہتے ہی گزر گئی ہے۔ اس لئے تمہارے حق میں بھی یہی بہتر ہے کہ رقم سے مطلب رکھو" ۔۔۔ ٹائیگر کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔ اور روگر اس طرح طنزیہ انداز میں کھلکھلا کر ہنس پڑا جیسے کوئی بزرگ کسی بچے کی احمقانہ بات پر ہنستا ہے۔

"تم نے ابھی تشدد دیکھا ہی کہاں ہے۔ کوبرا صاحب۔ روگر پورے ایکریمیا میں اس بارے میں دہشت کی علامت ہے۔ ابھی دیکھنا تمہاری زبان کس طرح اصل حقائق روانی سے بیان کرتی ہے" ۔۔۔ روگر نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اسے فرش پر کنڈوں سے جکڑ دو اور آرے چلا دو۔ پیروں کی انگلیوں سے کاٹنا شروع کرو۔ میں دیکھتا ہوں یہ اپنے جسم کا کتنا حصہ کٹواتا ہے" روگر نے ٹائیگر کے عقب میں کھڑے ہوئے دونوں مسلح افراد سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ ان دونوں نے کہا اور بجلی کی سی تیزی سے مشین گنیں کاندھوں سے لٹکا کر انہوں نے ٹائیگر کو بازوؤں سے پکڑا۔ اور ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"چلو ادھر کونے میں" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے سخت لہجے میں کہا اور ٹائیگر کو اسی طرح بازوؤں سے پکڑے وہ اسے ایک طرح سے دھکیلتے ہوئے اس بڑے کمرے کے ایک کونے کی طرف لے جانے لگے۔ روگر بھی ٹائیگر کے عقب میں چل رہا تھا۔

کمرے کے ایک کونے میں فرش پر لوہے کا پلیٹ فارم بنا ہوا تھا۔ جس پر باقاعدہ لوہے کے کنڈے نصب تھے۔ ٹائیگر کو اس پلیٹ فارم پر کھڑا کر دیا گیا۔ اور پھر ایک آدمی نے مشین گن کاندھے سے اتاری۔ اور ٹائیگر کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے مشین گن کی نال اس کے سینے سے لگا دی۔ جب کہ دوسرے نے ٹائیگر کے عقب میں جا کر اس کی کلپ ہتھکڑی کھولنی شروع کر دی۔ روگر بھی پلیٹ فارم کی سائیڈ پر کھڑا تھا اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگ گیا تھا۔ اور اس کی تیز نظریں ٹائیگر پر جمی ہوئی تھیں۔

"سنو۔ کوئی غلط حرکت نہ کرنا ورنہ ......" ۔۔۔ روگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میں نے زندگی میں کبھی کوئی غلط حرکت نہیں کی مسٹر روگر۔ میری ہر حرکت صحیح ہوتی ہے"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے مطمئن انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے اس انداز سے روگر کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ مگر دوسرے لمحے جیسے بجلی چمکتی ہے۔ اس طرح یک لخت ٹائیگر کا جسم حرکت میں آیا۔ اور اس کے سامنے کھڑا ہوا مشین گن بردار یک لخت کسی کھلونے کی طرح اچھل کر سائیڈ پر کھڑے روگر سے ٹکرایا۔ اور ٹائیگر نے یک لخت قلابازی کھائی تھی اور اس کے دونوں پیر کھڑے آدمی کو اچھالنے کے بعد گھومتے ہوئے عقب میں موجود آدمی کے چہرے سے ٹکرائے اور وہ بھی چیختا ہوا پشت کے بل لوہے کے پلیٹ فارم پر گرا۔ جب کہ ٹائیگر قلابازی کھا کر سیدھا ہونے کی بجائے یک لخت رول کرتا ہوا پلیٹ فارم سے نیچے جا گرا۔ اور اس کے اس طرح رول کرنے کی وجہ سے وہ ریوالور کی گولی سے بال بال بچ گیا۔ ورنہ گولی اسے چاٹ جاتی۔ لیکن نیچے گرتے ہی ٹائیگر کا جسم کسی سپرنگ کی طرح فضا میں اچھلا اور پھر اس سے پہلے کہ روگر دوسری بار ٹریگر دباتا۔ ٹائیگر اس کے اٹھتے ہوئے جسم کے اوپر سے گزر کر اس کے عقب میں جا کھڑا ہوا۔ روگر نے پہلی گولی نیچے گرتے ہی چلا دی تھی۔ جب کہ دوسری گولی کے لئے وہ اپنے ساتھی سے ٹکرا کر اوپر گرتے ہوئے اپنے ساتھی کو جھٹکا دے کر ہٹانے اور خود کھڑے ہونے کے درمیان چلانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن ٹائیگر نے یہ سب کچھ اس قدر برق رفتاری سے کیا تھا کہ شاید پلک جھپکنے سے بھی کم وقفے میں وہ روگر کے عقب میں پہنچ چکا تھا۔ روگر اُسے اپنے جسم کے اوپر سے گزرتے دیکھ کر بجلی کی سی

تیزی سے مڑا ہی تھا کہ ٹائیگر کی لات چلی اور روگر اچھل کر دو قدم پیچھے جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کے جسم کو بھی زوردار دھکا لگا اور وہ بھی اچھل کر دو قدم پیچھے ہٹا۔ یہ ضرب اس آدمی نے لگائی تھی جس نے ٹائیگر کے سینے پر مشین گن رکھی ہوئی تھی۔ مشین گن پہلے ہی دھکے میں اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گری تھی۔ اس لئے اس نے خود اپنے جسم کو اچھال کر ٹائیگر سے ٹکرایا تھا۔ لیکن ٹائیگر گرنے کی بجائے دو قدم پیچھے ہٹا تھا اور وہ آدمی اس کے جسم سے ٹکرا کر آگے بڑھا ہی تھا کہ یک لخت ٹائیگر اس پر جھپٹا اور پھر وہ آدمی چیختا ہوا روگر سے جا ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے یک لخت جمپ لگایا اور کسی بھوکے عقاب کی طرح وہ ایک لمبا جمپ لے کر پلیٹ فارم پر گر کر اٹھنے والے روگر کے ساتھی سے جا ٹکرایا۔ جو اس دوران نہ صرف اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ بلکہ اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن بھی ہاتھوں میں لے لی تھی۔ ٹائیگر اس کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹتا ہوا اُسے گرا کر پلیٹ فارم کی دوسری طرف پہنچا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ساؤنڈ پروف کمرہ اس آدمی کی چیخوں سے گونج اٹھا جس نے ٹائیگر کے سینے پر مشین گن تان رکھی تھی۔ ٹائیگر کے پلیٹ فارم کی طرف جمپ لگانے کے وقفے میں وہ ایک طرف پڑی اپنی مشین گن اٹھانے کے لئے لپک رہا تھا جب کہ روگر نے اس دوران اپنے ریوالور کی طرف چھلانگ لگائی تھی۔ لیکن ابھی وہ ریوالور اٹھا کر اونچا ہو ہی رہا تھا کہ مشین گن کی گولیاں اس کے ریوالور سے ٹکرائیں اور روگر چیخ مار کر پیچھے ہٹا جب کہ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ ریٹ ریٹ کی آواز مسلسل گونج رہی تھی۔ اور تیسری چیخ پلیٹ فارم پر گر کر اٹھنے والے آدمی کے حلق سے نکلی۔

وہ آدمی جس سے ٹائیگر نے مشین گن کھینچی تھی پلک جھپکنے سے بھی کم وقفے میں ٹائیگر نے تینوں کو چیخنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جب کہ ان میں سے دو تو فرش اور پلیٹ فارم پر پڑے بُری طرح تڑپ رہے تھے۔ اور روڈگر ریوالور چھوڑ کر حیرت سے بت بنا کھڑا تھا۔ اُسے شاید حیرت اس بات پر تھی کہ اس قدر تیزی سے گھما کر مشین گن کا فائر اس پر کھولا گیا۔ لیکن گولیاں صرف ریوالور کی نال سے ٹکرائی تھیں اس کے ہاتھ پر خراش تک نہ آئی تھی۔ یہ واقعی مہارت کی انتہا تھی۔ اور مہارت کی اسی انتہا نے روڈگر کو حیرت سے چند لمحے کے لئے ساکت کر دیا تھا۔ اور انہی چند لمحوں کے وقفے میں اس کا پلیٹ فارم والا ساتھی مشین گن کا نشانہ بن چکا تھا۔ جب کہ مشین گن تو اب خاموش ہو چکی تھی البتہ اس کی نال اب روڈگر کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ اور ٹائیگر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"تم نے دیکھا روڈگر کہ میں نے کوئی غلطی نہیں کی۔ میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا تھا کہ میرا ہر قدم درست ہوتا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے اُسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم اب بھی یہی کہو گے کہ تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں ہے بلکہ تم عام بدمعاش ہو"۔۔۔ روڈگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بھی حیرت کے جھٹکے سے نکل کر نارمل ہو گیا تھا۔

"ہاں اور جس طرح میں نے کبھی غلط قدم نہیں اٹھایا اسی طرح میں نے جھوٹ بھی نہیں بولا۔ اور مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں نے تو رقم دینی ہے اور معلومات خریدنی ہیں۔ تاجک سے نہ سہی روڈگر سے سہی۔ اور میری آفر اب بھی قائم ہے۔ بولو سودا کرتے ہو"۔۔۔ ٹائیگر

نے اُسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس پوزیشن میں بھی سودا کرو گے"۔۔۔ روڈگر ایک بار پھر حیران ہو گیا۔

"ہاں۔ میں کاروبار میں بانٹ کر کھانے کا عادی ہوں۔ مجبوری کی بات الگ ہوتی ہے۔ میں نے تو تمہیں پہلے بھی آفر کی تھی۔ لیکن تم نے خواہ مخواہ ضد کر کے اپنے آدمی ضائع کرا لئے۔ اور اب بھی تمہاری مرضی ہے۔ سودا کر لو۔ یا پھر وہی مجبوری"۔۔۔ ٹائیگر نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی مجھے حیران کر دیا ہے۔ کیا پاکیشیا کے تمام غنڈے تمہاری طرح ہوتے ہیں"۔۔۔ روڈگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"کوبرے کا نام پاکیشیا میں اسی لئے مشہور ہے مسٹر روڈگر حالانکہ وہاں بڑے بڑے زبردست بدمعاش موجود ہیں لیکن کوبرا کوبرا ہی ہے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کا باتیں کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی جانی دشمن سے نہیں بلکہ کسی گہرے دوست سے گپ شپ کر رہا ہو۔

"میں تم سے اس حد تک چستی اور دلیری کی واقعی توقع نہ رکھتا تھا۔ ورنہ تمہاری ہتھکڑی کبھی نہ کھلنے دیتا۔ بہرحال تم نے واقعی میرے دل میں اپنے لئے نرم گوشہ پیدا کر لیا ہے۔ لیکن سچ بات یہ ہے کہ مجھے اس لیبارٹری کے محل وقوع کا علم نہیں ہے"۔۔۔ روڈگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر روڈگر۔ اگر تم میری اصول پسندی کو حماقت سمجھ رہے ہو تو اس

کا نتیجہ تمہیں خود ہی بھگتنا ہوگا۔ تمہارے اور تاجوک کے درمیان ٹیلی فون
پر جو گفتگو ہوئی تھی وہ میں نے بھی سنی تھی۔ اور میں نے تمہاری ٹریڈنگ
کارپوریشن جا کر تمہاری رہائش گاہ کا بھی پتہ چلا لیا تھا۔ میں تو خود تمہارے
پاس آ رہا تھا کہ تمہارے آدمی مجھے اٹھا کر یہاں لے آئے۔ اور میں بھی ان
کے ساتھ اس لئے خاموشی سے آ گیا کہ میں خود تم سے ملنا چاہتا تھا۔ ورنہ
ان چاروں کی لاشیں یہاں کی کارپوریشن والے وہیں سڑک سے ہی اٹھا
کر لے جاتے۔ اس لئے سیدھی بات کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ تاجوک تمہیں
لیبر سپلائی کرتا تھا۔ اور وہ خود براہِ راست لیبارٹری سے واقف نہ
تھا۔ صرف تمہارا پتہ چلانے کے لئے مجھے تاجوک سے بات کرنی پڑی۔
اب آخری بار بتا دو کہ تم لیبارٹری کا محل وقوع کس طریقے سے بتاؤ گے۔
بتم لے کر یا کسی اور طریقے سے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں
بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے درست کہا ہے۔ مجھے معلوم نہیں ہے"۔۔۔۔ روگر نے
اُسی طرح اعتماد سے پُر لہجے میں کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔ پھر تم کو اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔ میں خواہ مخواہ
تم پر اپنا وقت کیوں ضائع کروں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔
لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا روگر نے یک لخت اپنے ہاتھ کو
جھٹکا دیا اور ٹائیگر کے حلق سے بے اختیار سسکاری نکل گئی۔ اُسے
یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ میں کسی چیونٹی نے کاٹ لیا ہو۔ اور
دوسرے لمحے اس کا پورا جسم اس طرح فرش پر بیٹھتا گیا جیسے اس کے
جسم میں موجود توانائی یک لخت غائب ہو گئی ہو۔ مشین گن پہلے ہی ہاتھ

سے چھوٹ کر نیچے جا گری تھی۔ پھر وہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ کسی بے جان
لاشے کی طرح بے حس و حرکت اور کمرہ روگر کے حلق سے نکلنے والے زوردار
قہقہے سے گونج اٹھا۔

"تم نے روگر کو بچہ سمجھ لیا تھا کو برے۔ روگر کا نام سن کر تو اچھے اچھے
ایجنٹ سر جھکا دیتے ہیں۔ تمہاری تو کوئی حیثیت ہی نہیں۔ میں پہلے اس
لئے مار کھا گیا تھا کہ مجھے تم سے اس قدر تیزی، پھرتی اور مہارت کی توقع نہ
تھی اور پھر کلائی پر موجود سوئی پھینکنے والی گھڑی کو آن کرنے کے لئے بھی وقت
چاہیئے تھا اور وہ وقت میں نے حاصل کر لیا"۔۔۔۔ روگر نے تیز لہجے
میں کہا۔ اور پھر وہ قدم بڑھاتا آگے آیا۔ اس نے جھک کر ٹائیگر کی کلائی
پکڑی اور اُسے گھسیٹتا ہوا لوہے کے پلیٹ فارم پر لے آیا۔ وہاں
موجود اپنے ساتھی کی لاش کو اس نے بڑی نفرت اور حقارت بھرے
انداز میں ٹھوکریں مار مار کر پلیٹ فارم سے نیچے گرا دیا۔ اس کے بعد
اس نے بے حس ٹائیگر کو پلیٹ فارم پر لٹا کر اس کی دونوں پنڈلیاں
لوہے کے کڑوں میں جکڑ دیں اور پھر اس کے دونوں بازو اس کے سر
کے اوپر کر کے کلائیاں بھی لوہے کے کڑوں میں جکڑ دیں پھر وہ پلیٹ
فارم سے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بند دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔
چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر دوسری طرف غائب ہو چکا تھا۔
دروازہ اس کے عقب میں ایک بار پھر بند ہو گیا اور ٹائیگر لوہے کے
پلیٹ فارم پر بے حس و حرکت پڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ اس سے
واقعی حماقت ہوئی ہے اور اس نے روگر کو اس کا مطلوبہ وقت
دے دیا ہے۔ اور اب اپنی اس حماقت کا نتیجہ بھگتنے کے لئے وہ

پوری طرح تیار ہو چکا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ اب رودگر اس پر تشدد کی انتہا کر دے گا۔ اور اس پوزیشن میں سوائے خوف ناک تشدد برداشت کرنے کے وہ اور کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔

ساگوری رقص کے لئے تیار ہونے کا ارادہ کر ہی رہی تھی کہ میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور ساگوری نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ ساگوری سپیکنگ" ۔۔۔ ساگوری نے مترنم لہجے میں کہا۔

"ابجے کمار بول رہا ہوں مادام" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مودبانہ تھا۔

"ابجے کمار تم ۔۔۔ کیا بات ہے" ۔۔۔ ساگوری کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مادام۔ تاجوک کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ابجے کمار نے اُسی طرح مودبانہ لہجے میں کہا تو ساگوری بے اختیار اچھل پڑی۔

"کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تاجوک کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیوں۔ کس نے ایسا کیا ہے" ۔۔۔ ساگوری کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"مجھے اطلاع ملی تو میں بھی بے حد حیران ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے خود اس بارے میں انکوائری کی ہے اور اب حالات کا علم ہونے پر آپ کو اطلاع دے رہا ہوں" ۔۔۔ ابجے کمار نے کہا۔

"تمہید باندھنے کی بجائے حالات بتاؤ اور پوری تفصیل سے بتاؤ" ساگوری نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"مادام۔ دو گھنٹے قبل ایک پاکیشیائی نوجوان تاجوک کی بار میں آیا۔ وہ تاجوک سے ملنا چاہتا تھا۔ لیکن کاؤنٹر مین ٹھوڈک اس سے الجھ پڑا۔ اور اس نے انتہائی حیرت انگیز انداز میں ٹھوڈک کو بے کار کر دیا۔ اس پر تاجوک نے اُسے اپنے گیم کلب والے دفتر میں بلا لیا۔ وہ وہاں تھوڑی دیر تاجوک کے ساتھ رہا پھر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد تاجوک نے سب سے پہلے ہوٹل ریڈ سٹار میں اپنے آدمی سے اس پاکیشیائی کی رہائش کے بارے میں تصدیق کی۔ اس پاکیشیائی کا نام سلطان بتایا گیا ہے۔ تب تاجوک نے جنرل ٹریڈنگ کارپوریشن کے رودگر سے بات چیت کی۔ اس کے دس منٹ بعد ہی رودگر گروپ کے چار افراد تاجوک سے ملنے آئے۔ انہیں تاجوک کے پاس پہنچا دیا گیا مگر انہوں نے وہاں اچانک اور اندھا دھند

فائرنگ کر کے تاجوک کو بھی ہلاک کر دیا اور گیم روم میں موجود چار دوسرے
افراد کو بھی بھون کر نکل گئے۔ اور مجھے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ وہ زیرو
چوک کے قریب سے اس پاکیشیائی سلطان کو بھی اغوا کر کے لے گئے
ہیں"۔۔۔ اجے کمار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کہاں لے گئے ہیں وہ سلطان کو"۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ
بھینچتے ہوئے پوچھا۔

" انہیں الپائن روڈ پر دیکھا گیا ہے۔ اور الپائن روڈ پر روگر کا
ایک ہی اڈہ ہے۔ زرعی فارم والا"۔۔۔ اجے کمار نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

" لیکن اس قتل و غارت کا مقصد کیا ہے۔ تاجوک اور روگر کے
درمیان تو انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ پھر روگر نے ایسا
اقدام کیوں کیا ہے"۔۔۔ ساگوری نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" مادام۔ بار کے فون آپریٹر سے معلوم ہوا ہے کہ تاجوک نے روگر
سے کہا تھا کہ اُسے اس پاکیشیائی نے لیبارٹری کا محل وقوع پوچھنے
کے لئے بھاری رقم آفر کی ہے۔ اس لئے یا تو وہ یہ بھاری رقم دے
دے یا پھر وہ پاکیشیائی سے وصول کر لے گا"۔۔۔ اجے کمار نے
جواب دیا۔

" اوہ۔ اب میں سمجھ گئی۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو چار آدمی عقبی طرف
بھجوا دو۔ مجھے اس سلطان کو بھی روگر کے قبضے سے چھڑانا ہے۔ اور
تاجوک کا انتقام بھی لینا ہے۔ فوراً بھیجو"۔۔۔ ساگوری نے سخت لہجے
میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے چند

نمبر ڈائل کئے۔

" یس۔۔۔ سیکرٹری ٹو منیجر ریڈ سٹار ہوٹل"۔۔۔ ایک نسوانی
آواز سنائی دی۔

" ساگوری بول رہی ہوں۔ منیجر سے بات کراؤ"۔۔۔ ساگوری نے
انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

" یس مادام"۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں
کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد منیجر کی آواز سنائی دی۔

" یس مادام۔ حکم کیجئے"۔۔۔ منیجر کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

" میرا آئیٹم کینسل ہونے کا اعلان کر دو"۔۔۔ ساگوری نے تیز لہجے
میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ڈریسنگ روم کی طرف
بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے باہر آئی تو اس
کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس موجود تھا۔ اور چہرہ بدلا ہوا تھا۔
وہ تیز تیز قدم اٹھاتی دروازے کی طرف بڑھی۔ لیکن دروازہ کھولنے کی
بجائے اس نے سائیڈ کی دیوار پر ایک مخصوص جگہ ہاتھ مارا تو دیوار
درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں کھسک گئی۔ دوسری طرف ایک
کمرہ تھا۔ وہ اس کمرے میں گئی۔ خلا دوبارہ بند ہو گیا۔ اور اس کے
ساتھ ہی وہ کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس
کی حرکت رکی اور ساگوری نے آگے بڑھ کر اس کا بند دروازہ کھولا تو
دوسری طرف ایک بند گیلری تھی۔ جس کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔
دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی دوسری طرف پہنچی ہوٹل کے عقب میں
ایک اور چھوٹی سی عمارت میں پہنچ گئی۔ وہاں چار لمبے تڑنگے مقامی افراد

بڑے مستعدانہ انداز میں کھڑے تھے۔ ان چاروں افراد نے بڑے مؤدبانہ
انداز میں ساگوری کو سلام کیا۔ سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار بھی وہاں
موجود تھی۔ ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کار کی فرنٹ سیٹ کا
دروازہ کھولا اور ساگوری خاموشی سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ان میں
سے ایک نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جبکہ باقی تین عقبی سیٹ پر
سمٹ کر بیٹھ گئے۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور عمارت
کے کھلے ہوئے پھاٹک سے گزر کر انتہائی رفتار سے سڑک پر دوڑنے لگی۔

"اس زرعی فارم میں کتنے افراد ہوں گے"۔۔۔ ساگوری نے ڈرائیور
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مادام۔ کم از کم دس تو ضرور ہوں گے۔ یہ رڈگر گروپ کا اہم ترین
اڈہ ہے۔ اور انہوں نے وہاں باقاعدہ ساؤنڈ پروف تہہ خانے بنائے
ہوئے ہیں۔ میں اس اڈے پر کئی ماہ رہا ہوں۔ اس لئے مجھے اس اڈے
کی ہر چیز سے پوری طرح واقفیت ہے"۔۔۔ ڈرائیور نے مؤدبانہ
لہجے میں کہا۔

"کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس پاکیشیائی سلطان کو اس لیبارٹری کی تلاش
کیوں ہے۔ اور یہ لیبارٹری آخر اس قدر اہمیت کیوں اختیار کر گئی ہے"
ساگوری نے کہا۔

"مادام۔ لیبارٹری کی تفصیل تو مجھے معلوم نہیں۔ اور نہ ہی ہم نے کبھی
اس طرف توجہ کی ہے۔ البتہ اتنا مجھے معلوم ہے کہ لیبر کے ڈیڑھ سو افراد
جو ایک ہی گاؤں سے تعلق رکھتے تھے۔ جب واپس اپنے گاؤں پہنچے تو
گاؤں میں اچانک ایک خوفناک بیماری پھوٹ پڑی اور وہ سب کے
سب آناً فاناً ہلاک ہو گئے تھے۔ اس وقت تو کسی نے خیال نہ کیا تھا لیکن اب
یہ احساس ہو رہا ہے کہ یہ لیبارٹری کوئی عام لیبارٹری نہیں ہے جیسا کہ ہمیں
بتایا گیا تھا۔ بلکہ اس میں یقیناً کوئی خوفناک ہتھیار تیار کئے جا رہے ہیں۔
جبھی لیبر کو بھی اس پراسرار انداز میں ہلاک کر دیا گیا ہے"۔۔۔ ڈرائیور نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تاجوک کی ہلاکت سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔ ورنہ اس سے قبل مجھے بھی
اس لیبارٹری کی اہمیت کا قطعاً احساس نہ تھا۔ میں سمجھی تھی کہ کوئی عام سی
لیبارٹری ہوگی۔ اور اب میں اس پاکیشیائی سلطان کو اس رڈگر کے قبضے سے
چھڑانا بھی اسی لئے چاہتی ہوں تاکہ اس سے لیبارٹری کی اہمیت کے بارے
میں معلوم کر سکوں"۔۔۔ ساگوری نے کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔
تھوڑی دیر بعد کار ایک سائیڈ پر جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔

"مادام۔ فارم آنے والا ہے"۔۔۔ ڈرائیور نے کہا اور ساگوری نے
سر ہلا دیا۔ جبکہ عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے اس کے تینوں ساتھی چوکنا
ہو کر سیدھے ہو گئے۔

"تھوڑی دور پہلے ہی روک دینا۔ ورنہ وہ لوگ چوکنے ہو جائیں گے"
ساگوری نے تیز لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار ذرا
آگے لے جا کر دائیں ہاتھ پر درختوں کے ایک جھنڈ میں روک دی۔ ساگوری
دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اتر آئی۔ اس کے باقی ساتھیوں نے بھی
اس کی پیروی کی۔

"وہ سلطان لازماً کسی تہہ خانے میں ہوگا"۔۔۔ ساگوری نے
کہا۔

" یس مادام "۔۔۔۔ ڈرائیور نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ڈگی سے اسلحہ نکالو۔ اور سنو جولکو۔ تم اور میں سامنے کی طرف سے حملہ کریں گے۔ جب کہ باقی فارم کی تینوں سائیڈوں سے حملہ کریں گے۔ میں پہلے پی بم فائر کر دوں گی تاکہ وہ لوگ دفاع کرنے کے قابل نہ رہیں۔ پھر فل ریڈ کرنا ہے "۔۔۔۔ ساگوری نے کہا اور باقی ساتھیوں نے سر ہلا دیا۔ ڈگی سے مشین گنوں کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹی لیکن چپٹی نال کی گن بھی نکالی تھی۔ اور ساگوری نے وہ گن لے لی جب کہ باقی ساتھیوں نے مشین گنیں پکڑی ہوئی تھیں۔ پھر ساگوری کے اشارے پر کار کی عقبی سیٹ پر موجود تینوں افراد تیزی سے کھیت میں موجود اونچی فصل کی آڑ لیتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ جب کہ ڈرائیور جس کا نام جولکو تھا ساگوری کے قریب کھڑا رہا۔

" تم نے مشین گن لے کر میرے ساتھ رہنا ہے۔ جب میں اشارہ کروں تم فائرنگ کرتے ہوئے اندر داخل ہو گے اس سے پہلے نہیں۔ ورنہ وہ لوگ چوکنے ہو گئے تو خاصی مشکل ہو جائے گی "۔۔۔۔ ساگوری نے جولکو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور جولکو نے سر ہلا دیا۔ ساگوری چپٹی نال والی گن ہاتھ میں لئے آگے بڑھنے لگی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں زرعی فارم کی عمارت نظر آنے لگ گئی۔

ساگوری اور جولکو فصل کی آڑ لیتے ہوئے عمارت کے قریب ہوتے گئے۔ اور پھر وہ دونوں عمارت کے اس کونے تک پہنچ گئے۔ جس میں پھاٹک موجود تھا۔ پھاٹک لکڑی کا تھا اور بند تھا۔ ساگوری چند لمحے تو وہیں رکی رہی تاکہ اس کے تینوں ساتھی اپنی مخصوص جگہوں پر پہنچ جائیں۔

پھر اس نے اونچا ہو کر پھاٹک کے اندر جھانکا تو کچھ دور عمارت کے برآمدے کے سامنے ایک سیاہ رنگ کی کار اور ایک بڑی بند باڈی کی جیپ کھڑی تھی۔ برآمدے میں دو افراد بھی موجود تھے۔ لیکن وہ آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ شاید انہیں یہ تصور بھی نہ تھا کہ یہاں بھی کوئی آ سکتا ہے۔ تیز نظروں سے ماحول کا جائزہ لینے کے بعد ساگوری نے چپٹی نال والی گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گن سے سرخ رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپسول نکلا اور سیدھا کار کی ڈگی پر جا گرا چٹ کی آواز سنائی دی۔ اور یہ آواز سنتے ہی برآمدے میں موجود باتیں کرتے ہوئے دونوں افراد چونکے ہی تھے کہ یکلخت دبیز دھوئیں کا ایک بادل سا عمارت کے برآمدے میں پھیل کر اندر کی طرف بڑھتا گیا۔ ساگوری نے دو تین بار اور یہ چپٹی نال والی گن کا ٹریگر دبایا اور سرخ کیپسول بجلی کی سی تیزی سے نکل کر عمارت کے اندر گرنے لگے۔ چند لمحوں بعد ہی پوری عمارت یکلخت دھوئیں میں گم ہو گئی تھی۔ مگر چند لمحوں بعد دھواں چھٹنے لگا۔ ساگوری نے اپنے پیچھے کھڑے جولکو کو اشارہ کیا۔ اور خود وہ کسی بلی کی طرح پھاٹک پر اچھلتی ہوئی اندر کود گئی۔ جولکو بھی اس کے پیچھے ہی اندر آ گیا اور پھر ساگوری کے اشارے پر وہ فائرنگ کرتا ہوا جھکے جھکے انداز میں عمارت کی طرف دوڑ پڑا۔ برآمدے کے کونے میں پہنچ کر ساگوری رک گئی۔ جولکو بھی ایک کونے میں ستون کی آڑ لے کر مسلسل فائرنگ کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ سے ان کے دو اور ساتھی دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے۔ جب کہ تیسرا ساتھی شاید عقبی سمت میں رک گیا تھا۔ اب دھواں بالکل ہی ختم ہو چکا تھا۔

" اندر چیک کرو "۔۔۔۔ ساگوری نے کہا تو جولکو اور دوسرے دو آدمی

تیزی سے دوڑتے ہوئے عمارت کے اندر گھس کر غائب ہو گئے، جب کہ ساگوری وہیں رکی رہی لیکن اس کی تیز نظریں ماحول کا مسلسل جائزہ لے رہی تھیں۔ چھوٹی نال والی گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔

"مادام۔ سب او۔ کے ہے۔ چھ آدمی اندر پڑے ہوئے ہیں"—— چند لمحوں بعد جولکو نے برآمدے میں واپس نمودار ہوتے ہوئے کہا۔ اور ساگوری کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ وہ تیزی سے عمارت کے اندر بڑھنے لگے۔

ٹائیگر لوہے کے پلیٹ فارم پر کنڈوں میں جکڑا ہوا بے بس بیٹھا ہوا تھا۔ رودگر کو اس کمرے سے گئے ہوئے کافی وقت ہو گیا تھا۔ لیکن اس کی واپسی نہ ہوئی تھی۔ ٹائیگر نے اپنے جسم کو حرکت دینے کی بے حد کوششیں کیں لیکن اس کا جسم اس طرح بے بس ہو چکا تھا کہ جیسے اس میں سرے سے جان ہی نہ ہو۔ پھر اچانک بھاری دروازہ کھلا اور رودگر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک مشین گن بردار تھا۔ اندر اپنے دو ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اس کا چہرہ تیزی سے بگڑنے لگا۔ ہونٹ بھنچ گئے۔ اور آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔ لیکن اس نے کوئی بات نہ کی۔ خاموشی سے رودگر کے پیچھے چلتا ہوا اس لوہے کے پلیٹ فارم کے قریب آ کر رک گیا۔

"انجکشن لگاؤ اسے تاکہ اس کے احساسات جاگ سکیں"—— رودگر نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ـــــ اس آدمی نے جواب دیا اور پھر اس نے جیب سے ایک سرنج نکالی، جس کی سوئی پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ سوئی پر موجود کیپ اتار کر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے اس بیدردی سے سوئی پلیٹ فارم پر پڑے ہوئے ٹائیگر کی ران میں گھونپ دی جیسے سوئی کی بجائے خنجر گھونپ رہا ہو۔ اس کی آنکھوں میں ٹائیگر کے لئے بے پناہ نفرت جھلک رہی تھی، لیکن ظاہر ہے ٹائیگر کے احساسات تو منجمد تھے اس لئے سوئی کا اُسے احساس تک نہ ہوا۔ اس آدمی نے سرنج میں موجود محلول ٹائیگر کے جسم میں انجکٹ کرنے کے بعد ایک جھٹکے سے سوئی واپس کھینچی اور پھر خالی سرنج کو ایک طرف اچھال کر وہ پیچھے ہٹ کر روگر کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"سوئچ لے آؤ یہیں" ـــــ روگر نے اُسے کہا اور وہ مڑ کر دروازے کے ساتھ دیوار میں نصب سوئچ پینل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی سائیڈ کو دبایا تو پورا پینل کسی باکس کی طرح کھل کر ایک طرف ہو گیا۔ اس آدمی نے اندر سے ایک ناب نما سوئچ نکالا جس کے ساتھ لچھے دار تار موجود تھی، اور وہ اُسے لے کر تیزی سے روگر کے قریب آیا، لچھے دار تار ساتھ ساتھ کھلتی رہی، اور سوئچ روگر تک پہنچنے کے باوجود تار کے بہت سے بل ابھی تک نظر آرہے تھے۔ روگر نے ہاتھ بڑھا کر اس سے سوئچ لیا۔

"اب جا کر مین سوئچ آن کر دو" ـــــ روگر نے کہا اور وہ آدمی ناب نما سوئچ روگر کے ہاتھ میں دینے کے بعد واپس مڑا۔ اس نے پینل باکس کو دوبارہ بند کیا۔ لچھے دار تار اب پینل باکس کی سائیڈ سے نکلتی ہوئی

محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے باکس پر موجود ایک سرخ رنگ کا بڑا سا بٹن پریس کیا تو اس لوہے کے پلیٹ فارم کے اوپر چھت میں کھٹاک کی آواز سے ایک تیز دندانوں والا گول آرا نمودار ہوا، اور پھر تیزی سے نیچے آتا ہوا ٹائیگر کے عین پیٹ کے اوپر رک گیا۔ آرے کے تیز دندانے ٹائیگر کے جسم سے صرف چند انچوں کے فاصلے پر تھے۔ ٹائیگر کا جسم ابھی تک پہلے کی طرح ہی بے حس و حرکت تھا۔ روگر نے ہاتھ میں موجود ناب کو گھمایا تو آرا تیزی سے ٹائیگر کے پیروں کی طرف آنے لگا، جب وہ اس کے پیروں کے اوپر پہنچا تو روگر نے ناب گھمانی بند کر دی۔ اب آرا ٹائیگر کے بندھے ہوئے پیروں کے بالکل قریب تھا۔

"اس کے بوٹ اتار دو" ـــــ روگر نے اس آدمی سے کہا۔ جو اب واپس اس کے قریب آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ اور وہ آدمی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ٹائیگر کے بوٹ اتارنے شروع کر دیئے۔ بوٹ اتار کر ایک طرف پھینکنے کے بعد اس نے جرابیں بھی اتار دیں۔ اب ٹائیگر کے پیر نظر آرہے تھے، جب کہ کنڈے اس کی پنڈلیوں میں پھنسے ہوئے تھے۔ روگر نے ناب کو ذرا سا مزید الٹے رخ گھمایا تو آرا اور نیچے ہوا اور پھر اس کے تیز دندانے ٹائیگر کے دونوں پیروں کی انگلیوں کے اوپر آکر رک گئے۔ محض بال برابر فرق رہ گیا تھا۔ اُسی لمحے ٹائیگر کو محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگ گئی ہے۔

"میں تمہیں آخری چانس دے رہا ہوں کوبرے کہ سب کچھ صاف صاف بتا دو کہ تمہارا تعلق کس سے ہے۔ اور کس پارٹی نے تمہیں یہاں بھیجا ہے، اور تم تاجوک تک کیسے پہنچ گئے۔ ہر بات بتا دو تو میرا وعدہ

کہ اس خوف ناک موت کی بجائے تمہیں آسان موت ماردوں گا۔ ورنہ میرے ہاتھ کی ایک ہی حرکت سے یہ آرا نیچے آئے گا اور اس کے ساتھ گھومنے لگ جائے گا۔ نتیجہ تم جلتے ہو اور ایک بار یہ چل پڑا تو پھر یہ تمہارے پیروں سے سر کی طرف چلنا شروع ہو جائے گا"۔۔۔ روگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"آسان موت سے تمہارا کیا مطلب ہے روگر"۔۔۔ ٹائیگر نے اسی طرح مطمئن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی دلیر آدمی ہو کوبرے۔ کہ اس پوزیشن کے باوجود تمہارے لہجے میں اطمینان موجود ہے۔ اور مجھے تمہاری موت پر افسوس ہوگا۔ لیکن بہرحال تم نے میرے ساتھیوں کو قتل کر کے اپنی موت مقدر کرالی ہے۔ آسان موت سے میرا مطلب ہے تمہیں گولی مار دیتا اور اس آرے والی موت کی نسبت یہ واقعی آسان موت ہے"۔۔۔ روگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"موت بہرحال موت ہوتی ہے مسٹر روگر۔ آسان ہو یا مشکل جب میں نے مرنا ہی ہے تو پھر میں تمہیں کیوں فائدہ پہنچاؤں۔ تم اپنا آرا سٹارٹ کر دو"۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ تمہاری مرضی"۔۔۔ روگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھ کھڑے ہوئے ساتھی کو اشارہ کیا تو وہ تیزی سے مڑا اور اس بار چلنے کی بجائے تقریباً دوڑتا ہوا سوئچ پینل کی طرف بڑھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ٹائیگر سے اپنا ذاتی انتقام لینے کے لئے روگر سے بھی زیادہ پُرجوش ہو رہا ہو۔ پھر اس نے

سوئچ پینل پر اس سرخ بٹن کے ساتھ موجود ایک اور بٹن دبا دیا۔ تو وہ دندانے دار آرا سرسراہٹ کی تیز آواز سے گھومنے لگا۔ اس کے گھومنے کی رفتار بے حد تیز تھی۔

"تو اب تیار ہو جاؤ کوبرے"۔۔۔ روگر نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے ہوئے ناب نما سوئچ کو اس نے ذرا سا گھمایا اور آرا نیچے کو جھکا۔ لیکن اسی لمحے ٹائیگر نے اپنے دونوں پیروں کو مخالف سمتوں میں گھما کر نیچے پلیٹ فارم کے ساتھ لگا دیا۔ اس طرح اس کے الٹے ہوئے پیر مڑ کر نیچے پلیٹ فارم سے جا لگے البتہ اس کا درمیانی جسم پنڈلیوں پر کنڈوں کی بندش کی وجہ سے قدرے اوپر کو اٹھ گیا تھا۔ اب آرا اور اس کے پیروں کے درمیان کافی فرق تھا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ تو تمہارا خیال ہے اس طرح تم آرے سے بچ جاؤ گے"۔۔۔ روگر نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور ناب کو گھمانے لگا۔ آرا تیزی سے نیچے آنے لگا۔

"رک جاؤ۔ مجھے واقعی آسان موت قبول کر لینی چاہئے"۔۔۔ اچانک ٹائیگر نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا اور روگر نے ایک بار پھر فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگایا اور ناب نما سوئچ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

"بس اتنی ہی دلیری تھی تم میں۔ بڑے بہادر بن رہے تھے"۔۔۔ روگر نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔ جب کہ ٹائیگر نے دیکھا کہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"یہ واقعی خوف ناک موت ہے۔ بہرحال میں تمہیں سب کچھ بتا دیتا

ہوں، لیکن اس اپنے ساتھی کو باہر بھیج دو۔ میں نہیں چاہتا کہ یہ باتیں کسی غیر ذمہ دار آدمی کے کانوں میں پڑ گئیں تو تمہارا ہی نقصان ہو گا "۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تم جاؤ"۔۔۔ روگر نے مڑ کر اپنے ساتھی سے کہا۔ اور وہ خاموشی سے مڑا۔ اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر گیا اور دروازہ اس کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا۔

" اب بتاؤ"۔۔۔ روگر نے سخت لہجے میں کہا۔

" پہلے اس خوف ناک آرے کو واپس چھت میں غائب کرو میری تو جان فنا ہو رہی ہے اسے دیکھ دیکھ کر کس قدر خوف ناک انداز میں چل رہا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور روگر مڑا۔ اور واپس سوئچ پینل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پینل باکس پر موجود دو نو بٹن آف کر دیئے۔ آرا نہ صرف چلنا بند ہو گیا بلکہ دوسرے لمحے او کو اٹھتا ہوا کھٹاک کی آواز سے چھت میں غائب ہو گیا۔ اب چھت پہلے کی طرح صاف دکھائی دے رہی تھی۔ روگر نے پینل باکس کھولا اور نیچے تار کو لپیٹ کر اس کے اندر رکھنے میں مصروف ہو گیا۔ ٹائیگر کی طرف اس کی پشت تھی۔ ٹائیگر نے اس کے مڑتے ہی اپنے جسم کو اوپر کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا۔ کنڈے اس کے ٹخنوں سے کافی اوپر تھے۔ اس کے گھسٹنے کی وجہ سے اس کے پیر کنڈوں کے قریب ہوتے گئے۔ البتہ اب اس نے پیر دوبارہ اوپر کو کر لئے تھے۔ ادھر جیسے ہی کنڈے ٹخنوں تک پہنچے۔ ادھر سر کے اوپر کنڈے میں جکڑی ہوئیں اس کی کلائیاں اور اوپر کو کھسک گئی تھیں۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو واپس کنڈوں کی طرف موڑا۔ ا

پھر اس کی درمیانی انگلیاں کنڈوں کی سائیڈ میں پہنچ گئیں۔ یہاں ایک بٹن سا ابھرا ہوا تھا۔ اس نے ہونٹ بھینچ کر ان بٹنوں کو درمیانی انگلیوں سے دبایا تو کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی دونوں کنڈے درمیان سے کھل کر سائیڈوں میں ہو گئے۔ اور ٹائیگر کی کلائیاں ان کنڈوں سے آزاد ہو گئیں۔ اس وقت روگر تار لپیٹ کر اسے باکس میں رکھ رہا تھا۔ کھٹاک کی آواز سن کر اس نے تیزی سے سر گھمایا لیکن شاید ٹائیگر کو اسی طرح پلیٹ فارم پر بے حس و حرکت پڑے دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا۔ اس نے شاید آواز کو اپنا وہم سمجھا تھا کہ دوبارہ گردن موڑ کر باکس کی طرف متوجہ ہو گیا اسی لمحے ٹائیگر کا اوپر والا جسم ایک جھٹکے سے اٹھا اور خم کھاتا ہوا آگے کی طرف جھک گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے ہاتھ پنڈلیوں کے گرد موجود کنڈوں تک پہنچے اور ٹائیگر نے ان کی سائیڈوں پر موجود بٹن دبا دیئے۔ ایک بار پھر کھٹاک کی آواز ابھری اور پنڈلیوں والے کنڈے بھی درمیان سے کھل گئے۔ اسی لمحے روگر باکس بند کر کے تیزی سے مڑا ہی تھا۔ کہ یک لخت ٹائیگر کا جسم ایک زوردار جھٹکے سے اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔

" کیا۔۔۔ کیا"۔۔۔ روگر اسے اس طرح اچانک کھڑے ہوتے دیکھ کر یک لخت حیرت سے بت سا بن گیا۔ اس کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھیلتی ہوئیں تقریباً کانوں تک پہنچ گئی تھیں۔

" میں اب بھی اپنے وعدے پر قائم ہوں روگر"۔۔۔ ٹائیگر نے بڑے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اچھل کر پلیٹ فارم سے نیچے اتر آیا۔

"تت ــــ تت ــــ تم آزاد کیسے ہو گئے" ــــ روگر نے حیرت کی
شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا
ٹائیگر نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح اڑتا ہوا روگر سے جا
ٹکرایا جیسے بندوق سے نکلنے والی گولی فاصلہ پلک جھپکنے میں طے کرتی ہے
اور روگر کو وہ گھسیٹتا ہوا ایک دھماکے سے دروازے کے ساتھ دیوار
سے جا ٹکرایا۔ اس کا ایک بازو اس کے سینے کے سامنے جمپ لگاتے
وقت مڑ گیا تھا۔ اور یہی مڑا ہوا بازو روگر کے چہرے پر جم گیا تھا نتیجہ
یہ کہ جب روگر کی پشت دیوار سے ٹکرائی۔ بازو کے دباؤ کی وجہ سے اس
کا سر پوری قوت سے دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔ اور ٹائیگر یکلخت پیچھے
ہٹا تو روگر منہ کے بل نیچے گرنے ہی لگا تھا کہ ٹائیگر کا دوسرا بازو گھوما
اور نیچے کو جھکتے ہوئے روگر کی کنپٹی پر ٹائیگر کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک
پوری قوت سے لگا اور روگر چیختا ہوا اچھل کر بائیں پہلو سے فرش پر گرا۔
اس نے سر جھٹک کر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر ایک دھماکے سے
گرا اور ساکت ہو گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا
اور اس نے بند بھاری دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ اب دروازہ
دوسری طرف سے نہ کھولا جا سکتا تھا۔ کی ہول بھی اس نے بند کر دیا
تاکہ کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہو جائے۔ پھر اس نے سب سے پہلے
اپنی جرابیں اور بوٹ پہنے جو ایک طرف پڑے ہوئے تھے۔
"اب میں تمہیں بتاؤں گا روگر کہ آسان موت کون سی ہوتی ہے"
ٹائیگر نے بوٹ پہن کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے روگر کی طرف
بڑھتے ہوئے کہا۔ اور بالکل اسی انداز میں روگر کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے

پلیٹ فارم کی طرف لے گیا جیسے روگر اسے گھسیٹ کر لے گیا تھا۔ وہاں اس
نے اسے اپنی جگہ پر لٹایا اور پھر اس کی دونوں کلائیاں اور پنڈلیاں کڑوں میں
جکڑ کر پیچھے ہٹا اور سیدھا سوئچ پینل کی طرف مڑ گیا۔ اس نے پینل باکس
کھولا اندر لپٹی ہوئی تار کے ساتھ وہی ناب نما سوئچ موجود تھا۔ اس نے
اسے باہر نکالا اور باکس بند کر کے اس پر پہلے سرخ رنگ کا بٹن دبایا۔
تو چھت سے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی وہی آرا دوبارہ نمودار ہوا اور
تیزی سے نیچے آ کر مخصوص فاصلے پر رک گیا۔ چونکہ جب اسے اوپر اٹھایا
گیا تھا وہ عین ٹائیگر کے پیروں کے اوپر موجود تھا۔ اس لئے اب جب
وہ نیچے آیا تو اب وہ روگر کے پیروں کے عین اوپر تھا۔ ٹائیگر نے
ساتھ والا بٹن دبایا تو آرا اسی طرح انتہائی تیز رفتاری سے گھومنے لگا۔
ٹائیگر تار والا سوئچ ہاتھ میں پکڑے پلیٹ فارم کے قریب آ کر رک گیا۔
ناب دو حصوں پر مشتمل تھی۔ ایک حصہ دوسرے حصے سے مختلف سمت
میں گھومتا تھا۔ ٹائیگر نے ایک حصے کو گھمایا تو چلتا ہوا آرا روگر کے سر
کی طرف کھسکنے لگا۔ ٹائیگر نے اسے واپس کیا تو آرا بھی واپس آ گیا۔
جب وہ روگر کے الٹے ہوئے پیروں کے اوپر آیا تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا
لیا۔ روگر کے پیروں میں بوٹ تھے۔ لیکن ٹائیگر کو معلوم تھا کہ بوٹ
اتارنا تو صرف تکلف ہی ہے۔ ایک لمحے میں آرے نے بوٹ کے پرخچے
اڑا دینے تھے۔ روگر نے صرف نفسیاتی فائدہ حاصل کرنے کے لئے
ٹائیگر کے بوٹ اتروائے تھے۔ تاکہ ٹائیگر دہشت زدہ ہو سکے لیکن
ٹائیگر کو ایسے کسی نفسیاتی فائدہ حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس
لئے اس نے بوٹوں کی طرف توجہ ہی نہ کی اور ناب کے دوسرے حصے

کو آہستہ سے حرکت دی تو گھومتا ہوا تیز رفتار آرا آہستہ آہستہ نیچے کھسکنے لگا پھر اس کے برق رفتار دندانے جیسے ہی بولٹوں کی ٹوپی سے ٹکرائے بولٹوں کی تنگ اور باہر کو نکلی ہوئی ٹوپی کے پرخچے اڑ گئے اور ردوگر کے دونوں انگوٹھے بھی شدید زخمی ہو گئے۔ ٹائیگر نے ناب کو ذرا سا واپس گھمایا تو آرا آدھ انچ کے قریب اوپر کو اٹھ گیا۔ ردوگر انگوٹھوں کے اوپر والے سروں کے پرخچے اڑنے سے چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن کنڈوں کی وجہ سے بس ہلکا سا پھڑک کر ہی رہ گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف اور خوف کی شدت سے مسخ ہوتا جا رہا تھا۔

"تمہیں اب احساس ہو گا ردوگر کہ موت جسے تم نے خود ہی آسان اور مشکل کے خانوں میں بانٹ رکھا ہے درحقیقت ہوتی کیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ت۔۔۔ تت۔۔۔ تم ان کنڈوں سے کیسے آزاد ہو گئے تھے۔ کیا تم جادوگر ہو"۔۔۔ ردوگر کو شاید اپنی تکلیف سے زیادہ اس بات پر حیرت تھی کہ ٹائیگر بغیر کسی کی مدد کے ازخود ان کنڈوں کی گرفت سے کیسے آزاد ہو گیا تھا۔ کیونکہ بظاہر یہ بات واقعی ناقابل یقین تھی اور شاید اگر ردوگر خود ٹائیگر کو ان کنڈوں کی گرفت سے اس طرح آزاد نہ دیکھ لیتا تو کبھی یقین نہ کرتا۔

"ذہانت اور اس کا بروقت استعمال ہی اصل جادو ہے مسٹر ردوگر۔ جس وقت تمہارا ساتھی مجھے ان کنڈوں میں جکڑ رہا تھا اس وقت میرا جسم ضرور بے حس تھا لیکن میری آنکھیں دیکھ سکتی تھیں اور ذہن سوچ سکتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کنڈوں کی سائیڈ پر بٹن ہیں جنہیں دبانے سے یہ کنڈے درمیان سے کھل جاتے ہیں لیکن ظاہر ہے ان میں جکڑے ہوئے آدمی کے ہاتھ ان بٹنوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن جب تم نے میرے الٹے ہوئے پیروں کو آرے سے کاٹنا چاہا۔ اور میں نے دونوں پیر موڑ کر پلیٹ فارم سے لگائے تو کنڈوں میں پنڈلیاں جکڑی ہونے کی وجہ سے میرا جسم خود بخود اکڑا لیکن اس سے مجھے احساس ہوا کہ کڑوں میں موجود پنڈلیاں کھسک سکتی ہیں۔ چنانچہ میں نے تمہارے آدمی کو باہر بھجوایا۔ تاکہ تم اکیلے ہی پینل باکس کی طرف جاؤ اس طرح میں نگرانی سے بچ کر اپنا کام کر سکتا تھا۔ پھر میں اوپر کو کھسکا اس طرح میرا ہاتھ ان کنڈوں سے کچھ دور چلا گیا۔ اور اتنا فاصلہ پیدا ہو گیا کہ میرا ہاتھ مڑ کر اس کی بڑی انگلی کنڈے کی سائیڈ میں موجود بٹن تک پہنچ جاتی۔ نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ ہاتھوں کے آزاد ہو جانے کے بعد پنڈلیوں کے گرد کنڈے کھولنا تو بہرحال کوئی مسئلہ نہ تھا۔ لیکن سب سے بڑا مسئلہ تم تک پہنچنے کا تھا۔ پھر تم تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی اور نتیجہ یہ کہ اب تم یہاں پڑے ہو"۔۔۔ ٹائیگر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز"۔۔۔ ردوگر نے بے اختیار کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم لاشعوری طور پر اوپر کو کھسکنے لگا۔ شاید وہ خود وہی عمل کرنا چاہتا تھا۔ جس عمل سے ٹائیگر نے ان کنڈوں سے نجات حاصل کی تھی اور ٹائیگر ہنس پڑا۔

"نہیں مسٹر ردوگر۔ تمہاری کوشش فضول ہے۔ تمہاری کلائیاں مجھ سے زیادہ موٹی ہیں اس لئے یہ نہیں کھسک سکتیں"۔۔۔ ٹائیگر نے

ہنستے ہوئے کہا۔ اور روگر کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"تم مجھے آزاد کر دو۔ میرا وعدہ کہ تمہیں کچھ نہیں کہوں گا"۔۔۔ روگر نے جلدی سے کہا۔

"تمہاری وعدے وعید والی پوزیشن ختم ہو گئی ہے روگر۔ اب تو میری باری ہے۔ تم نے پہلے معاوضے والی میری آفر ٹھکرا دی تھی۔ اس لئے اب تمہیں معاوضہ تو نہیں مل سکتا۔ البتہ اب میں صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ اگر تم لیبارٹری کا صحیح محل وقوع مجھے بتا دو تو میں اس آرے کو نیچے نہ لاؤں گا اور یہ بھی سن لو کہ اب تک بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تم سے گپیں ہانکتا رہوں۔ میں صرف تین تک گنوں گا اس کے بعد ناب گھما دوں گا اور پھر تمہارے جسم کا جو حشر ہو گا اس کی نسبت تم مجھ سے زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکتے ہو۔ ایک ...... دو ......"۔۔۔ ٹائیگر نے بات کے اختتام پر گنتی شروع کر دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گھومتے ہوئے آرے کو آہستہ آہستہ نیچے لے آنا شروع کر دیا۔

"رک جاؤ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں" روگر نے یک لخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ خوف ناک موت کو سامنے دیکھ کر اس کا پورا چہرہ پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔

"بولتے رہو۔ ورنہ"۔۔۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری چیمپو شہر سے شمال مشرق میں پہاڑوں کے اندر ہے بس میں اتنا جانتا ہوں"۔۔۔ روگر نے کہا۔

"صحیح محل وقوع بتاؤ۔ بالکل صحیح"۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا

اور ساتھ ہی اس نے ناب کو ذرا سا اور گھما دیا۔ گھومتے ہوئے آرے نے ایک لمحے میں روگر کے دونوں پیروں کے انگوٹھے اور انگلیوں کے پرخچے اڑا دیئے۔ اور روگر کے حلق سے اس قدر خوف ناک چیخیں نکلنے لگیں۔ جیسے اس کی روح بھی ان چیخوں کے ساتھ ہی جسم سے نکلتی جا رہی ہو۔ اس نے ٹائیگر کی طرح اپنے پیر مخالف سمتوں میں موڑ کر پلیٹ فارم کے ساتھ لگنے کی لاشعوری کوشش کی تھی لیکن بھاری جسم ہونے کی وجہ سے اس کی پنڈلیاں بھی کافی موٹی تھیں اس لئے وہ اپنے پیر باوجود کوشش کے نہ موڑ سکا تھا

"صحیح اور تفصیل سے بتاؤ ورنہ"۔۔۔ ٹائیگر کی غراہٹ اور بڑھ گئی۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں صحیح بتا رہا ہوں۔ فار گاڈ سیک۔ رک جاؤ۔ اسے اونچا اٹھاؤ۔ فار گاڈ سیک"۔۔۔ روگر نے ہذیانی انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔ تکلیف کی شدت سے وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ لیکن ٹائیگر نے ہاتھ روکنے کی بجائے ناب کو معمولی سا اور گھمایا اور آرا بال برابر اور نیچے آیا۔ اور پیروں کی انگلیاں جڑوں تک صاف ہو گئیں۔ روگر ایک بار پھر خوف ناک انداز میں چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس کا چہرہ تکلیف اور خوف کی شدت سے اس قدر مسخ ہو چکا تھا کہ اس حالت میں شاید اس کے ساتھی بھی اُسے بحیثیت روگر نہ پہچان پاتے۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں۔ صحیح اور تفصیل سے محل وقوع بتاؤ"۔۔۔ ٹائیگر کا لہجہ بدستور سرد تھا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا۔ اور آنکھوں سے اس قدر سفاکی اور سرد مہری جھلکنے لگی تھی جیسے وہ کسی

جیسے جاگتے انسان کی بجائے کسی لکڑی کو آرے سے کاٹ رہا ہو۔

"چھمبو شہر سے شمال مشرق کی طرف پچاس کلومیٹر پہاڑوں کے اندر ایک آبادی ہے نالکو۔ اس سے قریب ایک پہاڑی سلسلہ ہے۔ جو اگانو کہلاتا ہے جس کے اندر ایک آبادی ہے۔ اس میں زیر زمین لیبارٹری ہے۔ باہر سے اس کا کوئی نشان نہیں ہے۔ صرف ایک ماہ بعد اس کا اندر سے راستہ کھولا جاتا ہے۔ اور پھر اس پہاڑی سلسلے کے کسی خفیہ راستے سے چند افراد نالکو پہنچتے ہیں۔ نالکو بستی کا سردار ڈنگا نہیں خوراک کی سپلائی دیتا ہے۔ اور یہ واپس چلے جاتے ہیں۔ کس راستے سے جاتے ہیں اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ لیبر بھی نالکو بستی تک پہنچائی جاتی تھی۔ رات کی تاریکی میں انہیں وہاں پہنچا دیتا تھا۔ بس مجھے صرف اتنا علم ہے۔ اس سے زیادہ مجھے علم نہیں ہے۔ میں نالکو بستی سے آگے کبھی نہیں گیا۔ لیبر کی سپلائی کے لئے بھی بس نالکو تک ہی جاتا تھا۔ آگے نہیں" ــــــ رودگر نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے وہ سب کچھ اپنے ارادے کے بغیر لاشعوری طور پر کہتا جا رہا ہو۔

"کیا یہ سردار ڈنگا مقامی آدمی ہے" ــــــ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں وہ مقامی ہے" ــــــ رودگر نے جواب دیا۔

"او۔ کے رودگر۔ اتنا ہی میرے لئے کافی ہے" ــــــ ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی رودگر کے حلق سے چیخیں برآمد ہوئیں اور اس کا بندھا ہوا جسم چند لمحے بُری طرح پھڑکتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر مشین گن لئے تیزی سے

واپس دروازے کی طرف مڑا۔ اب اس کے سامنے مسئلہ اس اڈے سے باہر نکلنے کا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ باہر رودگر کے مسلح افراد موجود ہیں۔ اس لئے اس نے بڑے محتاط انداز میں دروازے کا لاک کھولا، اور پھر دروازے کو کھولنے کے لئے کھینچا ہی تھا کہ اس کے ذہن پر جیسے کسی نے اچانک شبخون مار دیا اور اس کا جسم بُری طرح لہراتا ہوا فرش پر گر کر ساکت ہو گیا۔ مشین گن اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر دور جا گری تھی۔

دروازے پر دستک کی آواز سنتے ہی بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے سر لارنس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازے کے اوپر دیوار پر نصب سکرین روشن ہو گئی اور اس پر ایک لمبا تڑنگا ایکریمین نوجوان کھڑا نظر آیا۔ سر لارنس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے بٹن آف کیا اور پھر اس کے ساتھ ہی موجود دوسرا بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کمرے کا بند دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور وہی ایکریمین نوجوان جو سکرین پر کھڑا نظر آیا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا۔ چہرے پر سفاکی اور درشتی کے تاثرات جیسے ثبت ہوئے نظر آ رہے تھے۔ جسمانی لحاظ سے وہ انتہائی سخت ٹھوس اور ورزشی جسم کا حامل نظر آ رہا تھا۔ اس کے چلنے کے انداز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خاصا پھرتیلا اور تیز آدمی ہے۔ آنکھوں میں موجود

تیز چمک اس کی ذہانت کا پتہ دیتی تھی۔

"آؤ فلپ میں تمہارا منتظر تھا" ۔۔۔ سر لارنس نے اپنے سامنے کھلی ہوئی ایک فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

"سوری سر۔ راستے میں ٹریفک بلاک تھی۔ اس لئے دیر ہو گئی" ۔۔۔ فلپ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہیں پاکیشیا جانے اور علی عمران سے ٹکرانے کا بہت شوق تھا۔ اور تم کئی بار اس بارے میں مجھے کہہ بھی چکے ہو۔ کیا اب بھی یہ شوق موجود ہے" ۔۔۔ سر لارنس نے مسکراتے ہوئے کہا

"پاکیشیا ۔۔۔ علی عمران ۔۔۔ اوہ تو کیا کوئی کیس ایسا آ گیا ہے۔ ویری گڈ۔ سر لارنس۔ آپ شوق کی بات کر رہے ہیں۔ میرا تو جی چاہتا ہے کہ میں ایک لمحہ دیر کئے بغیر وہاں پہنچ جاؤں۔ لیکن آپ نے ہمیشہ مجھے منع کر دیا تھا" ۔۔۔ فلپ نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اس لئے منع کیا تھا کہ بغیر کسی کیس کے صرف تمہاری انا کی تسکین کے لئے میں تمہیں بھیج نہ سکتا تھا۔ لیکن اب ایک کیس ایسا آ گیا ہے کہ تم اپنے ارمان پورے کر سکتے ہو" ۔۔۔ سر لارنس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ یہ میرے لئے واقعی خوشخبری ہے۔ کیا کیس ہے" فلپ نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"تفصیل تو تمہیں اس فائل سے مل جائے گی۔ مختصر طور پر اتنا بتا دیتا ہوں کہ ایکریمیا نے ملک آٹان میں ایک خفیہ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے

جس میں کوئی ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے ایکریمیا کی ایک اور ایجنسی کے ذمہ اس لیبارٹری کی حفاظت تھی۔ اور اس ایجنسی کا ایک ایجنٹ روگر اس مقصد کے لئے آٹان میں موجود تھا۔ اس نے وہاں جنرل ٹریڈنگ کارپوریشن کے نام سے وسیع کاروبار کر رکھا تھا اور وہ خود اس کا ڈائریکٹر جنرل تھا۔ پھر یہ ایجنسی ختم کر دی گئی۔ اور اس لیبارٹری کی حفاظت ہمارے سپرد کر دی گئی ہے۔ اور اب تم نے روگر کی جگہ لینی ہے"۔۔۔ سر لارنس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر آپ تو پاکیشیا اور عمران کی بات کر رہے تھے اور لیبارٹری آٹان میں ہے"۔۔۔ فلپ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پوری بات سن کر وضاحت مانگا کرو۔ اس لیبارٹری کو انتہائی خفیہ رکھا گیا تھا کہ حکومت آٹان کے اعلیٰ ترین حکام کے علاوہ اور کسی کو اس کا علم نہیں اور انہیں بھی یہ علم نہیں ہے کہ لیبارٹری میں کیا کام ہو رہا ہے اور یہ لیبارٹری کہاں ہے۔ روگر لیبارٹری کی تعمیر کے وقت سے وہاں موجود تھا۔ اور صرف اسے ہی اس کے محل وقوع کا علم ہے۔ اور اس کی وہاں موجودگی کا مقصد صرف اتنا تھا کہ اگر اسے یہ اطلاع ملے کہ کسی کو اس لیبارٹری کی موجودگی کا علم ہو تو وہ اس کا خاتمہ کر کے لیبارٹری کو خفیہ رکھے۔ اس کے علاوہ اس کا لیبارٹری سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا۔ پھر ہماری ہی ایجنسی کے ایک کارکن کی حماقت سے پاکیشیا کا علی عمران اس کا اندرونی نقشہ دیکھنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اس نقشے کی مدد سے وہ اس کا محل وقوع نہیں جان سکتا۔ اور نہ ہی اسے یہ معلوم ہو سکتا تھا کہ اس لیبارٹری میں کیا کام ہو رہا ہے۔

اور جب اس ایجنسی کی حماقت کی اطلاع صدر مملکت کو ہوئی تو انہوں نے یہ ایجنسی توڑ دی اور کیس ہماری ایجنسی ریڈ ٹاپ کو ریفر کر دیا گیا۔ جب یہ کیس مجھے ملا تو اس وقت میرا ارادہ تھا کہ تمہیں پاکیشیا بھیجا جائے تاکہ تم وہاں کوئی ایسا کیس شروع کر دو کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس میں الجھ جائے اور ان کے ذہنوں سے لیبارٹری کا خیال ہی نکل جائے کیونکہ لیبارٹری میں جو کام ہو رہا ہے وہ تکمیل کے قریب ہے۔ جب یہ کام مکمل ہو جائے گا تو پھر ہم خود اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں گے۔ اس طرح تم آسانی سے ایک آدھ ماہ تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو الجھا سکتے تھے۔ اور گو عمران کو اس نقشے سے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ کسی لیبارٹری کا نقشہ ہے۔ لیکن اسے یہ کسی صورت بھی نہ معلوم ہو سکتا تھا کہ یہ لیبارٹری آٹان میں ہے یا دنیا کے کس حصے میں ہے۔ اس لئے میں مطمئن تھا۔ لیکن کیس ریفر ہونے کے بعد جب میں نے روگر سے کنٹیکٹ کیا تو پتہ چلا کہ روگر کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں اس کے مطابق ایک پاکیشیائی سلطان نامی آٹان کے دارالحکومت تافوک پہنچا اس نے وہاں کے مشہور غنڈے تاجوک سے رابطہ قائم کیا وہ اس سے لیبارٹری کا محل وقوع پوچھنا چاہتا تھا۔ تاجوک کو شاید روگر کے ذریعے علم ہوا ہو گا۔ چنانچہ اس نے روگر کو بلیک میل کرنے کی کوشش کی تو روگر نے اسے ہلاک کرا دیا۔ اور اس پاکیشیائی سلطان کو اغوا کر کے مزید پوچھ گچھ کے لئے اپنے ایک اڈے پر لے گیا۔ لیکن پھر اس اڈے پر ریڈ کیا گیا۔ وہاں روگر کے آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور

ایک تہہ خانے سے رودگر کی اپنی لاش اس حالت میں ملی کہ اس کے ہاتھ
پیر لوہے کے کنڈوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ اس کے پیروں کی
انگلیاں غائب تھیں۔ اور اس کے جسم میں مشین گن کی گولیوں کے
سوراخ تھے۔ اور وہ سلطان نامی پاکیشیائی غائب تھا۔ رودگر کے
گروپ نے دوبارہ اس سلطان کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ تو یہ پاکیشیائی
تو نہیں مل سکا البتہ یہ اطلاع مل گئی کہ وہاں کے ایک ہوٹل کی رقاصہ
ساگوری کو اس سلطان کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔ ساگوری بھی تب سے
ہوٹل سے غائب ہے۔ اس پر مزید تحقیقات کی گئیں تو یہ حیرت انگیز
انکشاف ہوا کہ ساگوری جسے ہوٹل کی عام سی رقاصہ سمجھا جا رہا تھا۔
آٹان سیکرٹ سروس کی سربراہ ہے۔ ابھی تک اتنی ہی اطلاعات مل
سکی ہیں۔ لیکن ان اطلاعات سے بات واضح طور پر سامنے آجاتی ہے
کہ یہ پاکیشیائی یا تو خود علی عمران ہے یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس
کا کوئی آدمی ہے۔ اور اس علی عمران کو کسی نہ کسی طرح یہ علم ہو گیا ہے
کہ یہ لیبارٹری آٹان میں واقع ہے۔ اور رودگر کی لاش جس انداز میں
ملی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس پاکیشیائی نے رودگر سے یقیناً
اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنے کی کوشش کی تھی گو رودگر
ایک اچھا ایجنٹ ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے اس نے محل وقوع بتا دیا
ہو۔ اور اس اڈے پر ریڈ کرنے والے یقیناً اس پاکیشیائی کے
ساتھی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ وہ پاکیشیائی جب رودگر پر ہولڈ کر چکا تھا
پھر اس کے ساتھیوں کو ریڈ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس لئے میرا
خیال ہے کہ یہ ریڈ اس ساگوری نے کیا ہو گا۔ کیونکہ یہ اطلاعات

بھی ملی ہیں کہ وہ سلطان نامی پاکیشیائی اُسی ریڈ سٹار ہوٹل میں آ کر ٹھہرا
تھا۔ جس میں ساگوری رہائش پذیر تھی۔ اور اس نے وہاں پہنچتے ہی
ویٹر سے سب سے پہلے ساگوری کے کمرے کی بابت ہی معلومات حاصل
کی تھیں۔ اور وہ غنڈہ تاجوک جسے رودگر نے ہلاک کیا تھا۔ وہ اس
ساگوری کے بے حد قریب تھا۔ اور شاید تاجوک کی ٹپ اس سلطان
کو ساگوری نے ہی دی ہو۔ ہو سکتا ہے ساگوری اس تاجوک سے اس
معاملے میں بات نہ کرنا چاہتی ہو۔ بہرحال موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ وہ
سلطان نامی پاکیشیائی بھی غائب ہے اور ساگوری بھی۔ اس لئے اب
تمہیں پاکیشیا جانے کی بجائے آٹان جانا ہو گا اور اس لیبارٹری کی
بھی حفاظت کرنی ہو گی اور اس لیبارٹری کو تباہ کرنے اگر عمران یا پاکیشیا
سیکرٹ سروس وہاں پہنچے تو ان کا خاتمہ بھی تمہاری ذمہ داری ہو گی
رودگر کے وہاں ایکریمین صرف چند ہی ساتھی تھے۔ باقی لوگ مقامی
تھے۔ میں نے وہاں موجود اس کے چیف اسسٹنٹ البرٹ کو تمہارے
متعلق ہدایت دے دی ہے۔ تم چاہو تو اپنا گروپ ساتھ لے جاؤ۔
چاہو تو اکیلے جاؤ اور وہاں کے حالات دیکھ کر بعد میں گروپ کو کال
کر لو۔ یہ فیصلہ تم نے کرنا ہے۔ چاہو تو جنرل ٹریڈنگ کارپوریشن کے
ڈائریکٹر جنرل کی سیٹ سنبھال لو۔ یا پھر بالکل ہی خفیہ رہ کر کام کرو۔ یہ
سب تمہاری اپنی مرضی ہے۔ میں نے تمہاری صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے
تمہارا انتخاب کیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ مجھے اس مشن کے لئے
تمہارے انتخاب پر شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا۔ میں صرف اتنا چاہتا
ہوں کہ کم از کم ایک ماہ تک علی عمران۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا آٹان

سیکرٹ سروس یا اس کے علاوہ کوئی اور آدمی اس لیبارٹری تک نہ پہنچ سکے "۔۔۔۔ سر لارنس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں باس۔ ایک ماہ تو کیا ایک سال تک کوئی نہ پہنچ سکے گا۔ لیکن اس لیبارٹری کے محل وقوع اور اس کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیلات اسی فائل میں موجود ہوں گی "۔۔۔۔ فلپ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" سب تفصیلات اس میں موجود ہیں لیکن تم اس لیبارٹری کے اندر نہ جا سکو گے اور نہ ہی اندر کے کسی آدمی سے تمہارا لنک ہو سکے گا۔ تمہارا کام صرف اتنا ہو گا کہ کسی کو اس لیبارٹری تک نہ پہنچنے دو "۔۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

" او۔ کے ٹھیک ہے۔ میں آج ہی روانہ ہو جاتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں جلد ہی آپ کو اچھی رپورٹ دوں گا "۔۔۔۔ فلپ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور سر لارنس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔ اور اپنے سامنے موجود فائل اٹھا کر فلپ کی طرف بڑھا دی۔

" میری ایک بات کو ذہن میں بٹھا لو فلپ۔ اس علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح بھی اپنے سے کم نہ سمجھنا۔ تم نے آج تک صرف اس کے کارناموں کی رپورٹیں پڑھی ہیں۔ اس سے تمہارا ٹکراؤ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ ویسے مجھے علم ہے کہ تم کسی طرح بھی اس عمران سے کم نہیں ہو۔ لیکن اس کے باوجود پوری طرح محتاط رہنا "۔۔۔۔ سر لارنس نے فائل بڑھاتے ہوئے کہا۔

" آپ بے فکر رہیں سر۔ گو میرا علی عمران سے براہِ راست کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ لیکن میں نے اس پر اتنا کچھ پڑھا ہوا ہے کہ میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ شاید اتنا واقف ہوں کہ اتنا عمران بھی اپنے متعلق نہ جانتا ہو گا۔ گڈ بائی "۔۔۔۔ فلپ نے مسکراتے ہوئے کہا اور فائل کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ٹائیگر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ لیکن چند لمحوں تک تو اس کا ذہن بلینک رہا پھر آہستہ آہستہ اس میں روشنی بھرتی گئی اُسے اردگرد کے ماحول کا احساس ہونے لگ گیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ اس نے اپنے آپ کو لوہے کی ایک کرسی پر بیٹھ ہوا پایا تھا۔ اس کے بازو کرسی کے بازوؤں پر رکھے ہوئے تھے۔ کم کرسی کی پشت سے لگی ہوئی تھی۔ اس نے پوری طرح ہوش میں آ ہی اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن نہ ہی اس کے بازوؤں نے حرکت تھی اور نہ اس کی کمر کرسی کی پشت سے علیحدہ ہوئی تھی۔ کرسی کی سیٹ پر بھی اس کا جسم ساکت تھا۔ صرف اس کی ٹانگیں حرکت کر سکتی تھیں اس کے جسم پر نیلے رنگ کا کسی عجیب سے کپڑے کا بنا ہوا چست لبا موجود تھا۔ وہ فوراً ہی سمجھ گیا تھا کہ اس کا جسم بے حس نہیں ہوا بلک اُسے عجیب سی کرسی کے ساتھ چپکا دیا گیا ہے اور یقیناً ایسا کسی

مخصوص میگنٹ لہروں کی مدد سے کیا گیا ہو گا۔ اور شاید لباس کی وجہ سے ایسا ہو۔ وہ جس جگہ موجود تھا۔ یہ کوئی تہہ خانہ نما کمرہ تھا۔ اس کی کرسی سے کچھ فاصلے پر لکڑی کی ایک بڑی سی کرسی موجود تھی۔ لیکن یہ کرسی خالی تھی۔ کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو اس لکڑی کی کرسی کی پشت پر تھا اور وہ بند تھا۔ ان دو کرسیوں کے علاوہ کمرے میں کسی قسم کا کوئی اور فرنیچر نہ تھا۔ ٹائیگر جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے پائے فرش میں غائب ہو گئے تھے۔

"روگر تو مر چکا تھا پھر کیا اس کے آدمی مجھے یہاں لے آئے ہیں۔ لیکن وہ اس قدر اہتمام تو نہیں کر سکتے" ــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ٹائیگر کی آنکھیں دروازے سے نمودار ہونے والی شخصیت کو دیکھ کر شدید حیرت سے بے اختیار پھیلنے لگیں۔ آنے والی ساگوری تھی۔ لیکن اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا۔ اور وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ساگوری یہاں آ سکتی ہے۔ ساگوری کے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ تھی۔

"تم اپنی حالت پر حیران تو ہو رہے ہو گے سلطان" ــــ ساگوری نے مسکراتے ہوئے کہا اور لکڑی کی کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گئی۔

"ظاہر ہے۔ لیکن یہ چکر کیا ہے" ــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسی چکر کو معلوم کرنے کے لئے تو مجھے تمہیں روگر سے بچا کر یہاں لے آنا پڑا ہے۔ مجھے جیسے ہی معلوم ہوا کہ روگر نے تمہیں زبردستی اغوا

کیا ہے۔ میں نے اس کے زرعی فارم والے اڈے پر ریڈ کیا۔ اور پھر
وہاں موجود اس کے آدمیوں کا خاتمہ کر کے تمہیں بے ہوشی کے عالم میں
یہاں اٹھا لائی۔ تاکہ تم مجھے اس چکر کے بارے میں بتا سکو جو تم نے یہاں
آ کر چلا دیا ہے" ۔۔۔ ساگوری نے بڑے دوستانہ انداز میں مسکرا
ہوئے کہا۔

"میں سمجھا نہیں ساگوری۔ تم ہوٹل میں رقص کرتی ہو۔ پھر یہ ساتھی۔ ریڈ
یہ سب کیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر کے لہجے میں حقیقی حیرت تھی۔

"جس طرح تم بزنس مین ہو۔ اسی طرح میں بھی رقاصہ ہوں" ۔۔۔
ساگوری نے ہنستے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"اوہ تو تمہاری اس کے علاوہ بھی کوئی حیثیت ہے۔ گڈ۔ مجھے واقعی
اس کا احساس نہیں ہو سکا۔ لیکن مجھے اس طرح بے بس کر کے یہاں
کیوں بٹھا رکھا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"سلطان یا تمہارا جو بھی نام ہو۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جس طرح
تم نے اپنا پیشہ غلط بتایا تھا اسی طرح یقیناً تمہارا نام بھی غلط ہو گا۔
تم اسی لئے یہاں آرام و اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہو۔ کہ دو پوائنٹ تمہ
حق میں جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم پاکیشیائی ہو۔ اور پاکیشیا اور آٹان
کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات موجود ہیں۔ اور دوسری بات
یہ کہ تم نے مجھے واقعی ایک خوب صورت تحفہ دیا تھا۔ جہاں تک یہ بات
کہ یہ تحفہ تم نے کرنل حیدر کی فرمائش پر دیا ہے۔ اب مجھے اس بات
پر یقین نہیں رہا۔ کرنل حیدر نے کیوں مجھ سے دوستانہ تعلقات بڑھا
مجھے اس بارے میں تو کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ میں کرنل حیدر کی شخصیت

اور اس کے خوب صورت مزاج کی وجہ سے اس میں دلچسپی لے رہی تھی۔ لیکن
ہمارے درمیان کبھی کوئی ایسی بات نہیں ہوئی۔ جس سے مجھے شک پڑتا۔
کہ اس کے دوستانہ تعلقات کے پیچھے اس کا کوئی مقصد ہے۔ البتہ
اس نے مرنے سے پہلے مجھے فون کیا تھا اور مجھ سے اس نے کسی آدمی
کے حوالے سے لیبارٹری کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی
تھی۔ لیکن واقعی اس وقت لیبارٹری کے بارے میں میرے ذہن میں کچھ
نہ تھا۔ تم نے بھی جب آ کر لیبارٹری کی بات کی تو مجھے اس بات کا قطعاً
احساس نہ تھا۔ کہ لیبارٹری کی کوئی خاص اہمیت ہو گی۔ مجھے البتہ یہ
معلوم تھا کہ تاجوک کسی ایکریمین لیبارٹری کے لئے لیبر سپلائی کرتا رہا
ہے لیکن میں یہی سمجھی تھی کہ کوئی عام سی ریسرچ لیبارٹری ہو گی۔ لیکن
جب مجھے معلوم ہوا کہ تم تاجوک سے ملے ہو اور تمہارے ملنے کے بعد
تاجوک نے رودگر سے فون پر بات چیت کی پھر تاجوک کو اس کی بار کے
گیم کلب میں رودگر کے گروپ نے کھلے عام ہلاک کر دیا ہے۔ اور
تمہیں وہ زیرو چوک سے اغوا کر کے زرعی فارم والے اڈے میں لے
گئے ہیں اور مسئلہ درمیان میں لیبارٹری کا ہے تو مجھے پہلی بار احساس
ہوا کہ جس لیبارٹری کو میں عام سی لیبارٹری سمجھ رہی تھی اس کی کوئی
خاص اہمیت ہے۔ چنانچہ میں نے رودگر کے اڈے پر ریڈ کیا اور پھر اس
کے آدمیوں کو ہلاک کر کے میں تمہیں بے ہوشی کے عالم میں ساؤنڈ پروف
تہہ خانے سے اٹھا کر لے آئی۔ اس تہہ خانے میں رودگر لوہے کے ایک
پلیٹ فارم پر کنڈوں میں جکڑا ہوا مردہ پڑا تھا۔ اور اس کے جسم میں
مشین گن کی گولیوں کے نشانات بھی موجود تھے۔ اس تہہ خانے میں

دو اور لاشیں بھی پڑی تھیں۔ اس سے میں سمجھ گئی کہ تم نے روگر یا اس
لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے تشدد کیا ہو
گا۔ اور جس طرح روگر کی حالت اور وہاں تہہ خانے میں موجود لاشوں
کو میں نے دیکھا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم کوئی عام آدمی
نہیں ہو۔ تمہارا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو گا۔ میں
نے تمہیں اس حالت میں صرف اس لئے رکھا ہوا ہے کہ پہلے اس
بات کا فیصلہ ہو جائے کہ تمہارا تعلق کس سے ہے۔ اگر تم واقعی پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے متعلق ہو تو پھر تمہارا اور میرا کوئی جھگڑا نہیں ہو
سکتا۔ لیکن اگر تم کسی اور پارٹی کے آدمی ہو تو پھر بات دوسری ہے"۔
ساگوری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"تم نے پاکیشیا اور آٹان کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات
کا حوالہ دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارا تعلق یہاں کی
حکومت سے ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔
"ہاں۔ اب یہ بات چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میں آٹان
سیکرٹ سروس کی سربراہ ہوں"۔۔۔۔ ساگوری نے جواب دیا
تو ٹائیگر حیران رہ گیا۔
"اوہ۔ کیا تم اس بات کا کوئی ثبوت دے سکتی ہو"۔۔۔ ٹائیگر
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ویسے اُسے ساگوری کی یہ بات سن
کر حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا کہ اس جیسی نرم و نازک عورت سیکرٹ
سروس کی سربراہ ہو سکتی ہے۔
"ہاں۔ یہ دیکھو میرا کارڈ"۔۔۔۔ ساگوری نے کہا اور جیکیٹ کی

جیب سے اس نے ایک کارڈ نکال کر اُسے ٹائیگر کے سامنے کر دیا۔ کارڈ
پر واقعی آٹان کی سرکاری مہر ابھری ہوئی تھی۔ اور اس کے اوپر چیف
آف سیکرٹ سروس کے الفاظ بھی موجود تھے۔ اور کارڈ آٹان کے
بادشاہ کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔
"حیرت ہے کہ تم سیکرٹ سروس کی سربراہ ہو اور تمہیں یہاں
موجود لیبارٹری کا کوئی علم نہیں ہے۔ اس کے بارے میں مجھ سے
پوچھنا چاہتی ہو"۔۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں نے یہاں آنے سے پہلے آٹان کے وزیر اعظم صاحب سے بات
کی ہے۔ تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ میں کنگ آف بھوٹان کی سگی بھتیجی بھی
ہوں اور میرا پورا نام پرنسز ساگوری ہے۔ میں نے ایکریمیا کی ایک
یونیورسٹی سے کریمنالوجی کی ماسٹر ڈگری بھی لی ہوئی ہے اور اس کے
ساتھ ساتھ میں نے مارشل آرٹ میں بھی اعلیٰ ترین بلیٹ حاصل کی ہوئی
ہے۔ باقی نشانہ بازی وغیرہ تو یہاں شاہی خاندان میں باقاعدہ ہر
ایک کو سکھائی جاتی ہے اور انہی خوبیوں کی وجہ سے انکل کنگ نے
مجھے سیکرٹ سروس کا چیف بنایا ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے مسکراتے
ہوئے کہا۔
"لیکن کیا کنگ کو اس بات پر اعتراض نہیں ہوا کہ پرنسز ساگوری
ہوٹل میں رقص کرتی ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور
ساگوری بے اختیار ہنس پڑی۔
"تم شاید یہاں پہلی بار آئے ہو۔ تمہیں یہاں کی معاشرت کا علم نہیں
ہے۔ ہمارے ہاں رقص کو عبادت کا درجہ حاصل ہے اور ماہر رقاصہ

کی بے حد عزت کی جاتی ہے۔ یہاں رقص کو معیوب نہیں سمجھا جاتا۔ اور
ویسے بھی میں شروع سے شاہی رسومات اور آداب وغیرہ کے خلاف
تھی یہی وجہ ہے کہ میں عام عورت کی طرح رہ رہی تھی۔ بہرحال اب
تمہارا یہ انٹرویو ختم ہو جانا چاہیے۔ تم اب اپنے متعلق مجھے تفصیل سے
بتاؤ" ــــ ساگوری نے کہا۔

" تم بتا رہی تھیں کہ تم نے وزیراعظم سے بات کی تھی" ــــ ٹائیگر نے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہاں میں نے ان سے لیبارٹری کے بارے میں بات کی تھی تو انہوں
نے بتایا کہ حکومت ایکریمیا یہاں کسی دھات پر جو یہاں کے پہاڑی
علاقے میں پائی جاتی ہے۔ ریسرچ کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسے خلائی
فیول کے طور پر کام میں لایا جا سکے اور انہوں نے یہ درخواست کی
تھی کہ وہ اس ریسرچ سے چونکہ روسیاہ کو اور دوسرے ممالک سے
خفیہ رکھنا چاہتے ہیں اس لئے حکومت آٹان بھی اسے ٹاپ سیکرٹ
رکھے۔ اس کے عوض انہوں نے آٹان کو بے شمار مراعات دیں حکومت
کو اس پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔ اس لئے انہوں نے لیبارٹری کی
اجازت بھی دے دی۔ اور اسے ٹاپ سیکرٹ بھی رکھا اور چونکہ
آٹان ایک پسماندہ ملک ہے۔ اسے خلائی تحقیقات سے کوئی
دلچسپی نہیں ہے۔ اس لئے بعد میں اس لیبارٹری میں کوئی دلچسپی ہی نہ
لی گئی اور ظاہر ہے پاکیشیا کو بھی خلائی تحقیقات سے کوئی دلچسپی نہیں
ہو سکتی۔ اس لئے اگر پاکیشیا اس لیبارٹری میں دلچسپی لے رہا ہے تو
اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ حکومت آٹان سے غلط بیانی کی گئی ہے

ان لیبارٹری میں خلائی تحقیقات کی بجائے کوئی اور ہی کام ہو رہا ہے۔
میں نے وزیراعظم سے کہا تھا کہ وہ حکومت ایکریمیا سے اس لیبارٹری
کے بارے میں تفصیلات حاصل کریں لیکن انہوں نے مجھے سمجھانا شروع
کر دیا کہ آٹان کو ایکریمیا نے جو مراعات دے رکھی ہیں وہ اگر چھین لی
گئیں تو آٹان کی خوشحالی اور تجارت پر برا اثر پڑے گا۔ اس لئے انہوں
نے مجھے اس میں مزید دلچسپی سے روکنے کی کوشش بھی کی۔ لیکن میں
جاننا چاہتی ہوں کہ اس لیبارٹری میں آخر ہو کیا رہا ہے" ــــ ساگوری
نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن اگر تم حکومت کی نمائندگی کر رہی ہو تو تمہیں حکومت کی
پالیسیوں کے مطابق ہی عمل کرنا چاہیے" ــــ ٹائیگر نے کہا۔

" یہ فیصلہ میں کروں گی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں۔ تم اس
بات کو چھوڑو اور مجھے اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اس لیبارٹری کے
بارے میں تم نے اب تک جو معلومات کی ہیں وہ بتا دو" ــــ ساگوری
نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا بتاؤں۔ شاید تم یقین نہ کرو لیکن اصل بات یہی ہے کہ میرا
کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس کے کسی بھی سرکاری ادارے
سے نہیں ہے۔ میں تو وہاں کی زیر زمین دنیا کا آدمی ہوں اور وہاں
کوبرے کے نام سے مشہور ہوں۔ ویسے میرا اصل نام سلطان ہی
ہے۔ مجھے روسیاہ کی ایک پارٹی نے بھاری رقم دے کر ہائر کیا تھا۔
کہ میں آٹان جا کر اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کروں۔ اس پارٹی
نے مجھے کرنل حیدر اور تمہاری ٹپ بھی دی۔ چنانچہ میں نے تم سے

ملاقات کی تم نے تاجوک کی ٹپ دی۔ میں نے اس سے بات کی لیکن وہ ٹال گیا۔ البتہ مجھے روڈگر کی ٹپ مل گئی۔ میں ابھی روڈگر کی جنرل ٹریڈنگ کارپوریشن سے اس کی رہائش گاہ کا پتہ پوچھ کر وہاں جانے کی سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے اغوا کر کے زرعی فارم کے تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا وہ روڈگر سامنے آیا۔ وہ مجھ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ مجھے کس پارٹی نے ہائر کیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ میرا پیشہ ورانہ راز تھا۔ اس لئے میں نے تو اُسے نہیں بتایا البتہ میں نے اس سے باتوں ہی باتوں اگلوا لیا کہ وہ اس لیبارٹری کے محل وقوع سے واقف ہے۔ چنانچہ میں نے اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر کے اس روڈگر کو کنڈوں میں جکڑا اور اس پر تشدد کر کے اس سے محل وقوع کے بارے میں پوچھ گچھ کی۔ بے پناہ تشدد کے بعد اس نے بتایا کہ اُسے صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ لیبارٹری آٹان کی کافرستانی سرحد کے قریب کہیں پہاڑوں میں واقع ہے۔ اس سے زیادہ وہ نہ بتا سکا۔ جس پر جھنجلا کر میں نے اُسے ختم کیا۔ اس کے بعد اس کے اڈے سے باہر آنے کے لئے جیسے ہی میں نے اس ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ کھولا یک لخت میرا ذہن تاریک ہو گیا اور اس کے بعد یہاں اس کرسی پر میری آنکھ کھلی ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اصل بات گول کرتے ہوئے باقی باتیں درست بتا دیں۔

"تو تم اصل بات نہیں بتانا چاہتے۔ ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ پھر مجھے تم پر تشدد کرنا پڑے گا اور میں نہ چاہتی تھی کہ کسی پاکیشیائی پر تشدد کروں"۔۔۔۔ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے جو سچ تھا وہ کہہ دیا ہے۔ آگے تم جو چاہو کر سکتی ہو۔ لیکن

یہ بات سوچ لینا کہ روڈگر نے بھی مجھ پر تشدد کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس کا انجام تم نے دیکھ لیا ہے۔ اگر تم بھی یہی انجام چاہتی ہو تو تمہاری مرضی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے خشک لہجے میں کہا۔

"تمہارے انداز تو بالکل سیکرٹ ایجنٹوں جیسے ہیں لیکن تم کہہ رہے ہو کہ تم عام سے بدمعاش ہو۔ ویسے تم نے جو دھمکی مجھے دی ہے۔ اس دھمکی کا جواب میں تمہیں انتہائی آسانی سے دے سکتی ہوں۔ لیکن میں پہلے تمہاری بات کی تصدیق کر لوں۔ پاکیشیا میں ایک آدمی ایسا ہے جو وہاں کی سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا رہتا ہے۔ ایکریمیا میں میرا مارشل آرٹ کا استاد اس کا بے حد مداح ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس علی عمران جیسا مارشل آرٹ کا ماہر دنیا پھر کبھی پیدا نہ کر سکے گی۔ علی عمران جب بھی ایکریمیا آئے اور میرے استاد کو اس کی خبر ہو جائے تو وہ اس سے ضرور ملنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ علی عمران پاکیشیا کے دارالحکومت میں کسی فلیٹ میں رہتا ہے۔ اور میرا استاد جس کا نام رانسن دی گریٹ ہے۔۔۔۔ وہ کئی بار پاکیشیا جا کر بھی مل چکا ہے۔ میں ابھی اس کے ذریعے اس علی عمران کا پتہ کرتی ہوں اور پھر اس کے ذمہ لگاتی ہوں کہ وہ تمہاری ان باتوں کی تصدیق کر کے مجھے بتائے"۔۔۔۔ ساگوری نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بہتر یہی ہے ساگوری کہ تم اس علی عمران سے میرے سامنے بات کرو اور اگر مناسب سمجھو تو ایک آدھ بات میری بھی کرا دو۔ اس طرح میری بات کی تصدیق زیادہ اچھی طرح ہو سکے گی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ میں دراصل ذاتی طور پر پاکیشیا کی بے حد مداح ہوں۔ اس لئے میں نہیں چاہتی کہ کوئی پاکیشیائی چاہے وہ بدمعاش ہی کیوں نہ ہو کسی غلط فہمی کی وجہ سے میرے ہاتھوں مارا جائے"۔۔۔۔ ساگوری نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔ اس کے جانے کے بعد ٹائیگر نے کرسی کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ کیونکہ یہ ضروری تو نہ تھا کہ ساگوری کا عمران سے رابطہ ہو جاتا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ اُسے خود بھی کچھ کرنا چاہیئے۔ اس نے اپنی دونوں ٹانگیں اوپر کو کر کے اپنے جسم کو آگے کی طرف زوردار جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ اس کا مقصد تھا کہ یہ نیلے رنگ کا جو لباس اُسے پہنایا گیا ہے وہ اُسے پھاڑ کر آزاد ہو جائے لیکن لباس کافی مضبوط نظر آتا تھا۔ مگر ٹائیگر اپنی ٹانگوں کو مسلسل زوردار جھٹکے دیتا رہا۔ تین چار جھٹکوں کے ساتھ ہی اس کے کرسی کی سیٹ سے چپکے ہوئے جسم نے ذرا سی حرکت دکھائی تو اس کا حوصلہ بڑھ گیا اور اس نے جھٹکوں میں زیادہ تیزی اختیار کر لی۔ اور چند لمحوں بعد ہی چر چر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی سوائے بازوؤں کے اس کا جسم سیٹ اور کرسی کی پشت سے علیحدہ ہو جانے میں کامیاب ہو ہی گیا۔ اب صرف اس کے بازو کرسی کے بازوؤں سے جکڑے ہوئے تھے۔ اس نے اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر اپنے جسم کو پوری قوت سے آگے کی طرف زوردار جھٹکا دیا۔ چونکہ اس کا جسم کرسی کی پشت سے علیحدہ ہو چکا تھا۔ اس لئے پوری طاقت لگنے کی وجہ سے چر کی تیز آواز کے

ساتھ نیلے رنگ کا لباس بازوؤں کی حد تک پھٹ گیا اور ٹائیگر کے دونوں بازو علیحدہ ہو گئے وہ اب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن دوسرے لمحے اس نے جیسے ہی مڑ کر دیکھا اس کے منہ سے خود بخود قہقہہ سا نکل گیا۔ کرسی کی پشت۔ سیٹ اور دونوں بازوؤں پر وہ نیلے رنگ کا کپڑا اسی طرح چپکا ہوا موجود تھا۔ جب کہ ٹائیگر کے جسم پر سے یہ لباس عقبی طرف سے اور بازوؤں کے نچلے حصوں سے غائب تھا۔ ٹائیگر اب پوری طرح ساری بات سمجھ گیا۔ کرسی کے ساتھ یہ نیلے رنگ کا لباس چپکا ہوا تھا۔ وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھا اور اس نے بازو بھی کرسی پر رکھ دیئے۔ اور اس کے بعد پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ چپکا ہوا لباس ویسے ہی موجود تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کرسی میں موجود ڈیگنٹ سے وہ لباس چپکتا ہے۔ انسانی جسم نہیں۔ چنانچہ اب وہ دوبارہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اس طرح بیٹھے ہوئے ساگوری کبھی یہ معلوم نہ کر سکتی تھی کہ ٹائیگر اس لباس کی گرفت سے آزاد ہو چکا ہے۔ کیونکہ ٹائیگر نے بازو اور پشت دوبارہ کرسی سے لگا دی تھی۔ اس طرح بیٹھا ہوا حصہ سامنے سے نظر ہی نہ آ سکتا تھا۔ اُسی لمحے دروازہ کھلا اور ساگوری واپس اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے ایک مقامی نوجوان تھا۔ جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں جدید ترین وائرلیس فون پیس تھا۔ جس کے ساتھ لاؤڈر بھی موجود تھا۔

"ٹھاکر۔ یہ فون مجھے دو۔ اور تیار رہنا۔ اگر اس آدمی کی بات غلط نکلی تو میں اسے یقیناً گولیوں سے اڑا دوں گی۔ میرا حکم ملتے ہی تم مشین گن کا پورا برسٹ اس کے جسم میں اتار دینا"۔۔۔۔ ساگوری نے کرسی پر بیٹھتے

ہوئے اپنے مقامی ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام" ــــ مٹا کرنے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے فون پیس ساگوری کے ہاتھ میں دیا اور خود ایک طرف ہٹ کر اس نے مشین گن کاندھے سے اتاری اور اس کا رخ پوری طرح ٹائیگر کی طرف کر کے وہ مشین گن چلانے کے لئے اس طرح تیار ہو گیا جیسے اُسے خطرہ ہو کہ ٹائیگر کہیں ٹریگر دبنے سے پہلے ہی کرسی سے غائب نہ ہو جائے۔

"میں نے اپنے استاد سے اس علی عمران کا فون نمبر معلوم کر لیا ہے۔ اور اب میں تمہارے سامنے اس سے بات کرتی ہوں۔ لیکن آخری بار کہہ رہی ہوں کہ فون کرنے سے پہلے جو حقیقت ہو بتا دو۔ ورنہ فون کے بعد تمہاری بات کی تصدیق نہ ہوئی تو پھر میں تمہیں گولی سے اڑانے میں ایک لمحہ بھی دیر نہ کروں گی" ــــ ساگوری نے فون پیس ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں یقین ہے کہ یہ علی عمران پاکیشیا کے سارے زیر زمین افراد سے واقف ہو گا" ــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں۔ میرے استاد نے مجھے اس کے متعلق جو کچھ بتایا ہے۔ وہ اس قدر حیران کن ہے کہ مجھے یقین ہی نہ آیا تھا۔ لیکن میرے استاد کا کہنا ہے کہ وہ حرف بحرف صحیح کہہ رہا ہے۔ اور اگر میرے استاد کی بات درست ہے تو پھر یہ پاکیشیا تو کیا پوری دنیا کے بدمعاشوں سے واقف ہو گا" ــــ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بات کر لو۔ لیکن آخر میں میری بات ضرور کرانا" ــــ ٹائیگر نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور ساگوری نے

ہونٹ بھینچتے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پہلے اس نے سٹلائٹ رابطے کے نمبر گھمائے اور پھر عمران کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ ٹائیگر نے دیکھا کہ اس نے واقعی عمران کے فلیٹ کے ہی نمبر ڈائل کئے تھے۔ پہلے تو لاؤڈر سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"منکہ مسمی علی عمران ولد رحمان قوم پٹھان عمر کے لحاظ سے نادان جائیداد کے لحاظ سے بے سروسامان۔ ایمان کے لحاظ سے جوان۔ گزری ہوئی زندگی پر پشیمان۔ آئندہ زندگی کے لئے پریشان نہ آن نہ بان۔ نہ شوکت نہ شان۔ نہ کسی کی جان نہ کسی کا مان۔ نہ کسی کا شرمندہ احسان۔ کون بول رہا ہے مہربان۔ فیل بان۔ کوچوان یا سلطان" ــــ عمران کی زبان رسیور اٹھاتے ہی قینچی کی طرح رواں ہو گئی تھی اور ساگوری حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس طرح فون کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ کیا واقعی کوئی بول رہا ہے یا اس فون میں خرابی ہو گئی ہے۔

"میں مادام ساگوری بول رہی ہوں۔ چیف آف سیکرٹ سروس آٹان" ساگوری نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"آٹان۔ اوہ یہی قافیہ رہ گیا تھا لیکن آٹان سیکرٹ سروس کی چیف کوئی کالی بلی ہے اور تم تو اپنا نام گوری بتا رہی ہو۔ کیا سفید پینٹ کرا لیا ہے۔ بہرحال میری طرف سے مبارکباد قبول کرو۔ ویسے آٹان کے لوگ سیکرٹ سروس کا صحیح معنی سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اس عہدے چیف کو چیفی سے بدلنے کے لئے تمہیں منتخب کیا ہے۔ میرا خیال ہے انہیں تمہارا رقص پسند آ گیا ہو گا اور ویسے بھی آٹان

میں رقص کو عبادت کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اس لئے ماہر رقاصہ ہی اس
عہدہ جلیلہ کے لئے سب سے موزوں سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ جہاں مجرم
نظر آئے حقیقی صاحبہ نے اعضا کی شاعری شروع کر دی۔ رقص کو اعضا کی
شاعری ہی کہا جاتا ہے۔ اور مجرم بے چارے اس شاعری کی داد دینے
میں اس قدر محو ہو گئے کہ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پڑ گئیں مگر ان
کی محویت ختم نہ ہو سکی۔ بہت خوب۔ واقعی آٹان کے لوگ انتہائی
باذوق بلکہ ستم ظریف واقع ہوئے ہیں"۔۔۔ عمران کی زبان پہلے سے
زیادہ روانی سے شروع ہو گئی۔

" اگر میرے مارشل آرٹ کے استاد انسن دی گریٹ نے تمہاری
تعریف نہ کی ہوتی تو میں تم جیسے احمق اور بدتمیز آدمی کو گولیوں سے اڑا
دیتی۔ تمہیں کسی سے بات کرنے کی ہی تمیز نہیں ہے۔ مسلسل بکواس
کئے جا رہے ہو۔ بلیک کیٹ میرا کوڈ نام ہے۔ نانسنس۔ ڈیم فول"
ساگوری نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے انتہائی غصیلے انداز میں بٹن دبا کر فون بند کر دیا اور پھر ایک
جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کر اس نے فون پیس کو کرسی پر رکھا اور خود تیزی
سے ایک طرف کھڑے ٹھاکر کی طرف بڑھنے لگی۔

" مجھے دو مشین گن۔ میں اس کو اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گی۔
نانسنس۔ ڈیم فول۔ یہ سب پاکیشیائی احمق ہوتے ہیں"۔۔۔ وہ
بری طرح چیخ رہی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین گن ٹھاکر کے ہاتھ
سے لیتی ٹائیگر نے یک لخت کرسی سے جمپ کیا اور دوسرے لمحے ساگوری
بری طرح چیختی ہوئی ٹھاکر سے ٹکرائی اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے

سے ٹکراتے ہوئے نیچے فرش پر جا گرے۔ مشین گن ان کے ہاتھ سے نکل کر ایک
طرف جا گری۔ جبکہ فلائنگ کک لگا کر قلابازی کھاتے ہوئے ٹائیگر نے
انتہائی پھرتی سے اچک لیا۔ اور جب تک وہ دونوں ایک دوسرے
سے ٹکرا کر نیچے گرنے کے بعد سنبھلتے ٹائیگر نہ صرف مشین گن اٹھا کر کھڑا ہو
چکا تھا بلکہ اب مشین گن کا رخ بھی ان دونوں کی طرف تھا۔

" اب دونوں ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور دیوار کی طرف منہ کر لو ورنہ"
ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

" تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم کرسی کی گرفت سے کیسے آزاد ہو گئے"۔۔۔
ساگوری نے اٹھتے ہوئے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"۔۔۔ ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور ابھی اس
کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ اس نے ٹریگر دبا دیا اور ٹھاکر بری طرح چیختا
ہوا دوبارہ نیچے فرش پر جا گرا۔ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور جا
گرا تھا جو اس نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑی مہارت اور
پھرتی سے جیب سے نکال لیا تھا۔ لیکن ٹائیگر نے فائرنگ کر کے وہ
ریوالور اس کے ہاتھوں سے نکال دیا۔

" آخری بار کہہ رہا ہوں کہ حکم کی تعمیل کرو ورنہ"۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے
ہوئے کہا۔

" ٹھاکر۔ جو یہ کہہ رہا ہے ویسا ہی کرو"۔۔۔ ساگوری نے دانت
پیستے ہوئے کہا اور خود بھی ہاتھ اٹھا کر سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھ گئی۔
ٹھاکر نے بھی اس کی پیروی کی۔ لیکن اس کے چہرے سے شدید غصہ اور
بے بسی دونوں تاثرات موجود تھے۔

"گھبراؤ نہیں۔ اگر تم نے میری بات مانی تو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں
گا۔ میں آٹان سیکرٹ سروس کی چیف مادام ساگوری کی دل سے
عزت کرتا ہوں لیکن اپنا تحفظ بہرحال مجھے بھی چاہئے" ۔۔۔ ٹائیگر نے
آگے بڑھتے ہوئے بڑے دوستانہ انداز میں کہا۔ اور اس کے ان
فقروں کا واقعی انتہائی خوشگوار ردعمل ان دونوں پر ہوا کیونکہ ان
کے تنے ہوئے جسم قدرے ڈھیلے پڑ گئے۔ ٹائیگر اس دوران مشین گن
کو نال سے پکڑ چکا تھا۔ اور دوسرے لمحے اس کا بازو بجلی کی سی تیزی
سے حرکت میں آیا۔ اور مشین گن کا دستہ پوری قوت سے گھوم کر ٹھاکر کی
کھوپڑی سے جا ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے یک لخت الٹی
قلابازی کھائی اور اس کی اس الٹی قلابازی نے اسے ساگوری کے
خوفناک داؤ سے محفوظ رکھا۔ ساگوری نے یک لخت گھوم کر سائیڈ کے
بل اچھلتے ہوئے اس کے پہلو میں انتہائی خوفناک فلائنگ کک
مارنے کی کوشش کی تھی۔ اگر ٹائیگر پہلے سے ہی الٹی قلابازی کھا کر پیچھے
نہ جا چکا ہوتا تو یقیناً مارشل آرٹ کے اس مشکل ترین لیکن انتہائی خوفناک
داؤ کا شکار ہو کر نہ صرف اپنی پسلیاں تڑوا بیٹھتا بلکہ اس کے دل پر بھی
زوردار ضرب لگتی اور نتیجہ ظاہر تھا۔ لیکن داؤ خالی جانے کی وجہ سے
ساگوری چیختی ہوئی فرش پر ایک دھماکے سے جا گری۔ پھر اس سے
پہلے کہ وہ اٹھتی ٹائیگر کی لات گھومی اور اس کے بوٹ کی ضرب سے ساگوری
تڑپ کر ساکت ہو گئی۔ ادھر ٹھاکر پہلے ہی زوردار ضرب کے نتیجے میں
ڈھیر ہو چکا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ اس
نے دروازہ اندر سے بند کیا اور پھر واپس آ کر اس نے کرسی پر پڑا ہوا

وائرلیس فون پیس اٹھایا اور اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
چونکہ وہ پہلے ساگوری کو نمبر پریس کرتے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے اسے
سٹلائٹ رابطے کے نمبر یاد تھے۔ اس نے وہ نمبر پریس کئے عمران کے
نمبر پریس کئے اور ایک بار پھر گھنٹی بجنی شروع ہو گئی۔
"منکہ مسمی علی عمران ۔۔۔۔۔۔" ۔۔۔ رسیور اٹھتے ہی عمران کی زبان
کسی ٹیپ کی طرح دوبارہ چلنی شروع ہو گئی۔
"ٹائیگر بول رہا ہوں جناب آٹان سے" ۔۔۔ ٹائیگر نے اس کی بات
کاٹتے ہوئے کہا۔
"اوہ ٹائیگر تم۔ کیا کرتے پھر رہے ہو۔ تمہاری طرف سے کوئی رپورٹ
نہیں ملی۔ اب تک" ۔۔۔ عمران کا لہجہ یک لخت سنجیدہ ہو گیا تھا۔
"جناب ابھی مادام ساگوری نے آپ کو فون کیا تھا۔ اس نے مجھے اپنی
طرف سے بے بس کر رکھا تھا۔ لیکن جب آپ کی باتوں کی وجہ سے اس نے
فون بند کیا اور مجھے قتل کرنے کے درپے ہوئی تو میں نے اسے اور اس کے
ساتھی کو بے بس کر کے بے ہوش کر دیا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"تمہیں میں نے اس لئے وہاں بھیجا تھا کہ تم لوگوں کو بے ہوش کرتے پھرو" ۔۔۔
عمران کے لہجے میں تلخی تھی۔
"میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے جناب اور میں نے یہی رپورٹ دینے
کے لئے فون کیا ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تو پھر تمہید کیوں باندھ رہے ہو۔ تفصیلی رپورٹ دو" ۔۔۔ عمران کا
لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ جواب میں ٹائیگر نے ہوٹل ریڈ سٹار میں ساگوری

سے ملاقات کرنے سے لے کر اب تک کے تمام واقعات تفصیل سے بتا
دیئے۔ اس نے روڈ کرے سے محل وقوع کے بارے میں ملنے والی تفصیلات
بھی بتا دیں۔

"تم فون بند نہ کرنا۔ میں اس ساگوری کے بارے میں چیف ایکسٹو
سے بات کر کے تصدیق کرا لوں کہ کیا واقعی یہی آٹان سیکرٹ سروس
کی چیف ہے یا ویسے ہی بلف کر رہی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس باس"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور پھر اس نے فون بند کئے بغیر
بغیر اُسے واپس کرسی پر رکھا اور تیزی سے ٹھاکر کی طرف بڑھ گیا۔ ساگوری کا
کی کنپٹی پر جس انداز میں زوردار ضرب لگی تھی اس سے تو ٹائیگر کو اطمینان
تھا کہ وہ دو تین گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آسکتی۔ لیکن ٹھاکر
جسمانی لحاظ سے خاصا مضبوط آدمی نظر آ رہا تھا۔ اس لئے اس کی طرف سے
تسلی کرنا ضروری تھا۔ اس نے فرش پر پڑے ہوئے ٹھاکر کی نبض پکڑ کر چیک
کی اور پھر اُسے چھوڑ کر واپس مڑ آیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات
ابھر آئے تھے۔ ٹھاکر کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ کئی گھنٹے ہوش میں آنے کے
قابل نہیں رہا۔ اب ٹائیگر کو عمران کی طرف سے کال کا انتظار تھا۔ تھوڑی
دیر بعد اُسے لاؤڈر سے عمران کی آواز سنائی دی تو اس نے جھپٹ کر
فون پیس اٹھا لیا۔

"یس سر۔ ٹائیگر بول رہا ہوں"۔۔۔ ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں
کہا۔

"ٹائیگر۔ ساگوری واقعی آٹان سیکرٹ سروس کی چیف ہے۔ چیف
ایکسٹو نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔ لیکن چیف نے بتایا ہے کہ اس

کی آج تک کسی قسم کی کوئی کارکردگی سامنے نہیں آئی۔ اس لئے اُسے
لیبارٹری کا محل وقوع بتانے کا رسک نہیں لیا جا سکتا۔ اس لئے تم
فوری طور پر اس اڈے سے نکل کر اپنا میک اپ صاف کر دو اور تاڈک
کی شاہراہ آٹان پر واقع روز کلب پر پہنچ کر وہاں کاؤنٹر پر ٹائیگر آف
پاکیشیا کہہ دینا۔ کاؤنٹر مین تمہیں کلب کے مالک سر وکرم تک اور
سر وکرم تمہیں ایک رہائش گاہ تک پہنچا دے گا۔ تم نے اس وقت
تک وہاں رہنا ہے جب تک میں خود نہ پہنچ جاؤں"۔۔۔ عمران نے
انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا۔ ساگوری اور اس کے ساتھیوں کے بارے
میں کیا حکم ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"کوشش کرنا کہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر اڈے سے نکل جاؤ۔
لیکن مجبوری کی حالت میں تمہیں ہر اقدام کی اجازت ہے۔ بہرحال یہ
محل وقوع کسی طرح بھی آٹان سیکرٹ سروس تک نہیں پہنچنا چاہیئے"
عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس ایسا ہی ہو گا"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا اور دوسری
طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے فون بند کیا اور اُسے کرسی پر رکھ کر
وہ مشین گن اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے
دروازہ کھولا۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی جو ایک طرف سے بند
تھی جب کہ دوسری طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ سیڑھیوں کے
اوپر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ ٹائیگر بڑے محتاط انداز میں مشین
گن اٹھائے راہداری سے گزر کر سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ سیڑھیاں

انتہائی احتیاط سے چڑھنے کے بعد اس نے دروازے کے پاس رک کر دوسری طرف سے آہٹ لینے کی کوشش کی لیکن دوسری طرف قطعی خاموشی تھی۔ کسی قسم کی کوئی آہٹ نہ تھی۔ ٹائیگر نے سر باہر نکال کر جھانکا تو یہ ایک برآمدہ تھا جس کی دوسری طرف پورچ میں ایک کار اور ایک ویگن کھڑی تھی۔ لیکن آدمی کوئی نظر نہ آرہا تھا۔ ٹائیگر احتیاط سے دروازہ کراس کر کے برآمدے میں آیا۔ اور پھر تیزی سے لیکن دبے قدموں دوڑتا ہوا وہ ویگن کی سائیڈ میں جا کر چھپ گیا۔ اب عمارت کے سامنے کا رخ صاف دکھائی دے رہا تھا لیکن عمارت پر چھایا ہوا سکوت بتا رہا تھا کہ وہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ عمارت بھی چھوٹی سی تھی۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہ ساگوری کا کوئی خفیہ اڈہ ہے۔ جہاں صرف وہی کبھی موجود رہتا ہوگا۔ اس کے باوجود وہ محتاط انداز میں اٹھتا چلتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ عمارت کی طرف پشت نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں اچانک کوئی آدمی اندر سے نکل آئے اور بے خبری میں وہ نشانہ بن جائے۔ لیکن پھاٹک تک پہنچ جانے کے باوجود جب کوئی آدمی برآمدے میں نمودار نہ ہوا تو ٹائیگر نے مشین گن وہیں ایک طرف پھینکی اور پھر مڑ کر تیزی سے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر نکل آیا۔ یہ ایک رہائشی کالونی تھی۔ ٹائیگر نے سب سے پہلے اس کوٹھی کے ستون پر موجود اس کا نمبر دیکھا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ بازوؤں اور جسم کے اگلے حصے پر موجود لپٹا ہوا نیلا لباس وہ پہلے ہی اتار کر کمرے میں پھینک چکا تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے فلپ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ آج صبح ہی آٹان پہنچا تھا اور یہاں اس نے روڈ گر کی جگہ سنبھال لی تھی۔ یہاں آتے ہی اس نے سب سے پہلے روڈ گر گروپ کے چیفس کی میٹنگ کال کی اور اس کے بعد انہیں ہدایات دیں کہ وہ فوری طور پر اس پاکیشیائی اور ساگوری کو تلاش کریں۔ پھر جیسے ہی ان دونوں میں سے کوئی نظر آئے اُسے فوری اطلاع دی جائے۔ وہ اب روڈ گر کے ایک خفیہ اڈے میں بیٹھا آٹان کا تفصیلی نقشہ دیکھ رہا تھا تاکہ یہاں اسے نقل و حرکت میں کوئی دشواری نہ ہو سکے۔

"یس ۔۔۔ فلپ سپیکنگ" ۔۔۔ فلپ نے رسیور اٹھاتے ہی سخت لہجے میں کہا۔

"باس ۔ البرٹ بول رہا ہوں۔ ابھی اطلاع ملی ہے کہ اس پاکیشیائی

کو روز کلب میں داخل ہوتے دیکھا گیا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کس نے دیکھا ہے۔ مزید کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔ فلپ نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس اسے چیک کیا گیا ہے۔ لیکن کاؤنٹر پر پہنچنے کے بعد وہ کہیں غائب ہو گیا ہے۔ اس کلب کا مالک ایک مقامی جاگیردار مسٹر کرم ہے۔ جس کے تعلقات یہاں کے انتہائی اعلیٰ حکام سے ہیں۔ ویسے مسٹر کرم کسی قسم کی زیر زمین سرگرمیوں میں ملوث نہیں ہے۔ وہ خود انتہائی صاحب حیثیت اور معزز آدمی ہے" ۔۔۔ البرٹ نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں سے فون کر رہے ہو" ۔۔۔ فلپ نے پوچھا۔

"جی میں روز کلب کے برآمدے سے پبلک فون بوتھ سے بات کر رہا ہوں" ۔۔۔ البرٹ نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ تم وہیں رکو میں خود آ رہا ہوں" ۔۔۔ فلپ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور سائیڈ میں موجود باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس نے صرف لباس تبدیل کیا تھا۔ اب لباس سے وہ انتہائی خوشحال اور معزز آدمی لگ رہا تھا۔ کیونکہ لباس قدرے پرانی وضع کا اور ڈھیلا ڈھالا سا تھا۔ کمرے سے نکل کر وہ باہر پورچ میں پہنچا جہاں ایک سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ نقشے کا تفصیلی مطالعہ کر لینے کی وجہ سے اسے دارالحکومت کی اہم سڑکیں۔ ہوٹل

کلب۔ گیم کلب اور باروں کے متعلق خاصی معلومات ہو گئی تھیں۔ اس لئے وہ کسی سے پوچھے بغیر کار دوڑاتا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک خاصی مصروف شاہراہ پر پہنچ گیا۔ روز کلب اسی شاہراہ پر تھا۔ اس نے کار کی رفتار آہستہ کر لی اور ادھر ادھر دیکھتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اسے روز کلب کی شاندار عمارت نظر آ گئی۔ کلب کی نہ صرف عمارت شاندار تھی بلکہ اس کا رقبہ بھی خاصا وسیع تھا۔ فلپ نے کار کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے ایک طرف بنی ہوئی پارکنگ کی طرف بڑھائے گیا۔ پارکنگ میں کاروں کی تعداد کم تھی لیکن تمام کاریں نئے ماڈل کی تھیں۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کلب امراء کے لئے مخصوص ہے۔ فلپ نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اصل عمارت کی طرف بڑھتا گیا۔ جیسے ہی وہ برآمدے میں داخل ہوا۔ ایک لمبا تڑنگا ایکریمین جس کے ہونٹوں پر سرخ رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں لہرا رہی تھیں۔ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ یہ البرٹ تھا جو پہلے روگر کا چیف اسسٹنٹ تھا اور اب فلپ نے اسے اپنا چیف اسسٹنٹ بنا لیا تھا۔ کیونکہ روگر کے تمام گروپ کو شروع سے وہ سنبھالتا چلا آ رہا تھا۔ لیکن فلپ نے دیکھا تھا کہ روگر نے لیبارٹری کے محل وقوع کو صرف اپنی ذات تک ہی محدود رکھا ہوا تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ رہی تھی کہ جب لیبارٹری کی تعمیر کا کام ختم ہو گیا تو اس نے پورا گروپ تبدیل کر دیا تھا۔ اس طرح البرٹ اور موجودہ گروپ اس وقت سامنے آئے جب لیبارٹری سے روگر کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں

بھی لیبارٹری کے محلِ وقوع کا کوئی علم نہ تھا۔

" اس سردکرم کا دفتر کہاں ہے " ۔۔۔ فلپ نے البرٹ کے قریب پہنچتے ہی اس سے پوچھا۔

" وہ اپنے دفتر میں موجود نہیں ہے۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ویسے وہ پاکیشیائی اسی سے جا کر ملا تھا۔ اور پھر سردکرم اسے ساتھ لے کر کار میں اپنے مخصوص راستے سے چلا گیا۔ اور ابھی تک واپس نہیں آیا" ۔۔۔ البرٹ نے جواب دیا۔

" وہ اس کے دفتر میں ملا تھا" ۔۔۔ فلپ نے چونک کر پوچھا۔

" ہاں ایک سپروائزر کو میں نے رشوت دے کر معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ سپروائزر کاؤنٹر کے قریب موجود تھا۔ جب وہ پاکیشیائی کاؤنٹر پر پہنچا۔ اس نے کاؤنٹرمین سے کہا: "ٹائیگر آف پاکیشیا" اور کاؤنٹرمین نے جلدی سے انٹرکام پر سردکرم سے بات کی اور پھر اس نے اسی سپروائزر سے کہا کہ وہ اس پاکیشیائی کو سردکرم کے دفتر چھوڑ آئے۔ وہی سپروائزر اسے دفتر چھوڑنے گیا۔ پھر وہ سپروائزر کسی کام سے سردکرم کے لئے مخصوص اسی راستے کی طرف گیا تو اس نے سردکرم اور اس پاکیشیائی کو کار میں بیٹھ کر جاتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اس سے کار کا نمبر وغیرہ پوچھ لیا ہے۔ اور آپ کے آنے سے قبل میں نے گروپ کو ٹرانسمیٹر پر کال کر دیا ہے۔ کہ وہ اس کار کو شہر میں تلاش کریں" ۔۔۔ البرٹ نے وہیں برآمدے کے ایک کونے میں ہی کھڑے ہو کر تفصیل بتا دی۔

" ہوں۔ پھر یہاں آنا تو فضول ہی ثابت ہوا" ۔۔۔ فلپ نے ہونٹ

بھینچتے ہوئے کہا۔

" باس کال آ رہی ہے۔ آپ کار میں جائیں میں وہیں آ رہا ہوں " ۔۔۔ اچانک البرٹ نے اپنا بایاں ہاتھ جھٹکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے ایک پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ فلپ سمجھ گیا کہ وہ بوتھ میں کھڑے ہو کر کال کرنے کے بہانے واچ ٹرانسمیٹر پر کال اٹنڈ کرے گا۔ چنانچہ وہ وہیں سے پلٹا اور دوبارہ پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ کار میں بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کی اور کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن ابھی وہ کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف گھوم ہی رہا تھا کہ البرٹ برآمدے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا اس کی کار کی طرف بڑھنے لگا۔ فلپ نے کار کی رفتار آہستہ کر لی۔ البرٹ نے سائیڈ ڈور کھولا اور فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

" باس۔ رپورٹ مل گئی ہے۔ سردکرم اس پاکیشیائی کو خود اپنی کار میں ایلسان کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں چھوڑ آیا ہے۔ اس کی کار کو کوٹھی نمبر بارہ سے نکلتے ہوئے چیک کیا گیا ہے۔ اس وقت وہ کار میں اکیلا تھا۔ اور اسے خود ڈرائیو کر رہا تھا۔ حالانکہ وہ ڈرائیور کے بغیر کبھی نہیں نکلتا" ۔۔۔ البرٹ نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اسی دوران فلپ کی کار کمپاؤنڈ گیٹ تک پہنچ گئی تھی۔

" یہ کالونی کہاں ہے۔ مجھے راستہ بتاتے جاؤ" ۔۔۔ فلپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" بائیں ہاتھ مڑ جائیے " ۔۔۔ البرٹ نے کہا اور فلپ نے کار بائیں ہاتھ کی طرف موڑ دی۔ پھر البرٹ کے بتلانے پر مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک متوسط طبقے کی کالونی میں داخل ہو گئے۔ جہاں چھوٹی

کوٹھیاں کثیر تعداد میں تھیں البتہ کہیں کہیں بڑی کوٹھیاں بھی نظر آجاتی تھیں۔ لیکن چھوٹی کوٹھیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ چونکہ وہ کالونی کے دوسرے اینڈ والے راستے سے داخل ہوئے تھے۔ اس لئے کوٹھی نمبر بارہ تک پہنچتے پہنچتے ایک لحاظ سے انہیں پوری کالونی کراس کرنی پڑی تھی۔ کوٹھی نمبر بارہ بھی چھوٹی کوٹھی تھی اور اس کا سیاہ رنگ کا پھاٹک بند تھا۔ یہاں چونکہ کوٹھیاں ایک بلاک کی صورت میں بنی ہوئی تھیں۔ اس لئے دونوں اطراف میں یہ کوٹھی دوسری کوٹھیوں سے جڑی ہوئی تھی۔ ان کا خیال تھا کہ شاید عقبی طرف سڑک ہو لیکن جب وہ ایک طویل چکر کاٹ کر عقبی طرف گئے تو وہاں بھی کوٹھیوں کی قطار اسی طرح موجود تھی۔ عقبی کوٹھیوں کی پشت سامنے والی کوٹھیوں سے ملی ہوئی تھی۔ اس طرح بارہ نمبر کوٹھی دونوں سائیڈوں سے ہی نہیں بلکہ تینوں سائیڈوں سے بند تھی۔

"اب تو سامنے کے رخ ہی سے جانا پڑے گا اندر"۔۔۔ البرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بارہ نمبر کی عقبی کوٹھی سے ہمیں جانا ہو گا۔ سامنے کے رخ جانے سے وہ پاکیشیائی ہوشیار ہو جائے گا"۔۔۔ فلپ نے کار اگلے چوک سے واپس موڑتے ہوئے کہا اور البرٹ نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے اندازے کے مطابق بارہ نمبر کوٹھی کی عقبی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ اس کا نمبر ایک سو ساٹھ تھا۔ انہوں نے دراصل چوک سے واپس آتے ہوئے کوٹھیوں کی باقاعدہ گنتی کی تھی۔ ایک سو ساٹھ نمبر کوٹھی کے سامنے کار روک کر فلپ نیچے اتر آیا۔ البرٹ بھی اس کے ساتھ ہی نیچے اترا۔ اس کوٹھی کا پھاٹک بھی بند تھا۔ فلپ نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن

پریس کیا۔ گیٹ پر پروفیسر وکھرانی کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ نام کے نیچے ڈگریوں کی قطار درج تھی۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی۔ اور ایک بوڑھا سا ملازم نما آدمی باہر آ گیا۔

"جی صاحب"۔۔۔ اپنے سامنے ایکریمینوں کو کھڑا دیکھ کر اس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پروفیسر صاحب سے کہو کہ ایکریمیا سے پروفیسر فلپ ان سے ملنے آیا ہے"۔۔۔ فلپ نے بڑے بارعب سے لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب پروفیسر صاحب تو یونیورسٹی گئے ہوئے ہیں۔ وہاں کوئی فنکشن ہے وہ رات کو دیر سے آئیں گے"۔۔۔ ملازم نے جواب دیا۔

"ان کی بیگم سے ملوا دو۔ یا کسی اور سے"۔۔۔ فلپ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ سب گئے ہوئے ہیں۔ میں اکیلا ہی کوٹھی میں ہوں"۔۔۔ بوڑھے ملازم نے کہا۔

"اوہ اچھا تو چلو ہم انتظار کر لیتے ہیں"۔۔۔ فلپ اس بوڑھے کو بازو سے پکڑے کھینچتا ہوا اندر لے گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ بوڑھا ملازم کچھ سمجھتا۔ فلپ کا دوسرا بازو لہرایا اور بوڑھا بری طرح چیختا ہوا اچھل کر سائیڈ میں جا گرا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا فلپ نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکالا اور ٹھس کی آواز کے ساتھ ہی گولی بوڑھے کے سینے میں سوراخ کر گئی۔ وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ فلپ گولی مار کر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ اس نے مڑ کر بھی اس ملازم کو نہ دیکھا تھا۔ البرٹ اس کے پیچھے تھا۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی اور شاید پروفیسر

اور اس کے بچوں کی قسمت اچھی تھی کہ وہ اس وقت کوٹھی میں موجود نہ تھے ورنہ فلپ نے جس درندگی سے اس بوڑھے ملازم کو گولی ماردی تھی۔ وہ شاید کسی کو بھی نہ چھوڑتا۔ کوٹھی کے پائیں باغ میں جاکر وہ دونوں رک گئے۔ دوسری کوٹھی کی عقبی دیوار اس سے متصل تھی۔ اور اصل عمارت قدرے دور تھی اس کا مطلب تھا کہ اس کا پائیں باغ اس کوٹھی کے پائیں باغ سے ملحق تھا۔

"ٹھہریں باس۔ اس کوٹھی میں کتے نہ ہوں" ــــ البرٹ نے آگے بڑھتے ہو[ئے] کہا۔ وہ شاید پہلے خود دیوار پر چڑھ کر چیک کرنا چاہتا تھا۔

"کتے فلپ کا راستہ نہیں روک سکتے" ــــ فلپ نے غراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے دیوار کی طرف دوڑ پڑا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر اس نے ہائی جمپ لگانے والوں کے انداز میں جمپ لیا اور ایک [لمحے] کے لئے دیوار کے اوپر اس کے ہاتھ لگے دوسرے لمحے وہ قلابازی کھا[کر] دوسری کوٹھی کے پائیں باغ میں کود چکا تھا۔ اس کے انداز میں اس قدر پھ[رتی] تھی کہ البرٹ جیسا آدمی بھی ایک لمحے کے لئے حیران سا رہ گیا مگر دوسر[ے] لمحے وہ بھی تیزی سے دوڑا۔ گو وہ فلپ کی طرح پھرتی اور مہارت کا م[ظاہرہ] تو نہ کر سکا۔ لیکن دیوار کے قریب جاکر وہ اچھلا اس کے دونوں ہاتھ دیوار [کے] کنارے پر جم گئے اور پھر وہ بازوؤں کے بل اپنے جسم کو اٹھا کر دیوار پر [چڑھ] کر دوسری طرف کود گیا۔ اس طرف واقعی پائیں باغ تھا۔ فلپ اب تی[زی] سے کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ کیونکہ عقبی طرف موجود تما[م] کھڑکیاں بند تھیں۔ اور پانی اور گیس کے پائپ بھی موجود نہ تھے۔ البرٹ [اس] کے پیچھے چل پڑا۔ فلپ کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور تھا۔ البرٹ نے

[ج]یب سے ریوالور نکال لیا۔ اس کا ریوالور عام سا تھا۔ فرنٹ پر پہنچ کر وہ دونوں [ا]یک لمحے کے لئے ٹھٹھک کر آہٹ لیتے رہے لیکن وہاں کوئی آدمی موجود [ن]ہ تھا۔ کوٹھی پر گہرا سکوت طاری تھا۔

"کہیں ہمارے اندازے میں تو غلطی نہیں ہوگئی باس" ــــ البرٹ [ن]ے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہم بارہ نمبر کوٹھی میں ہی ہیں۔ تم نے پھاٹک کے ستونوں کی [مخ]صوص بناوٹ نہیں دیکھی" ــــ فلپ نے جواب دیا اور البرٹ نے [اث]بات میں سر ہلا دیا۔

سائیڈ گلی سے وہ برآمدے میں پہنچے اور پھر درمیانی راہداری سے [گزر]تے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ ایک کمرے کے دروازے سے روشنی [ک]ی لکیر راہداری میں پڑ رہی تھی۔ دروازہ پوری طرح بند نہ تھا۔ اس لئے [جھ]ری میں سے روشنی کی لکیر باہر نکل رہی تھی۔ فلپ نے اس جھری سے [آن]کھ لگائی اور پھر آہستہ سے دروازہ کھول دیا۔ یہ ایک بیڈ روم تھا۔ جو [اس] وقت خالی تھا۔ جب کہ سائیڈ پر موجود باتھ روم سے شاور کا پانی گرنے [کی] آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔ فلپ اور البرٹ آگے پیچھے کمرے [می]ں داخل ہوئے۔ دروازہ ان کے عقب میں ویسے ہی کھلا رہا۔ وہ دونوں [ف]رش پر بچھے ہوئے قالین پر بے آواز چلتے ہوئے باتھ روم کے [در]وازے کی سائیڈوں پر دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی [دیر] بعد پانی گرنے کی آواز بند ہو گئی اور ان دونوں کے اعصاب تن گئے۔ [تھو]ڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور پھر ایک پاکیشیائی نوجوان تولیے سے [با]ل رگڑتا ہوا باہر آیا۔

"ہاتھ اٹھاؤ مسٹر" ——— فلپ نے ریوالور کی نال اس نوجوان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا۔ البرٹ نے بھی ریوالور کا رخ اس کی طرف کر دیا تھا۔ نوجوان ٹھٹھک کر رکا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ سر پر رگڑے جانے والا تولیہ ایک سائیڈ پر ساکت ہو گیا تھا۔

"کون ہو تم۔ اور اندر کیسے آئے" ——— پاکیشیائی نوجوان نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو ورنہ" ——— فلپ نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ایشیائی نوجوان نے منہ بناتے ہوئے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔ اس کے ایک ہاتھ میں تولیہ تھا۔

"دیوار کی طرف منہ کر لو" ——— فلپ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ اس تکلف میں وقت ضائع نہ کرو" ——— ایشیائی نوجوان نے تلخ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ادھر کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ لیکن یاد رکھنا گولی کی رفتار تمہاری غلط حرکت سے زیادہ تیز ہو گی" ——— فلپ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں" ——— نوجوان نے کہا اور اطمینان سے چلتا ہوا ایک طرف موجود کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ البرٹ تیزی سے گھوم کر اس کے عقب میں جا کھڑا ہوا جب کہ فلپ سامنے ہی کھڑا رہا۔

"تم علی عمران تو بہرحال نہیں ہو۔ کیا تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" ——— فلپ نے پوچھا۔

"کیا پاکیشیا میں صرف علی عمران اور سیکرٹ سروس ہی ہے۔ اور کوئی آدمی وہاں نہیں رہتا۔ جو آتا ہے یہی پوچھتا ہے" ——— نوجوان

نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی دلیر آدمی لگتے ہو۔ اور تم جیسا دلیر آدمی ہی رد گر پر ہولڈ کر سکتا ہے۔ بہرحال اب تم صرف اتنا بتا دو کہ تم نے رد گر سے لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں کیا معلومات حاصل کی تھیں" ——— فلپ نے خشک لہجے میں کہا۔

"کس لیبارٹری کی بات کر رہے ہو" ——— پاکیشیائی نوجوان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ تو تم اس طرح نہیں بتاؤ گے۔ ٹھیک ہے تمہاری مرضی" فلپ نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی انگلی نے ٹریگر پر حرکت کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا۔ پاکیشیائی نوجوان کا ایک ہاتھ اور ایک لات بیک وقت حرکت میں آئی۔ اس کے پیر میں موجود باتھ روم چپل یک لخت اڑتی ہوئی سامنے کھڑے فلپ کے ہاتھ کے نچلے حصے سے ٹکرائی۔ جب کہ اس کے ہاتھ میں موجود تولیہ اڑتا ہوا اپنے پیچھے کھڑے البرٹ کے چہرے سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جمپ لگایا اور کرسی کے ساتھ موجود بستر پہ ایک لمحے کے لئے گر آیا دوسرے لمحے وہ بیڈ کی دوسری طرف غائب ہو چکا تھا۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا اور اس کے ساتھ ہی البرٹ کی چیخ سے کمرہ بھی گونج اٹھا تھا۔ فلپ کے ہاتھ کے نچلے حصے پر چپل لگنے سے اس کا ہاتھ ذرا سا اوپر کو اٹھ چکا تھا۔ ادھر البرٹ کے منہ پر تولیہ پڑتے ہی وہ تولیہ ہٹانے کے لئے بے اختیار آگے کو جھکا اور نتیجہ یہ کہ فلپ کے سائیلنسر لگے ریوالور سے نکلنے والی گولی ٹھیک البرٹ

کے سینے میں جا گھسی۔ فلپ نے دوسرا فائر بھی کیا لیکن دوسرا فائر بھی اس پاکیشیائی نوجوان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔ کیونکہ وہ اس سے پہلے ہی بیڈ کے نیچے جا چکا تھا۔ اور گولی بیڈ کی پٹی سے ٹکرا کر نیچے قالین میں پیوست ہو گئی تھی فلپ بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں ہٹنے ہی لگا تھا کہ یک لخت ایک چھوٹی تپائی اڑتی ہوئی اس کے ہاتھ سے آ ٹکرائی۔ یہ تپائی بیڈ کی اس سمت کی بجائے جہاں وہ پاکیشیائی نوجوان غائب ہوا تھا بیڈ کی اس سمت سے اچانک آئی تھی جہاں پہلے کرسی پر وہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اور اسی وجہ سے فلپ مار کھا گیا تھا۔ تپائی اسی ہاتھ سے ٹکرائی تھی جس میں سائیلنسر لگا ریوالور تھا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا۔

"اب تم ہاتھ بلند کر لو مسٹر" ــــ اس پاکیشیائی نوجوان کی زہر[یلی] آواز سنائی دی۔ وہ اب کرسی والی طرف کھڑا تھا اور البرٹ والا ریوالور اس کے ہاتھ میں نظر آ رہا تھا۔ اور فلپ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لئے۔

"بہت خوب۔ آج پہلی بار جوڑ پڑا ہے" ــــ فلپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم روڈگر کی جگہ آئے ہو۔ کیا نام ہے تمہارا" ــــ اس پاکیشیائی نوجوان نے سرد لہجے میں کہا۔

"میرا نام فلپ ہے۔ سنو میں تمہیں ہلاک کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ ورنہ تو غسل خانے سے نکلتے ہی تمہیں آسانی سے گولیوں سے چھلنی کیا جا سکتا تھا۔ میں تو تم سے صرف چند باتیں پوچھنا چاہتا تھ[ا]۔

اور یہ بھی وضاحت کر دوں کہ میں نے روڈگر کی جگہ نہیں لی۔ کیونکہ روڈگر سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ روڈگر ایکریمین حکومت کا ایجنٹ تھا۔ [ج]ب کہ میرا حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں ایکریمیا کی ایک [پر]ائیویٹ تنظیم "زیمد ایجنٹس" کا رکن ہوں۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ زیمد [ا]یجنٹس مجرم تنظیم نہیں ہے۔ بلکہ یہ تنظیم عالمی امن کے تحفظ کے لئے [ق]ائم کی گئی ہے۔ جہاں بھی کوئی ایسی ایجاد ہو رہی ہو۔ یا ایسا منصوبہ بنایا [ج]ا رہا ہو۔ جس سے عالمی امن کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہو۔ تو زیمد ایجنٹس [ا]س خطرے کے سدباب کے لئے کام شروع کر دیتے تھے۔ زیمد [ا]یجنٹس کے اخراجات ایک ٹرسٹ ادا کرتا ہے۔ ہمیں یہ معلومات [مل]یں کہ ایکریمین حکومت نے آٹان میں خفیہ طور پر ایسی لیبارٹری قائم [کی] ہے جس میں ایسا ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے۔ جس سے عالمی امن [کو] خطرہ لاحق ہو سکتا ہے تو ہماری تنظیم حرکت میں آ گئی۔ اور پھر فوری [ت]حقیقات سے یہ بات بھی سامنے آ گئی۔ کہ پاکیشیا بھی اس لیبارٹری [می]ں دلچسپی لے رہا تھا۔ اور ایک پاکیشیائی ایجنٹ نے ایکریمین ایجنٹ [روڈ]گر کو اس کے اڈے پر کنٹرول میں لے کر اس سے لیبارٹری کے [بار]ے میں معلومات حاصل کر لی ہیں۔ کیونکہ لیبارٹری کے محل وقوع [ک]ے بارے میں یہاں صرف روڈگر کو ہی معلوم تھا۔ چنانچہ ہم نے سوچا [ک]ہ یقیناً یہ کام پاکیشیا کا علی عمران ہی کر سکتا ہے۔ چنانچہ میں اور [الب]رٹ دونوں یہاں پہنچے اور پھر یہاں تھوڑی سی تفتیش سے ہمیں [مع]لوم ہو گیا کہ ایک پاکیشیائی آدمی روز کلب کے مالک سمرد کرم سے [ملا] ہے اور اس کے ساتھ کار میں بیٹھ کر کہیں گیا ہے۔ ہم نے اس کار کو

تلاش کرنا شروع کر دیا اور اتفاق سے ہم نے اس کار کو اس کوٹھی سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا جس میں صرف ایک مقامی آدمی تھا۔ چنانچہ ہم نے سمجھ لیا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اسی کوٹھی میں ہے۔ ہم دونوں اندر داخل ہوئے۔ ہم یہی سمجھے تھے کہ تم علی عمران ہو لیکن تمہارا انداز علی عمران سے بالکل مختلف تھا۔ اور ہم صرف تم سے وہ معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے تاکہ ہم خود اس لیبارٹری پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیں۔ تم خود سوچو اگر میں روگر کا جانشین ہوتا۔ تو پھر مجھے کیا ضرورت تھی تم سے لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی ؟ ——— فلپ نے بڑے اعتماد بھرے انداز میں ایک نئی کہانی گھڑ کر سناتے ہوئے کہا۔ اُسے یقین تھا کہ یہ پاکیشیائی نوجوان ضرور دباؤ میں آجائے گا۔

" اچھی اور دلچسپ کہانی سنائی ہے۔ تم نے مسٹر فلپ بالکل جاسوسی فلموں والی کہانی۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں اس بے سروپا کہانی پر یقین نہیں کر سکتا۔ اس لئے تم دیوار کی طرف منہ کر لو ورنہ ....

پاکیشیائی نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہاری مرضی۔ نہ کرو یقین۔ بہر حال میں نے کوئی غلط بیانی نہیں کی آگے تمہاری مرضی " ——— فلپ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر دیوار کی طرف منہ کرنے کے لئے ذرا سا گھوما ہی تھا کہ اُسے سائیڈ پر کھلا ہوا کمرے کا دروازہ نظر آ گیا وہ مڑتے مڑتے دوبارہ سیدھا ہو گیا۔

" سنو۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میں تمہارا دشمن نہیں ہوں " ——— فلپ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جو میں نے کہا ہے وہ کرو فلپ۔ میں باتیں کرنے سے زیادہ ٹریگر دبانے کا شوقین ہوں " ——— اس پاکیشیائی نے سرد لہجے میں کہا۔

" ارے البرٹ۔ رک جاؤ " ——— اچانک فلپ نے اس پاکیشیائی کی سائیڈ پر دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ پاکیشیائی اس سادہ اور عام سے داؤ میں آ گیا۔ اس کی نظریں ایک لمحے کے لئے سائیڈ پر ہوئیں اور یہی فلپ کا مقصد تھا۔ اس نے یک لخت سائیڈ میں جمپ کیا اور پلک جھپکنے میں وہ کھلے دروازے سے باہر راہداری میں جا پہنچا۔ گولی چلنے کا دھماکہ ضرور ہوا لیکن گولی دروازے کے کھلے پٹ سے ٹکرائی تھی۔ فلپ راہداری میں پہنچتے ہی اس قدر تیز رفتاری سے بھاگا جیسے وہ ورلڈ ریس میں حصہ لے رہا ہو۔ برآمدے میں پہنچ کر وہ دوڑتا ہوا سائیڈ گلی میں سے ہوتا ہوا پائیں باغ کی طرف آیا اور ایک بار پھر بالکل پہلے کی طرح وہ دیوار پار کر کے پروفیسر کی کوٹھی کے پائیں باغ میں پہنچ گیا۔ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے کی وجہ سے اس کا سانس پھول گیا تھا۔ لیکن نیچے کودتے ہی وہ رکا نہیں بلکہ اسی طرح دوڑتا ہوا پروفیسر کی عمارت میں داخل ہو کر اس کے لان میں پہنچ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ پھاٹک کھول کر باہر پہنچ چکا تھا۔ اب وہ اس تیز طرار پاکیشیائی کی پہنچ سے دور ہو چکا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے دوبارہ اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی جا رہی تھی اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ پورے گروپ کو اس پاکیشیائی کے پیچھے لگا دے گا۔ کہ جہاں بھی وہ نظر آئے اُسے گولی مار دی جائے۔ اُسے اب مکمل یقین ہو چکا تھا کہ اس پاکیشیائی نے لازماً روگر سے لیبارٹری کا اصل محل وقوع

معلوم کر لیا ہو گا۔ اس نے جب اس جیسے شخص کو بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا تو
بے چارہ کہاں اس سے مقابلے کی تاب لا سکتا تھا۔

ساگوری انتہائی غصیلے انداز میں ایک دفتر نما کمرے میں ٹہل
رہی تھی۔ یہ اس کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ وہ سوائے خصوصی مواقع کے ہیڈ کوارٹر
نہ آتی تھی۔ اور رقاصہ کے روپ میں ہوٹل میں ہی رہتی تھی۔ وہاں رہنے
سے اُسے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ اس طرح وہ آٹان کے اعلیٰ ترین حکام
کی آمد و رفت اور ان کی سازشوں سے آسانی سے باخبر ہو جایا کرتی تھی۔
جب سے وہ سیکرٹ سروس کی چیف بنی تھی۔ اس کا زیادہ تر کام آٹان
کے اعلیٰ حکام کی سازشوں سے باخبر رہنے تک ہی محدود رہا تھا۔ کیونکہ
آٹان کے کنگ کو ہر وقت یہ دھڑکا رہتا تھا کہ اُسے بادشاہت سے
معزول کرنے کے لئے سازش نہ کی جائے۔ اور ساگوری کو سیکرٹ
سروس کا چیف بنانے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ وہ بادشاہت کی

کی حفاظت زیادہ خلوص سے کر سکے گی اور واقعی ساگوری نے اب تک کئی ایسی
سازشوں کا پتہ چلایا تھا۔ جس سے بادشاہت اور حکومت دونوں کا تختہ الٹا جا
سکتا تھا۔ کیونکہ آٹان میں بھی ایسے گروپ موجود تھے جو اس ملک سے
بادشاہت کا خاتمہ اور حکومت پر قبضہ کرنے کے لئے کام کر رہے تھے۔
لیکن پہلی بار اس کا واسطہ غیر ملکی ایجنٹوں سے پڑا تھا۔ بلکہ صحیح معنوں میں ایک
آدمی سے پڑا تھا۔ جو اپنے آپ کو ایجنٹ بھی تسلیم نہ کرتا تھا۔ اور اُس آدمی نے
اُسے تگنی کا ناچ نچا دیا تھا۔ اُسے جب ہوش آیا تو وہ اپنے اس خفیہ اڈے
میں ٹھاکر کے ساتھ موجود تھی۔ اُسے تو ہوش آ گیا تھا لیکن ٹھاکر اُسی طرح
بے ہوش پڑا تھا۔ اور وہ سلطان پاکو برانامی پاکیشیائی غائب تھا۔ وائر
لیس فون پیس بھی اُسی طرح کرسی پر پڑا تھا۔ اور پھر مشین گن بھی اُسے پھاٹک
کے ساتھ پڑی ہوئی مل گئی تھی۔ چونکہ یہ اڈہ ساگوری نے انتہائی خفیہ مقاصد
کے لئے بنا رکھا تھا۔ اس لئے اسے ہر لحاظ سے خفیہ رکھنے کے لئے اس نے
یہاں صرف ٹھاکر کو ہی رکھا ہوا تھا۔ یہاں وہ سازشیوں کو اسی طرح میگنٹ
باس کے ذریعے کرسی سے جکڑ کر ان پر تشدد کر کے ان سے سازش کے
بارے میں معلومات حاصل کرتی تھی۔ لیکن اس سلطان پاکو برے نے
اپنی کارکردگی سے واقعی اُسے حیران کر دیا تھا۔ اس نے وہ میگنٹ لباس
پھاڑ ڈالا تھا۔ اور پھر اپنی برق رفتاری سے نہ صرف اس نے ٹھاکر کو بے ہوش
کر دیا تھا بلکہ ساگوری کے مخصوص داؤ سے بھی بچ نکلا تھا۔ اس نے ٹھاکر کو
ہوش دلایا اور پھر اُسے وہیں چھوڑ کر وہ سیدھی اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچی تھی۔
حقیقتاً اس وقت غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ
وہ پاکیشیائی اس کے ہاتھ لگے اور وہ دانتوں سے اس کی گردن چبا ڈالے

اس نے ہیڈ کوارٹر آتے ہی پوری سیکرٹ سروس کو اس پاکیشیائی کی تلا
میں لگا دیا تھا۔ اور اس وقت وہ دفتر میں ٹہلتی ہوئی ان میں سے کسی کی اطلا
کی منتظر تھی۔ لیکن میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون خاموش تھا۔ اور اس کی اس
خاموشی پر اُسے بار بار غصہ آ رہا تھا۔ لیکن سوائے ٹہلنے اور مٹھیاں بھینچنے
کے وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔

"میں تم سے ایسا انتقام لوں گی سلطان کہ تمہاری نسلیں بھی چیختی
رہیں گی"۔۔۔ ساگوری نے دانت پیستے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اور پھر اس
سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون جاگ پڑا۔ ترنم
کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ساگوری نے جلدی سے آگے بڑھ کر
ریسیور اٹھا لیا۔

"یس بلیک کیٹ"۔۔۔ ساگوری نے اپنا کوڈ نام دوہراتے
ہوئے کہا۔

"مادام۔ جوشان بول رہا ہوں۔ ہوگر کی جگہ ایک نیا ایکریمین آیا ہے
اس کا نام فلپ ہے۔ اس نے آتے ہی اپنے گروپ کے چیفس کی
میٹنگ کال کی ہے۔ اور پھر انہیں اس پاکیشیائی سلطان کی تلاش
لگا دیا۔ اس کے چیف اسسٹنٹ البرٹ نے اُسے کال کیا کہ ا
پاکیشیائی کو روز کلب میں داخل ہوتے دیکھا گیا ہے جس پر فلپ
کار لے کر روز کلب پہنچا اور وہاں سے وہ البرٹ کے ساتھ برآمد
میں کھڑا باتیں کرتا رہا۔ پھر البرٹ ایک پبلک فون بوتھ میں چلا گیا
اور فلپ واپس پارکنگ کی طرف اس سے پہلے کہ فلپ کار لے
کلب کے گیٹ سے باہر نکلتا البرٹ اس کے ساتھ جا کر بیٹھ گیا۔

وہ دونوں ایلسان کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ساٹھ میں گئے۔ کار انہوں نے
گیٹ پر ہی چھوڑ دی تھی۔ میرے آدمی ان کے پیچھے تھے وہ اندر گئے تو
کوٹھی خالی پڑی تھی۔ اور وہاں لان میں ایک بوڑھے سے ملازم نما آدمی
کی لاش پڑی تھی۔ جس کے سینے میں گولی ماری گئی تھی۔ انہوں نے ساری
کوٹھی چھان ماری لیکن فلپ اور البرٹ دونوں ہی کہیں نظر نہ آئے۔ اس پر
میرے آدمیوں نے باہر آ کر نگرانی شروع کر دی۔ کیونکہ ان کی کار باہر موجود
تھی۔ کافی دیر بعد وہ فلپ اکیلا باہر آیا۔ اس کے انداز میں بے حد تیزی
تھی۔ وہ کار میں بیٹھ کر اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھ گیا اور اب تک
اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہی موجود ہے"۔۔۔ جوشان نے پوری تفصیل سے
رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا رپورٹ ہوئی جوشان۔ کیا تم اور تمہارے آدمی احمق ہیں کہ وہ
کوٹھی میں گئے پھر غائب ہو گئے۔ پھر اکیلا آدمی باہر آیا۔ اور کار میں بیٹھ
کر اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا کیا مطلب ہوا اس ساری رپورٹ کا۔ وہ
البرٹ کہاں گیا۔ اور وہ کوٹھی میں نہیں تھے تو کیا آسمان پر چلے گئے تھے۔
یا زمین میں دفن ہو گئے تھے"۔۔۔ ساگوری نے انتہائی غصیلے لہجے
میں کہا۔

"مادام۔ ہم نے تہہ خانے بھی تلاش کئے ہیں لیکن اس کوٹھی میں
کوئی تہہ خانہ نہیں ہے"۔۔۔ جوشان نے کہا۔

"ایلسان کالونی۔ کوٹھی نمبر ایک سو ساٹھ کس کی کوٹھی ہے اور وہاں یہ
بتاؤ کہ وہ پاکیشیائی گیا تو روز کلب میں تھا پھر وہاں سے ایلسان کالونی
کیسے پہنچ گیا"۔۔۔ ساگوری نے چونک کر پوچھا۔

"مادام۔ کوٹھی پر کسی پروفیسر دکھرانی کی نیم پلیٹ موجود ہے۔ اور مادام میرے آدمیوں نے جو معلومات اکٹھی کی ہیں اس سے صرف یہی معلوم ہوا ہے کہ وہ پاکیشیائی روز کلب کے مالک سرو کرم سے دفتر میں جا کر ملا اس کے بعد اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ سرو کرم بدستور دفتر میں موجود ہیں" جوشان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم اس کوٹھی کی نگرانی کرو۔ میں خود وہیں آ رہی ہوں۔ میں دیکھتی ہوں کہ یہ لوگ کہاں غائب ہوئے تھے" ——— ساگوری نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور رکھنے کی بجائے صرف کریڈل دبایا اور کریڈل چھوڑ کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"روز کلب" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس بلیک کیٹ سپیکنگ۔ سرو کرم سے بات کراؤ" ——— ساگوری نے درشت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ یس مادام۔ ہولڈ آن کیجئے" ——— دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"وکرم بول رہا ہوں" ——— بولنے والے کے لہجے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ معزز آدمی ہے۔

"سرو کرم۔ میں بلیک کیٹ بول رہی ہوں" ——— ساگوری نے اُسی طرح درشت لہجے میں کہا۔ بلیک کیٹ کے روپ میں وہ ہمیشہ اسی طرح درشت لہجے میں بولتی تھی جیسے کوئی کھٹکنی بلی غرا رہی ہو۔

"یس مادام۔ کیسے فون کیا" ——— وکرم نے اُسی طرح بھاری لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سرو کرم۔ آپ سے ایک پاکیشیائی جو اپنا نام سلطان پاکو برا بتاتا ہے دفتر میں آ کر ملا ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا ہے۔ سیکرٹ سروس اس پاکیشیائی کو تلاش کر رہی ہے۔ آپ نے اُسے کہاں چھپایا ہوا ہے" ——— ساگوری نے اُسی طرح درشت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ایک پاکیشیائی میرے پاس آیا تھا۔ وہ پاکیشیا میں میرے ایک لینڈ لارڈ دوست سر رحمان کے بیٹے کا ریفرنس لے کر آیا تھا۔ اُسے امداد کی ضرورت تھی۔ میں نے اس کی مدد کر دی۔ کیونکہ سر رحمان سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں۔ اور وہ واپس چلا گیا۔ اس سے زیادہ مجھے معلوم نہیں ہے" ——— سرو کرم نے اُسی طرح بھاری اور مطمئن لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین ہے سرو کرم کہ آپ جھوٹ نہیں بول رہے ہوں گے لیکن سوچ لیں کہ اگر بعد میں آپ کی رپورٹ غلط ثابت ہوئی تو نتیجہ آپ کے حق میں اچھا نہیں نکلے گا" ——— ساگوری نے درشت لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں مادام۔ ایسی کوئی بات نہیں" ——— دوسری طرف سے سرو کرم نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں کہا اور ساگوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک کار میں بیٹھی ایلسان کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ وہ خود کار کی عقبی سیٹ پر تھی جب کہ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک مقامی نوجوان تھا۔ تھوڑی دیر بعد کار کالونی میں داخل ہوئی اور ایک

سڑک کی سائیڈ سے گھوم کر ایک پتلی سی سڑک پر چلتی ہوئی ایک کوٹھی کے
سامنے رک گئی۔ کوٹھی کے گیٹ پر ایک سو ساٹھ کا نمبر اور پروفیسر دکھرانی
کی نیم پلیٹ صاف نظر آ رہی تھی۔ کار رکتے ہی ساگوری جیسے ہی نیچے اتری
ایک طرف سے ایک لمبا تڑنگا اور خاصا دیوہیکل جسم کا مالک نوجوان تیز تیز
قدم اٹھاتا قریب آ گیا۔

"کیا رپورٹ ہے جوشان" ___ ساگوری نے اس نوجوان سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"مادام۔ پروفیسر دکھرانی ابھی واپس آیا ہے۔ اس نے پولیس کو فون
کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے سیکرٹ سروس کا حوالہ دے کر
اسے منع کر دیا ہے۔ اب آپ خود اس سے بات کر لیں۔ ویسے وہ بے
خوف زدہ معلوم ہو رہا ہے" ___ جوشان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا آؤ۔ اس سے تہہ خانوں کے بارے میں معلوم ہو جائے گا"
ساگوری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے پھاٹک کی طرف
جو آدھے سے زیادہ کھلا ہوا تھا۔ اور پھر ایک سفید بالوں والا منحنی سا
آدمی بڑے پریشانی کے عالم میں برآمدے میں ٹہلتا ہوا نظر آیا۔ ساگوری
اور جوشان کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک کر رک گیا۔

"آپ پروفیسر دکھرانی ہیں۔ میرا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے"
ساگوری نے قریب جا کر اسی طرح درشت لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ میں پروفیسر دکھرانی ہوں۔ میں یونیورسٹی ایک تق
گیا ہوا تھا۔ گھر میں ملازم اکیلا تھا اب آیا ہوں تو اس ملازم کی لاش
لان میں پڑی ہوئی ہے۔ میں پولیس کو فون کرنا چاہتا تھا لیکن انہوں

روک دیا کہ سیکرٹ سروس انکوائری کرنا چاہتی ہے۔ اور اب آپ
تشریف لائی ہیں۔ میں تو سیدھا سادھا آدمی ہوں مادام۔ میرا سیکرٹ
سروس وغیرہ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ ویسے میں نے چیک کر لیا ہے۔
کوٹھی میں کسی چیز کو نہیں چھیڑا گیا" ___ پروفیسر دکھرانی نے تیز تیز لہجے
میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"سنو پروفیسر۔ اگر تم پوری طرح تعاون کرنے کا وعدہ کرو تو تمہیں
کچھ نہیں کہا جائے گا ورنہ تمہاری کوٹھی کو چونکہ ملک کے دشمنوں نے
استعمال کیا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی ملک دشمنی کے الزام میں گرفتار
کیا جا سکتا ہے اور گولی بھی ماری جا سکتی ہے" ___ ساگوری کا لہجہ بے حد
کرخت ہو گیا۔

"مم ___ مم ___ میں نے تو کچھ نہیں کیا۔ میں تو پروفیسر ہوں۔ میں
ملک دشمن نہیں ہوں۔ میں نے تو آٹان کی عظمت پر باقاعدہ مقالہ لکھا
ہے" ___ پروفیسر ساگوری کی بات پر اس قدر گھبرا گیا کہ اس کے
جواب میں ربط ہی نہ رہا۔

"تم نے اپنی کوٹھی میں تہہ خانے بنا رکھے ہیں۔ جہاں تم ملک دشمنوں کو
پناہ دیتے ہو" ___ ساگوری نے سرد لہجے میں کہا۔

"تہہ خانے اور میری کوٹھی میں۔ بالکل نہیں۔ میری کوٹھی میں تو ایک
بھی تہہ خانہ نہیں۔ آپ بے شک دیکھ لیں" ___ پروفیسر نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساگوری کو اس کے لہجے سے ہی یقین آ گیا
کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"مادام۔ میں نے پوری کوٹھی چیک کر لی ہے۔ پائیں باغ میں دیوار کے

ساکھ لیے نشانات موجود ہیں جیسے وہاں کوئی کودا ہو"۔۔۔۔۔ اُسی لمحے جوشان نے قریب آکر کہا وہ اس دوران کوٹھی کے اندر چلا گیا تھا۔

"اوہ کہاں۔ دکھاؤ مجھے"۔۔۔۔۔ ساگوری نے چونک کر کہا اور پھر وہ جوشان کے ساتھ چلتی ہوئی پروفیسر کی کوٹھی کے عقبی حصے میں پہنچ گئی۔

"اوہ واقعی۔ پروفیسر یہ ملحقہ کوٹھی کس کی ہے"۔۔۔۔۔ ساگوری نے اپنے پیچھے کھڑے پروفیسر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سردکرم کے کسی ملازم کی تھی جناب ۔ان کا شاید ڈرائیور تھا۔ لیکن اب تو کافی عرصے سے خالی پڑی ہوئی ہے۔ وہ ڈرائیور ایک حادثے میں ہلاک ہو گیا تھا"۔۔۔۔۔ پروفیسر دکھرانی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اب بات سمجھ میں آ گئی۔ یہ لوگ ادھر سے کود کر اس کوٹھی میں داخل ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔ ساگوری نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دیوار کی طرف دوڑی۔ دیوار کے قریب جا کر اس نے جمپ لیا اس کے ہاتھ ایک لمحے کے لئے دیوار کے کنارے پر نظر آئے دوسرے لمحے اس کا جسم کسی شعبدہ باز کی طرح فضا میں اٹھتا ہوا دیوار پر جا کر ٹک گیا۔ ایک لمحہ بعد وہ دوسری طرف کود چکی تھی۔ اس کے دوسری طرف کودتے ہی جوشان نے بھی دوڑتے ہوئے جمپ لیا اور دیوار پر ایک لمحے کے لئے رک کر وہ بھی دوسری طرف کود گیا۔ دوسری طرف کودتے ہوئے اُسے پروفیسر دکھرانی کی حیرت سے پھٹی ہوئی آنکھیں صاف دکھائی دی تھیں۔

"آؤ میرے ساتھ"۔۔۔۔۔ ساگوری نے جیکٹ کی جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔ اور وہ سائیڈ گلی کی طرف دوڑ پڑی۔ جوشان بھی اس کے پیچھے تھا۔ عمارت پر مکمل سکوت طاری تھا۔ جیسے ہی ساگوری فرنٹ پر

پہنچی اس کی نظریں پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی پر پڑیں جو آدھی کھلی ہوئی تھی۔ اور اسے دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ جو کوئی بھی تھا وہ یہاں سے جا چکا ہے لیکن وہ تیز تیز قدم اٹھاتی برآمدے سے ہوتی ہوئی راہداری میں پہنچی تو ایک کمرے کا دروازہ اُسے کھلا ہوا ملا۔ اس میں سے روشنی بھی باہر نکل رہی تھی۔ ساگوری ریوالور ہاتھ میں پکڑے بڑے محتاط انداز میں اس کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرہ خالی تھا۔ لیکن آگے بڑھتے ہی وہ بُری طرح چونک پڑی۔ کیونکہ کمرے میں موجود بیڈ کی دوسری طرف اُسے ایک ایکریمی قالین پر پڑا نظر آ گیا تھا۔ اس ایکریمی کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور وہ مر چکا تھا۔ اس کے سینے میں گولی کا سوراخ صاف نظر آ رہا تھا جس سے خون بہہ کر قالین میں جذب ہو گیا تھا۔

"اوہ مادام۔ یہ تو البرٹ ہے۔ روگر کا چیف اسسٹنٹ۔ اس فلپ کے ساتھ آیا تھا۔ اور فلپ واپس اکیلا گیا"۔۔۔۔۔ جوشان نے بھی البرٹ کی لاش دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں یہ سارا گورکھ دھندہ سمجھ گئی ہوں وہ سلطان سردکرم سے ملا۔ سردکرم نے اُسے یہاں چھپا دیا۔ اس فلپ اور البرٹ کو اس کی یہاں موجودگی کا پتہ چل گیا۔ وہ عقبی کوٹھی کے راستے اندر داخل ہوئے ملازم کو انہوں نے گولی مار دی۔ یہاں آ کر یقیناً اس سلطان سے ان کی جھڑپ ہوئی جس میں البرٹ مارا گیا۔ اور فلپ دوبارہ عقبی کوٹھی کے راستے فرار ہونے پر مجبور ہو گیا۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی ہوئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ فلپ کے جانے کے بعد وہ سلطان بھی یہاں سے نکل گیا"۔۔۔۔۔ ساگوری نے باقاعدہ صورت حال کا تجزیہ کرتے

ہوئے کہا۔

" یس مادام ۔ بالکل ایسا ہی ہوا ہے ۔ ویسے یہ سلطان انتہائی تیز طرار آدمی ثابت ہوا ہے " ۔۔۔۔ جوشان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اس کے باوجود اس کا اصرار ہے کہ وہ پاکیشیا کا ایک عام سا بدمعاش ہے " ۔۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں ایک طرف کونے میں تپائی پر پڑے ہوئے ٹیلی فون پر پڑیں تو وہ چونک کر آگے بڑھی اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" روز کلب " ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

" چیف آف سیکرٹ سروس بلیک کیٹ سپیکنگ ۔ سر وکرم سے بات کراؤ " ۔۔۔۔ ساگوری نے تیز لہجے میں کہا۔

" سر وکرم تو اپنی رہائش گاہ جا چکے ہیں " ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" زمین میں دفن ہو گئے ہوں تب بھی ان سے بات کراؤ " ۔۔۔۔ ساگوری نے غراتے ہوئے کہا۔

" اوہ یس مادام ۔ ہولڈ آن کریں " ۔۔۔۔ دوسری طرف سے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" ہیلو ۔۔۔ وکرم اٹنڈنگ " ۔۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رسیور پر سر وکرم کی قدرے جھنجلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

" سر وکرم آپ نے مجھے پہلے غلط رپورٹ دی تھی آپ نے

ایلسان کالونی کی اس کوٹھی میں چھپا رکھا تھا جہاں پہلے آپ کا کوئی ڈرائیور رہتا تھا۔ میں اس وقت اسی کوٹھی سے بول رہی ہوں " ۔۔۔۔ ساگوری نے غراتے ہوئے کہا۔

" ایلسان کالونی کی کوٹھی ۔ میرے ڈرائیور کی کوٹھی ۔ مجھے تو معلوم نہیں ۔ اور میں نے ذاتی طور پر آپ سے کوئی غلط بیانی نہیں کی تھی ۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ وہ آدمی پاکیشیا میں میرے ایک لینڈ لارڈ دوست سر رحمان کے بیٹے علی عمران کا ریفرنس لے کر آیا تھا۔ اور مدد چاہتا تھا۔ میں یہی سمجھا کہ اسے رقم کی ضرورت ہو گی ۔ اس لئے میں نے اسے اپنے مینجر کے پاس بھیج دیا اور اسے کہہ دیا کہ جو امداد یہ مانگے اس کی کر دی جائے ۔ ہو سکتا ہے کہ مینجر نے اسے اس کوٹھی میں پہنچایا ہو ۔ مجھے تو ذاتی طور پر اس کوٹھی کا بھی علم نہیں ہے ۔ جائیداد کے تمام معاملات میرا مینجر ہی نمٹاتا ہے " ۔۔۔۔ سر وکرم نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ نے کیا نام بتایا اپنے لینڈ لارڈ دوست کے بیٹے کا علی عمران ہی بتایا ہے ناں " ۔۔۔۔ ساگوری نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" ہاں ۔ علی عمران ہی اس کا نام ہے ۔ سر رحمان ۔ پاکیشیا میں سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں ۔ ویسے وہ جدی پشتی لینڈ لارڈ ہیں ۔ علی عمران ان کا بیٹا ہے ۔ میں جب بھی پاکیشیا جاتا ہوں تو سر رحمان کے ہاں ہی ٹھہرتا ہوں ۔ لیکن یہ عمران وہاں نہیں رہتا ۔ البتہ کبھی کبھار اس سے ملاقات ہو جاتی ہے ۔ بے حد خوش مزاج نوجوان ہے " ۔۔۔۔

سر دکرم نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"خوش مزاج ہے یا احمق ہے" ـــــ ساگوری نے سخت لہجے میں کہا۔ اُسے عمران کی وہ اوٹ پٹانگ گفتگو یاد آگئی تھی جو اس نے اس سے فون پہ کی تھی۔

"اوہ مادام۔ سر رحمان بھی اُسے احمق ہی کہتے ہیں۔ اور وہ باتیں بھی احمقوں جیسی ہی کرتا ہے۔ لیکن پاکیشیا کے وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان اُسے انتہائی ذہین کہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ مسخری اور احمقانہ باتیں صرف دوسروں کو تنگ کرنے کے لئے کرتا ہے ورنہ دراصل وہ بے حد ذہین لڑکا ہے۔ بہرحال میں اس معاملے میں زیادہ گہرائی میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ میری تو ایک دو بار ہی اس سے ملاقات ہوئی ہے" ـــــ سر دکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس پاکیشیائی نے آپ کو کس قسم کا ریفرنس دیا تھا۔ کہ آپ کو یقین آگیا کہ یہ عمران کا ہی بھیجا ہوا ہے" ـــــ ساگوری نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"اوہ۔ دراصل پہلے اس عمران کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ میں ایک آدمی بھیج رہا ہوں۔ اس کا نام ٹائیگر ہے۔ اس کی امداد کی جائے۔ اس کے بعد وہ آدمی آیا" ـــــ سر دکرم نے جواب دیا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ شکریہ" ـــــ ساگوری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تو یہ اس عمران کا ہی آدمی ہے۔ اس لئے مجھے کہہ رہا تھا کہ میں اس کی بات عمران سے کرا دوں اور اس کا اصل نام بھی کیا ہے۔ کبھی

سلطان۔ کبھی کوبرا۔ اور اب یہ ٹائیگر نام سامنے آیا ہے" ـــــ ساگوری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ اب کیا کرنا ہے" ـــــ جوشان نے جو اس دوران خاموش کھڑا تھا پوچھا۔

"جا کر کار ادھر لے آؤ۔ اور سنو۔ اس بے چارے پروفیسر کو بھی تسلی دے دو۔ وہ بوڑھا آدمی خواہ مخواہ پریشان ہو رہا ہے۔ پولیس کو فون کر کے بھی کہہ دینا کہ وہ اسے تنگ نہ کریں۔ میں اس دوران اس کوٹھی کی مکمل اور تفصیلی تلاشی لینا چاہتی ہوں" ـــــ ساگوری نے کہا۔ اور جوشان سر ہلاتا باہر کی طرف چل پڑا۔

آٹان کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر بین الاقوامی روٹ کے جہاز کی آمد کی وجہ سے خاصی گہما گہمی نظر آ رہی تھی۔ عمران بھی ایکریمین میک اپ میں جہاز سے اترا تھا۔ اور اب اس کا سامان وغیرہ چیک کیا جا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد جب وہ کلیرنس سے فارغ ہوا تو اپنا بریف کیس اٹھائے وہ آؤٹ گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ ایئرپورٹ پر مقامی افراد کے ساتھ ساتھ تقریباً ہر ملک کے سیاح بھی موجود تھے۔ جن میں ایکریمینز کی تعداد قدرے زیادہ تھی۔ کیونکہ پوری دنیا میں سیاحت کا سب سے زیادہ شوق ایکریمینز میں ہی پایا جاتا تھا۔ عمران آؤٹ گیٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک مقامی نوجوان تیزی سے قدم بڑھاتا اس کے قریب آیا۔ اس کے جسم پر ٹیکسی ڈرائیوروں جیسا لباس تھا۔

"آپ کا نام لارنس ہے" ——— مقامی نے قریب آ کر کہا۔

"لارنس آف عریبیا نہ سمجھ لینا۔ صرف لارنس ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام رامن ہے۔ مجھے سرد کرم نے بھیجا ہے۔ میرے ساتھ آیئے" نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے ہاتھ سے بریف کیس لے لیا۔

"پائے بھی ساتھ بھیجے ہیں یا صرف سر ہی سر بھیجا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی۔ کیا مطلب ——— پائے کیا" ——— رامن نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اوہ واقعی پائے تمہاری سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ میرا مطلب تھا کہ ہمارے ہاں فٹ کو پائے کہتے ہیں اور فٹ اور سر دونوں مل کر بڑی لذیذ ڈش بناتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ عام طور پر سر تو خالی ہی ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں تو بھس بھرا ہوتا ہے" ——— عمران کی زبان رواں ہو گئی اور رامن بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

چند لمحوں بعد عمران اس کی ٹیکسی میں بیٹھا ہوا تھا اور ٹیکسی دارالحکومت بانکوک کی فراخ سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔

"جناب باس نے مجھے کہہ دیا تھا کہ راستے میں آپ کو ضروری حالات سے آگاہ کر دوں۔ باس نے بتایا ہے کہ آپ کے آدمی ٹائیگر کو ایک کوٹھی میں رکھا گیا۔ باس انہیں خود وہاں چھوڑ آئے اس کے بعد آٹان سیکرٹ سروس کی چیف مادام بلیک کیٹ نے فون پر باس سے پوچھا کہ اس پاکیشیائی کو کہاں چھپایا گیا ہے۔ لیکن باس نے اُسے ٹال دیا۔ پھر بلیک کیٹ نے دوبارہ اُسی کوٹھی سے فون کیا جہاں

آپ کے آدمی کو چھپایا گیا تھا۔ جس پر باس چونک پڑا۔ بہرحال انہیں بلیک کیٹ کو تفصیل بتانی پڑی۔ جس میں علی عمران کا نام بھی آیا۔ اس پر بلیک کیٹ چونک پڑی تھی۔ اور اس نے باس سے پوچھا تھا کہ کیا علی عمران وہی آدمی ہے جو احمق ہے۔ باس نے وضاحت کر دی کہ علی عمران احمق نہیں ہے اس پر بلیک کیٹ نے فون بند کر دیا۔ باس نے اس کوٹھی کو چیک کرایا تو وہاں ایک ایکریمین کی لاش پڑی ہوئی تھی جس کے سینے میں گولی ماری گئی تھی۔ اس کے بعد اس پاکیشیائی کا فون باس کو ملا جس میں اس نے باس پر الزام لگایا کہ اس نے ایکریمینز کو اس کی مخبری کی ہے۔ اس پر باس نے اس کی تسلی کرائی اور پھر اُسے ایک اور خفیہ جگہ کا پتہ بتا دیا۔ جس کا علم سوائے باس کے اور کسی کو بھی نہیں۔ چنانچہ وہ پاکیشیائی وہاں چلا گیا۔ اس کے بعد آپ کی آمد کی اطلاع ملی اور تب باس نے مجھے ٹیکسی ڈرائیور کے روپ میں یہاں بھیجا اور حکم دیا کہ میں آپ کو اس خفیہ اڈے پر پہنچا دوں۔ باس نے روانگی کے وقت مجھے اس اڈے کا پتہ بتایا ہے۔ پہلے مجھے بھی معلوم نہ تھا ۔۔۔۔ رامن نے ٹیکسی چلاتے ہوئے تفصیل بتائی اور عمران نے سر ہلا دیا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہارے باس کی ہر بات دوسروں تک پہنچ جاتی ہے۔ وہ ایکریمینز بھی وہاں پہنچ گئے اور پھر بلیک کیٹ بھی۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب میں آگیا ہوں خود ہی سنبھال لوں گا "۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔ رامن نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش رہا۔

ٹیکسی اب ایک ایسی سڑک پر دوڑ رہی تھی جو شہر سے باہر جاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ اس پر دور دور تک گھنے جنگلات پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی مڑ کر ایک سائیڈ روڈ پر دوڑنے لگی۔ یہ سڑک گھنے جنگل کے اندر جا رہی تھی اور پھر تقریباً دس منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد جنگل کے اندر ایک چھوٹی سی خاکی رنگ کی عمارت نظر آنے لگی۔

" یہ عمارت لکڑی کے سٹور کے لئے بنائی گئی ہے "۔۔۔۔ رامن نے کہا اور عمارت کے کھلے پھاٹک میں سے کار اندر لے گیا۔

عمارت واقعی کچھ زیادہ بڑی نہ تھی اور کافی قدیم لگتی تھی۔ برآمدے کے سامنے جا کر رامن نے کار روکی اور پھر وہ دونوں ہی کار سے نیچے اتر آئے۔ رامن نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اس پر موجود ایک بٹن دبا دیا۔

" میں رامن بول رہا ہوں۔ مسٹر ٹائیگر، پاکیشیا سے جو مہمان آئے تھے انہیں ساتھ لے آیا ہوں "۔۔۔۔ رامن نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

" میری ان سے بات کراؤ "۔۔۔۔ آلے میں سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور رامن نے سر ہلاتے ہوئے آلہ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

" میں نے تو سنا تھا کہ ٹائیگر جنگل کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے جنگل میں شاہانہ انداز میں گھومتا رہتا ہوگا۔ لیکن تم تو کسی تہہ خانے میں چھپے ہوئے ہو "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی اصل آواز میں کہا۔

" اوہ عمران صاحب۔ آپ۔ او۔ کے۔ میں آ رہا ہوں "۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور عمران نے بٹن

آف کر کے آلہ رامن کی طرف بڑھا دیا۔

"یہاں کوئی کار وغیرہ بھی ہے یا یہاں سے پیدل شہر جانا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب میں تو پہلی بار یہاں آیا ہوں مجھے تو یہ ساری باتیں باس نے باقاعدہ بریف کی تھیں"۔۔۔۔ رامن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ اور اُسی لمحے برآمدے میں ٹائیگر نمودار ہوا۔ وہ اس وقت اپنے اصل چہرے میں تھا۔ اس کے جسم پر چست لباس تھا۔ اور کاندھے سے ایک مشین گن لٹک رہی تھی۔

"آپ کے حکم نے مجھے چھپنے پر مجبور کر رکھا تھا جناب ورنہ ٹائیگر اس طرح نہیں چھپ سکتا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے قریب آتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے رامن۔ تم اب جاؤ۔ یہاں فون تو ہوگا ہی"۔۔۔۔ عمران نے رامن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس ہے۔ نیچے تہہ خانے میں ہے"۔۔۔۔ رامن کی بجائے ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ٹائیگر کے ساتھ عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ رامن دوبارہ ٹیکسی کار میں جا بیٹھا۔

ٹائیگر عمران کو ساتھ لئے ایک تہہ خانے میں آ گیا۔ اس تہہ خانے میں بیڈ کے علاوہ کھانے پینے کا تمام سامان ٹیلی فون اور میز اور کرسیاں موجود تھیں۔

"ہاں اب مجھے سرد کرم والی کوٹھی میں ہونے والی جھڑپ کی تفصیل

بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو سرد کرم نے پہلے ہی آپ کو بریف کر دیا ہے۔ میں سرد کرم سے ملا تو وہ خود مجھے ایلسان کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں چھوڑ گئے۔ کوٹھی میں میرے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا۔ اور سرد کرم نے بتایا تھا کہ یہ ایک خفیہ اڈہ ہے۔ چنانچہ میں مطمئن ہو گیا۔ لیکن پھر میں غسل کر کے باتھ روم سے باہر آیا کہ دو ایکریمین باتھ روم کے دروازے کی سائیڈوں پر موجود تھے ......"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ان دونوں سے ہونے والی باتیں اور جھڑپ کی تفصیل بتا دی۔

"فلپ کے فرار ہو جانے کے بعد میں بھی کوٹھی سے باہر آ گیا۔ لیکن چونکہ آپ نے کہا تھا کہ میں آپ کی آمد تک وہیں رہوں۔ اس لئے سرد کرم سے رابطہ ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے انہیں کال کیا۔ تو وہ بھی اس کوٹھی پر ان ایکریمینز کے حملے کی بات سن کر بے حد حیران ہوئے بہر حال انہوں نے مجھے فون پر ہی تفصیل سے یہ پتہ سمجھایا اور پھر ان کا ایک آدمی کار لے کر آیا اور مجھے یہاں چھوڑ گیا۔ اس کے بعد آپ آئے ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"تو یہ فلپ اپنے آپ کو زیرو ایجنٹ بتا رہا تھا۔ بہت خوب۔ واقعی امن کے لئے کام کرنے والوں کو زیرو ہی ہونا چاہیئے۔ اس لئے وہ بھاگ بھی گیا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بھی ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے باس۔ وہ یہ کنفرم کرنا چاہتا تھا کہ کیا میں نے اس روگر سے محل وقوع معلوم کر لیا ہے یا نہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں۔ وہ یقیناً اس ڈوگر کی جگہ آیا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ اب تمہیں تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اس لیبارٹری کے ارد گرد کے علاقے کی حفاظت بھی کر رہا ہو گا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

" تو اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

" تمہارا فون ملنے کے بعد تو میں یہی سمجھا تھا کہ وہ ایکریمین ایجنٹ ختم ہو چکا ہے اور اس ساگوری یا بلیک کیٹ کو بھی لیبارٹری کے محل وقوع کا علم نہیں ہے۔ لیکن اب ڈوگر کی جگہ فلپ نے لے لی ہے اور وہ ایک بار پھر تم تک پہنچ گیا تھا۔ اس لئے اب یہ دونوں گروپس اپنے اپنے طور پر تمہیں نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ فلپ اس لئے تاکہ اگر تم نے محل وقوع معلوم کر لیا ہے تو تمہیں ختم کر کے یہ معلومات آگے جانے سے روک دی جائیں اور وہ ساگوری شاید تم سے یہ محل وقوع معلوم کرنا چاہتی ہے۔ کیوں معلوم کرنا چاہتی ہے۔ اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ اتنی بڑی لیبارٹری آٹان کے اعلیٰ حکام کے علم میں آئے بغیر نہیں بنائی جا سکتی۔ اور ساگوری کو بہرحال آٹان حکومت کے مفادات عزیز ہوں گے۔ اس لئے وہ اس لیبارٹری کا محل وقوع تم سے معلوم کر کے کیا حاصل کرنا چاہتی ہے۔ یہ بات واضح نہیں ہے۔ چیف ایکسٹو نے مجھے یہاں اکیلا اس لئے بھیجا ہے کہ ٹیم کے ساتھ آنے سے بھیڑ بھاڑ ہو جاتی اور یہاں اس چھوٹے سے شہر میں ہم آسانی سے ٹریس کر لئے جاتے۔ ہم دونوں آسانی سے ان کی نظروں سے بچ کر مشن مکمل کر سکتے ہیں۔ سر ورکرم کو درمیان میں اس لئے ڈالا گیا تھا کہ سر ورکرم کسی طرح بھی مشکوک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے وہ آسانی سے ہمیں مطلوبہ سامان اور دیگر سہولیات مہیا کر

سکتے ہیں لیکن یہاں پہنچ کر مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ سر ورکرم ایک کمزور آدمی ہے۔ وہ اپنے کسی اقدام کو خفیہ نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے اب اس سے مزید کوئی مدد لینا خودکشی کرنے کے مترادف ہو جاتا ہے۔ اور لیبارٹری صرف خالی ہاتوں یا مشین گنوں کی گولیوں سے نہیں تباہ کی جا سکتی۔ اس لئے اب دو صورتیں ہیں یا تو پاکیشیا سے سیکرٹ سروس کو مع ضروری سامان کے منگوایا جائے یا پھر اس ساگوری کو ٹٹولا جائے کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ اگر وہ لیبارٹری تباہ کرنا چاہتی ہے تو پھر اُسے آسانی سے استعمال کیا جا سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن باس۔ کیا حکومت آٹان اس لیبارٹری کو تباہ کرنے پر رضامند ہو جائے گی" ۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا وہ اس فلپ کے ساتھ مل کر لیبارٹری کی حفاظت کرے گی یا پھر ہمارے ساتھ مل کر اسے تباہ کرے گی۔ اس لئے اس بات کی وضاحت پہلے ضروری ہے۔ ذرا فون اٹھا لاؤ۔ میں اس سے بات کر ہی لوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک طرف پڑا ہوا فون اٹھا کر اس نے عمران کے سامنے والی چھوٹی تپائی پر رکھ دیا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" کیا آپ کو ساگوری کے نمبر معلوم ہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے حیران ہو کر پوچھا۔

" آنے سے پہلے میں نے ایکسٹو سے پوچھ لئے تھے" ۔۔۔ عمران نے

جواب دیا اور ٹائیگر نے سر ملا دیا۔

"یس ۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بلیک کیٹ سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے ڈپٹی چیف آف سیکرٹ سروس اسلم بول رہا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے ایک اجنبی سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ۔۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ساگوری کی آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ خاصا درشت تھا۔

"یس۔ بلیک کیٹ۔ چیف آف سیکرٹ سروس آٹان اٹنڈنگ" ساگوری کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا عنصر بھی موجود تھا۔

"مادام۔ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ڈپٹی چیف اسلم بول رہا ہوں۔ ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ آٹان میں ایکریمیا کی ایک خفیہ لیبارٹری موجود ہے۔ جس کا علم حکومت آٹان کو بھی نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک فری لانسر ایجنٹ علی عمران کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنا ایک آدمی وہاں بھیجا تھا۔ اب اس علی عمران نے اطلاع دی ہے کہ ایسی لیبارٹری واقعی وہاں موجود ہے۔ میں سرکاری طور پر آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت آٹان کا اس لیبارٹری کے بارے میں کیا موقف ہے۔ اگر آپ کو معلوم نہ ہو تو پھر سرکاری طور پر وزیر اعظم آٹان سے بات کی جائے" ۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"حکومت آٹان کو بھی اس کا علم ہے۔ اور مجھے بھی۔ اور تمہارے اس ایجنٹ کو بھی۔ میں نے صرف اس لئے اب تک ہلاک نہیں کیا کہ مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ورنہ میں اسے آٹان میں داخل ہوتے ہی گولی سے اڑا دیتی۔ ویسے آپ لوگوں نے اپنے آپ کو شاید آٹان کا حاکم سمجھ لیا ہے کہ ہم سے پوچھے بغیر آپ ہمارے ملک میں کام کرتے پھر رہے ہیں" ۔۔۔۔ ساگوری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"مادام۔ اس علی عمران نے چیف سے بات کی تھی کہ آپ کو ختم کرا دیا جائے۔ کیونکہ علی عمران کے آدمی نے اسے کال کر کے بتایا تھا کہ آپ نے اس کے آدمی پر تشدد کر کے اس سے لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس آدمی نے آپ کو اور آپ کے ساتھی کو بے ہوش کر کے آپ کے ہی فون پر عمران سے بات کی کہ آپ کا اس کے متعلق آئندہ اقدام کیا ہونا چاہئے۔ جس پر اس علی عمران نے چیف سے بات کی تو چیف نے اسے منع کر دیا کہ آپ ہمارے دوست ملک کی سیکرٹ سروس کی چیف ہیں اس لئے آپ کو کچھ نہ کہا جائے بلکہ آپ سے تعاون کیا جائے۔ اس پر وہ آدمی آپ کو اسی بے ہوشی کے عالم میں چھوڑ کر چلا گیا۔ ورنہ اس کے لئے یہ بات بے حد آسان تھی کہ آپ کے جسم میں مشین گن کی گولیوں کا ایک برسٹ اتار دیتا۔ اس بات سے آپ خود سوچ لیں کہ ہمارے دل میں آپ کے لئے کس قدر نرم گوشہ موجود ہے۔ اور اب بھی چیف کے حکم پر میں آپ سے بات کر رہا ہوں کیونکہ اطلاعات ملی ہیں کہ ایکریمین گروپ اس لیبارٹری

کو بچانے کے لئے ہمارے آدمیوں کے خلاف حرکت میں آیا ہوا ہے۔ آپ واضح طور پر ہمیں بتا دیں کہ آپ اپنا وزن کس طرف ڈالیں گی۔ لیبارٹری کی حفاظت والے پلڑے میں یا اس کی تباہی والے پلڑے میں۔ تاکہ آئندہ کے ہمارے تمام اقدامات اسی حساب سے ترتیب دیئے جا سکیں۔ ویسے یہ بتا دوں کہ اس لیبارٹری میں انتہائی مہلک ترین ہتھیار تیار کیا جا رہا ہے اور یہ ہتھیار اسرائیل ایکریمیا کے ذریعے تیار کرا رہا ہے۔ اگر یہ ہتھیار تیار ہو گیا تو اس کی رینج میں آٹان بھی آ سکتا ہے۔ بہرحال یہ آپ کی حکومت کی مرضی ہے جو فیصلہ وہ چاہے کر لے۔ میں دس منٹ بعد پھر فون کروں گا۔ آپ اپنی حکومت سے اس سلسلے میں واضح فیصلہ لے لیں" ——— عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے اس بے چاری کی ساری اکڑفوں نکال دی۔ آخر وہ سیکرٹ سروس کی چیف ہے" ——— ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ مجھ پر چاہے جتنا رعب جما لیتی۔ لیکن وہ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس پر ہی رعب ڈالنے لگ گئی تھی اور کم از کم یہ بات ناقابل برداشت ہے" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹائیگر کے ہونٹ بھینچ گئے اُسے احساس ہو گیا تھا کہ عمران ملک اور اس کے اداروں کی عزت کے بارے میں کس قدر حساس ہے کہ اس بارے میں مذاق بھی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے وہ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر بھی تکدر کے تاثرات ویسے ہی موجود تھے۔ پھر دس منٹ بعد اس نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"بلیک کیٹ سے بات کراؤ۔ میں ڈپٹی چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس بول رہا ہوں" ——— عمران کا لہجہ خاصا سرد تھا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ساگوری کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"یس۔ بلیک کیٹ اٹنڈنگ" ——— ساگوری کا لہجہ بھی خاصا سخت تھا۔

"کیا فیصلہ کیا ہے آپ نے اور آپ کی حکومت نے" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"فیصلہ آپ کے خلاف ہے اور میری مرضی سے ہوا ہے۔ حکومت کو اس لیبارٹری سے کوئی دلچسپی نہیں وہ تباہ ہوتی ہے یا محفوظ رہتی ہے۔ اس سے آٹان کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن حکومت آٹان کسی بھی ملک یا اس کے ادارے کو اس طرح زبردستی اپنے ملک میں کسی قسم کی تخریبی کارروائی کی اجازت نہیں دے سکتی۔ اس لئے آپ لوگ اس کام سے باز آ جائیں۔ یہ ہمارا کام ہے اور ہم خود ایکریمینوں سے نمٹ لیں گے اور یہ بھی سن لیں کہ اگر آپ لوگوں نے اپنا کوئی آدمی یا ممبر یہاں بھیجا تو اس کی ہلاکت کی ذمہ داری بھی آپ پر ہی ہو گی۔ اُسے کسی بھی ہچکچاہٹ کے بغیر گولیوں سے اڑا دیا جائے گا" ——— ساگوری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ اگر حکومت آٹان لیبارٹری کے ساتھ ساتھ اپنی سیکرٹ

مردس کا بھی خاتمہ چاہتی ہے تو ظاہر ہے یہ اس کا اپنا فیصلہ ہے گڈ بائی"
عمران نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو یہ قصہ تو ختم ہوا۔ ویسے یہ فیصلہ اس احمق عورت کا اپنا ہے۔
بہرحال اب ہم نے اس لیبارٹری کو اکیلے تباہ کرنا ہے۔ یہاں میک اپ
باکس اور لباس وغیرہ ہیں"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے
کہا۔

"یس باس۔ موجود ہیں"۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"چلو پھر میک اپ وغیرہ کر لیں۔ اب مجھے ضروری سامان کا بھی خود
بندوبست کرنا ہوگا۔ اور یہ جگہ بھی فوری طور پر چھوڑنی ہوگی"۔۔۔ عمران
نے کہا اور باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے فلپ نے
رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ فلپ سپیکنگ"۔۔۔ فلپ کے لہجے میں سختی تھی۔

"باس۔ ہم نے اس پاکیشیائی کا کھوج نکال لیا ہے۔ اور اس کے
ساتھ ساتھ ایک اور اہم بات کا بھی پتہ چلا ہے۔ ایک اور پاکیشیائی
ایکریمین میک اپ میں بھی ہوائی اڈے سے وہاں پہنچا ہے۔ اور
اسے عمران کا نام لے کر بھی پکارا گیا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے
ایک پرجوش مردانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ ویری گڈ۔ راسپ۔ پوری تفصیل بتاؤ"۔۔۔ فلپ کی آنکھوں
میں یہ رپورٹ سن کر تیز چمک ابھر آئی تھی۔ کیونکہ جب سے وہ اس
پاکیشیائی کی گرفت سے فرار ہو کر واپس آیا تھا۔ یہ پہلی کام کی
اطلاع تھی۔ ورنہ اب تک اسے مسلسل ناکامی کی ہی رپورٹیں مل رہی

تھیں۔ حالانکہ اس نے فوری طور پر اس کوٹھی پر بھی ریڈ کر دیا تھا لیکن وہ کوٹھی خالی تھی۔ وہاں البرٹ کی لاش بھی موجود تھی۔ وہ پاکیشیائی جا چکا تھا۔ اس کے بعد اس پاکیشیائی کی تلاش شروع کر دی گئی۔ سر دوکرم کی بھی نگرانی کی گئی۔ لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا تھا۔ اور اب پہلی بار یہ اطلاع ملی تھی کہ نہ صرف اس پاکیشیائی کا کھوج نکال لیا گیا ہے بلکہ وہ عمران بھی یہاں آ پہنچا ہے۔

"باس ہمارے آدمیوں کو جو ائیر پورٹ کے علاقے میں موجود تھے۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور پر شک پڑا۔ ہمارا ایک آدمی اُسے جانتا تھا۔ وہ سر دوکرم کا خاص ڈرائیور رامن تھا۔ ٹیکسی نہ چلاتا تھا۔ لیکن ائیر پورٹ پر وہ ٹیکسی ڈرائیور کے روپ میں موجود تھا۔ اس کی نگرانی کی گئی تو ائیر پورٹ پر ایک ایکریمین مسافر سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا گیا جو اس وقت ایک فلائٹ سے یہاں پہنچا تھا۔ اس رامن نے اس ایکریمین مسافر کو اپنی ٹیکسی میں بٹھایا اور شہر کی طرف چل پڑا۔ ہمارے آدمیوں نے احتیاط کے نقطہ نظر سے براہِ راست تعاقب کرنے کی بجائے یہ سوچا کہ یہ مسافر اگر مشکوک بھی ہے تو لازماً رامن اسے روز کلب لے جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے روز کلب کے گرد موجود اپنے ساتھیوں کو الرٹ کر دیا۔ مگر بعد ازاں معلوم ہوا کہ رامن اور وہ ایکریمین مسافر وہاں نہیں پہنچے تو اس رامن کو تلاش کیا گیا۔ تو اس کی ٹیکسی سانگ روڈ پر واپس شہر کی طرف آتی ہوئی ملی۔ ٹیکسی خالی تھی۔ اس پر رامن کو اغوا کر کے جنگل میں لے جایا گیا۔ اس پر تشدد ہوا تو اس نے ساری تفصیل بتا دی کہ اسے سر دوکرم نے خاص طور پر ایک مسافر لارنس نامی کو لینے

کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس لارنس کو سانگ روڈ پر گھنے جنگل کے اندر ایک اڈے پر پہنچانا تھا۔ جہاں پہلے سے ایک پاکیشیائی موجود تھا۔ اس مسافر کا نام لارنس بتایا گیا تھا لیکن جب وہ پاکیشیائی باہر آیا تو اس نے اس لارنس کو عمران کا نام لے کر پکارا"۔۔۔۔ دوسری طرف سے رامپ نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اس اڈے کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لی ہیں وہاں کتنے آدمی ہیں۔ کس قسم کی عمارت ہے"۔۔۔۔ فلپ نے پوچھا۔

"یس باس۔ وہاں وہ اکیلا پاکیشیائی ہے اور اب یہ دوسرا ایکریمین وہاں پہنچا ہے۔ وہاں کوئی خفیہ تہہ خانہ ہے۔ جس میں وہ موجود ہوں گے۔ ویسے باہر سے وہ عمارت مکمل طور پر خالی ہی ملے گی"۔۔۔۔ رامپ نے جواب دیا۔

"اس رامن کا کیا کیا"۔۔۔۔ فلپ نے پوچھا۔

"بے پناہ تشدد کی وجہ سے وہ مر چکا ہے باس"۔۔۔۔ رامپ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اب کہاں سے بول رہے ہو"۔۔۔۔ فلپ نے پوچھا۔

"میں شہر کے ایک پبلک فون بوتھ سے جو سانگ روڈ کے اختتام پر ہے"۔۔۔۔ رامپ نے جواب دیا۔

"تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں"۔۔۔۔ فلپ نے پوچھا۔

"چار آدمی ہیں جناب"۔۔۔۔ رامپ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم وہیں رکو۔ میں خصوصی گروپ کے ساتھ آ رہا ہوں۔"

کوئی نشانی بتاؤ تاکہ ہم وہاں پہنچ کر تمہیں ساتھ لے لیں" ــــ فلپ نے
پوچھا۔

"باس مڈوے ہاؤس کائی کلب کے سامنے ہم موجود ہوں گے ہمارے
پاس دو کاریں ہیں" ــــ رامپ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ایک کار میں دو آدمیوں کو وہاں اس اڈے کے قریب
بھجوا دو۔ تاکہ وہ وہاں نگرانی کرتے رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے پہنچنے سے
پہلے ہی وہ لوگ نکل جائیں" ــــ فلپ نے کہا۔

"یس باس" ــــ رامپ نے جواب دیا۔ اور فلپ نے رسیور رکھا
اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس۔ جیکب سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز
سنائی دی۔ جیکب فلپ کا اسسٹنٹ تھا۔ اور فلپ ایکریمیا سے
جیکب کو ہی ساتھ لے آیا تھا۔ اور یہاں اس نے اُسے ایکشن گروپ کا
انچارج بنا دیا تھا۔

"جیکب۔ تم فوراً دو آدمیوں سمیت ایک ریڈ کے لئے تیار ہو
کر پورچ میں پہنچ جاؤ۔ اور ساتھ راکٹ گنیں بھی ساتھ لے لینا۔
میں وہاں آ رہا ہوں۔ کار طاقتور انجن والی لے لینا" ــــ فلپ نے تیز
لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور تقریباً دوڑتا ہوا سائیڈ میں
موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کا نام سن کر وہ انتہائی
پرجوش نظر آ رہا تھا۔ دروازہ کراس کر کے وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں
آیا۔ جو اپنے فرنیچر کے لحاظ سے ریٹائرنگ روم دکھائی دے رہا تھا۔
ایک طرف دیوار میں لوہے کی ایک بڑی سی الماری نصب تھی۔ فلپ

نے الماری کھولی اور اس کے سب سے نچلے خانے میں رکھا ہوا ایک بریف
کیس کھینچ کر اس نے ایک سائیڈ پر موجود میز پر رکھ دیا۔ یہ اس کا ذاتی
بریف کیس تھا جو وہ ایکریمیا سے ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے بریف کیس
کھولا اور اس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک چھوٹا سا پستول
نکال کر پہلے اُسے چیک کیا اور پھر اُسے کوٹ کی اندرونی جیب میں
رکھ کر اس نے بریف کیس کے ایک اور خانے سے زہریلی سوئیاں پھینکنے
والی ایک جدید انداز کی مشین نکالی جو اپنی ساخت کے لحاظ سے گھڑی
کے ڈائل کی طرح تھی۔ لیکن درمیان سے خالی تھی۔ اس کے چاروں طرف
باریک باریک سوراخ تھے۔ اس نے دائیں ہاتھ کی کوٹ کی آستین اوپر کر کے
کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کے ڈائل کے اوپر اسے رکھ کر ذرا سا دبایا تو
وہ مشین ڈائل پر اس طرح فٹ ہو گئی کہ جیسے گھڑی کا ایک حصہ ہو۔ اس
مخصوص مشین سے نکلنے والی سوئی اس قدر پریشر سے نکلتی تھی کہ کوٹ
کا کپڑا بھی اس کی راہ میں رکاوٹ نہ بنتا تھا۔ اور اس کی رینج دس
فٹ تک تھی۔ اس عجیب و غریب مشین سے نکلنے والی سوئی کو درست
نشانے پر پھینکنے کی فلپ نے بڑی طویل پریکٹس کی تھی۔ اور اب وہ اس
میں اس قدر ماہر ہو چکا تھا کہ کلائی کو مخصوص انداز میں معمولی سی حرکت
دینے سے وہ کسی بھی طرف سے سوئی کو نکال کر درست نشانے پر مار سکتا
تھا۔ حتیٰ کہ ہاتھ بندھے ہونے کی صورت میں بھی وہ صرف کلائی کی
حرکت سے اپنا کام سر انجام دے سکتا تھا۔ یہ اس کا مخصوص حربہ
تھا۔ اور آج تک اس حربے کے استعمال میں وہ کبھی ناکام نہ ہوا تھا۔
یہ حربہ ایسا تھا کہ مخالف کو اس کا احساس تک نہ ہوتا تھا کہ کوئی اگر اسے

دیکھ بھی لیتا تو اُسے وہ عام سی گھڑی سمجھنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ سوئیوں کی نوک پر ایسا زہر تھا جو مخالف کو فوری طور پر بے حس کر دیتا اور اس کا شکار ایک گھنٹے تک اسی طرح بے حس رہنے کے بعد خود بخود موت کے منہ میں پہنچ جاتا تھا۔ اس مشین کا کوڈ نام اس نے پن پسٹل رکھا ہوا تھا۔ آستین دوبارہ برابر کر کے اس نے بریف کیس بند کیا اور اسے دوبارہ الماری میں رکھ کر وہ واپس پلٹا اور پھر اس کمرے سے وہ دفتر میں پہنچا اور وہاں سے نکل کر ایک راہداری سے گزرتا ہوا پورچ میں پہنچ گیا جہاں سیاہ رنگ کی ایک طاقتور انجن والی کار کے قریب اس کا ساتھی لمبا تڑنگا جیکب بڑے چوکنے انداز میں کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو مقامی نوجوان کھڑے تھے۔

" تیار ہو ریڈ کے لئے "۔۔۔ فلپ نے جیکب سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس۔ مشین گنیں اور راکٹ گنیں بھی لے لی ہیں "۔۔۔ جیکب نے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

" او کے چلو بیٹھو سٹیرنگ پر "۔۔۔ فلپ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔ جیکب سٹیرنگ پر بیٹھا۔ جب کہ دونوں مقامی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے اور جیکب نے کار کا رخ پھاٹک کی طرف کر دیا۔

" سانگ روڈ پر واقع منڈ دے ہاؤس چلو "۔۔۔ پھاٹک کے درمیان کار پہنچنے پر فلپ نے کہا اور جیکب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار کا رخ دائیں طرف کو موڑ دیا۔ اور چند لمحوں بعد کار انتہائی رفتار سے سڑک پر دوڑتی ہوئی منڈ دے ہاؤس کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

" یہ سر دکرم لازماً پاکیشیا کا ایجنٹ ہے اور اس نے اس پاکیشیائی کو چھپایا ہوا ہے۔ پہلے بھی اس نے مجھ سے غلط بیانی کی ہے۔ لیکن اب ں اس کی روح سے بھی وہ جگہ اگلوا لوں گی جہاں اس نے اس پاکیشیائی کو ھپا رکھا ہے "۔۔۔ ساگوری نے رسیور کریڈل پر پھینکتے ہوئے انتہائی ھیلے لہجے میں کہا۔

" مادام۔ یہ کال پاکیشیا سے نہیں کی جا رہی۔ یہیں تانوک سے ہی ی رہی تھی "۔۔۔ میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے جوشان نے کہا۔ ساگوری بُری طرح چونک پڑی۔

" اوہ۔ کیسے۔ تمہیں کیسے یہ خیال آیا "۔۔۔ ساگوری کے لہجے میں رت تھی۔

" مادام۔ اگر یہ کال تانوک سے باہر سے آ رہی ہوتی تو فون باکس کا نیچے لا بلب جل اُٹھتا۔ یہ خصوصی ساخت کا فون ہے۔ اس میں ایسا انتظام

کیا گیا ہے"۔۔۔ جوشان نے کہا تو ساگوری اچھل پڑی ۔

" اوہ اوہ ۔ اس کا مطلب ہے ہمیں بے وقوف بنایا جا رہا ہے ۔ اوہ تم پہلے بتاتے میں اسے چیک کراتی"۔۔۔ ساگوری نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔

" مادام ۔ اب بھی چیک ہو سکتا ہے ۔ ہیڈ کوارٹر میں اس کا مکمل انتظام موجود ہے کہ ہر کال کو آٹومیٹک طور پر ٹریس کر کے ریکارڈ کر لیا جاتا ہے ۔ آپ تو ہیڈ کوارٹر کم آتی ہیں اس لئے آپ کو اس سارے سٹ اپ کا علم نہیں ہے ۔ جب کہ میں نے یہاں جدید ترین انتظامات کئے ہوئے ہیں"۔۔۔ جوشان نے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا ۔ اور باکس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا

" سومو چیف فون آپریٹر"۔۔۔ رسیور سے ایک آواز ابھری ۔

" جوشان بول رہا ہوں سومو ۔ ابھی جو کال مادام اٹنڈ کر رہی تھیں یہ کہاں سے کی جا رہی تھی ۔ کیا فارن کال تھی یا لوکل"۔۔۔ جوشان نے تیز لہجے میں کہا ۔

" باس یہ کال اور اس سے پہلے آنے والی کال دونوں ہی لوکل کالیں تھیں"۔۔۔ سومو نے جواب دیا ۔ اور ساگوری کے ہونٹ سومو کی بات سن کر اور زیادہ بھنچ گئے ۔

" تو فوراً چیک کر کے بتاؤ کہ کال کس نمبر سے اور کہاں سے کی گئی ہے فوراً"۔۔۔ جوشان نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا ۔

" ویری گڈ جوشان ۔ تم واقعی میرے صحیح نائب ہو"۔۔۔ ساگوری کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا تھا ۔ اور پھر چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی

جوشان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ۔

" یس جوشان اٹنڈنگ"۔۔۔ جوشان نے سخت لہجے میں کہا ۔

" سومو بول رہا ہوں باس ۔ دونوں کالیں ایک ہی نمبر سے کی گئی ہیں اور یہ نمبر سانگ روڈ کے درمیان میں جنگل کی طرف جانے والی سڑک پر واقع براؤن ہاؤس میں موجود فون کا ہے ۔ یہ براؤن ہاؤس سر دکرم کی ملکیت ہے اور لکڑی کے سٹور سیج کے کام آتا ہے ۔ کیونکہ اس سارے علاقے کا مالک سر دکرم ہے"۔۔۔ سومو نے جواب دیا ۔

" براؤن ہاؤس ۔ اوہ میں سمجھ گیا میں نے دیکھی ہوئی ہے وہ عمارت تھینک یو"۔۔۔ جوشان نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا ۔

" میرا خیال درست نکلا کہ یہ سر دکرم پاکیشیائی ایجنٹ ہے ۔ اب میں اس سے نمٹ لوں گی ۔ ان پاکیشیائیوں نے آٹان کو اپنی ملکیت سمجھ لیا ہے ۔ لیکن یہ فون کرنے والا ڈپٹی چیف کون ہو سکتا ہے"۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔

" مادام ۔ یہ اس سلطان یا ٹائیگر کا ساتھی ہی ہو گا"۔۔۔ جوشان نے کہا ۔

" اوہ اوہ ۔ اب میں سمجھ گئی کہ یہ کون ہو سکتا ہے ۔ ارے یہ یقیناً وہی علی عمران ہو گا جس نے پہلے اس ٹائیگر کو بھیجا تھا ۔ یقیناً سر دکرم نے اُسے وہاں براؤن ہاؤس میں پہنچایا ہو گا ۔ اوہ جلدی کرو میں اُسے بتانا چاہتی ہوں کہ آٹان سیکرٹ سروس کسی طرح بھی اُن سے کم نہیں ہے"۔۔۔ ساگوری نے انتہائی پُرجوش لہجے میں کہا ۔

" میں اس براؤن ہاؤس کی نگرانی کے احکامات دے دوں ۔ میرا

ایک آدمی وہاں سے قریب ہی سانگ روڈ پر واقع ایک پٹرول پمپ پر موجود ہے۔ ہمارے پہنچنے تک وہ حالات کو چیک کرتا رہے گا"۔۔۔ جوشان نے کہا اور ساگوری کے سر ہلانے پر اس نے اٹھ کر ایک الماری سے ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا اور پھر اس پر مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر پر موجود ایک بلب تیزی سے سپارک کرنے لگا۔

"ہیلو جوشان کالنگ نمبر زیرو تھری اوور"۔۔۔ جوشان نے تیز آواز میں بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس نمبر زیرو تھری اٹنڈنگ باس اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی سپارک کرنے والا بلب مسلسل جلنے لگ گیا اس کا رنگ بھی بدل گیا تھا۔

"نمبر زیرو تھری براؤن ہاؤس تم نے دیکھا ہوا ہے اوور"۔۔۔ جوشان نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس باس اوور"۔۔۔ زیرو تھری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس براؤن ہاؤس میں دو پاکیشیائی ایجنٹ چھپے ہوئے ہیں اور ہم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو گرفتار کرنے کے لئے وہاں ریڈ کرنے والے ہیں۔ ریڈ کی سربراہی مادام بلیک کیٹ براہ راست کریں گی۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ ریڈنگ پارٹی پہنچنے سے پہلے تم اس براؤن ہاؤس کی نگرانی کرتے رہو تاکہ ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی پاکیشیائی کہیں نکل نہ جائیں اوور"۔۔۔ جوشان نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم ہمیں کہاں ملو گے تاکہ ریڈ کرنے سے پہلے تم سے رپورٹ لی جائے اوور"۔۔۔ جوشان نے کہا۔

"باس میں سائیڈ روڈ کے موڑ پر ہی موجود ہوں گا۔ آپ جب وہاں کاریں روکیں گے تو میں سامنے آجاؤں گا۔ کیونکہ اگر یہ پاکیشیائی وہاں سے نکلے بھی تو اسی راستے سے ہی جائیں گے اوور"۔۔۔ نمبر زیرو تھری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کوئی سواری بھی قریب ہی رکھنا ہو سکتا ہے وہ کسی کار یا جیپ پر نکلیں اوور"۔۔۔ جوشان نے کہا۔

"یس باس میں سمجھتا ہوں باس۔ آپ قطعی بے فکر رہیں اوور"۔۔۔ زیرو تھری نے کہا اور جوشان نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے اٹھا کر الماری میں رکھ کر وہ ساگوری کی طرف مڑا۔ جو اب کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"ریڈنگ پارٹی تیار کراؤں مادام"۔۔۔ جوشان نے کہا۔

"ہاں۔ فوراً۔ لیکن سب کو بتا دینا کہ ہم نے انہیں زندہ گرفتار کرنا ہے"۔۔۔ ساگوری نے کہا اور جوشان سر ہلاتا ہوا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اگر تم واقعی علی عمران ہو تو میں تمہیں بتاؤں گی کہ تم نے میرا مذاق کیسے اڑایا تھا۔ تم نے مجھے حقارت بھرے انداز میں رقاصہ کہا تھا۔ اب میں تمہیں موت کا رقص کرنے پر مجبور کر دوں گی"۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اور پھر دس منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور جوشان اندر داخل ہوا۔

"یس مادام۔ میں نے مکمل انتظامات کر لئے ہیں۔ ریڈنگ پارٹی تیار ہے"۔۔۔۔ جوشان نے کہا اور ساگوری سر ہلاتی ہوئی اٹھی۔ اور پھر جوشان کے پیچھے چلتی ہوئی کمرے سے باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں پورچ میں پہنچے تو وہاں دو کاریں موجود تھیں۔ جن کے ساتھ چھ مسلح مقامی افراد کھڑے تھے۔ جوشان نے آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی جب کہ مادام ساگوری سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ عقبی سیٹ پر دو مسلح افراد بیٹھ گئے جب کہ باقی چار دوسری کار میں سوار ہو گئے اور جوشان نے کار سٹارٹ کی اور اُسے موڑ کر اس کا رخ بڑے سے پھاٹک کی طرف کر دیا۔ چند لمحوں بعد دونوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئیں سانگ روڈ کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل مختلف سڑکوں پر دوڑنے کے بعد کاریں سانگ روڈ پر پہنچیں۔ اس دوران کاریں مسلسل خاموشی طاری رہی۔ جوشان نے سائیڈ روڈ کے قریب کار کی رفتار آہستہ کی اور اُسے ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ اسی لمحے ایک درخت کی اوٹ سے نکل کر ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ آیا۔ اس کے چہرے پر ہیجان کے تاثرات نمایاں تھے۔

"باس باس۔۔۔۔ ابھی چند منٹ پہلے دو سیاہ رنگ کی کاریں براؤن ہاؤس کی طرف گئی ہیں۔ ان میں ایکریمین سوار تھے"۔۔۔۔ آنے والے نوجوان نے تیز لہجے میں جوشان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایکریمین۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ وہ فلپ اور اس کے گروپ نے بھی اس براؤن ہاؤس کا کھوج نکال لیا ہے کتنی دیر ہوئی ہے انہیں گئے"۔۔۔۔ مادام نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"مادام۔ ابھی دو تین منٹ ہی ہوئے ہوں گے"۔۔۔۔ زیرو تھری نے جواب دیا۔

"چلو جوشان۔ ان کا بھی خاتمہ کرنا ہے۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ مادام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"زیرو تھری۔ تم یہیں ٹھہرو اور نگرانی کرو"۔۔۔۔ جوشان نے زیرو تھری سے کہا اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں بعد اس کی کار سائیڈ روڈ پر مڑ کر انتہائی رفتار سے آگے بڑھی جا رہی تھی دوسری کار اس کے عقب میں تھی۔ مادام ساگوری کے چہرے پر انتہائی جوش کے آثار نمایاں تھے۔

عمران نے ابھی باتھ روم میں داخل ہی ہو رہا تھا کہ یک لخت تہہ خانے کی چھت پر ایک خوفناک دھماکے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران باتھ روم میں داخل ہوتے ہوئے واپس پلٹا۔

"یہ کیا ہوا ہے" ۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔ کہ یک لخت دوسرا دھماکہ ہوا جو پہلے سے کہیں زیادہ خوفناک تھا اور اس کے ساتھ ہی جیسے خوفناک دھماکوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا تہہ خانے کی چھت بُری طرح لرز رہی تھی اور عمران نے چھلانگ لگائی اور تہہ خانے کے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو باہر ایک چھوٹی سی راہداری میں کھلتا تھا۔ اور وہاں سے اوپر جانے کا راستہ تھا۔ ٹائیگر نے اس کے پیچھے چھلانگ لگائی ہی تھی کہ یک لخت راہداری کی چھت ایک خوفناک دھماکے سے بیٹھ گئی اور ہر طرف گرد و غبار کی تہہ پھیل گئی۔ ٹائیگر اس وقت تک تہہ خانے کے اندر دروازے کے قریب تھا

اس لئے وہ راہداری کی گرنے والی چھت کی زد میں آنے سے بچ گیا جب کہ عمران راہداری کی چھت کے نیچے آ کر دب گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو ٹائیگر کے بھی ہوش و حواس جاتے رہے۔ لیکن اُسی لمحے خوفناک فائرنگ کی تیز آوازوں نے اس کے ذہن کو دھماکا دیا۔ ہر طرف اس قدر گہرا گرد و غبار تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دے رہا تھا۔ فائرنگ کی تیز آوازیں اب اس طرح سنائی دے رہی تھیں جیسے دو فوجیں آپس میں ٹکرا گئی ہوں۔ ٹائیگر عمران کا خیال آتے ہی بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکا۔ لاشعوری طور پر اس نے بھی کوشش کی تھی کہ نیچے گری ہوئی چھت کے ملبے کو اٹھا کر نیچے سے عمران کو نکال لے۔ لیکن نیچے جھکتے ہی اُسے پہلی بار احساس ہوا کہ راہداری کی چھت صرف دوسری طرف موجود دیوار کی طرف سے بیٹھی ہے۔ تہہ خانے والے کمرے کی طرف سے وہ ابھی تک سلامت تھی۔ اس طرح دروازے سے لے کر دوسری دیوار تک کے حصے میں ایک خلا سا بن گیا تھا۔ شاید راہداری کی دیوار دھماکے سے دوسری طرف الٹ گئی تھی اور چونکہ عمارت قدیم زمانے کی تھی۔ اس کی چھت میں لوہے اور بجری کی بجائے لکڑی کے موٹے بالے استعمال کئے گئے تھے اس کی دیوار کے الٹ جانے کی وجہ سے چھت صرف ایک طرف سے ان بالوں سمیت جھک کر اس طرف سے نیچے لگ گئی تھی لیکن بالوں نے چھت کے زیادہ ملبے کو روک لیا تھا البتہ ان بالوں کے درمیان موجود اینٹیں نیچے ضرور گری تھیں اور ظاہر ہے عمران انہی اینٹوں کی زد میں ہی آیا ہو گا۔ گرد و غبار کی وجہ سے نہ صرف ہر طرف گہرا اندھیرا سا چھا گیا تھا۔ بلکہ سانس

لینے میں بھی دشواری ہو رہی تھی۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا مگر دوسرے لمحے اینٹوں کے ڈھیر سے ٹھوکر کھا کر بے اختیار نیچے جا گرا۔ اس کو چوٹ تو ضرور آئی لیکن اس کا ایک ہاتھ ایک انسانی بازو پر پڑ گیا تھا۔ اور ظاہر ہے یہ انسانی بازو عمران کا ہی ہو سکتا تھا۔ وہ اپنی چوٹیں بھول کر پاگلوں کے سے انداز میں اٹھا اور اس نے اس بازو کو پکڑ کر زور سے اوپر کو کھینچا تو عمران کے جسم پر موجود اینٹوں کے ٹکڑے ہٹ گئے۔ اور عمران کا اینٹوں کے ٹکڑوں میں دبا ہوا جسم ایک زوردار جھٹکے سے باہر آ گیا۔ لیکن عمران بے حس وحرکت تھا۔ ٹائیگر نے جھک کر انداز سے اس کے جسم کو اپنے اوپر لادا اور پھر اسی طرح جھکے ہوئے انداز میں واپس تہہ خانے میں آ گیا۔ اب چونکہ اس کی آنکھیں قدرے اندھیرے سے مانوس ہو گئی تھیں اس لئے اسے ہیولے سے نظر آنے لگ گئے تھے۔ اس نے عمران کو تہہ خانے کے فرش پر لٹایا اور خود جھک کر اس کے سینے کو ٹٹول کر اس پر کان رکھ دیا دوسرے لمحے اس کے جسم میں مسرت کی تیز لہر دوڑ گئی۔ عمران بے ہوش تھا۔ البتہ اس کے جسم کے مختلف حصوں پر خون کی چپچپاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ خاصا زخمی ہے۔ اب مسئلہ تھا یہاں سے نکلنے کا۔ راہداری کی چھت گرنے کی وجہ سے باہر نکلنے کا راستہ مسدود ہو چکا تھا اس لئے ٹائیگر کو کوئی اور راستہ ڈھونڈنا تھا۔ اس کو یک لخت راہداری کی گری ہوئی چھت کا خیال آیا تو وہ عمران کو وہیں چھوڑ کر دوبارہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا راہداری میں داخل ہوا۔ اور عین اس جگہ جہاں چھت کے بالے دیوار دوسری طرف گرنے سے

زمین سے لگ گئے تھے وہ رکا اور اس نے ایک بالے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر سائیڈ میں ہٹایا تو گڑگڑاہٹ اور چند اینٹوں کے گرنے کی آوازوں کے ساتھ ہی ہلکی سی روشنی کا ایک ہالہ سا بن گیا جس میں سے تازہ ہوا کا جھونکا اندر آیا تو ٹائیگر تیزی سے واپس مڑا اور اس نے تہہ خانے میں جا کر بے ہوش عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر واپس اسی ہالے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ گھنے درختوں کے اندر دوڑ رہا تھا۔ چونکہ تہہ خانہ زمین کی سطح سے نیچے تھا اور ایک طرف کی دیوار منہدم ہو جانے کی وجہ سے وہاں ایک سوراخ سا بن گیا تھا جس کی دوسری طرف ایک گڑھا سا تھا جو دیوار گرنے کی وجہ سے بھر گیا تھا۔ اس لئے ٹائیگر اس خالی جگہ سے نکل کر براہ راست اس پر گڑھے کے اوپر سے گزرتا ہوا براہ راست جنگل میں داخل ہو گیا تھا۔ فائرنگ کی آوازیں اب اکا دکا طور پر سنائی دے رہی تھیں اور اب اس قدر اندھیرا بھی نہ تھا۔ وہ عمران کو لے کر دوڑتا ہوا ذرا ہی آگے بڑھا ہو گا کہ یک لخت ایک سایہ کسی عقاب کی طرح ایک طرف سے نکل کر اس پر جھپٹا اور وہ عمران سمیت ایک دھماکے سے نیچے گرا وہ سایہ اس سے ٹکرا کر اس کے اوپر گرا ضرور مگر قلابازی کھا کر دوسری طرف چلا گیا۔ ٹائیگر نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اچھلا ہی تھا کہ اس کے پہلو پر زوردار ضرب لگی اور ٹائیگر کسی گیند کی طرح اچھل کر ساتھ موجود درخت کے تنے سے جا ٹکرایا۔ اس کا سر ایک دھماکے سے اس تنے سے ٹکرایا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر سیاہ چادر پھیلتی چلی گئی۔

جوشان اور ساگوری کی کار اس سائیڈ روڈ پر کچھ ہی آگے بڑھی تھی کہ یک لخت دور سے خوف ناک دھماکوں کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں اور جوشان نے بے اختیار بریک پیڈل دبا کر کار ایک جھٹکے سے روک دی۔

"اوہ تو ان ایکریمیز نے براؤن ہاؤس پر بم پھینکنے شروع کر دیئے ہیں"۔۔۔۔ ساگوری نے چیخ کر کہا اور کار سے نیچے اتر آئی۔ جوشان کے ساتھ ساتھ اس کار میں موجود اور اس کے ساتھی اور عقبی کار سے بھی چار افراد نیچے اتر آئے۔

"فوراً پھیل کر انہیں گھیر لو۔ کوئی بچ کر نہ جائے فوراً"۔۔۔۔ ساگوری نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور اس کے سارے ساتھی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے تیزی سے دوڑتے ہوئے درختوں میں غائب ہو گئے۔ ساگوری بجائے براہِ راست آگے جانے کے سائیڈ پر

دوڑی۔ اُسے معلوم تھا کہ ان ایکریمیز نے براؤن ہاؤس کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہو گا۔ اس لئے سائیڈ سے گھوم کر اس طرف جانا چاہتی تھی کہ اس نے مشین گنیں چلنے کی تیز آوازیں سنیں۔ اب دھماکوں کی جگہ مشین گنوں کی ریٹ ریٹ نے لے لی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کے ساتھی ان ایکریمیز سے ٹکرا چکے ہیں۔ مشین گنوں کی آوازوں سے اس نے براؤن ہاؤس کے محل وقوع کا اندازہ لگا لیا اور پھر تیزی سے گھوم کر وہ درختوں کے درمیان آگے بڑھتی جا رہی تھی کہ اچانک اس نے ایک درخت کی اوٹ میں سے ایک مقامی آدمی کو ہاتھ میں مشین گن پکڑے سامنے فائر کرتے دیکھا۔ وہ مقامی آدمی کے عقب میں تھی اور وہ مقامی فائرنگ کرنے میں اس طرح مصروف تھا کہ اُسے ساگوری کے آنے کا احساس بھی نہ ہوا۔ ساگوری آہستہ آہستہ چلتی ہوئی آگے بڑھی۔ لیکن وہ ابھی قریب نہ پہنچی تھی کہ یکلخت وہ آدمی بجلی کی سی تیزی سے پلٹا اور ساگوری بجلی کی سی تیزی سے ایک درخت کی اوٹ میں ہوئی اور مشین گن کی گولیاں تنے کی سائیڈوں سے ہوتی ہوئی گزر گئیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس نے بھی ٹریگر دبا دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی چیختا ہوا نیچے گرا۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر گر گئی۔ وہ ہٹ ہو چکا تھا۔ اس کے ہٹ ہوتے ہی ساگوری بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی اس کے قریب پہنچی وہ اب اس کی مشین گن پر قبضہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن جیسے ہی وہ اس آدمی کے قریب پہنچی اس آدمی نے اچھل کر ساگوری پر حملہ کر دیا۔ ساگوری اس کے اچانک حملے سے نیچے گری ہی تھی کہ اس آدمی نے اس پر جمپ لگایا مگر دوسرے لمحے وہ کربہہ چیخ مار کر سائیڈ میں جا گرا۔ نیچے گرتے ہی ساگوری کا وہ ہاتھ گھوما تھا جس میں اس

نے ریوالور پکڑا ہوا تھا۔ اور ریوالور کی نال پوری قوت سے اس آدمی کے چہرے
پر پڑی تھی۔ ساگوری نے اس کی سائیڈ پر گرتے ہی اچھل کر کھڑے ہونے کی
کوشش کی ہی تھی کہ یک لخت اس کے سر پر زوردار ضرب لگی اور وہ دوبارہ
نیچے گری ہی تھی کہ کھوپڑی پر ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا
ذہن گہری تاریکی میں ڈوب گیا۔ پھر جیسے گہری تاریکی میں جگنو چمکتا ہے۔ اس
طرح اس کے ذہن پر چھائے ہوئے گھپ اندھیرے میں روشنی کا ایک نقطہ
پیدا ہوا اور آہستہ آہستہ یہ نقطہ پھیلتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے
کانوں میں انسانی آوازیں سنائی دیں اور اس کا نہ صرف شعور بیدار ہو
گیا بلکہ آنکھیں بھی ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

" مجھے تم سے ٹکرانے کا بے حد اشتیاق تھا عمران۔ لیکن تمہاری کارکردگی
دیکھ کر مجھے بے حد مایوسی ہوئی ہے "۔۔۔۔ آواز آنکھیں کھولتے وقت اُسے
سنائی دی تھی۔ اور پھر آنکھیں کھولتے ہی اس نے دیکھا کہ وہ ایک ستون
سے رسیوں سے بندھی ہوئی کھڑی تھی۔ ساتھ ہی دو اور ستونوں کے ساتھ
دو پاکیشیائی بندھے ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک خاصا زخمی تھا۔ اس
کے جسم پر جگہ جگہ پٹیاں بندھی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ یہ پاکیشیائی اس کے
ساتھ والے ستون سے بندھا کھڑا تھا۔ جب کہ دوسرا پاکیشیائی اس سے
آگے والے ستون کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس کے صرف سر پر پٹی بندھی
ہوئی تھی۔ سامنے ایک لمبا تڑنگا ایکریمین کھڑا تھا جس کے پیچھے ایک
مقامی اور ایک ایکریمین ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے خاموش کھڑے
تھے۔ آگے والا ایکریمین ساتھ والی ستون سے بندھے ہوئے
پاکیشیائی سے مخاطب تھا۔

" کار بے چاری اگر پہلے ہی مرحلے میں جواب دے جائے تو آگے ریس
میں کیا کارکردگی دکھا سکتی ہے۔ ویسے کیا تم مجھے اتنا بتا سکتے ہو کہ تم اس
عمارت تک کیسے پہنچ گئے تھے "۔۔۔۔ ساتھ والے ستون سے بندھے
ہوئے پاکیشیائی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور ساگوری چونک
پڑی۔ کیونکہ وہ اب اس کی آواز پہچان گئی تھی۔ یہ علی عمران کی آواز تھی،
جس نے فون پر اس کا مذاق اڑایا تھا اور جس کی تعریفیں اس کا استاد
کرتا تھا۔ وہ اُسے غور سے دیکھنے لگی۔

" باس۔ ساگوری بھی ہوش میں آ گئی ہے "۔۔۔۔ اس ایکریمین کے
پیچھے کھڑے ہوئے دوسرے مسلح ایکریمین نے کہا۔

" ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔ اس کا رقص تو میں اطمینان سے دیکھوں
گا۔ سنا ہے ماہر رقاصہ ہے۔ پہلے اس علی عمران سے باتیں کر لوں۔
جس کے کارنامے سن سن کر میرے کان پک گئے تھے "۔۔۔۔ سامنے
کھڑے ہوئے ایکریمین نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

" مادام ساگوری۔ آپ خواہ مخواہ فون پر مجھ سے ناراض ہو گئی تھیں۔
ورنہ اس فلپ سے زیادہ میں آپ کے رقص کا مداح ہوں "۔۔۔۔ عمران
نے ساگوری کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

" میں تم دونوں کو موت کا رقص دکھاؤں گی۔ تم نے مجھے کیا سمجھ
رکھا ہے "۔۔۔۔ ساگوری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس بار
فلپ بڑے طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

" تم نے عین وقت پر ہمارے عقب سے حملہ کر کے ہمیں بے حد
نقصان پہنچایا ہے ساگوری۔ میرے کئی آدمی تمہاری وجہ سے

مارے گئے ہیں۔ میں عمران سے چند باتیں کر لوں اس کے بعد تمہارے
لئے بھی فیصلہ کرتا ہوں۔ تم نے اب تک ہوٹلوں میں رقص کئے ہیں۔
اب یہاں اس کمرے میں جو رقص ہو گا وہ شاید اس سے پہلے کبھی کسی
نے نہ دیکھا ہو گا"۔۔۔ فلپ نے سرد لہجے میں ساگوری سے مخاطب ہو
کر کہا۔ اور ساگوری کے دل میں فلپ کے لئے نفرت کی ایک تیز
لہر سی دوڑ گئی۔

" تو مسٹر علی عمران میرا خیال ہے کافی باتیں ہو گئی ہیں اب تمہیں اس
جہان سے رخصت ہی کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔ فلپ نے
منہ بناتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اس جہان رنگ و بو سے تو سب نے چلے جانا ہے مسٹر فلپ
کوئی آگے کوئی پیچھے۔ اس سے زیادہ فرق نہیں پڑتا۔ میں تم سے صرف
ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایکریمیا والوں کو کیا صرف تم جیسا احمق
ہی آثان بھیجنے کے لئے ملا تھا جو یہاں رقص دیکھنے کی محفلیں برپا کرتا پھر
رہا ہے اور جسے اتنی بات بھی معلوم نہیں کہ جس لیبارٹری کی حفاظت
کے لئے وہ یہاں آیا ہے وہ تباہ ہونے والی ہے"۔۔۔ عمران نے
سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" ایک احمق آدمی کو دوسرے بھی احمق ہی نظر آتے ہیں تو تمہارا
خیال ہے کہ میں نے لیبارٹری کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ ایسی کوئی
بات نہیں۔ لیبارٹری کے حلقے میں داخل ہونے والی ایک مکھی
بھی میری نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکتی"۔۔۔ فلپ نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

" بہت خوب۔ تو تم نے وہاں مکھی مار پہنچا دیئے ہیں۔ گڈ اچھا شغل
ہے کہ بیٹھے مکھیاں مارتے رہیں۔ لیبارٹری کا کیا ہے۔ وہ ہوتی رہے
تباہ۔ مسٹر فلپ تمہارا خیال ہے کہ میں یہاں تم سے گپ شپ لگانے
کے لئے موجود ہوں ایسی کوئی بات نہیں۔ میرا مقصد صرف اتنا تھا کہ
تمہیں یہاں مکمل طور پر الجھا دیا جائے اور اس دوران لیبارٹری کو تباہ
کر دیا جائے۔ اب تم دیکھو کہ تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو۔ اور
تمہیں معلوم ہی نہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ ٹائیگر۔ مسٹر فلپ کو بتاؤ
کہ لیبارٹری میں کیا ہو رہا ہے"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

" لیبارٹری کے علاقے میں اس وقت تیزی سے کام ہو رہا ہے۔
اور کسی بھی لمحے لیبارٹری ایک دھماکے سے تباہ ہو جائے گی"۔۔۔
عمران کی دوسری طرف کھڑے پاکیشیائی نے بڑے مطمئن لہجے میں
جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارا مطلب یہ ہوا کہ میں تمہارے ساتھ باتیں کر کے اپنا وقت
ضائع کر رہا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ واقعی تم جیسے تھرڈ کلاس لوگوں سے
بات کرنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے"۔۔۔ فلپ نے اس
بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اس نے کوٹ کی
اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا۔

" ارے یہ ریز پسٹل تمہارے پاس کیسے پہنچ گیا"۔۔۔ اچانک عمران
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے اس طرح
تیزی سے آگے بڑھ کر ریوالور فلپ کے ہاتھ سے اچک لیا کہ فلپ اور

اس کے مسلح ساتھیوں کے ساتھ ساتھ ساگوری بھی حیرت سے بت بنی
رہ گئی۔
"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم" ۔۔۔ فلپ کے منہ سے حیرت کی شدت
سے ابھی الفاظ نکل ہی رہے تھے کہ یک لخت وہ بُری طرح چیختا ہوا
پیچھے کھڑے ساتھیوں سے جا ٹکرایا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران
نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستول کا ٹریگر دبایا تو پستول میں سے
سرخ رنگ کی شعاع نکلی کہ اس کے ایک ساتھی اور پھر تیزی سے
گھومتی ہوئی دوسرے ساتھی سے ٹکرائی اور یکے بعد دیگرے فلپ
کے دونوں ساتھی جو اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے جیسے آگ کے بھڑکتے
ہوئے خوفناک شعلوں میں تبدیل ہو گئے۔ ان کی روح فرسا چیخوں
سے کمرہ گونج اٹھا۔
"ہاں۔ اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ فلپ۔ تاکہ اب اطمینان سے
باتیں ہو سکیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے فرش پر پشت کے
بل پڑے ہوئے فلپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ظاہر ہے ریز پسٹل کا
رخ اب فلپ کی طرف تھا۔ جو دوسرے لمحے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔
"تم ۔۔۔ تم رسیوں کی گرفت سے کیسے آزاد ہو گئے" ۔۔۔
فلپ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔
"میں پیشے کے لحاظ سے بازیگر ہوں۔ اس لئے اس بات کو چھوڑو
یہ بتاؤ کہ تمہارا ایکریمیا کی کس تنظیم سے تعلق ہے" ۔۔۔ عمران نے
بڑے بے نیازانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے
پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا فلپ واقعی بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری

سے حرکت میں آیا اور اس نے انتہائی پھرتی سے عمران کے اس ہاتھ پر
لات مارنے کی کوشش کی جس ہاتھ میں ریز پسٹل تھا۔ مگر عمران اس سے
بھی زیادہ تیز رفتاری سے ایک طرف ہٹا۔
"میں نے بتایا تو ہے میں بازیگر ہوں۔ تم مجھ سے زیادہ اچھا شعبدہ
نہیں دکھا سکتے" ۔۔۔ عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے انتہائی طنزیہ
لہجے میں کہا لیکن فلپ نے وار ناکام ہو کر تیزی سے گھومتے ہوئے
اپنے بائیں ہاتھ کو جھٹکا دیا اور اطمینان سے کھڑا ہوا عمران یک لخت
سمٹ کر اکٹھا ہوا اور اس کے حلق سے بے اختیار سسکاری سی
نکل گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ سے ریز پسٹل خود بخود
نکل کر نیچے فرش پر گرا اور پھر عمران بھی اس طرح فرش پر ڈھیر ہوتا گیا
جیسے آٹے کی خالی ہوتی ہوئی بوری ڈھیر ہوتی ہے۔
"ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ تم نے فلپ کو کیا سمجھ رکھا تھا علی عمران"
فلپ کے حلق سے نکلنے والے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔
ساگوری انتہائی حیرت بھرے انداز میں ستون سے بندھی ہوئی
یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ پہلے عمران نے جس انداز میں رسیوں سے
بندھا ہونے کے باوجود اطمینان سے آگے بڑھ کر فلپ کے ہاتھ
سے ریز پسٹل اچک لیا تھا اور اس کے دونوں ساتھیوں کو آگ
کے شعلوں میں تبدیل کر دیا تھا اور پھر فلپ کے حیرت انگیز پھرتیلے
داؤ کے باوجود عمران جس خوبصورت انداز میں اس کے داؤ سے
بچا تھا اُسے عمران کی حیرت انگیز پھرتی اور مہارت پر حیرت ہو رہی
تھی کہ یک لخت فلپ کی کسی پراسرار حرکت سے عمران کے ہاتھ

سے ریز پسٹل کا خود بخود نکل جانا اور پھر عمران کا اس طرح ڈھیر ہو جانے نے حقیقتاً اس کا ذہن ماؤف کر کے رکھ دیا تھا۔

"تم اب ایک گھنٹے تک اسی طرح بے حس و حرکت رہنے کے بعد خود بخود ہلاک ہو جاؤ گے علی عمران۔ مجھے تسلیم ہے کہ تم نے واقعی اپنی مہارت اور پھرتی سے مجھے حیران کر دیا تھا اور دیکھا جائے تو ایک لحاظ سے تم مجھ پر فتح پا چکے تھے لیکن میرا نام فلپ ہے۔ میں ہمیشہ اپنے پاس ایک ایسا حربہ رکھتا ہوں جس کا کوئی توڑ نہیں ہوتا۔ تم دیکھ سکتے ہو۔ اس لئے دیکھو یہ میرے ہاتھ میں جو گھڑی ہے۔ اس پر میں نے پن پسٹل لگا رکھا ہے۔ اور میں جس وقت چاہوں اپنی کلائی کی معمولی سی حرکت سے اس میں سے نکلنے والی زہریلی سوئی کو نشانے پر مار سکتا ہوں اور تم نے دیکھا کہ تم کتنی آسانی سے اس زہریلی سوئی کا شکار ہو گئے"۔۔۔۔ فلپ نے انتہائی فاتحانہ انداز میں بات کرتے ہوئے اپنی بائیں آستین کو ہٹا کر مخصوص ساخت کی گھڑی عمران کو دکھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر آستین برابر کر کے وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عمران کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر گرنے والا ریز پسٹل اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر مڑ کر اس نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ سے نکلی ہوئیں ایک طرف پڑی مشین گنوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھیوں کی لاشیں جل کر کوئلہ ہو چکی تھیں۔ ساگوری کے ذہن پر اس قدر حیرت اور خوف طاری ہو گیا تھا کہ حقیقتاً اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے عمران کی بجائے وہ خود بے حس ہو کر کسی مجسمے میں تبدیل ہو چکی ہو۔ اس کی پلکیں تک نہ جھپک رہی تھیں۔ فلپ نے بڑے اطمینان سے

ایک مشین گن اٹھائی اور پھر گھوم کر وہ عمران کے ساتھی کی طرف مڑا ہی تھا کہ یک لخت بری طرح چیختا ہوا اچھل کر کمرے کی عقبی دیوار سے اس طرح جا ٹکرایا جیسے گیند دیوار پر ماری جاتی ہے۔ مشین گن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف جا گری تھی۔ لیکن دیوار سے ٹکراتے ہی وہ ہوا میں قلابازی کھا کر کھڑا ہونے ہی لگا تھا کہ عمران کا ساتھی یک لخت تیزی سے گھومتا ہوا گول ستون کی دوسری طرف چلا گیا۔ اور ساگوری نے دیکھا کہ ستون سے ٹکرا کر ایک باریک سی مگر چمکتی ہوئی سوئی فرش پر ایک طرف جا گری تھی۔

"تت۔۔۔۔ تت۔۔۔۔ تم۔۔۔۔ میں تمہیں عبرت ناک موت مار دوں گا"۔۔۔۔ فلپ نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر وہی ریز پسٹل نکالا ہی تھا کہ عمران کا ساتھی یک لخت گھومتا ہوا واپس اپنی جگہ آیا۔ اور اس کی دونوں ٹانگیں فضا میں بلند ہوئیں اور فلپ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریز پسٹل اڑتا ہوا ایک طرف جا گرا۔ اور فلپ خود زوردار دھکا کھا کر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے کوئلہ بنے ہوئے اپنے ساتھی پر جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اچھل کر دوبارہ کھڑا ہوتا عمران کے ساتھی ٹائیگر کا جسم یک لخت ستون کے ساتھ کھسکتا ہوا نیچے زمین کی طرف آیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں لکڑی کے بالوں کی طرح فضا میں بلند ہو کر پوری قوت سے اٹھتے ہوئے فلپ کے سینے پر پڑیں۔ اور فلپ ایک بار پھر بری طرح چیختا ہوا نیچے گرا۔ لیکن اس نے انتہائی پھرتی سے ٹائیگر کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر زوردار جھٹکے سے اس کے جسم کو اوپر

اٹھایا اور پھر یک جھٹکے میں اس کے دونوں گھٹنے بلند ہو کر ٹائیگر کی کمر پر پڑے لیکن ٹائیگر کا جسم بجلی کی سی تیزی سے مڑ گیا اور فلپ کے گھٹنے اس کی کمر پر پڑنے کی بجائے اس کے پہلو پر پوری قوت سے ٹکرائے ہی تھے کہ ٹائیگر کے ہاتھ جو ستون کی دوسری طرف بندھے ہوئے تھے ہلکی سی کڑکڑاہٹ کے ساتھ آزاد ہو گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کا جسم کسی اڑنے والے سانپ کے سے انداز میں سمٹا اور اس کے بوٹ فلپ کے چہرے پر زوردار رگڑ ڈالتے ہوئے آگے کی طرف بڑھ گئے۔ فلپ کے حلق سے انتہائی خوفناک چیخ نکلی۔ اس نے بے اختیار اپنا بایاں بازو جھٹکنے کی کوشش کی تھی کہ ٹائیگر یک لخت جمپ کھا کر اس کی دوسری سائیڈ پر آیا۔ فلپ نے مڑ کر اس پر حملہ کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسی لمحے ٹائیگر کا بوٹ فلپ کی گردن پر جم گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کی ٹانگ نے تیزی سے حرکت کی اور فلپ کا حملہ کرتا ہوا جسم یک لخت واپس فرش پر بے حس ہو کر گر گیا۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔ ٹائیگر یک لخت پوری قوت سے فضا میں اچھلا اور پھر اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر فلپ کے فرش پر پڑے بائیں بازو پر پوری قوت سے پڑے اور ٹائیگر ایک بار جمپ لگا کر واپس پہلے والی پوزیشن میں آ گیا۔ بازو کی ہڈی ٹوٹنے اور فلپ کے حلق سے نکلنے والی بھیانک چیخ کی ملی جلی آوازیں کمرے میں گونج اٹھیں۔ اب وہ اپنے بائیں بازو کو حرکت دینے سے بھی معذور ہو چکا تھا۔ ٹائیگر واقعی چھلاوہ بنا ہوا تھا۔ ٹائیگر کا پیر دوبارہ اسی طرح فلپ کی گردن پر

جما ہوا تھا جیسے وہ وہاں سے ہلا تک نہ ہو۔ اور چیختے ہوئے فلپ کے حلق سے ایک بار پھر خرخراہٹ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

" بتاؤ فلپ۔ عمران صاحب کو ماری جانے والی زہریلی سوئی کا توڑ کیا ہے ورنہ ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا"۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی سرد انداز میں غراتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنی ٹانگ کو مخصوص انداز میں حرکت دی۔

" کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کوئی علاج نہیں وہ مر جائے گا۔ اب اسے کوئی نہیں بچا سکتا"۔۔۔ فلپ کی زبان سے لڑکھڑاتی ہوئی اور درد میں ڈوبی آواز نکلی تو ٹائیگر یک لخت اپنے پیر پر گھوم گیا اور فلپ کا جسم ایک لمحے کے لئے فضا میں اس طرح بلند ہوا جیسے زمین پر پڑا ہوا تختہ اوپر کو اٹھتا ہے اور پھر واپس فرش پر گر کر ساکت ہو گیا فلپ کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ اور اس کا چہرہ بے پناہ تکلیف کی شدت سے اس طرح مسخ ہو گیا تھا کہ اس پر نظر ڈالنے سے جسم میں خون سے پھریریاں سے اٹھنے لگتی تھیں۔

" ٹائیگر۔ ٹائیگر۔۔۔ وہ سوئی جو ستون کے پاس گری ہے وہ اٹھا کر مجھے دکھاؤ میں زہروں کی ماہر ہوں۔ مجھے دکھاؤ"۔۔۔ یک لخت ساگوری کو جیسے ہوش آ گیا۔ اور اس نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔ وہ واقعی ایکریمیا میں زہروں کا مضمون نہ صرف پڑھتی رہی تھی بلکہ اس نے اس میں ماسٹر ڈگری لی ہوئی تھی۔ یہ اس کا خاندانی شوق تھا۔ کیونکہ آٹان کے شاہی خاندان کی یہ روایت چلی آتی تھی کہ وہاں کے اکثر بادشاہوں کو ان کے دشمنوں نے زہر خورانی سے ہلاک کیا تھا۔

یہی وجہ تھی کہ شاہی خاندان کے ہر لڑکے اور لڑکی کو زہروں اور اس کے توڑ
کے بارے میں باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی۔ گو عام طور پر یہ تعلیم مقامی سطح
تک ہی محدود رہتی تھی لیکن ساگوری نے ایکریمیا کی ایک طبی یونیورسٹی میں
اس کی باقاعدہ تعلیم لی تھی۔ اور اس پر ماسٹر ڈگری بھی حاصل کی ہوئی تھی۔
اور اب ٹائیگر اور عمران نے جس دلیری۔ جوش۔ ہمت اور پھر انتہائی
حیرت انگیز پھرتیلے انداز میں فلپ اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کیا تھا۔
اس سے وہ لاشعوری طور پر بے حد متاثر ہوئی تھی۔ اور اب تک اُسے عمران
پر غصہ صرف اس بات پر تھا کہ اس نے فون پر اس کا مذاق اڑایا تھا۔
لیکن اب اس کا سارا شکوہ نجانے کیوں خود بخود دور ہو گیا تھا۔

"اوہ اچھا"۔۔۔ ٹائیگر نے ساگوری کی بات سنتے ہی چونک کر کہا اور
پھر تیزی سے مڑ کر وہ اس ستون کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے ساتھ وہ بندھا
ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ہی اُسے وہ چمکتی ہوئی باریک سی سوئی ستون سے ذرا
ہٹ کر فرش پر پڑی نظر آ گئی۔ اس نے احتیاط سے اس سوئی کو اٹھا لیا۔
اس کی نوک پر ہلکے سبز رنگ کا مادہ موجود تھا۔ وہ سوئی اٹھائے واپس
ساگوری کے قریب آیا اور پھر اس نے سب سے پہلے سوئی کو نیچے فرش
پر رکھا اور ستون کے عقب میں جا کر اس نے ساگوری کی بندشیں کھولنی
شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد ساگوری رسیوں کی بندشوں سے آزاد
ہو چکی تھی۔

"شکریہ"۔۔۔ ساگوری نے دونوں کلائیاں یکے بعد دیگرے
مسلتے ہوئے کہا۔

"شکریہ بعد میں ادا کرنا ساگوری پہلے اس زہر کا توڑ بتاؤ"۔۔۔

ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ اور ساگوری نے سر ہلاتے ہوئے جھک کر سوئی
اٹھائی اور پہلے اس کے سرے پر لگے ہوئے مادے کو غور سے دیکھتی رہی۔
پھر اس نے اُسے ناک کے قریب لے جا کر سونگھنا شروع کیا مگر دوسرے
لمحے اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"نہیں۔ یہ نجانے کون سا زہر ہے۔ مجھے اس کے بارے میں معلومات
نہیں ہیں۔ حالانکہ میرا خیال تھا کہ میں دنیا کے ہر زہر اور اس کے توڑ
کے بارے میں جانتی ہوں"۔۔۔ ساگوری نے انکار کے انداز میں
سر ہلاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کا چہرہ بدل گیا۔ اس کے ہونٹ بھنچ گئے۔
اور وہ تیزی سے فرش پر پڑے ہوئے عمران کی طرف بڑھا جو فرش پر
پہلو کے بل بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ ٹائیگر جیسے ہی اس پر جھکا اس
کو رنج و خوف کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ عمران کے چہرے پر سوجن نظر آ رہی
تھی اور اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ اب نیم بے ہوشی کے عالم میں ہے
اُسی لمحے فلپ کی وہ بات اس کے کانوں میں گونج اٹھی کہ عمران ایک گھنٹے
بعد خود بخود مر جائے گا۔ اور عمران کو سوئی لگے اس کے خیال کے مطابق
بہرحال پندرہ بیس منٹ تو گزر ہی چکے تھے۔

"ساگوری۔ ساگوری۔ پلیز کوئی طریقہ بتاؤ۔ عمران صاحب کو اگر کچھ ہو
گیا تو سمجھو دنیا پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں
افراد مر جائیں گے۔ اوہ ساگوری۔ پلیز کچھ سوچو"۔۔۔ ٹائیگر نے گھوم کر
اپنے پیچھے کھڑی ساگوری کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر بری طرح جھنجھوڑتے
ہوئے ہذیانی انداز میں کہا۔

"پپ۔۔۔ پپ۔۔۔ پہاڑی بابا کے پاس لے چلو اسے۔ وہ زہروں

میں دنیا کا سب سے بڑا ماہر ہے۔ جلدی لے چلو۔ وہ ضرور اس کا توڑ ڈھونڈھ لے گا"۔۔۔۔ ساگوری نے بھی چیختے ہوئے کہا اور ٹائیگر ساگوری کے بازو چھوڑ کر تیزی سے پلٹا اور اس نے جھپٹ کر عمران کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور اس طرح تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا کہ جیسے وہ دشمن کے اڈے کی بجائے اپنے گھر میں ہو۔

"رک جاؤ۔ یہ دشمن کا اڈہ ہے۔ میں پہلے جاؤں گی"۔۔۔۔ ساگوری نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے اچھل کر ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور دوڑتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلی تو وہ ایک راہداری میں موجود تھی۔ ٹائیگر عمران کو اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔ راہداری کا اختتام ایک برآمدے پر ہوا۔ مگر برآمدہ بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ برآمدے کے باہر سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار موجود تھی اور اس چھوٹی سی کوٹھی میں ان کے علاوہ اور کوئی فرد نہ تھا۔

"کار میں ڈالو اسے۔ جلدی کرو۔ میں پھاٹک کھولتی ہوں۔ شاید قسمت ہمارا ساتھ دے رہی ہے۔ یہاں کوئی اور آدمی موجود نہیں ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے چیخ کر کہا اور بے تحاشا دوڑتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔ ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے کار کا عقبی دروازہ کھول کر عمران کو کار کی سیٹوں کے درمیان لٹا دیا تاکہ کار چلنے سے اسے چوٹ نہ لگے۔ عمران کے چہرے پر سوجن نہ صرف کافی بڑھ گئی تھی بلکہ اب اس کی نیم وا آنکھیں بھی بند ہو چکی تھیں۔ اور چہرے پر ہلکی ہلکی سبزی سی جھلکنے لگی تھی۔ اسی دوران ساگوری کار کا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ

پر بیٹھ گئی تھی جب کہ ٹائیگر سائیڈ سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔

"اوہ۔ اگنیشن میں تو چابی نہیں ہے۔ میں جا کر اس فلیپ کی جیب سے چابی نکال لاؤں"۔۔۔۔ ساگوری نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"تم ادھر سائیڈ پر بیٹھو میں چلاتا ہوں اسے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور اچھل کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچا اور اس نے واقعی انتہائی حیرت انگیز پھرتی سے کار کے سٹیرنگ باکس کے نیچے ہاتھ ڈال کر فیوز باکس میں جاتی ہوئی ایک تار کو انگلی سے پکڑ کر زوردار جھٹکا دے کر توڑا۔ اور پھر جب تک ساگوری کار کے سامنے سے گھوم کر دوسری طرف سائیڈ سیٹ پر بیٹھی۔ ٹائیگر فیوز باکس میں جاتی ہوئی دوسری تار بھی توڑ چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے دونوں تاروں کو آپس میں جوڑ کر لو ہے سے لگایا تو کار کا انجن ایک جھرجھری لے کر چل پڑا۔ ٹائیگر نے جڑی ہوئی تار کو چھوڑا اور کار کو تیزی سے بیک کر کے اس نے اس قدر تیزی سے گھمایا کہ ساگوری کے حلق سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی اور کار کسی لٹو کی طرح گھومی اور پھر آندھی اور طوفان کی طرح پھاٹک کی طرف بڑھنے لگی۔

"صرف ایک لمحے کے لئے پھاٹک پر رکنا تاکہ میں دیکھ لوں کہ ہم کہاں موجود ہیں"۔۔۔۔ ساگوری نے چیختے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پھاٹک سے کار کا انجن والا حصہ باہر نکلتے ہی بریک پیڈل پوری قوت سے دبا دیا۔ کار کے پہیے طویل چیخ مار کر زمین پر جم گئے۔

"اوہ۔ میراش کالونی ہے۔ ٹھیک ہے دائیں طرف موڑ لو"۔۔۔۔ ساگوری نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے کار ایک

جھٹکے سے دائیں طرف مڑی۔

"راستہ بتاتی جاؤ ساگوری۔ کاش کار کی بجائے کوئی جہاز ہوتا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"بس سیدھے چلے جاؤ۔ اگلے چوک سے دائیں طرف کو مڑ جانا"۔۔۔۔ ساگوری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ کار واقعی انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ اگلے چوک کے قریب پہنچتے ہی ٹائیگر نے اس قدر تیز رفتاری سے کار کو دائیں طرف موڑا کہ ساگوری کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کار دو پہیوں پر اٹھتی ہوئی اس قدر برق رفتاری سے موڑ پر گھوم کر آگے بڑھی تھی کہ ساگوری کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئی تھیں۔

"آہستہ چلاؤ۔ ورنہ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا"۔۔۔۔ ساگوری نے انتہائی خوف زدہ انداز میں کہا۔

"تم آہستہ کی بات کر رہی ہو۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ کار اڑنے لگے"۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ سڑک پر چلتی ہوئی ٹریفک کے درمیان سے کار اس طرح تیزی سے نکالے لئے جا رہا تھا کہ ساگوری کی آنکھیں خوف اور حیرت سے۔۔۔۔ کانوں تک پھیل چکی تھیں۔ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہر آنے والے لمحے میں وہ خوف ناک ایکسیڈنٹ کا شکار ہونے والی ہے۔ لیکن ٹائیگر کے ہاتھوں میں تیزی سے گھومتا ہوا سٹیئرنگ ہر بار کار کو صاف نکال کر لے جاتا تھا۔

"بب۔۔۔۔ بب۔۔۔۔ بائیں طرف۔ اور پھر سیدھے پہاڑیوں پر"

ساگوری کے حلق سے بے اختیار الفاظ نکلے اور دوسرے لمحے ایک بار پھر وہ بری طرح چیخ پڑی۔ کیونکہ ٹائیگر نے پہلے سے بھی زیادہ رفتار سے اگلے چوک سے کار کو بائیں طرف موڑ دیا تھا۔

"تت۔۔۔۔ تت۔۔۔۔ تم پاگل ہو گئے ہو۔ روک دو کار روک دو"۔۔۔۔ کار کو سیدھے ہو کر ایک بار پھر تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھ کر ساگوری نے ہذیانی انداز میں کہا۔ وہ واقعی انتہائی خوف زدہ ہو چکی تھی۔ دہشت اور خوف سے اس کے جسم کا رواں رواں کانپنے لگا تھا۔

"خاموش بیٹھی رہو۔ کچھ نہیں ہوتا۔ یہ نامراد کار ہی پھٹیچر سی ہے۔ دوڑ ہی نہیں رہی۔ چیونٹی بھی اس سے تیز دوڑتی ہو گی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ ٹائیگر کے لہجے میں نجانے کیا بات تھی کہ ساگوری بے اختیار خوف سے سمٹ کر رہ گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا کہ جیسے ٹائیگر کی بجائے کوئی خوف ناک بھوکا بھیڑیا غرایا ہو۔ کار کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ اب دوسری کاریں اس کی آواز سنتے ہی خود ہی ادھر ادھر تتر بتر ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر ایک ٹریفک سارجنٹ سائرن بجاتا ہوا کار کے پیچھے چل پڑا۔

"ارے سارجنٹ کو مطمئن کرنا ہو گا ورنہ ابھی ٹریفک پولیس سارا راستہ بلاک کر دے گی"۔۔۔۔ ساگوری نے چونک کر کہا۔ وہ شاید اس طرح ٹائیگر کو اس خوف ناک رفتار سے کار چلانے سے روکنا چاہتی تھی۔

"گولی مار کر اڑا دو اسے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن کار کی رفتار اس نے کم نہ کی۔ آٹھ سلنڈر انتہائی طاقتور

انجن کی حامل کار کی رفتار واقعی اس قدر خوف ناک حد تک تیز تھی کہ ہیوی موٹر سائیکل سوار ٹریفک سارجنٹ باوجود کوشش کے اس تک نہ پہنچ سکا تھا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا سائرن پیچھے رہ گیا۔

"اب وہ وائرلیس پر پورے شہر کی ٹریفک پولیس کو الرٹ کر دے گا اور ہمیں گھیر لیا جائے گا۔ یہاں کی ٹریفک پولیس تو وزیر اعظم کی بات نہیں مانتی۔ میرا کیا لحاظ کرے گی"۔۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تم صرف راستہ بتاتی جاؤ۔ عمران کی زندگی کی خاطر میں پوری ٹریفک پولیس کو بھی ہلاک کرنے سے دریغ نہ کروں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"بس جب پہاڑیاں شروع ہوں تو دائیں طرف موڑ کر اوپر لے جانا۔ ذرا آگے جا کر ایک سائیڈ روڈ دائیں طرف کو نکلتی نظر آئے گی۔ وہ پہاڑی بابا کی رہائش گاہ پر ہی جا کر ختم ہو گی"۔۔۔۔ ساگوری نے جواب دیا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھا ہو گا کہ اس نے آگے دو ٹریفک پولیس کی گاڑیوں کو سڑک پر اس طرح کھڑے دیکھا جیسے انہوں نے راستہ بلاک کر رکھا ہو۔

"اوہ اوہ۔ انہوں نے سڑک بلاک کر دی ہے۔ روک لو کار روک لو" ساگوری نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔ لیکن ٹائیگر نے اس کی بات کا کوئی جواب ہی نہ دیا۔ اس کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو رہا تھا اور کار اسی طرح آندھی اور طوفان کی طرح ان پولیس کاروں کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

"اوہ اوہ۔ روک لو۔ ہم سب مر جائیں گے۔ روک لو"۔۔۔۔ ساگوری نے خوف سے چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش بیٹھی رہو ورنہ گردن توڑ دوں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ اور ساگوری بے اختیار آنکھیں بند کر کے سیٹ سے نیچے کی طرف کھسک گئی۔ اس کا انداز قطعاً لاشعوری تھا۔ دوسرے لمحے کار ایک خوف ناک دھماکے سے قطار میں کھڑی ہوئیں دونوں کاروں سے ٹکرائی۔ چونکہ ٹائیگر نے کار کو عین ان دونوں کے درمیانی حصے سے ٹکرایا تھا۔ اس لئے ایک کار کے بونٹ اور دوسری کار کی ڈگی سے ٹائیگر کی کار خوف ناک دھماکے سے ٹکراتی ہوئی اسی طرح آگے کی طرف بڑھتی گئی تھی۔ جب کہ دونوں کاریں دھکا کھا کر لٹو کی طرح گھومیں اور پھر ایک دوسرے سے ہی دوبارہ خوف ناک دھماکے سے ٹکرا گئیں۔ اسی لمحے دونوں سائیڈوں سے ٹائیگر کی کار پر ریوالوروں سے فائرنگ کی گئی لیکن ظاہر ہے ٹائیگر کی کار کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ جب تک فائر ہوتے وہ ان کی رینج سے کہیں آگے پہنچ چکی تھی۔ پھر اگلے چوک پر ٹائیگر نے کار کو دائیں طرف اسی تیز رفتاری سے موڑا اور کار ایک بار پھر دو پہیوں پر اٹھتی ہوئی موڑ کاٹ کر پھر ایک دھماکے سے سڑک پر گری۔ اور ٹائروں نے زوردار چیخیں نکالنے کے باوجود سڑک کو پھر پکڑ لیا تھا۔

اب کار پہاڑی پر چڑھی جا رہی تھی۔ ٹائیگر بالکل کسی روبوٹ کی طرح کار چلا رہا تھا۔ اس کے چہرے یا انداز سے کسی طرح بھی یہ محسوس نہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی انسان ہے۔ ساگوری اب پھر اوپر کو اٹھ کر سیٹ پر بیٹھ گئی۔ لیکن اس کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا اور آنکھوں سے شدید

ترین دہشت کے آثار نمایاں تھے۔ لیکن اب وہ اس قدر دہشت زدہ ہو چکی تھی کہ اس کے منہ سے آواز تک نہ نکل رہی تھی۔ سائیڈ روڈ پر ٹائیگر نے کار کو بالکل پہلے جیسے انداز میں موڑا اور جلد ہی ایک کافی بڑا سا پہاڑی مکان پہلے نظر آیا پھر برق رفتاری سے قریب آتا گیا۔ رہائش گاہ قریب آجانے کے باوجود کار کی رفتار پہلے کی طرح انتہائی تیز تھی۔ اور یوں لگتا تھا جیسے کار ایک لمحے بعد اس پہاڑی رہائش گاہ سے ٹکرا کر ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی۔

"اب تو روک لو"۔۔۔ ساگوری کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکلی۔ اور اسی لمحے ٹائروں کی تیز چیخوں سے ارد گرد کا ماحول گونج اٹھا اور کار ٹھیک اسی پہاڑی رہائش گاہ کی دیوار کے ساتھ جا کر ایک جھٹکے سے رک گئی۔

"جلدی کرو اس بابا کو علاج کے لئے تیار کرو"۔۔۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر بجلی کی سی تیزی سے کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اور عقبی دروازہ کھول کر دو سیٹوں کے درمیان پڑے عمران پر جھک گیا۔ عمران کی حالت پہلے سے زیادہ خراب ہو چکی تھی۔ لیکن بہرحال وہ ابھی زندہ تھا۔ اسی لمحے رہائش گاہ کے دروازے سے ایک لمبے قد اور انتہائی دبلے جسم کا بوڑھا باہر نکلا۔

"پہاڑی بابا۔ پہاڑی بابا۔۔۔ میں ساگوری ہوں آپ کی شاگرد یہ عمران صاحب کو زہریلی سوئی ماری گئی ہے۔ اس کا علاج کریں"۔۔۔ ساگوری نے پہاڑی بابا کو دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔

"مگر اس طرح کار روکنے کا کیا مطلب۔ میں تو گھبرا گیا تھا"۔۔۔ پہاڑی

بابا نے انتہائی خشمگیں لہجے میں کہا وہ شاید کار کے ٹائروں کی خوفناک چیخوں کی آوازیں سن کر باہر آگیا تھا۔

"باباجی۔ آپ عمران صاحب کو دیکھیں۔ یہ دنیا کا سب سے قیمتی انسان ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے کاندھے پر لدے ہوئے عمران کو ہاتھوں پر ڈال کر بابا کے سامنے کرتے ہوئے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"یہ سوئی ہے باباجی جو اسے ماری گئی ہے"۔۔۔ ساگوری نے اپنی جیکٹ کی سائیڈ میں اڑسی ہوئی سوئی نکال کر دکھاتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر کے چہرے پر پہلی بار ساگوری کے لئے تحسین کے آثار ابھرے۔ کیونکہ اسے تو معلوم ہی نہ تھا کہ ساگوری نے کس وقت سوئی اپنی جیکٹ میں اڑس لی تھی۔

"اوہ۔ اسے ٹاکیشو زہر دیا گیا ہے۔ اس کا تو کوئی علاج نہیں ہے۔ صرف وقتی طور پر اس کا اثر دور ہو سکتا ہے۔ مستقل نہیں"۔۔۔ بابا نے سوئی کو ہاتھ میں لے کر بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"ٹاکیشو۔۔۔ یہ کون سا زہر ہے باباجی۔ میں تو یہ نام پہلی بار سن رہی ہوں"۔۔۔ ساگوری نے حیران ہو کر پوچھا۔

"بیٹے۔ یہ زہر افریقی دلدلی علاقے میں پائے جانے والے ایک نایاب نسل کے سانپ کا زہر ہے۔ اس سانپ کو ٹاکیشو کہا جاتا ہے۔ یہ سانپ بے حد نایاب ہے۔ میں نے بھی زندگی میں صرف ایک بار سانپ کو دیکھا تھا۔ افریقہ کے وچ ڈاکٹر اس کا صرف وقتی علاج کر سکتے ہیں۔ مستقل نہیں"۔۔۔ بابا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باباجی۔ وضاحتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ پہلے وہ وقتی علاج تو کریں"

ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

" اوہ ہاں۔ اندر لے آؤ اسے۔ جلدی کرو۔ پہلے بھی کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔ زہر کافی پھیل گیا ہے"۔۔۔۔ بابا نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر عمران کو دونوں ہاتھوں پہ اٹھائے تیزی سے اس کے پیچھے بڑھا۔ جب کہ ساگوری اس کے پیچھے تھی۔ ایک طویل راہداری سے گزرنے کے بعد بابا سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے تہہ خانے میں آ گیا۔ جو لیبارٹری لگتی تھی۔ دیواروں کے ساتھ لگی ہوئی الماریاں عجیب و غریب ڈیزائن اور وضع کی مختلف رنگوں کی بوتلوں سے بھری ہوئی تھیں۔ ہر بوتل میں عجیب و غریب قسم کی جڑی بوٹیوں کا ڈھیر موجود تھا۔ ایک طرف باریک جالی والا بڑا سا کیبن تھا جس میں سانپ اور اژدہے بند تھے۔

بابا کے کہنے پہ تہہ خانے کے درمیان میں موجود ایک بڑی سی میز پہ ٹائیگر نے عمران کو لٹا دیا۔ بابا تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک پرانی سی بوتل نکالی۔ اور عمران کے قریب آ کر اس نے اس کا ڈھکن کھولا اور عمران کے دونوں جبڑے ہاتھوں سے بھینچ کر اس کا منہ کھولا اور پھر اس بوتل میں سے سنہرے رنگ کے چند قطرے اس نے عمران کے حلق میں ڈالے۔ اور پھر بوتل کا ڈھکن بند کر کے اس نے اُسے بڑی احتیاط سے دوبارہ الماری میں رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ ٹائیگر سے مخاطب ہوا۔

" یہ ابھی ہوش میں آ جائے گا۔ لیکن یہ وقتی علاج ہے۔ زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے مزید اس کی موت رک جائے گی لیکن اس کے بعد اسے لازمی موت کا مزہ چکھنا ہو گا"۔۔۔۔ پہاڑی بابا نے مڑ کر تاسف بھرے

انداز میں ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر کے ہونٹ بھنچ گئے۔

" ساگوری۔ یہاں کوئی بڑا ہسپتال تو ہو گا۔ عمران کو وہاں لے جاتے ہیں شاید وہاں اس کا مستقل علاج ہو سکے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ہسپتال والے تو ٹاکیشو زہر کو جانتے ہی نہ ہوں گے اور یہ وقتی علاج بھی دنیا میں صرف میں ہی جانتا ہوں یا پھر افریقہ کے قدیم وچ ڈاکٹر جانتے تھے۔ یہ قطرے جو میں نے اس نوجوان کے منہ میں ڈالے ہیں۔ اس ٹاکیشو سانپ کی کینچلی کو ایک مخصوص جڑی بوٹی کے عرق میں جلا کر حاصل کئے گئے تھے۔ یہ بوٹی بھی افریقی دلدلوں میں ہی ملتی ہے۔ اور کہیں نہیں ملتی۔ اور مجھے افسوس ہے نوجوان۔ موت بہرحال اب اس آدمی کے لئے مقدر ہو چکی ہے"۔۔۔۔ پہاڑی بابا نے کہا۔ اُسی لمحے ایک ملازم نما آدمی تہہ خانے میں داخل ہوا۔

" جناب ٹریفک پولیس کے افسر آئے ہیں وہ ان کار والوں کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔۔ ملازم نے کہا۔

" اوہ۔ اب وہ کسی کی بات نہ مانیں گے"۔۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" میں بات کرتا ہوں ان سے۔ اس آدمی کو تو میں موت سے نہیں بچا سکتا لیکن ان افسروں کو بہرحال تمہاری گرفتاری سے روک سکتا ہوں"۔ پہاڑی بابا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" تم سیکرٹ سروس کی چیف ہو اور ٹریفک پولیس والے تمہاری بات نہیں مانتے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا

"یہاں کی ٹریفک پولیس براہِ راست کنگ کے ماتحت ہے۔ کنگ نے انہیں لامحدود اختیارات دے رکھے ہیں۔ اس لئے میں مجبور ہوں" ساگوری نے کہا۔ اسی لمحے عمران کی کراہ سنائی دی اور ٹائیگر تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ اس کے چہرے پر موجود سوجن بھی خاصی کم ہو گئی تھی۔

"عمران صاحب"۔۔۔ ٹائیگر نے عمران پر جھکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئی تھیں۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ رو کیوں رہے ہو"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے انداز میں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے فون پر میرا مذاق اڑایا تھا۔ لیکن میں تمہیں معاف کر چکی ہوں۔ اور مجھے افسوس ہے کہ پہاڑی بابا بھی تمہاری موت کو صرف وقتی طور پر روک سکا ہے"۔۔۔ ساگوری نے بھی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"وقتی طور پر موت کو روک سکا ہے۔ کس میں اتنی جرأت ہے کہ موت کو روک سکے۔ یہ میں کہاں ہوں"۔۔۔ عمران نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ کر حیرت بھرے انداز میں کہا اور جواب میں ٹائیگر نے عمران کے سوئی لگنے سے لے کر یہاں تک پہنچنے اور پھر پہاڑی بابا کے علاج کرنے اور اس کی یہ بات کہ یہ علاج زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے تک کارآمد ہو سکتا ہے سمیت پوری تفصیل بتا دی۔ اسی لمحے وہ پہاڑی بابا بھی سیڑھیاں اتر کر واپس آ گیا۔

"تمہیں ہوش آ گیا نوجوان۔ لیکن ویری سوری۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اور اب بھی تم بروقت پہنچ گئے تھے۔ ابھی یہ زہر

تمہاری انگلیوں کی پوروں تک نہ پہنچا تھا ورنہ شاید یہ وقتی علاج بھی بے کار ہو جاتا"۔۔۔ پہاڑی بابا نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کا بے حد شکریہ جناب۔ ٹائیگر نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے ٹاکیشو زہر والی سوئی ماری گئی تھی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں اس بار اطمینان تھا جیسے اُسے دو گھنٹے بعد موت کی نہیں بلکہ زندگی کی خبر دی گئی ہو۔ اور ساگوری اور پہاڑی بابا دونوں حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے کہ وہ یقینی موت کی خبر سننے کے باوجود اس قدر اطمینان سے بات کر رہا ہے۔

"ہاں۔ اس کے متعلق بھی صرف میں ہی جانتا ہوں۔ اگر تمہیں کہیں اور لے جایا جاتا تو شاید اب تک تم ہلاک بھی ہو چکے ہوتے"۔۔۔ پہاڑی بابا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام شاید پروفیسر مالگارو ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پہاڑی بابا عمران کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ تم میرا نام کیسے جانتے ہو۔ جب کہ یہاں تو سب مجھے پہاڑی بابا کہتے ہیں"۔۔۔ پروفیسر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"آپ کے زہروں کے سلسلے میں مضامین جو انٹرنیشنل انٹی پوائزن سوسائٹی میگزین میں شائع ہوتے رہے ہیں میں پڑھتا رہا ہوں اور آپ کا فوٹو بھی ایک مضمون کے ساتھ میں نے دیکھا تھا۔ لیکن مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ یہاں آٹان میں رہتے ہیں۔ بہرحال آپ سے مل کر مجھے بے حد مسرت ہوئی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تم جیسا بہادر آدمی واقعی میں نے آج تک نہیں دیکھا کہ موت کے منہ میں بیٹھے اس طرح مسکرا رہے ہو۔ ورنہ تو ایسے موقعے پر بڑے بڑے حوصلہ ہار جاتے ہیں" ۔۔۔ پروفیسر نے حیرت سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ افریقہ کے مشہور وچ ڈاکٹر ہاناٹو کے ساتھ افریقہ میں طویل عرصے تک رہے ہیں۔ اور وہاں آپ نے ماگو سوزہر پر واقعی قابل قدر تحقیقات کی تھیں۔ جس سے بعد میں انسانیت کے لئے بڑی کارآمد دوا تیار کی گئی۔ میں آپ کو صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ ہاناٹو جو اب ایکریمیا میں رہتا ہے۔ اسے جب بھی کوئی الجھن پیش آئے تو مجھ سے ہی اس معاملے میں ڈسکس کرتا ہے۔ ٹاکیشو زہر کا جو علاج آپ نے مجھ پر استعمال کیا ہے یہ بھی ہاناٹو کا ہی دریافت کردہ ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم ہاناٹو کو جانتے ہو۔ اتنی اچھی طرح۔ تم مجھے لمحہ بہ لمحہ حیران کرتے جا رہے ہو۔ کیا نام ہے تمہارا" ۔۔۔ پروفیسر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میرا نام علی عمران ہے۔ اور میں پاکیشیا میں رہتا ہوں اور آپ کی شاید طویل عرصے سے ہاناٹو سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ورنہ آپ کو معلوم ہوتا کہ ٹاکیشو زہر کا حتمی علاج دریافت کیا جا چکا ہے اور یہ علاج نہ صرف ٹاکیشو زہر کا علاج ہے بلکہ یہ کینسر کے علاج میں بھی خاصا کارآمد ثابت ہو رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹاکیشو کا حتمی علاج۔ اوہ نہیں۔ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے" ۔۔۔ پروفیسر کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

"موت زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اب ٹاکیشو زہر ناقابل علاج نہیں رہا۔ اور آپ شاید سن کر حیران ہی ہوں گے کہ ٹاکیشو کا حتمی علاج ریلوا بوٹی کا رس ہے۔ ریلوا بوٹی کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔ تھوہر کی نسل کی بوٹی ہے جس کے کانٹوں کی نوک سبز اور باقی کانٹا گہرے سرخ رنگ کا ہوتا ہے" ۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ ریلوا۔ ہاں اچھی طرح جانتا ہوں۔ لیکن وہ تو آربیڈ قسم کی زہروں کا تریاق ہے۔ ٹاکیشو تو اس قسم سے بالکل مختلف ہے" ۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"آربیڈ نسل کے زہروں کا تریاق اس کے کانٹوں سے بنایا جاتا ہے جبکہ اصل بوٹی کا رس بی فائیو گروپ کا تریاق ہے۔ اور ٹاکیشو بی فائیو گروپ کا سب سے تیز ترین زہر ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بی فائیو گروپ کے زہر صرف بے حسی پیدا کرتے ہیں۔ لیکن ان سے موت واقع نہیں ہوتی۔ بہرحال ریلوا بوٹی تو میرے پاس موجود ہے" ۔ پروفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے یقین تھا کہ آپ جیسے ماہر کے پاس ریلوا لازماً موجود ہو گی۔ اگر آپ کو تکلیف نہ ہو تو اسے لے آئیں" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تکلیف کیسی۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ میری زندگی کا

سب سے حیرت انگیز واقعہ ہے" ــــ پروفیسر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم ــــ تم زہروں کے ماہر ہو" ــــ ساگوری کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"زہروں کا ماہر نہیں بلکہ زہر پروف ہوں۔ اس لئے کہ میرے دل میں ایک ایسا زہر سرایت کر چکا ہے جس کا علاج ہی نہیں ہے۔ آدمی جنگلوں اور ویرانوں میں سر پٹک پٹک کر مر جاتا ہے۔ اس زہر کی موجودگی میں بھلا ٹاکیشو جیسا زہر بھلا میرا کیا بگاڑ سکتا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کون سا زہر ہے۔ میں نے تو زہروں پر ماسٹر ڈگری حاصل کی ہوئی ہے۔ میں نے تو ایسے زہر کے متعلق آج تک نہیں سنا کہ جس کا شکار ویرانوں اور صحراؤں میں سر پٹک پٹک کر مرتا ہے" ــــ ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے جو خود یہ زہر دوسروں کو انجکٹ کرتا ہو۔ اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ بہر حال ہمارے ہاں اسے زہر عشق کہتے ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زہر عشق ــــ کیا مطلب۔ یہ کون سا زہر ہے" ــــ ساگوری عمران کی بات سمجھ ہی نہ سکی تھی۔ جب کہ ٹائیگر کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔ جب سے عمران نے پروفیسر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے بتایا تھا کہ ٹاکیشو زہر کا حتمی علاج موجود ہے ٹائیگر کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

"بڑا حسین زہر ہوتا ہے۔ توبہ توبہ۔ ایسا نشہ چڑھتا ہے اس زہر کا کہ بس پوچھو نہ" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور اس بار ٹائیگر اپنی ہنسی نہ روک سکا۔ اور ساگوری اب حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگی۔ اور پھر وہ بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ شاید ٹائیگر کے ہنسنے پر وہ عمران کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

"بس آغاز ایسے ہی اکٹھے ہنسنے سے اور انجام ویرانوں اور جنگلوں میں سر پٹکنے پر ہوتا ہے" ــــ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر نے تو بے اختیار شرمندہ سے انداز میں سر جھکا لیا۔ جب کہ ساگوری ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ وہ اب بڑی عجیب سی نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"یہ پتھر ہے۔ عمران صاحب۔ اس پر کسی زہر کا اثر نہیں ہو سکتا۔ توبہ توبہ جس طرح اس نے کار دوڑائی ہے اور جس قدر سرد لہجے میں یہ راستے میں مجھے ڈانٹتا رہا ہے۔ مجھے تو اب بھی سوچ کر خوف سے پھریریاں آنے لگتی ہیں" ــــ ساگوری نے بڑی میٹھی نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ جب کہ ٹائیگر نے منہ دوسری طرف کر لیا۔ اس کے چہرے پر ایسی شرم تھی جیسے کوئی کنواری لڑکی اپنی شادی کے بارے میں سن کر شرما جاتی ہے۔

"میرا خیال ہے زہر کا اثر الٹا ہونے لگ گیا ہے۔ آخر جدید دور ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"الٹا ــــ کیا مطلب" ــــ ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھوڑ دساگوری۔ عمران صاحب تو بس ایسے ہی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اس وقت میرے ذہن میں صرف عمران صاحب کی زندگی کا مسئلہ چھایا ہوا تھا۔ اس لئے میرا لہجہ ایسا ہو گیا ہو گا۔ آئی۔ ایم۔ سوری" ٹائیگر نے شاید موضوع بدلنے کی غرض سے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی پروفیسر ہاتھ میں ایک کانٹے دار بوٹی کا پودا اٹھائے اندر داخل ہوئے۔ بوٹی کے کانٹوں کا رنگ واقعی گہرا سرخ تھا اور نوکیں سبز تھیں۔

"میں نے اسے باقاعدہ کاشت کر رکھا ہے۔ اور میں تازہ بوٹی لے آنا چاہتا تھا اس لئے مجھے کچھ دیر ہو گئی ہے"۔۔۔ پروفیسر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر۔ اسے کانٹا چاقو سے کاٹو۔ اور اس کے رس کے دس بارہ قطرے میرے حلق میں ٹپکا دو"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا

"اوہ نہیں۔ میں خود یہ کام کر دوں گا"۔۔۔ پروفیسر نے کہا اور پھر میز کی سائیڈ میں موجود ایک خانہ کھینچ کر اس نے کھولا۔ اس میں مختلف شکلوں کے تیز دھار چاقو اور نشتر موجود تھے۔ پروفیسر نے پتلے پھل والا چاقو اٹھایا۔ عمران اس دوران میز پر دوبارہ لیٹ چکا تھا۔ اس نے منہ کھول دیا۔ اور پروفیسر نے ریلوا بوٹی کو اس کے منہ کے قریب رکھ کر چاقو سے اسے گودنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد گہرے سبز رنگ کے قطرے ریلوا کے تنے سے ٹپکنے لگے۔ جو سیدھے عمران کے حلق میں اتر گئے۔ پروفیسر مسلسل چاقو سے بوٹی کے تنے کو گودنے میں لگے رہے اور سبز رنگ کے سیال کے

قطرے عمران کے حلق میں ٹپکتے رہے۔ جب دس قطرے عمران کے حلق میں چلے گئے۔ تو عمران نے ہاتھ کے اشارے سے پروفیسر کو بوٹی ہٹانے کے لئے کہا۔ پروفیسر نے بوٹی ہٹالی۔ عمران اب آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر ہلکے سبز رنگ کا پسینہ سا نمودار ہوا جو مسلسل بڑھتا جا رہا تھا۔ پھر اس کا پورا چہرہ اس عجیب سے پسینے میں ڈوب گیا۔ اور نہ صرف چہرہ بلکہ پورا جسم اس پسینے نما سیال میں بھیگ گیا۔ عمران کے جسم پر موجود لباس بھی نہ صرف اس سے تر ہو گیا تھا بلکہ اس پر بھی سبز رنگ جھلکنے لگا تھا۔ کافی دیر تک یہ پسینہ عمران کے جسم کے مساموں سے امنڈتا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں کمی آتی گئی۔ ٹائیگر نے دیکھا کہ اب آنے والے پسینے کا رنگ پہلے سے ہلکا تھا۔ پسینہ اب پانی بن کر میز پر ٹپکنے اور پھر نیچے بہنے لگا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل پسینہ بہتا رہا۔ اس دوران اس کا رنگ ہر لمحہ پہلے سے ہلکا ہوتا گیا۔ اور آخر میں شفاف پسینہ آنے لگا۔ اور چند لمحوں بعد جب پسینہ نکلنا ختم ہو گیا تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے چہرے سے اب سوجن وغیرہ یکسر ختم ہو گئی تھی۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ میں واقعی خوش قسمت ہوں۔ کہ میری تم جیسے زہروں کے عالم سے ملاقات ہو گئی ہے۔ ساگوری میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ میرے نزدیک یہ لمحات میری زندگی کے سب سے مسرت انگیز اور قیمتی لمحات ہیں"۔۔۔ پروفیسر نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور میں آپ کا شکر گزار ہوں پروفیسر کہ آپ نے میرے لئے اس قدر تکلیف کی۔ اب اگر تھوڑی سی اور تکلیف کریں تو مجھے پانی پلوا دیں سخت پیاس لگ رہی ہے"۔۔۔ عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس قدر پسینے کی وجہ سے پیاس تو لگنی ہے۔ ٹھہرو میں تمہیں دودھ لا دیتا ہوں"۔۔۔ پروفیسر نے کہا۔

"آپ تکلیف نہ کریں بابا۔ میں جا کر لے آتی ہوں"۔۔۔ ساگوری نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران اب اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ ٹائیگر کا چہرہ مسرت سے پھول کی طرح کھل اٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر موجود مسرت دیکھ کر یہی خیال آتا تھا جیسے عمران کی بجائے اس کی ذات کو زندگی کی نوید ملی ہو۔

میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے لارنس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ سر لارنس کے لہجے میں بے پناہ وقار تھا۔

"روسو بول رہا ہوں جناب آٹان سے جیکب کی کال ہے اور وہ صرف آپ سے بات کرنا چاہتا ہے"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"جیکب کی کال۔ فلپ نے کیوں کال نہیں کی۔ بات کراؤ فوراً" سر لارنس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ان کی آنکھوں میں خدشات کے سائے رینگنے لگے تھے۔

"ہیلو۔۔۔ جیکب بول رہا ہوں باس آٹان سے"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ کیا بات ہے۔ فلپ کہاں ہے۔ اس نے کیوں کال

نہیں کی" ـــــ سر لارنس نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس فلپ ہلاک ہو گئے ہیں جناب۔ اس لئے میں کال کر رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے جیکب کے لہجے میں گہرے افسوس کا عنصر شامل تھا۔

"فلپ ہلاک ہو گیا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ فلپ کیسے ہلاک ہو سکتا ہے" ـــــ سر لارنس نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ ان کی مسخ شدہ لاش خفیہ اڈے سے ملی ہے۔ جب کہ دو اور ساتھیوں کی لاشیں ان کے ہی ریز پسٹل سے کوئلہ کی صورت میں تبدیل ہوئی ملی ہیں" ـــــ جیکب نے جواب دیا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ رئیلی ویری بیڈ ـــــ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ فلپ جیسا ایجنٹ بھی اس طرح مارا جا سکتا ہے۔ بہرحال پوری تفصیل بتاؤ" ـــــ سر لارنس نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ فلپ اور میں آٹان پہنچے تو باس فلپ نے روگر گروپ کے سارے افراد کی میٹنگ بلائی۔ ان سے تعارف ہوا۔ ہیڈ کوارٹر چیک کیا۔ اس کے بعد انہوں نے فوری طور پر ایک ایکشن گروپ ترتیب دیا مجھے اس گروپ کا انچارج بنایا۔ روگر کا چیف اسسٹنٹ رامپ ہیڈ کوارٹر انچارج تھا۔ پھر انہوں نے فوری طور پر اس پاکیشیائی کی تلاش میں رامپ اور اس کے سارے آدمیوں کو شہر میں پھیلا دیا۔ رامپ نے اس پاکیشیائی کے ساتھ ساتھ ایک اور

پاکیشیائی کی آمد کا بھی کھوج نکال لیا۔ جس کا نام علی عمران تھا۔ یہ دونوں پاکیشیائی گھنے جنگل میں بنی ہوئی ایک عمارت کے تہہ خانے میں چھپے ہوئے تھے۔ چنانچہ باس نے وہاں فوری ریڈ کیا۔ میں باس کے ساتھ تھا۔ ہم نے جاتے ہی اس عمارت پر میزائل فائر کئے۔ اور چاروں طرف سے اُسے گھیر لیا۔ ابھی ہم میزائل ہی فائر کر رہے تھے۔ کہ چاروں طرف سے ہمارے عقب سے مشین گنوں کی فائرنگ شروع ہو گئی۔ میرے ساتھی مقامی آدمی نے بتایا کہ یہ لوگ بلیک کیٹ گروپ کے آدمی تھے۔ بلیک کیٹ آٹان کی سیکرٹ سروس کی چیف ہے۔ اس کا اصل نام مادام ساگوری ہے۔ بہرحال جب اس خوفناک جنگ کا خاتمہ ہوا۔ تو معلوم ہوا کہ باس فلپ۔ رامپ اور میرے علاوہ ریڈ میں شامل ہمارے ساتھی ہلاک ہو چکے تھے۔ بلیک کیٹ گروپ کے بھی سارے افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ البتہ وہ مادام ساگوری کو رامپ نے ضرب لگا کر بے ہوش کر دیا تھا۔ ادھر وہ دونوں پاکیشیائی منہدم شدہ عمارت سے نکل کر بھاگ رہے تھے کہ باس فلپ نے انہیں دیکھ لیا۔ ان میں سے ایک شدید زخمی اور بے ہوش تھا۔ اور دوسرے نے اُسے کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا۔ باس ان سے ٹکرایا۔ اور دوسرا پاکیشیائی بھی بیہوش ہو گیا۔ چنانچہ باس دونوں پاکیشیائیوں اور مادام ساگوری کو اٹھا کر ہیڈ کوارٹر لے آیا۔ اس کے حکم پر ان تینوں کی مرہم پٹی کی گئی۔ چونکہ مادام ساگوری سیکرٹ سروس کی چیف تھی۔ اس لئے خطرہ تھا کہ کہیں سیکرٹ سروس کو اطلاع نہ ہو جائے۔ اور وہ ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کر دیں۔ باس انہیں رامپ کے ایک خفیہ اڈے پر لے گیا۔ رامپ

ساتھ گیا۔ جب کہ میں ہیڈ کوارٹر میں ہی رہا۔ اس اڈے میں رامپ کا
ایک مقامی ساتھی رہتا تھا۔ جب کافی دیر تک باس کی طرف سے
کوئی اطلاع نہ آئی تو مجھے بے حد تشویش ہوئی میں نے وہاں فون کیا
مگر گھنٹی بجنے کے باوجود کسی نے ریسیور نہ اٹھایا تو میں اپنے ساتھیوں
سمیت خود وہاں گیا۔ اس عمارت کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور جس کار
میں باس انہیں لے گیا تھا وہ کار بھی موجود نہ تھی۔ پھر ایک کمرے میں
باس فلپ کی لاش پڑی نظر آئی جن کی گردن کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ چہرہ
انتہائی شدید ترین تکلیف کی وجہ سے مسخ ہو چکا تھا۔ ساتھ ہی رامپ
اور ایک مقامی کی جلی ہوئی لاشیں بھی پڑی تھیں۔ تین ستونوں کے
ساتھ کٹی ہوئیں اور ٹوٹی ہوئی رسیاں بھی فرش پر پڑی تھیں مگر وہ دونوں
پاکیشیائی اور مادام ساگوری کار سمیت غائب تھے۔ میں باس کی لاش
اٹھوا کر ہیڈ کوارٹر لے آیا ہوں۔ اور میں نے باس کی کار کی تلاش شروع
کرنے کا حکم دے دیا ہے اور اب آپ کو کال کر رہا ہوں تاکہ آپ
سے مزید ہدایات لے سکوں"۔۔۔ جیکب نے مکمل تفصیلات بتاتے
ہوئے کہا۔

" اس احمق فلپ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ عمران کس قدر خوفناک
اور تیز ایجنٹ ہے۔ اُسے کیا ضرورت تھی ان کی مرہم پٹی کرانے کی۔
اور پھر انہیں اس کے لئے اڈے میں لے جانے کی۔ لازماً وہ انہیں
ہوش میں لے آیا ہو گا اور پھر اس نے ان سے باتیں شروع کر دی
ہوں گی۔ نانسنس یہ تو صریحاً خودکشی تھی۔ بھلا رسیاں بھی کبھی اس
عمران کو روک سکی ہیں۔ فلپ اپنی حماقت کی وجہ سے مرا ہے۔ اُسے

چاہیئے تھا کہ وہیں جنگل میں ہی انہیں گولیوں سے بھون ڈالتا"۔۔۔ سر
لارنس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" سر میں نے باس فلپ کو یہ بات کہنے کی کوشش کی تھی مگر باس
فلپ نے مجھے جھڑک دیا تھا"۔۔۔ جیکب نے جواب دیا۔

" ہونہہ۔ احمق سب کچھ جاننے کے باوجود حماقت کر بیٹھا۔ اس کی
موت آگئی تھی۔ بہرحال سنو تم اب فلپ کی جگہ چارج سنبھال لو۔
تم کسی طرح بھی فلپ سے کم نہیں ہو۔ لیکن سنو۔ تم بھی فلپ کی طرح
حماقت نہ کرنا۔ یہ عمران ایسا زہریلا سانپ ہے کہ اس کا سر کچلنے میں
ایک لمحے کی بھی کوتاہی ہو جائے تو کاٹ لیتا ہے۔ اور اس کا کاٹا پانی
نہیں مانگ سکتا۔ اس لئے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اُسے گولیوں سے
اڑا دینا۔ سمجھ گئے"۔۔۔ سر لارنس نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ بالکل سمجھ گیا ہوں"۔۔۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

" اور اب پوری پلاننگ سن لو۔ تم دارالحکومت میں بیٹھ کر اس عمران
کے پیچھے بھاگنے میں وقت ضائع نہ کرو۔ فلپ کی فائل میں لیبارٹری
کے محل وقوع کا نقشہ موجود ہے۔ تم فوراً اپنے چیدہ چیدہ ساتھیوں کو
لے کر وہاں جانا۔ اور اس محل وقوع میں اس طرح پکٹنگ کرو کہ عمران
اور اس کے ساتھی جب وہاں پہنچیں تو ان کے بچ نکلنے کا ایک فیصد
بھی امکان باقی نہ رہے۔ لیبارٹری کے اندر سے تمہیں کوئی مدد نہ مل
سکے گی۔ جو کچھ ہونا ہے باہر ہی ہونا ہے۔ اور یہ بھی نوٹ کر لو کہ وہ بلیک
کیٹ ساگوری جو بھی ہو۔ وہ عمران سے مل کر اس لیبارٹری کو تباہ کرنے

کی کوشش کرے گی۔ کیونکہ جب حکومت آنان کو اس لیبارٹری کی اصلیت
کا علم ہو گا تو وہ لازماً اسے تباہ کرنے کا ہی فیصلہ کریں گے۔ وہ ایکریمیا
اور اسرائیل کے فائدے کے لئے اپنے اردگرد کے ملکوں سے مستقل
دشمنی کسی صورت بھی مول نہیں لے سکیں گے۔ اس لئے ساگوری اور اس
کے ساتھی بھی وہاں تمہارے دشمن ہوں گے۔ اور تم نے ان کا بھی وہی
حشر کرنا ہے۔ جو ان پاکیشیائیوں کا کرنا ہے اگر چاہو تو یہاں سے گروپ
کو منگوا لو تاکہ وہاں تمہیں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ بہرحال اس لیبارٹری
کی حفاظت تم نے کرنی ہے"۔۔۔ سر لارنس نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ آپ ہیڈ کوارٹر آرڈر کر دیں تاکہ میں مطلوبہ آدمی
اور اسلحہ وغیرہ وہاں سے منگوا لوں۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں اس
علاقے کا ایسے محاصرہ کر دوں گا کہ وہاں سے یہ لوگ کسی طرح بھی بچ کر نہ
جا سکیں گے"۔۔۔ جیکب نے بڑے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"مجھے ساتھ ساتھ سپیشل ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دیتے رہنا۔ میں
ہیڈ کوارٹر آرڈرز کر دیتا ہوں۔ کہ وہ بلیو گروپ کو تمہارے پاس بھیج دیں۔
بلیو گروپ اس قسم کی کارروائیوں میں ماہر ہے۔ بلیو گروپ کا انچارج
میجر جیکارڈ وہاں تمہارا ماتحت ہو گا۔ لیکن میجر جیکارڈ کی رائے کو پوری
طرح اہمیت دینا۔ وہ ایسی کارروائیوں میں پوری دنیا میں انتہائی ماہر
سمجھا جاتا ہے"۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

"یس سر۔۔۔ میں جانتا ہوں سر۔ میجر جیکارڈ ویسے بھی میرا انتہائی
گہرا دوست ہے۔ ہم دونوں نے سپیشل ٹریننگ اکٹھے کی تھی"۔۔۔ جیکب
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ۔ اب مجھے پورا اطمینان ہے کہ یہ اہم مشن تم دونوں مل کر مکمل
کر لو گے۔ گڈ بائی"۔۔۔ سر لارنس نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے
کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر چھوڑ دیا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے پی۔ اے روسو کی مؤدبانہ
آواز سنائی دی۔

"میجر جیکارڈ کو میرے دفتر بھجوا دو فوراً"۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔
اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر دستک
ہوئی۔

"یس۔۔۔ کم ان"۔۔۔ سر لارنس نے تیز لہجے میں کہا تو دروازہ
کھلا اور درمیانے قد اور چھریرے بدن کا ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔
یہ بلیو گروپ کا انچارج میجر جیکارڈ تھا۔ بلیو گروپ کو فوجی انداز میں
خصوصی قسم کی گوریلا ٹریننگ دی گئی تھی۔ اور اس گروپ کو انتہائی
خاص مشنز پر ہی بھیجا جاتا تھا۔ میجر جیکارڈ کے جسم پر نیلے رنگ کا سوٹ
تھا۔

"یس سر"۔۔۔ میجر جیکارڈ نے اندر داخل ہوتے ہی سر کو جھکا
کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو میجر"۔۔۔ سر لارنس نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی
کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور میجر جیکارڈ مؤدبانہ انداز
میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میجر جیکارڈ ایک انتہائی اہم مشن میں تمہارے ذمہ لگا رہا ہوں۔
اس کی اہمیت کا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتے ہو کہ فلپ اس

مشن میں ہلاک ہو چکا ہے" ۔۔۔ سر لارنس نے قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" فلپ ہلاک ہو چکا ہے" ۔۔۔ میجر جیکارڈ بے اختیار اچھل پڑا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے کیونکہ وہ فلپ کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔

" ہاں۔ اس لئے میں اسے اہم کہہ رہا ہوں۔ تاکہ تم بھی فلپ کی طرح غفلت کا شکار نہ ہو جاؤ" ۔۔۔ سر لارنس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" یس سر ۔۔۔ واقعی اب اس کی اہمیت کا مجھے صحیح احساس ہو گیا ہے" ۔۔۔ میجر جیکارڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور سر لارنس نے سب سے پہلے اُسے پاکیشیا کے علی عمران کے متعلق تفصیلات بتائیں اور اس کے بعد اصل مشن سے آگاہ کیا۔

" آپ بے فکر رہیں باس۔ فلپ نے واقعی حماقت کی ہے ایسے ایجنٹ کو تو سانس لینے کا بھی موقع نہیں دینا چاہئے" ۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا۔ اور سر لارنس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" فلپ کی جگہ اب چارج جیکب کے پاس ہے۔ اور اس نے مجھے بتایا ہے کہ تم اس کے گہرے دوست ہو۔ جیکب کسی طرح بھی صلاحیتوں اور کارکردگی کے لحاظ سے فلپ سے کم نہیں ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ فلپ کے بے شمار کارناموں کے پیچھے اُسی کا ہی ہاتھ تھا۔ اس لئے اس اہم مشن کی تکمیل کے لئے کوئی اور ایجنٹ یہاں سے بھیجنے کی بجائے میں نے جیکب کا ہی انتخاب کیا ہے۔ چونکہ فل چارج جیکب کے

پاس ہے۔ اس لئے تم نے اس کی ماتحتی میں کام کرنا ہے۔ لیکن میں نے اُسے سمجھا دیا ہے۔ تم صرف اس کے ماتحت نہیں ہو گے بلکہ اس کے معاون ہو گے" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

" یہ اور بھی اچھی بات ہے سر۔ جیکب کے مزاج اور اس کی کارکردگی سے میں اچھی طرح واقف ہوں اور ہم مل کر کہیں زیادہ اچھی طرح یہ مشن مکمل کر لیں گے" ۔۔۔ میجر جیکارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آٹان کی سیکرٹ سروس کی چیف ایک رقاصہ ساگوری ہے۔ آٹان بے حد چھوٹا اور پس ماندہ سا ملک ہے۔ اس لئے اس کی سیکرٹ سروس کی کوئی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ علی عمران کے ساتھ شامل ہو گئی تو علی عمران اس سے مقامی سطح پر امداد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اور اس طرح علی عمران کہیں زیادہ خطرناک ہو جائے گا۔ تم نے اس پہلو کو بھی مدنظر رکھنا ہے۔ لیکن ساگوری کے پیچھے بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم نے اُسے بھی عمران کی طرح ہی دشمن سمجھنا ہے" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

" مگر سر آٹان حکومت اپنی سیکرٹ سروس کی چیف کی ہلاکت پر ہماری حکومت سے احتجاج نہ کرے گی" ۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا۔

" اوّل تو آٹان حکومت کو اس کی جرأت ہی نہ ہو گی اور اگر اس نے احتجاج کیا بھی سہی تو ہم اُسے سنبھال لیں گے۔ یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارا ہے۔ تم بس اپنا کام کرو۔ میں چاہتا ہوں عمران جیسے دنیا کے مانے ہوئے خطرناک ترین ایجنٹ کی موت کا سہرا تمہارے اور جیکب کے

ذریعے ہماری ایجنسی کے سر پر ہی بندھے۔ اور یہ اتنا بڑا کارنامہ ہوگا کہ ایکریمیا تو کیا پوری دنیا میں ہماری ایجنسی کا نام سر بلند ہو جائے گا" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر۔ ایسا ہی ہوگا" ۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ اپنے گروپ کو لے کر فوراً آٹان روانہ ہو جاؤ۔ وہاں کی تفصیلی فائل بھی تمہیں مل جائے گی" ۔۔۔ سر لارنس نے کہا۔ اور میجر جیکارڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اور پھر سلام کر کے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ختم شد

• آنان کی پہاڑیوں میں ایکریمیا اور اسرائیل کے مشترکہ ایجنٹوں کے ساتھ عمران، ٹائیگر اور مادام ساگوری کی ایسی ہولناک جنگ

• جہاں ہر لمحہ موت کا لمحہ تھا ——— یقینی اور حقیقی موت ——— ؟

• مادام ساگوری ——— جو ٹائیگر کو دیوانہ وار پسند کرنے لگی تھی ——— مگر ٹائیگر ——— ؟

• مادام ساگوری اور ٹائیگر کے درمیان اس عجیب پسندیدگی کا انجام کیا ہوا ——— ؟ انتہائی حیرت انگیز انجام ۔

کیا عمران، ٹائیگر اور مادام ساگوری اپنے مشن میں کامیاب رہے ——— یا ——— آنان کی پہاڑیاں ان کا مدفن بن گئیں ؟

• برستی گولیوں ——— انسانی چیخوں ——— اور بموں کے خوفناک دھماکوں کے درمیان موت کے بھیانک قہقہوں سے گونجتی پہاڑیوں میں جب موت کا کھیل اپنے عروج پر پہنچا تو ——— ؟ انجام کیا ہوا ——— ؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن

دہشت زدہ کر دینے والا سسپنس

ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے آپ کے معیار پر پورا اُترے گی ۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ڈاگ ریز' سلور گرل اور شلماک کے بعد عمران' فریدی سیریز

میں ایک اور یادگار اور انتہائی دلچسپ ناول

مکمل ناول

ڈائمنڈ آف ڈیتھ
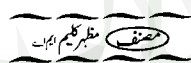
ناقابل تسخیر علی عمران اور ناقابل شکست کرنل فریدی
کے درمیان خوفناک اور جان لیوا ٹکراؤ۔

ڈائمنڈ آف ڈیتھ

ایک نایاب اور تاریخی ہیرا جس کے حصول کے لئے دو عظیم جاسوس آپس میں ٹکرا گئے

ایک ایسا لمحہ

جب علی عمران اور کرنل فریدی دشمنوں کی طرح ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑے تھے۔ اس لمحے کا انجام کیا ہوا؟

کرنل فریدی

جس نے عمران کو گولیوں سے چھلنی کرنے کے احکامات جاری کر دیئے اور کرنل فریدی کی زیرو فورس نے عمران کے گرد پھیلی ہوئیں سٹین گنوں کے ٹریگر دبا دیئے۔

علی عمران

جس نے کرنل فریدی کو ہر قدم پر شکست دینے کا فیصلہ کر لیا اور پھر؟

کیپٹن حمید

جس نے ہزاروں فٹ کی بلند پہاڑی پر چڑھتے ہوئے کرنل فریدی پر سٹین گن کی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ آخر کیوں؟

گولڈن ایگل

جس نے عین آخری لمحات میں ڈائمنڈ آف ڈیتھ اڑا لیا اور عمران اور فریدی دونوں منہ دیکھتے رہ گئے۔

عمران اور فریدی کے درمیان خوفناک اور جان لیوا ٹکراؤ۔
آخری فتح کسے حاصل ہوئی؟

خوفناک ایکشن اور جان لیوا سسپنس سے بھرپور

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ان سیریز
بلڈ ریز
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! السلام مسنون۔ "بلڈ ریز" کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کہانی جس انداز میں آگے بڑھ رہی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ اس حصے کو پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہوں گے۔ لیکن اگر آپ اپنے چند خطوط پہلے ملاحظہ کر لیں تو اس سے دوسرے حصے کی چاشنی یقیناً دوبالا ہو جائے گی۔

ایبٹ آباد سے حامد علی شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کی ہر کتاب انتہائی شوق سے پڑھتا ہوں کیونکہ آپ جس انداز سے ناول لکھتے ہیں وہ انتہائی خوبصورت اور دلکش انداز ہوتا ہے۔ آپ کا ناول ڈارک کلب مجھے بے حد پسند آیا۔ لیکن اس میں ایک جگہ آپ نے ایک ٹیلیفون نمبر لکھتے ہوئے دو چار ایک زیرو تین لکھا ہے حالانکہ یہاں آپ زیرو کی بجائے صفر بھی لکھ سکتے تھے۔ مجھے امید ہے آپ آئندہ خیال رکھیں گے۔"

حامد علی شاہ صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے بے حد مشکور ہوں۔ صفر کی بجائے زیرو لکھنے پر آپ کا اعتراض بجا، مگر کیا آپ نے محسوس نہیں کیا کہ زیرو اور صفر گو ہم معنی ہیں مگر ان میں صوتی اور جمالیاتی فرق نمایاں ہے اور ابلاغ میں یہی فرق خاص اہمیت حاصل کر لیتا ہے۔ امید ہے آپ اس فرق کو ضرور محسوس کر لیں گے۔

ملتان سے محمد نعمان خان خاکوانی لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول ہم سب دوست

انتہائی شوق سے پڑھتے ہیں اور ہمیں آپ کے لکھے ہوئے ناول بے حد پسند ہیں۔ لیکن آپ نے جوزف سے شراب چھڑوا کر بے حد زیادتی کی ہے جوزف کے کردار کا حسن ہی اس کے شراب پینے میں تھا اس لئے آپ جوزف کو شراب دوبارہ شروع کروا دیں۔ ورنہ ہم آپ کے ناول پڑھنا چھوڑ دیں گے۔ دوسری بات یہ کہ آپ عمران کی ڈگریاں لکھتے وقت ایم۔ایس سی۔ڈی۔ایس۔سی لکھتے ہیں۔ حالانکہ ظاہر ہے عمران نے ایم۔ایس۔سی کے بعد ہی ڈی۔ایس۔سی کیا ہوگا۔ اس لئے جب اس نے ڈی۔ایس۔سی کر لیا تو پھر ایم۔ایس۔سی ساتھ لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ضروری ہے تو پھر کیوں نہ اس طرح لکھا جائے۔ میٹرک۔ ایف۔ایس۔سی۔ بی۔ایس سی۔ ایم۔ایس۔سی۔ ڈی۔ایس۔سی۔ امید ہے آپ اس بات پر غور فرمائیں گے۔"

محمد نعمان خان خاکوانی صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کا بیحد شکریہ۔ جہاں تک شراب چھوڑ دینے کا تعلق ہے تو یقیناً آپ نے یہ بھی پڑھ لیا ہوگا کہ جوزف نے کن حالات میں شراب چھوڑی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ جوزف کو اس میں حق بجانب ہی سمجھیں گے اور جہاں تک ڈگریوں کا تعلق ہے تو ڈگریوں میں فرق ہوتا ہے۔ میٹرک۔ ایف۔ایس۔سی تو سرے سے ڈگریاں ہی نہیں ہوتیں۔ بی۔ایس۔سی ابتدائی ڈگری ہوتی ہے مگر ایم۔ایس۔سی ماسٹر ڈگری ہوتی ہے اور یہ کسی بھی مضمون میں بحیثیت مضمون آخری ڈگری ہوتی ہے اس لئے ماسٹر ڈگری اپنے اندر ایک علیحدہ اعزاز رکھتی ہے۔ اسی لئے اسے لکھا جاتا ہے۔ جہاں تک ڈی۔ایس۔سی یعنی سائنس میں ڈاکٹریٹ کا تعلق ہے تو یہ ڈاکٹریٹ کسی خاص شعبے میں خصوصی ریسرچ پر کی جاتی ہے اس لئے ماسٹر ڈگری کے ساتھ بحیثیت سپیشلائزیشن اسے لکھا جاتا ہے۔ امید ہے اب بات آپ پر پوری طرح واضح ہو گئی ہوگی۔

منڈی فیض آباد تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ سے شیخ اللہ دسایا صاحب لکھتے ہیں۔ "ایکشن گروپ" ناول بے حد پسند آیا ہے۔ ویسے ایک بات میرے ذہن میں ہے کہ عمران بہت سے غریب لوگوں کو بڑی بڑی رقمیں دیتا ہے۔ کیا آپ عمران سے بیس پچیس لاکھ روپے اپنے پبلشر کو نہیں دلوا سکتے تاکہ پبلشر صاحب کتابیں چھاپ کر مفت تقسیم کریں۔ اس طرح لاکھوں قارئین کا بھلا ہو جائے گا۔"

شیخ اللہ دسایا صاحب! ایکشن گروپ کی پسندیدگی کا شکریہ۔ واقعی آپ نے مفت کتاب پڑھنے کے لئے انتہائی ذہانت آمیز طریقہ سوچا ہے۔ میں آپ کی یہ تجویز عمران تک ضرور پہنچا دیتا۔ لیکن آپ نے خود لکھا ہے کہ عمران غریب لوگوں کو رقمیں دیتا ہے۔ بس یہی غریب کا لفظ لکھ کر آپ نے سارا مزہ کرکرا کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ بات تو آپ بھی بخوبی جانتے ہونگے کہ عمران کی نظروں میں غریب کون ہو سکتا ہے اور کون نہیں۔

راولپنڈی چکری روڈ سے محمد تنویس صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ عمران کے کارنامے تو تفصیل سے ہم تک پہنچاتے رہتے ہیں لیکن آپ نے کبھی عمران کی اصل عمر نہیں بتائی۔ حالانکہ بے شمار قارئین نے اس طرف آپ کی توجہ دلائی ہے لیکن آپ نجانے کیوں عمران کی صحیح عمر بتانے سے گریز کرتے ہیں آخر اس کی کوئی تو وجہ ہوگی۔ چلئے وہ وجہ ہی بتا دیجئے۔"

محمد تنویس صاحب! ایک مشہور محاورہ ہے۔ "آپ کو آم کھانے سے غرض ہے یا پیڑ گننے سے۔" تو بھائی، کارنامے پڑھتے رہئے۔ ضرور آپ نے عمران

کی عمر پوچھنی ہے۔ جہاں تک وجہ کا تعلق ہے تو آپ کیوں عمران کی صحیح عمر ظاہر کرا کر اس کی شادی کا سکوپ ختم کرانا چاہتے ہیں۔ ویسے بھی ہمارے ہاں جب تک کسی آدمی کی شادی نہیں ہو جاتی، وہ لڑکا ہی کہلاتا ہے۔ اس لئے عمران بھی ابھی تک لڑکا ہی ہے۔

والسّلام

مخلص۔ مظہر کلیم ایم۔اے۔

چھمپو ایک چھوٹا سا پہاڑی شہر تھا۔ جس کی آبادی کچھ زیادہ نہ تھی۔ لیکن یہاں ایک خاصا جدید قسم کا ہوٹل موجود تھا۔ چونکہ چھمپو سے آگے انتہائی دشوار گوار پہاڑی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ اس لئے پہاڑوں پر جانے والے شوقین سیاح لازماً چھمپو شہر میں آتے تھے اور انہی سیاحوں کی وجہ سے ہی ایک نجی ادارے نے یہاں یہ ایک خاصا جدید ہوٹل بنایا تھا۔ اس ہوٹل کا نام ایورسٹ ہوٹل تھا۔ اس وقت بھی اس چھوٹے لیکن جدید ہوٹل کے ہال میں سیاحوں کی خاصی کثیر تعداد موجود تھی۔ ہال کے ایک کونے میں عمران اور ٹائیگر بھی موجود تھے۔ دونوں کے چہروں پر مقامی میک اپ تھا۔ وہ آج صبح ہی دارالحکومت سے یہاں پہنچے تھے دارالحکومت سے ہی انہوں نے فون کر کے ایورسٹ ہوٹل میں کمرے ریزرو کرا لئے تھے ان کی جیبوں میں حکومت آٹان کے پہاڑی علاقوں میں معدنیات کا سروے کرنے والے شعبے کی طرف سے جاری کردہ کارڈ موجود تھے۔ ان کارڈز کے

لحاظ سے عمران کا نام رائیکل اور ٹائیگر کا نام سروپ تھا۔ یہ کارڈز انہوں نے ساگوری کی مدد سے تیار کرائے تھے۔ ساگوری اب پوری طرح ان کی مدد کے لئے آمادہ ہو چکی تھی۔ کیونکہ بقول ساگوری حکومت آٹان نے اس سلسلہ میں حتمی فیصلہ لے لیا تھا کہ اگر ایکریمیا کی خفیہ لیبارٹری میں کوئی مہلک ہتھیار تیار ہو رہا ہے تو پھر اس لیبارٹری کو تباہ ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ حکومت آٹان سپر پاورز کے درمیان فریق بننے کے لئے تیار نہ تھی۔ ساگوری کے ذمہ انہوں نے ایک اور کام لگایا تھا۔ اور اس وقت وہ دونوں یہاں بیٹھے ساگوری کی آمد کے ہی منتظر تھے۔ ان دونوں کے سامنے مقامی مشروب کے گلاس رکھے ہوئے تھے۔

" فلپ کی جگہ لازماً کسی اور ایجنٹ نے لے لی ہو گی اور مجھے یقین ہے کہ اس بار وہ لیبارٹری والے علاقے کی حفاظت کو ہمارے پیچھے دوڑنے کی نسبت ترجیح دیں گے" ــــــ عمران نے گلاس اٹھا کر چسکی لیتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ اجازت دیں باس تو میں یہاں لوگوں سے معلومات حاصل کروں۔ کیونکہ اگر وہ لوگ ادھر گئے ہوں گے تو لازماً یہاں ٹھہرے ہوں گے۔ یہاں سے آسانی سے ان کے بارے میں معلومات حاصل ہو سکتی ہیں، اس طرح حتمی طور پر یہ معلوم کیا جا سکتا ہے" ــــــ ٹائیگر نے چونک کر کہا

" کس سے پوچھو گے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

" ویٹرز سپروائزر کسی سے بھی بات کی جا سکتی ہے۔ یہ سب مقامی ہیں اور غربت کی وجہ سے یہاں تھوڑی سی رقم سے ان کے منہ آسانی سے

کھلوائے جا سکتے ہیں" ــــــ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اماں بی کہتی ہیں کہ پردیس میں رقم کم سے کم خرچ کرنی چاہیئے۔ اور تمہیں پتہ ہے کہ اماں بی کے حکم کی تعمیل میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس لئے جو معلومات تم رقم خرچ کر کے اب حاصل کرنا چاہتے ہو۔ وہ رقم خرچ کئے بغیر میں پہلے ہی حاصل کر چکا ہوں۔ گذشتہ ایک ہفتے کے دوران یہاں تین سے زیادہ ایکریمین سیاحوں کا گروپ نہیں آیا" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ آپ نے یہ معلومات کس وقت حاصل کیں" ــــــ ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" جب تم ساگوری کے خیالوں میں مست باتھ روم میں گنگنا رہے تھے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بے اختیار جھینپ گیا۔

" تو ــــ تو کیا آپ میرے کمرے میں آئے تھے۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا" ــــــ ٹائیگر نے بے اختیار جھینپتے ہوئے کہا۔

" میں نے تو گنگناہٹ کہی ہے شور و غل تو نہیں کہا کہ کمرے کے باہر بھی آواز پہنچ جاتی" ــــــ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" باس آپ ساگوری کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہ کیا کریں" یک لخت ٹائیگر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ کمال ہے۔ تو معاملات اس حد تک پہنچ گئے ہیں۔ کہ اب اس کے بارے میں بات بھی کسی غیر کے منہ سے سننا پسند نہیں رہی" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یہ بات نہیں باس۔ دراصل میں اس ٹائپ کا آدمی نہیں ہوں،

"میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے مذاق کی وجہ سے اب ساگوری کی نظریں ہی بدل گئی ہیں اور میں نے کسی بھی وقت اُسے جھاڑ دینا ہے" ___ ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے ابھی سے جھاڑ پونچھ کا کام اس نے تمہارے ذمہ لگا دیا ہے اگر ابھی سے یہ حال ہے تو بعد میں کیا ہوگا۔ واہ ویسے یہ واقعی ایک دلچسپ منظر ہوگا۔ جب ساگوری اطمینان سے بیٹھی فیشن میگزین پڑھ رہی ہوگی اور جناب جنگل کے بادشاہ فرشوں پہ گیلے کپڑے مارتے۔ برتن دھوتے نظر آئیں گے" ___ عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"باس......" ___ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت شدید بے بسی کے آثار نمایاں تھے ___ اگر اس کے سامنے عمران کی بجائے اور کوئی ہوتا تو ٹائیگر یقیناً پھٹ پڑتا۔

"سنو۔ مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ تم کس ٹائپ کے آدمی ہو۔ میں تمہیں تم سے بھی بہتر جانتا ہوں۔ ساگوری مقامی سیکرٹ سروس کی چیف ہے۔ اور اس کی مدد سے یہاں ہمارے بے شمار کام ہو سکتے ہیں۔ ورنہ ہمیں ہر معاملے کے لئے پاکیشیا بھاگنا پڑتا۔ اس لئے میں نے اُسے جان بوجھ کر تمہاری طرف متوجہ کیا ہے۔ تاکہ اس مشن کی تکمیل تک اس سے کام لیا جا سکے۔ یہ سیکرٹ ایجنسی صرف اچھل کود کا ہی نام نہیں ہوتا۔ یہاں ہر پہلو کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ میرا خیال ہے اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں" ___ عمران کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا تھا۔

"سس ___ سس ___ سوری باس۔ میں سمجھ گیا۔ اب میں

خیال رکھوں گا" ___ ٹائیگر نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ لفظ سوری میں تمہارے منہ سے سننا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے آئندہ اس لفظ کی ادائیگی کا موقعہ نہ آنے دینا" ___ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا۔

"یس باس" ___ اس بار ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"مشن کے دوران ہماری باتیں۔ ہمارے اقدامات۔ ہمارے جذبات ہماری عقل و فہم سب کچھ مشن کے لئے ہی ہوتی ہیں۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا" ___ عمران نے کہا اور پھر گلاس اٹھا کر اس نے اس میں موجود آخری گھونٹ حلق میں انڈیلا اور گلاس رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ ٹائیگر بھی اٹھنے لگا۔ لیکن عمران نے اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا۔ اور ٹائیگر اٹھتے اٹھتے پھر بیٹھ گیا۔

"میں ایک ضروری کام جا رہا ہوں۔ ساگوری آئے تو اس سے کام کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر لینا" ___ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہال کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"باس نے بھی کام سب سے مشکل بتا دیا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ کرنا تو ہوگا ہی" ___ ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ایک ویٹر کو اشارہ کیا۔ ویٹر کے قریب آنے پر اس نے اُسے مشروب کا ایک گلاس اور لانے کا آرڈر دیا اور میز پر پڑا ہوا اخبار

اٹھا کر دیکھنے لگا۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ٹائیگر کے کانوں میں ساگوری کی آواز پڑی اور وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تم ۔۔۔ بیٹھو بیٹھو" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"شکر ہے۔ تم مسکرائے تو سہی۔ ورنہ یہاں ڈی بابا کی رہائش گاہ سے آنے کے بعد تو تمہارا چہرہ یوں لگنے لگ گیا تھا جیسے پتھر کا ہو" ۔۔۔۔ ساگوری نے بجائے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کے ۔۔۔۔ ٹائیگر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے گو میک اپ کر کے اپنے چہرے کو بدل رکھا تھا لیکن اس نئے چہرے میں بھی خاصی جاذبیت تھی۔ اس نے چست لباس پہن رکھا تھا۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں ساگوری۔ وہ تو دراصل عمران صاحب کی وجہ سے میں خاموش تھا" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو تم یہ بتاؤ کہ عمران کا اصل حدود اربعہ کیا ہے۔ کیا وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہے" ۔۔۔۔ ساگوری نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں ساگوری۔ اس کا کسی بھی سروس سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ تو اپنی ذات میں خود کسی سروس سے کم نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے وہ کام ضرور کرتا ہے۔ لیکن اپنی مرضی اور موڈ کے تحت" ٹائیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو پھر وہ تمہارا باس کیسے ہو گیا" ۔۔۔۔ ساگوری نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"کیسے کا کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔ اسی لمحے ویٹر نے مشروب کا گلاس لا کر میز پر رکھا تو ٹائیگر نے اسے دوسرا گلاس لانے کے لئے کہہ دیا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ہو۔ اور عمران کا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں تو پھر وہ تمہارا باس کیسے ہوا" ۔۔۔۔ ساگوری نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے کہہ دیا ہے کہ میں سیکرٹ سروس کا آدمی ہوں" ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

"تمہاری کارکردگی دیکھ کر اندھوں کو بھی پتہ چل جاتا ہے" ۔۔۔۔ ساگوری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے تمہیں غلط نہیں کہا تھا۔ میں تو سیکرٹ سروس کا ممبر بننے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ میں تو پاکیشیا کی زیر زمین دنیا کا ایک معمولی سا کارندہ ہوں۔ یہ تو عمران صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے مجھے غلط کاموں میں ملوث ہونے سے روکنے کے لئے اپنا شاگرد بنا لیا ہے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ تم اس عمران کے شاگرد ہو۔ جسے سوائے مزاحیہ باتیں کرنے کے اور کچھ آتا ہی نہیں۔ میں نے تمہاری کارکردگی دیکھی ہے۔ عمران تو تمہارا پاسنگ بھی نہیں۔ لیکن اس کے باوجود تم اس کا اس طرح احترام کرتے ہو جیسے وہ تمہارا باس ہو" ۔۔۔۔ ساگوری

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم نے عمران صاحب کو ابھی دیکھا ہی نہیں ساگوری۔ میری کارکردگی کی تم بات کر رہی ہو۔ ان کے منہ سے میرے لئے اگر شاباش کا لفظ ہی نکل جائے تو یہ میرے لئے اس دنیا کا سب سے بڑا تحفہ ہو گا۔ بہرحال چھوڑو ان باتوں کو۔ تم یہ بتاؤ جو کام تمہارے ذمہ لگایا گیا تھا وہ ہوا یا نہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

" دیکھو ٹائیگر۔ میں سیکرٹ سروس کی چیف ہوں۔ کوئی عام سی لڑکی نہیں ہوں۔ جس سے تم اس طرح تحکمانہ لہجے میں بات کرو۔ اور یہ بھی بتادوں کہ جس وقت عمران بے حس پڑا تھا اور تم سوئی کی چیکنگ میں مصروف تھے۔ میں چاہتی تو تم دونوں کو ہلاک کر دیتی اور میرا پروگرام بھی یہی تھا لیکن تم نے اور عمران نے جس انداز سے اس ایکریمی فلپ اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جان توڑ جدوجہد کی تھی۔ اس سے میرے دل میں ہمدردی پیدا ہو گئی اور پھر میں تمہیں اور عمران کو پہاڑی بابا کے پاس لے گئی۔ اس وقت تک میرے ذہن میں صرف تم لوگوں کے لئے خالی ہمدردی کے جذبات تھے اس سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔ لیکن جب عمران نے تمہارے اور میرے متعلق بات کی تو پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ دراصل میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔ شاید میرے ذہن میں ایسا آئیڈیل موجود تھا۔ اور پھر تمہیں پسند کرنے کی وجہ سے میں نے تم دونوں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم میرے ساتھ اس طرح تحکمانہ انداز میں بات کرو۔ اگر اب بھی میں تمہارے خلاف ہو جاؤں تو تم دونوں کو آٹان کی زمین بھی اپنے اندر چھپانے سے انکار کر دے گی"

ساگوری نے سخت لہجے میں کہا اور ٹائیگر ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا اس کی بات سنتا رہا۔ اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ ابھی اس کی گردن مروڑ کر اسے بتا دے کہ ٹائیگر کے سامنے اس طرح اونچی آواز میں بات کرنے والوں کا یہ حشر ہوتا ہے اور اگر عمران نے اسے اٹھنے سے پہلے یہ نہ سمجھایا ہوتا کہ مشن کی تکمیل کے لئے سب کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے تو اس کا ردعمل یقیناً یہی ہوتا۔

" آئی۔ ایم۔ سوری مادام ساگوری۔ واقعی میرا لہجہ گستاخانہ تھا۔ مجھے تمہارے سامنے انتہائی مؤدبانہ انداز میں بات کرنی چاہئے تھی۔ آخر تم سیکرٹ سروس کی چیف بھی ہو۔ اور ساتھ ہی تمہارا تعلق شاہی خاندان سے بھی ہے۔ اور میری تمہارے سامنے کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری"۔۔۔۔ ٹائیگر نے نجانے کس طرح اپنے آپ پر جبر کرتے ہوئے کہا۔

" ارے تم تو ناراض ہو گئے۔ میں تمہیں ناراض نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میں تو صرف تمہاری خاطر سب کچھ کر رہی ہوں۔ اور یہ بھی سن لو۔ میں نے بھی سماجی اور طبقاتی اونچ نیچ کی پرواہ نہیں کی۔ تم جو کوئی بھی ہو میرے لئے سب کچھ ہو"۔۔۔۔ ساگوری نے بڑے جذباتی لہجے میں ٹائیگر کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ ہٹا لیا۔

" کیا مطلب۔۔۔۔ تو کیا تم مجھے پسند نہیں کرتے جو تم نے میرا ہاتھ اس طرح جھٹکا ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں غصہ تھا۔

"یہ بات نہیں ہے۔ بہرحال چھوڑو یہ باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ ابھی ان کا وقت نہیں آیا۔ تم مجھے بتاؤ کیا وہ کام ہوا یا نہیں۔ تاکہ مشن کو آگے بڑھایا جا سکے" ـــــ ٹائیگر نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ پہلے اس بات کا فیصلہ ہوگا پھر دوسری بات ہوگی۔ میں کسی الجھن میں رہنا پسند نہیں کرتی" ـــــ ساگوری واقعی جھاڑ کے کانٹے کی طرح ٹائیگر کے پیچھے پڑ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ اوپر کمرے میں چل کر بیٹھتے ہیں۔ وہاں کھل کر باتیں ہوں گی۔ یہ اوپن جگہ ہے۔ یہاں اس طرح کی باتیں مناسب نہیں ہیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوہ ضرور" ـــــ ساگوری کمرے میں چلنے کی آفر سے نہ جانے کیا سمجھی تھی کہ اس کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔

ٹائیگر اُسے ساتھ لئے تھوڑی دیر بعد دوسری منزل پر واقع اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ" ـــــ ساگوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ یہ ضروری تو نہیں کہ ہر بات کا باقاعدہ اعلان کیا جائے کچھ باتیں خود بخود سمجھ میں آجانی چاہئیں۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ میں پہلے کام کو ترجیح دیتا ہوں۔ پھر باتوں کو۔ اگر تم واقعی مجھے پسند کرتی ہو تو پہلے مجھے بتاؤ کہ کام ہوا یا نہیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"کام ہوتا رہے گا۔ تم پہلے یہ بات واضح کرو" ـــــ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ اگر تم ضد ہی کر رہی ہو۔ تو ٹھیک ہے۔ میں تمہیں پسند کرتا ہوں"

ٹائیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے پھانسی پر چڑھایا جا رہا ہو۔

"لیکن تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم زبردستی یہ بات کر رہے ہو۔ تمہارے لہجے میں جذبات کی گرمی نہیں ہے۔ کہیں تم مجھ سے کام لینے کے لئے تو یہ بات نہیں کر رہے" ـــــ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ دراصل تم غلط موقعہ پر ضد کر رہی ہو۔ میں نے بتایا تو ہے کہ میری فطرت میں کام پہلے اور یہ باتیں بعد میں ہیں۔ میرے ذہن پر کام سوار ہے۔ اور تم ان باتوں کو چھیڑ کر بیٹھ گئی ہو" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ یہ بات ہے۔ چلو یہ بتا دو کہ کیا اس مشن کی تکمیل کے بعد تم مجھ سے شادی کرو گے" ـــــ ساگوری نے کہا۔

"سوری ساگوری۔ میں نے اس بارے میں ابھی سوچا تک نہیں۔ اور اتنا بڑا فیصلہ اس طرح اچانک تو نہیں ہوا کرتا۔ مشن کے بعد دیکھیں گے" ٹائیگر نے آخرکار سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"دوسرے لفظوں میں تم انکار کر رہے ہو۔ حالانکہ میں نے تو تمہاری حیثیت کی بھی پرواہ نہ کی تھی۔ لیکن اب مجھے سوچنا پڑے گا" ـــــ ساگوری نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"دیکھو ساگوری۔ یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ ہمیں پہلے اپنے مشن کی طرف دھیان دینا چاہئیے۔ ہم یہاں کام کے لئے آئے ہیں۔ شادی کے فیصلے کرنے نہیں آئے" ـــــ ٹائیگر کا لہجہ مزید سرد ہو گیا۔ وہ بھی اب اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

" تو ٹھیک ہے ۔پھر میں دیکھوں گی کہ تم یہاں کس طرح کام کرتے ہو۔
تم نے میری توہین کی ہے اور میں اپنی توہین کرنے کی کسی کو اجازت
نہیں دے سکتی ۔میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہی ہوں کہ خود بھی
آناً فاناً نکل جاؤ اور اپنے اس احمق باس کو بھی ساتھ لے جاؤ
ورنہ "۔۔۔۔ ساگوری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔مگر اس سے پہلے
کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا ۔ٹائیگر کا بازو گھوما اور ساگوری بُری طرح چیختی
ہوئی کرسی پر گری ۔اور پھر کرسی سمیت نیچے قالین پر جا گری ۔
" تم نے میرے باس کو احمق کہا ہے ۔تمہاری یہ جرأت ۔تم جیسی
عورتیں تو نجانے کتنی سڑکوں پر گھسٹتی پھر رہی ہیں ۔تم اپنے آپ کو سمجھتی
کیا ہو"۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا ۔اور ساگوری اپنے گال پر
ہاتھ رکھے زہریلے انداز میں اٹھ کھڑی ہوئی ۔اس کا چہرہ غیظ و غضب
سے سیاہ پڑ گیا تھا ۔آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے ۔
" تم ۔۔۔ تم حقیر ۔بدمعاش ۔تم نے ساگوری پر ہاتھ اٹھایا ہے ۔اب تم
بھگتو گے ۔میں تمہارے چہرے پر اب تھوکنا بھی پسند نہیں کروں گی"۔۔۔
ساگوری نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف لپکی ۔لیکن دوسرے لمحے
وہ ایک بار پھر چیختی ہوئی اچھل کر فرش پر جا گری ۔ٹائیگر نے اُسے بازو
سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے اچھال دیا تھا ۔
" تم اس طرح نہیں جا سکتیں ۔بتاؤ وہ نقشہ لے آئی ہو یا نہیں"۔۔۔
ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا ۔لیکن اس بار ساگوری نیچے گرتے ہی کسی
سپرنگ کی طرح اچھلی اور اس نے گھوم کر پوری قوت سے ٹائیگر کے پہلو پر
لات کی بھرپور ضرب مارنی چاہی ۔لیکن دوسرے لمحے وہ ایک بار پھر چیختی

ہوئی قلابازی کھا کر بیڈ پر اس طرح جا گری کہ اس کا سر پہلے وہیں بیڈ پر رہا ۔
جبکہ جسم گھومتا ہوا ایک دھاکے سے بیڈ کی دوسری طرف دیوار سے ٹکرایا ۔
اور وہ سمٹ کر نیچے فرش پر گری ۔اور چند لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت ہو
گئی ۔ٹائیگر نے صرف مخصوص انداز میں اس کی پنڈلی پر تھپکی دی تھی ۔
" اب تمہاری یہ نوبت آ گئی ہے کہ عورتوں پر ہاتھ اٹھانے لگے ہو"۔
اُسی لمحے ٹائیگر کو عقب سے عمران کی آواز سنائی دی ۔اور وہ تیزی
سے گھوما ۔عمران دروازے میں کھڑا تھا ۔نجانے وہ کس وقت بند
دروازہ کھول کر آ گیا تھا ۔
" باس ۔یہ عورت پاگل ہے ۔میں نے بہت برداشت کرنے کی
کوشش کی لیکن ......"۔۔۔ ٹائیگر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے
کہا ۔اور عمران بے اختیار ہنس پڑا ۔
" میں نے تمہارے درمیان ہونے والی ساری باتیں سن لی ہیں ۔میرے
اور تمہارے کمرے کے درمیان موجود روشندان کھلا ہوا ہے"۔۔۔
عمران نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر دروازہ بند کر دیا ۔
عمران کو مسکراتا دیکھ کر ٹائیگر کا ستا ہوا چہرہ نارمل ہو گیا ۔ورنہ اُسے
خطرہ بھی تھا کہ کہیں پھر عمران ناراض نہ ہو جائے ۔
" باس ۔میں مجبور ہو گیا تھا ۔یہ تو حد درجہ پاگل اور احمق عورت ہے"
ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔اور عمران مسکرا دیا ۔
" اب مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ عورتوں کے معاملے میں تمہیں کچھ معلوم
نہیں ۔اس لئے تم اسے صحیح طور پر ٹریٹ نہیں کر سکے ۔اب یہ بھی تمہیں
سکھانا پڑے گا ۔فی الحال ہمیں اس کی ضرورت ہے ۔اس لئے اب مجھے

خود اسے سدھانا پڑے گا۔ تم اس کی تلاشی لو۔ اگر یہ نقشہ لے آئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ باقی کام بھی کر آئی ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیکٹ کی اندرونی جیب سے نقشہ نکال چکا تھا۔

"نقشہ تو موجود ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے نقشہ عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے نقشہ لیا۔ اسے کھول کر کافی دیر تک دیکھتا رہا۔

"اوکے۔ اس کا مطلب ہے کام ہو گیا۔ فی الحال نقشہ واپس اس کی جیب میں ڈال دو۔ اور تم میرے کمرے میں جاؤ۔ اب میں اس سے خود بات کرتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے نقشہ واپس ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ اسے خود ہی ڈیل کریں۔ میں اسے اب مزید برداشت نہیں کر سکوں گا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے نقشہ بند کر کے واپس ساگوری کی جیب میں ڈال کر اس طرح دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا جیسے وہ کسی بڑی مصیبت سے پیچھا چھوٹ جانے پر بھاگا جا رہا ہو۔

"ارے ارے۔ اسے اٹھا کر بستر پر تو ڈالتے جاؤ۔ اب اتنی بھی کیا بے مروتی۔ آخر وہ سیکرٹ سروس کی چیف ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر ہونٹ بھینچتا ہوا واپس مڑا اور اس نے بجائے فرش پر بے ہوش پڑی ساگوری کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالنے کے اس کا بازو پکڑ کر بڑی بے دردی سے جھٹکا دے کر اسے بیڈ پر پھینکا اور پھر اس طرح ہاتھ جھٹکتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا جیسے

اس نے کسی غلیظ ترین چیز کو ہاتھ لگا دیا ہو۔ عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس دیا۔ جب ٹائیگر دروازہ کھول کر باہر چلا گیا تو عمران آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ سے بیڈ پر پڑی ساگوری کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ساگوری کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی تو عمران ہٹ کر اطمینان سے فرش پر الٹی پڑی کرسی کو سیدھا کر کے اس پر بیٹھ گیا۔ ساگوری نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

"کہاں ہے وہ۔ میں اس کا خون پی جاؤں گی۔ اس نے مجھے سمجھ کیا رکھا ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے انتہائی غصیلے انداز میں دانت کچکچا کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ میرے کمرے میں بیٹھا خون کے آنسو بہا رہا ہے۔ میں نے اسے کہہ دیا کہ انہیں کسی جگ میں اکٹھا کرتا رہے۔ تاکہ مادام ساگوری اسے پی سکے"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"کک۔۔۔ کک۔۔۔ کیا مطلب۔ وہ رو رہا ہے۔ نہیں۔ وہ نہیں رو سکتا۔ وہ تو پتھر ہے۔ احمق ہے۔ بے درد ہے۔ اسے کسی کے جذبات کا ذرا برابر بھی احساس نہیں ہے۔ اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے۔ مجھے۔ ساگوری کو"۔۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ۔ تم اسے کتنے عرصے سے جانتی ہو"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہو کر پوچھا۔

"عرصہ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ ساگوری نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب یہ مادام ساگوری کہ ہر آدمی جب پیدا ہوتا ہے تو اپنی

ایک خاص فطرت ساتھ لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ لاکھ کوشش کرے اپنی فطرت نہیں بدل سکتا۔ تم نے لازماً اس سے جذباتی باتیں کرنے کی کوشش کی ہو گی۔ اور یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ ہو گا کہ تم یہاں بیہوش پڑی تھیں اور وہ میرے کمرے میں بیٹھا خون کے آنسو رو رہا ہے۔ سنو۔ کسی کو اچھی طرح جانے بغیر اس پر غصہ نہیں کھایا کرتے۔ ٹائیگر ان معاملات میں فطرتاً شرمیلا واقع ہوا ہے۔ وہ ایسی باتیں کھل کر نہ سننا پسند کرتا ہے اور نہ اسے ایسی باتیں کرنے کا سلیقہ آتا ہے۔ ویسے جب وہ میرے کمرے میں روتا ہوا آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ تمہیں تھپڑ مار کر آیا ہے۔ تو میں نے اسے آزمانے کے لئے کہا۔ کہ ٹھیک ہے میں ساگوری کو گولی مار دیتا ہوں۔ تمہیں معلوم ہے اس نے کیا ردعمل ظاہر کیا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اس پتھر نے کیا ردعمل ظاہر کرنا ہے۔ اس نے کہا ہو گا۔ میں خود جا کر گولی مار دیتا ہوں"۔۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں۔ اس نے میری منتیں شروع کر دیں کہ ساگوری کو کچھ نہ کہا جائے۔ ورنہ وہ خودکشی کر لے گا۔ اور جب تک میں نے وعدہ نہ کر لیا اس وقت تک اس نے میری جان نہ چھوڑی"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ساگوری کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔

" اس نے میرے لئے تمہاری منتیں کیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ تو مجھے پسند ہی نہیں کرتا"۔۔۔۔ ساگوری نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

" کاش۔ میں تمہیں اس کی وہ بڑبڑاہٹ ٹیپ کر کے سنوا دیتا۔

جب وہ خواب میں بڑبڑا رہا تھا۔ اب کیا بتاؤں شرم آتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ساگوری کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" تو ۔۔۔۔ تو پھر وہ مجھ سے کھل کر کیوں بات نہیں کرتا"۔۔۔۔ ساگوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بتایا تو ہے اس کی فطرت ہی ایسی ہے۔ کھل کر بات کرنے کی کوشش کرو گی تو وہ بگڑ جائے گا۔ پتھر بن جائے گا۔ لیکن اگر مسئلہ صرف اشارے کنائے تک رہے گا تو وہ بگڑے گا نہیں"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں کہا۔

" تمہیں یقین ہے کہ وہ واقعی مجھے چاہتا ہے۔ پسند کرتا ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ لہجہ بے حد میٹھا تھا۔

" تم میری بجائے اپنے دل سے پوچھو وہ خود بتا دے گا۔ ویسے ایک بات ہے ٹائیگر ہے خوش قسمت۔ کاش اتنا خوش قسمت میں ہوتا" عمران نے بڑے حسرت بھرے انداز میں کہا تو ساگوری کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" اوہ اوہ۔ تم نے مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی مسرت بخشی ہے کہاں ہے وہ پتھر۔ میں اسے خود مناؤں گی۔ واقعی یہ میری حماقت تھی۔ کہ میں نے اس کی طبیعت کے خلاف اس سے کھل کر بات کرنے کی کوشش کی"۔۔۔۔ ساگوری نے سب کچھ بھول کر بیڈ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

" تم بیٹھو۔ میں بلاتا ہوں اسے۔ اور سنو اب آئندہ خیال رکھنا۔

ورنہ تمہارا تو کچھ نہ بگڑے گا میرا ساتھی خودکشی کر لے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ٹائیگر کے ساتھ واپس آیا۔ ٹائیگر قدرے جھینپا ہوا سا لگ رہا تھا۔

"آئی۔ ایم۔ سوری ساگوری"۔۔۔۔ ٹائیگر نے قریب آ کر نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ تم۔ معافی تو مجھے تم سے مانگنی چاہیئے۔ میں نے ہی خواہ مخواہ ضد کی تھی۔ بہرحال مشن کی تکمیل کے بعد میرا خیال رکھنا"۔۔۔۔ ساگوری نے کہا۔ وہ واقعی انتہائی جذباتی عورت ثابت ہو رہی تھی۔

"اب یہ معافی تلافی کو کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھو۔ ہاں ساگوری اب تم بتاؤ کہ تم کیا کر کے آئی ہو"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں کام کر آئی ہوں۔ یہ دیکھو نقشہ"۔۔۔۔ ساگوری نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جیب سے وہی نقشہ نکالا جو پہلے عمران، ٹائیگر کے ذریعے دیکھ چکا تھا۔ ساگوری نے نقشہ درمیانی میز پر پھیلا دیا۔

"میں نے تمہاری ہدایات کے مطابق اس پر نشانات نہ لگائے تھے" ساگوری نے جیب سے سرخ بال پوائنٹ نکالتے ہوئے کہا۔

"یہ ہے وہ علاقہ جس میں ٹائیگر کے مطابق ایکریمیا کی خفیہ لیبارٹری موجود ہے۔ اس میں چاروں طرف انتہائی دشوار گزار پہاڑیاں ہیں۔ اور درمیان میں یہ وادی ہے۔ اسے وادی ارتاش کہا جاتا ہے۔

صرف شمال مشرق کی طرف اس پہاڑی کے اندر ایک قدرتی سرنگ موجود ہے۔ لیکن یہ سرنگ اس قدر چھوٹی ہے کہ اس میں سے بیک وقت دو جیپیں نہیں گزر سکتیں۔ اور اگر اس سرنگ کو بند کر دیا جائے تو پھر وادی ارتاش تک جانے کا سوائے فضائی طرف سے اور کوئی راستہ باقی نہیں رہتا۔ یہ پہاڑی سلسلہ اگانو کہلاتا ہے۔ وادی ارتاش کے شمال میں وہاں سے بیس کلو میٹر کے فاصلے پر ایک چھوٹی سی پہاڑی بستی ہے۔ جسے تانگو کہا جاتا ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے نقشے پر بال پوائنٹ سے باقاعدہ نشانات لگاتے ہوئے کہا۔

"تانگو تک پہنچنے کے لئے اس جیمو قصبے کے علاوہ اور کون کون سے راستے ہیں۔ میرا مطلب ہے دارالحکومت سے"۔۔۔۔ عمران نے نقشے کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"دو راستے ہیں۔ لیکن یہ دونوں راستے دشوار گزار ہیں۔ بہرحال ان راستوں پر انتہائی طاقتور جیپوں کے ذریعے سفر کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے کہا۔

"میں نے کہا تھا کہ کسی ایسے آدمی کا بندوبست تم نے کرنا ہے جو ان تمام علاقوں میں آنکھیں بند کر کے بھی سفر کر سکے اور ہو بھی وفادار۔ کیا اس کا بندوبست ہو گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایک آدمی ایسا ہے۔ وہ آٹان سیکرٹ سروس میں بطور ڈرائیور ملازم ہے۔ وہ تانگو بستی کے سردار ڈنگا کا قریبی رشتہ دار ہے۔ وہ ان علاقوں کا کیڑا کہلاتا ہے۔ اس کا نام ٹامو ہے۔ میں اسے

ساتھ لے آئی ہوں۔ وہ سرائے میں ٹھہرا ہوا ہے" ——— ساگوری نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اُسے یہیں بلا لو۔ میں اس سے ضروری معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور ساگوری نے سر ہلا کر پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سرائے میں فون ہے" ——— عمران نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا اور ساگوری نے سر ہلا دیا۔

"ہیلو۔ یہاں کمرہ نمبر بارہ میں ٹامو ٹھہرا ہوا ہے۔ اُسے بلاؤ" ——— ساگوری نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ ایک بار پھر بولی۔

"ٹامو۔ میں مادام بول رہی ہوں۔ ایورسٹ ہوٹل دوسری منزل کے کمرہ نمبر بیس میں آجاؤ" ——— ساگوری نے سخت لہجے میں کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔ عمران اس دوران نقشے پر ہی جھکا رہا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی اور ساگوری کے کم ان کہنے پر دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس جسم کا مالک مقامی نوجوان جس کے جسم پر خاکی رنگ کی وردی نما لباس تھا۔ اندر داخل ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ساگوری کو سلام کیا اور سر جھکا کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔

"تمہارا نام ٹامو ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"یس سر" ——— ٹامو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ادھر آؤ۔ کرسی پر بیٹھ جاؤ" ——— عمران نے سائیڈ میں رکھی ہوئی خالی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مم ——— میں نیچے بیٹھ جاتا ہوں" ——— ٹامو نے بُری طرح گھبراتے ہوئے کہا۔ اور آگے بڑھ کر نیچے بیٹھنے لگا تھا کہ عمران نے اُسے بازو سے پکڑ کر کرسی پر بٹھا دیا۔

"یہ ڈرائیور ہے" ——— ساگوری نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ وہ شاید یہ کہنا چاہتی تھی کہ ڈرائیور کو کرسی پر نہیں بیٹھنا چاہیئے۔

"یہ ہمارا ساتھی ہے۔ ہاں تو ٹامو۔ دیکھو یہ ہے نالگو بستی۔ یہ ہے پہاڑوں کا سلسلہ اگانو اور یہ وادی ارتاش ہے۔ دیکھ لیا تم نے" ——— عمران نے نقشے پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میں تو پیدا ہی یہیں ہوا ہوں۔ مجھے آپ کیا بتا رہے ہیں" ٹامو نے جواب دیا۔

"میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ میں تم سے ایک خاص بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ نقشے کے مطابق وادی ارتاش سے باہر نالگو بستی جانے کے لئے ایک سرنگ ہے۔ اس کے علاوہ چاروں طرف موجود پہاڑ ناقابل عبور ہیں۔ میں کوئی ایسا راستہ جاننا چاہتا ہوں جو اس سرنگ کے علاوہ ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب۔ ایک راستہ ایسا ہے۔ جس کا علم سوائے بستی کے چند افراد کے علاوہ اور کسی کو نہیں۔ لیکن یہ انتہائی خطرناک بھی ہے۔ اور کافی فاصلہ طے کر کے اس راستے کے دہانے تک پہنچا جا سکتا ہے" ——— ٹامو نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس طرف سے ہے وہ راستہ۔ نقشے پر انگلی رکھ کر بتاؤ" ——— عمران نے پوچھا۔ اور ٹامو نے پہلے تو غور سے نقشے کو دیکھا۔ پھر اس نے

ایک جگہ انگلی رکھ دی۔

"یہاں ہے راستہ جناب۔ اسے ہم کاٹاما کہتے ہیں۔ یہ ایک سوراخ ہے جو گھومتا ہوا وادی میں جا نکلتا ہے"۔۔۔۔ ٹامو نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ کاٹاما راستہ اس سرنگ کی مخالف سمت میں ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"۔۔۔۔ ٹامو نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ اب یہ بتاؤ کہ ڈنگا سردار کیسا آدمی ہے۔ کیا وہ ہماری مدد کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کس کے مقابلے میں جناب"۔۔۔۔ ٹامو نے چونک کر پوچھا۔

"ایکریمیوں کے مقابلے میں"۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"اوہ۔ نہیں جناب۔ مدد تو ایک طرف۔ وہ فوراً ایکریمیوں کو مخبری کر دے گا۔ اس کی بیوی ایکریمی ہے۔ اور وہ بیوی کا کتا۔ بس ابھی کے پیچھے دم ہلاتا پھرتا ہے"۔۔۔۔ ٹامو نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم واپس جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے ٹامو سے کہا۔

اور ٹامو سر ہلاتا ہوا اٹھا۔ اس نے ادب سے سلام کیا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"ان ایکریمیوں نے اگر وہاں ہمارے خلاف پکٹنگ کی ہوگی تو اس سرنگ اور بستی کی طرف کر رکھی ہوگی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ لیبارٹری کی حفاظت کے لئے ان پہاڑیوں کے اندر بھی ایسے سائنسی آلات موجود ہوں جن کے ذریعے اندر بیٹھ کر باہر سے ہماری موجودگی کو چیک کر سکیں۔ اس لئے ہمیں

ہر طرف سے چوکنا رہنا پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اتنی دردسری کی آخر کیا ضرورت ہے۔ میں فضائیہ سے کہہ کر وہاں بمباری کرا دیتی ہوں۔ کہا یہی جائے گا کہ جنگی مشقیں کی جا رہی ہیں۔ اب ہمیں سرکاری طور پر تو علم نہیں کہ یہاں لیبارٹری ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسی لیبارٹریاں جب بنائی جاتی ہیں تو ان کی حفاظت کا خیال پہلے رکھا جاتا ہے۔ اس لیبارٹری پر تم ایٹم بم بھی مار دو تب بھی اسے نقصان نہ پہنچ سکے گا۔ اور نہ ہم سائیڈ سے سرنگ لگا کر اندر جا سکتے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ جب اس لیبارٹری میں سے لوگ سپلائی لینے باہر آئیں ہم انہیں چھاپ لیں اور پھر ان کے میک اپ میں اندر چلے جائیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اسی خیال کے تحت میں نے ٹامو سے پوچھا تھا کہ کیا ڈنگا سردار ہماری مدد کرے گا۔ کیونکہ ڈنگا کے تعاون کے بغیر ہم اس تجویز پر عمل نہیں کر سکتے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میں اس ڈنگا کو گرفتار کر لوں گی۔ گولی مار دوں گی"۔۔۔۔ ساگوری نے حسب عادت غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو اس سے کیا ہوگا یہی کہ ایکریمین چوکنے ہو جائیں گے۔ اور ہمارا کام اور مشکل ہو جائے گا۔ سنو اب ہم ایک ہیلی کاپٹر کے ذریعے کاٹاما کے عقبی پہاڑ کے دامن میں اتریں گے۔ پھر ہم میں سے دو افراد اس کاٹاما راستے کے ذریعے وادی میں داخل ہوں گے۔ اگر وہاں ایکریمی ہوئے تو

ان کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ اگر نہ بھی ہوئے تو ہم وہاں کسی مصنوعی حادثے کا ڈرامہ رچائیں گے۔ ہمارا ہیک اپ ایکریمی ہو گا۔ اس طرح اگر لیبارٹری کے اندر سے بیرونی فضا کو چیک کیا جا رہا ہو گا تو لازماً وہ لوگ ہمارے اس حادثے سے متاثر ہو کر باہر نکلیں گے اور پھر ہم انہیں چھاپ کر اندر جانے کی کوشش کریں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کتنے آدمی لے جانے ہوں گے"۔۔۔ ساگوری نے کہا۔

"زیادہ نہیں۔ صرف میں، ٹائیگر اور ٹاموتین جائیں گے"۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ تم اکیلے کیسے جا سکتے ہو۔ میں اور میرے آدمی بھی ساتھ جائیں گے۔ یہ ہمارے ملک کا کیس ہے"۔۔۔ ساگوری نے چونک کر تیز لہجے میں کہا۔

"زیادہ آدمی چاہئے ہوتے تو میں اپنے ساتھی نہ منگوا لیتا۔ ایسی پوزیشن میں زیادہ بھیڑ بھاڑ سے معاملہ حل ہونے کی بجائے مزید الجھ جاتا ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو۔ کم از کم میں تو ہر صورت میں ساتھ جاؤں گی"۔۔۔ ساگوری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جب باس نے کہہ دیا ہے تو پھر خواہ مخواہ ضد کرنے کا فائدہ" ٹائیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ تم نے پھر لڑنا شروع کر دیا۔ ارے ابھی سے یہ حال ہے تو بعد میں کیا کرو گے۔ چلو ٹھیک ہے۔ ساگوری ساتھ چلی چلے گی۔ اور کچھ نہیں ہو گا۔ تو چلو خشک اور بے رنگ پہاڑوں میں رنگ تو بھر

جائے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ساگوری کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"شکریہ۔ اب مجھے بتاؤ کہ اسلحہ کون سا چاہیے۔ تاکہ میں جا کر ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر اور اسلحے کا بندوبست کر لوں"۔۔۔ ساگوری نے کہا۔

اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے میز پر موجود پیڈ پر اسلحے کی فہرست بنانی شروع کر دی۔ پھر اس نے وہ فہرست ساگوری کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

"زیادہ سے زیادہ کل صبح تک یہ سب بندوبست ہو جانا چاہیے۔ تاکہ ہم اس مشن پر روانہ ہو جائیں گے"۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے۔ ہو جائے گا"۔۔۔ ساگوری نے کہا۔ اور فہرست جیب میں ڈال کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا ظاہر ہے ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا

"ہیلی کاپٹر یہاں سے کچھ دور کسی پہاڑی کے اندر کھڑا کرنا۔ تاکہ والوں کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے یہاں بھی اپنے مخبر چھوڑے ہوئے ہوں"۔۔۔ عمران نے کہا اور ساگوری نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ میٹھی نظروں سے ٹائیگر کو دیکھتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ ٹائیگر کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"میں اس مشن کی تکمیل کے بعد اس کی گردن لازماً توڑ دوں گا۔ یہ ضرورت سے زیادہ سر چڑھتی آ رہی ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے

ساگوری کے جانے کے بعد غصیلے لہجے میں کہا۔

" اسے اپنی ضرورت سے آگاہ کر دو تاکہ اتنا ہی سر چڑھے ۔۔۔"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر خود بھی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر عمران کے اس فقرے پر بے اختیار جھینپ کر رہ گیا۔

خشک اور بلند و بالا پہاڑوں کا ایک طویل سلسلہ حد نگاہ تک پھیلا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی چٹان کے اوپر کھودرے رنگ کا ایک خیمہ لگا ہوا تھا۔ اس خیمے میں جیکب اور میجر جیکارڈ دونوں موجود تھے۔ وہ کل یہاں پہنچے تھے۔ اور انہوں نے یہاں پہنچتے ہی اگانو سلسلے کے سب پہاڑوں اور خاص طور پر وادی ارتاش کے گرد موجود پہاڑوں پر خفیہ حفاظتی چوکیاں قائم کر دی تھیں۔ میجر جیکارڈ چونکہ ایسے کاموں کا ماہر تھا۔ اس لئے اس نے ان حفاظتی چوکیوں کے قیام کے لئے ایسی لوکیشنز منتخب کی تھیں کہ آدمی تو آدمی چڑیا کا بچہ بھی ان کی نظروں سے نہ بچ سکتا تھا۔ ان پر باقاعدہ انٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب تھیں۔ اور ان گنوں کے علاوہ وہ اپنے ساتھ مخصوص قسم کا پہاڑی جنگی ہیلی کاپٹر بھی لے آئے تھے۔ یہ گنیں اور ہیلی کاپٹر ایکریمیا کے سفارت خانے کے ذریعے بڑے بڑے کنٹینروں میں پیک شدہ آٹان پہنچے تھے اور ان پر

صرف مشنری کے الفاظ درج تھے۔ چونکہ انہیں سفارت خانے کے
ذریعے منگوایا گیا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے ان کی چیکنگ کا کوئی سوال
ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ پھر سفارت خانے سے ہی یہ کیس اور ہیلی کاپٹر
انتہائی خفیہ طریقے سے جیکب کے پاس پہنچا دیئے گئے۔ جہاں سے
وہ انہیں پہاڑوں میں لے آئے اور پھر وہاں کنٹینروں سے کیس اور
ہیلی کاپٹر باہر سے نکال کر انہیں سیٹ کیا گیا۔ اور اسی ہیلی کاپٹر کے
ذریعے جس کا جنگی نام بوما تھا یہ سارا اسلحہ اور آدمی یہاں اگانو پہنچایا
گیا۔ میجر جیکارڈ کے ہمراہ اس کا پورا گروپ تھا۔ جب کہ جیکب بھی
خاصے آدمی ساتھ لایا تھا۔ اس طرح ان کی تعداد کافی ہو گئی۔ یہی وجہ تھی
کہ وہ اسلحے کے ساتھ ساتھ اپنے ہمراہ ڈبوں میں بند خوراک کا کافی بڑا
ذخیرہ بھی لے آئے تھے۔ پانی اور خوراک کے سٹور کے لئے ایک بڑی
سی غار کا انتخاب کیا گیا تھا۔ جب کہ ہیلی کاپٹر قریب ہی ایک چھجے دار
چٹان کے نیچے موجود تھا۔

اس خیمے کو انہوں نے اپنا مرکز بنایا تھا۔ یہاں ایک وائیڈ رینج
ٹیلی ویو بھی موجود تھا۔ جس کی مدد سے وہ اس خیمے میں بیٹھے بیٹھے یہاں
سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلے تک چاروں طرف کی نگرانی کر سکتے
تھے۔ اور اس کے ساتھ منسلک وائیڈ رینج ٹرانسمیٹر کے ذریعے وہ
تمام حفاظتی چوکیوں کو ہدایات بھی دے سکتے تھے۔ یہاں آتے ہی
سب سے پہلے میجر جیکارڈ نے اس سرنگ کو بند کرا دیا تھا جس کے
ذریعے ناگو لبتی تک راستہ جاتا تھا۔

"اگر کسی طرح لیبارٹری کے اندر موجود افراد سے رابطہ قائم ہو سکے

تو ہمارا کام اور بھی زیادہ آسان ہو جائے گا" ۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا۔

"نہیں۔ ان کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہمیں ایسا کرنے
کی اجازت ہے۔ ویسے یہ لیبارٹری اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ
باہر اگر ایٹم بم بھی پھٹ جائے تب بھی اندر والوں کو اس کا احساس تک
نہ ہو گا" ۔۔۔ جیکب نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور میجر جیکارڈ
کندھے اچکا کر رہ گیا۔

پھر اس سے پہلے کہ ان دونوں کے درمیان مزید کوئی بات
ہوتی۔ اچانک جیکب کی جیب سے ہلکی سی ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی
دیں۔ تو وہ دونوں چونک پڑے۔ جیکب نے جلدی سے جیب سے ایک
چھوٹا سا باکس نما ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا
دیا۔ ٹوں ٹوں کی آواز اسی باکس سے ہی نکل رہی تھی۔ جیکب نے باکس
کی سائیڈ پر لگا ہوا بٹن جیسے ہی دبایا تو ٹوں ٹوں کی آواز کی جگہ ایک
مردانہ آواز باکس میں سے نکلنے لگی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ پی۔ تھری کالنگ اوور" ۔۔۔ باکس میں سے
نکلنے والی آواز بار بار پکار رہی تھی۔

"یس ۔۔۔ پی۔ ون اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔ جیکب نے سخت
لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں چیمو سے کال کر رہا ہوں۔ یہاں میں نے سیکرٹ
سروس کے ایک ڈرائیور ٹامو کو دیکھا ہے۔ وہ یہاں ایک سرائے میں
رہ رہا ہے۔ میں نے ٹامو کا تعاقب کیا تو ٹامو سرائے سے نکل کر
ایورسٹ ہوٹل کی دوسری منزل پر ایک کمرے میں گیا اور وہاں کچھ دیر

تک رہنے کے بعد واپس سرائے میں آ گیا۔ میں نے اس کمرے کو چیک
کیا تو اس کمرے میں دو مقامی افراد ایک مقامی عورت کے ساتھ موجود
تھے۔ لیکن مجھے شک پڑا کہ یہ مقامی عورت مادام ساگوری ہے چنانچہ
میں نے اس کا پیچھا کیا اور پھر باس میرا شک درست نکلا۔ وہ
واقعی مادام ساگوری تھی۔ اس نے پبلک فون بوتھ سے دارالحکومت
کال کیا۔ میں نے وائیڈ رینج آٹو ڈیٹیکٹر سے معلوم کر لیا کہ اس نے
سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر بات کی تھی۔ اور اس نے وہاں
اپنے کسی اسسٹنٹ کو اسلحے کی ایک طویل لسٹ فون پر لکھائی۔
اور ساتھ ہی ایک ہیلی کاپٹر بھیجنے کا بھی حکم دیا ـــــ اور ہیلی کاپٹر
قصبے سے دور پہاڑیوں کے اندر ایک خاص پوائنٹ پر پہنچنے کا حکم
دیا ہے اوور"ـــــ پی۔ بھری نے کہا۔

" اوہ۔ وہ دونوں مقامی اب کہاں ہیں اوور"ـــــ جیکب نے
چونک کر پوچھا۔

" وہ وہیں ہوٹل میں ہی ہیں اوور"ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" او کے۔ تم ایسا کرو کہ اپنے دو تین ساتھیوں کو بھی اپنے پاس
کال کر لو۔ اور ان کی مکمل نگرانی کرو۔ اور مجھے باقاعدہ رپورٹ دیتے
رہنا اوور"ـــــ جیکب نے کہا۔

" یس باس اوور"ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور جیکب
نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں
ڈال لیا۔

" یہ مقامی لازماً عمران اور اس کا ساتھی ہوگا۔ اور ہیلی کاپٹر طلب کرانے

کا مطلب ہے کہ یہ لوگ اب یہاں آنے کا فیصلہ کر چکے ہیں"ـــــ
جیکب نے میجر جیکارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تمہارے آدمی نے واقعی اہم رپورٹ دی ہے۔ اس طرح ہم ان
کے استقبال کے لئے پوری طرح تیار رہیں گے۔ اب صرف دیکھنا
یہ ہے کہ وہ سیدھے یہاں آتے ہیں یا کسی اور طرف جاتے ہیں۔ ہو
سکتا ہے وہ لوگ نالگو بستی جائیں"ـــــ میجر جیکارڈ نے کہا۔

" وہاں بھی میرے آدمی موجود ہیں وہ ہمیں اطلاع کر دیں گے ویسے
یہ عمران بے حد شاطر ذہن کا مالک ہے۔ یہ کوئی ایسا راستہ ڈھونڈے
گا جو بالکل نیا ہو۔ اس لئے ہمیں ہر طرح سے چوکنا رہنا ہوگا"ـــــ
جیکب نے کہا۔

" تم فکر نہ کرو۔ میں نے پہلے ہی اس بات کو ذہن میں رکھ کر چوکیاں
قائم کی ہیں۔ یہ کسی طرف سے بھی آئیں۔ ہیلی کاپٹر پر آئیں۔ جیپوں پر
یا پیدل۔ بہرحال مجھے اطلاع مل جائے گی"ـــــ میجر جیکارڈ نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر پی۔ بھری کی طرف سے دوسرے روز صبح سویرے کال آئی۔
حالانکہ ان دونوں کا یہی اندازہ تھا کہ یہ لوگ رات کو اندھیرے میں
یہاں پہنچیں گے۔ اس لئے وہ ساری رات باری باری جاگتے رہے
تھے۔ لیکن ساری رات گزر جانے کے باوجود کال نہ آئی۔ اور اب جیکب
خود پی۔ بھری کو کال کر کے اس سے حالات پوچھنے کے بارے میں سوچ
ہی رہا تھا کہ پی۔ بھری کی کال آ گئی۔

" یس ـــــ پی۔ ون اٹنڈنگ اوور"ـــــ جیکب نے ٹرانسمیٹر

کابٹن آن کرتے ہوئے کہا۔

" باس۔ مادام ساگوری ان دو مقامیوں اور ڈرائیور ٹامو کے ہمراہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو رہی ہے۔ ہیلی کاپٹر پچھلی رات ان پہاڑیوں میں پہنچ گیا تھا۔ اور اب مادام ساگوری دو مقامیوں اور ڈرائیور ٹامو کے ہمراہ ایک جیپ میں بیٹھ کر یہاں پہنچی ہے۔ میں نے پی۔ ایلون پی سکسٹین کی علیحدہ علیحدہ ڈیوٹیاں لگا دی ہیں۔ پی۔ ایلون ٹامو کی نگرانی کر رہا تھا۔ جب کہ پی۔ سکسٹین مادام ساگوری کی جو کہ ایورسٹ ہوٹل کی نچلی منزل میں رہائش پذیر تھا۔ میں خود رات کو ان پہاڑیوں پر پہنچ گیا تھا۔ اور باس میں نے اس ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے میں ڈی۔ ایلون نصب کر دیا ہے۔ تاکہ آپ اس ہیلی کاپٹر کو خود چیک کر سکیں۔ ویسے اب تک ان کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے اس کے مطابق یہ ہیلی کاپٹر کو اکانو پہاڑی سلسلے کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ دونوں مقامیوں کے نام بھی معلوم ہو گئے ہیں۔ ایک کا نام عمران ہے اور دوسرے کا نام ٹائیگر ہے۔ ان دونوں کا لہجہ پاکیشیائی ہے۔ ان کے پاس اسلحے سے بھرے ہوئے چار بیگ بھی ہیں۔ میں ہیلی کاپٹر کے قریب ایک چٹان کے پیچھے چھپا ہوا ہوں اوور" پی۔ تھری نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" ہیلی کاپٹر پائلٹ کون ہے۔ کیا فوج کا آدمی ہے اوور" ___ جیکب نے پوچھا۔

" جی ہاں۔ فوجی پائلٹ تھا۔ وہ اندر ہی بیٹھا رہا۔ اس لئے میں نے آسانی سے ڈی۔ ایلون فٹ کر دیا۔ ویسے مادام ساگوری اور اس کے ساتھیوں کے یہاں پہنچتے ہی وہ واپس چلا گیا ہے اوور" ___ پی۔ تھری نے کہا۔

" کس قسم کا ہیلی کاپٹر ہے۔ جنگی ہے یا ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر ہے اوور" جیکب نے پوچھا۔

" باس۔ چھوٹا ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر ہے۔ ایلون تھرٹی ون زیرو نمبر اس پر درج ہیں۔ اب وہ فضا میں بلند ہو رہا ہے باس اوور" ___ پی۔ تھری نے باقاعدہ کمنٹری کرنے کے انداز میں کہا۔

" اس کا رخ بتاؤ جدھر وہ جائے اوور" ___ جیکب نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" باس وہ جنوب کی طرف جا رہا ہے۔ اور باس وہ اب ایک پہاڑی کے پیچھے پہنچ کر میری نظروں سے غائب ہو گیا ہے اوور" ___ پی۔ تھری نے کہا۔

" او کے۔ اوور اینڈ آل" ___ جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" اسے آسانی سے ہٹ کیا جا سکے گا۔ میں ڈی۔ ایلون ریسیور آن کر دیتا ہوں۔ ہیلی کاپٹر رینج میں پہنچے گا تو ڈی۔ ایلون کاشن دینا شروع کر دے گا" ___ جیکب نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اور اٹھ کر ایک طرف پڑے ہوئے بڑے سے بیگ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بیگ میں سے ایک بڑی سی مستطیل مشین نکالی اور اس کے مختلف بٹن دبا کر اس نے اسے سامنے پڑی ایک میز پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ میجر جیکارڈ کے چہرے پر بھی اطمینان کے آثار موجود تھے۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب یہ لوگ خفیہ نہ رہ سکیں گے۔ اس طرح وہ بڑی آسانی سے انہیں ہٹ کر سکیں گے۔

تیز رفتار ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر ٹائیگر موجود تھا۔ جب کہ سائیڈ سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹ پر مادام ساگوری اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ ہیلی کاپٹر خاصا بڑا تھا۔ اور سیٹوں کے عقب میں اسلحہ سٹاک کرنے کے لئے خاصی کھلی جگہ موجود تھی۔ جہاں خاکی رنگ کے چار بڑے تھیلے پڑے ہوئے تھے۔ اور ان کے ساتھ ہی فرش پر ڈرائیور ٹامو بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کی آنکھوں سے طاقتور دوربین لگی ہوئی تھی اور وہ نیچے پھیلی ہوئیں پہاڑیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تم نے اگا نو کی طرف جاتے جاتے راستہ کیوں بدل دیا۔ اب تو ہم ٹامشور یا پہاڑی سلسلے کی طرف جا رہے ہیں۔ وہاں جا کر ہم کیا کریں گے" ——— عقبی سیٹ پر بیٹھی ہوئی مادام ساگوری نے اچانک عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پہاڑی جانوروں کا شکار کھیلیں گے۔ گھومیں گے پھریں گے اور

جب دل بھر جائے گا تو واپس آجائیں گے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ——— کیا تم مشن کی بجائے گھومنے پھرنے جا رہے ہو" ساگوری نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی موجود تھی۔

"مادام ساگوری میں ایسے مشن کا قائل نہیں ہوں جہاں ہمارے استقبال کے لئے انٹی ایئر کرافٹ گنیں لئے لوگ پہلے سے ہمارے استقبال کے لئے موجود ہوں" ——— عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"انٹی ایئر کرافٹ گنیں۔ وہ کہاں سے آگئیں" ——— مادام ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دارالحکومت تا نوک سے ہی لے جائی گئی ہوں گی۔ ٹامو تمہیں تفصیل بتلائے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹامو بتائے گا ——— ٹامو" ——— مادام ساگوری نے مڑ کر حیرت بھرے انداز میں ٹامو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جو مادام ساگوری کو اپنی طرف مڑتے دیکھ کر ہی ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"یس مادام۔ وہاں سرائے میں ایک آدمی میری نگرانی کر رہا تھا۔ آپ فون پر دستیاب نہ ہوئی تھیں۔ چنانچہ مجھے عمران صاحب کو فون کرنا پڑا۔ انہوں نے کہا کہ میں خود اس آدمی کی نگرانی کروں اور انہیں رپورٹ دوں۔ چنانچہ وہ میری نگرانی کرتا رہا۔ اور میں اس کی۔ اور مادام اس سے ایک اور ایکرمین ملنے آیا۔ اور میں نے چھپ کر ان کی باتیں

سنیں تو وہ کسی میجر جیکارڈ اور ائیر کرافٹ گنوں کے بارے میں باتیں کرتے
سُنے پھر جو میری نگرانی کرنے والے سے ملنے آیا تھا۔ اس نے ایک ٹرانسمیٹر
پر کسی ڈان سے بات کی اور ڈان نے اسے بتایا کہ میجر جیکارڈ کی فی الحال
واپسی کے آثار نظر نہیں آرہے۔ اور وہ اگانو پر قائم حفاظتی چوکیوں پہ
موجود ہیں جہاں ائیر کرافٹ گنیں بھی موجود ہیں۔ میں نے عمران صاحب
کو رپورٹ دی اور آپ سے بات کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے منع
کر دیا۔ چنانچہ میں نے آپ سے بات نہ کی" ـــــــ ٹامو نے انتہائی
مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران نے منع کر دیا تھا۔ کیوں۔ کیا میں دشمن ہوں یا ڈبل ایجنٹ ہوں"
مادام ساگوری کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"اگر تم دشمن یا ڈبل ایجنٹ ہوتیں مادام تو یہاں ہمارے ساتھ ہیلی کاپٹر
میں بیٹھنے کی بجائے کسی پہاڑی گڑھے میں پڑی نظر آتیں۔ میں نے ٹامو کو
اسی لئے منع کر دیا تھا کہ مجھے یقین تھا کہ تمہاری بھی نگرانی ہو رہی ہو گی۔
اور تمہارے کسی بھی جذباتی اقدام سے وہ لوگ چوکنے اور ہوشیار ہو
جائیں گے۔ اور وہی ہوا۔ ٹائیگر نے جب چیکنگ کی تو پتہ چلا کہ ایک آدمی
تمہاری نگرانی بھی کر رہا تھا۔ چنانچہ ٹائیگر نے اس آدمی کو اغوا کر لیا۔
اس سے جو تفصیلات ملی ہیں اس کے مطابق ایکریمیا سے فلیپ کے اسسٹنٹ
جیکب کی امداد کے لئے ایک خاص گروپ یہاں پہنچا ہے۔ جس کا انچارج
کوئی میجر جیکارڈ ہے اور ایکریمین سفارت خانے کے ذریعے ایک بوما
ہیلی کاپٹر بھی یہاں پہنچا ہے۔ اور انتہائی جدید اینٹی ائیر کرافٹ گنیں
اور دور مار کمپیوٹرائزڈ راکٹ گنیں بھی۔ اور اگانو کے پورے سلسلے پہ

[میج]ر جیکارڈ نے حفاظتی چوکیاں قائم کر دی ہیں۔ اور ہمارے ہیلی کاپٹر کے
[بار]ے میں بھی اطلاعات ان تک پہنچ چکی ہیں۔ ان معلومات کے بعد میں
[ن]ے فیصلہ کیا کہ وہ یہی سمجھتے رہیں کہ ہم سیدھے وہاں جائیں گے۔ کیونکہ
[مجھ]ے یقین تھا کہ وہ لوگ ان پہاڑیوں پہ ہیلی کاپٹر کی بھی نگرانی کریں گے" ـــــــ
[عمر]ان نے انتہائی سنجیدگی سے پوری تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔ اور مادام
[ساگو]ری کا چہرہ حیرت کی شدت سے تقریباً مسخ سا ہو کر رہ گیا تھا۔

"اوہ اوہ ـــــــ اس قدر سخت نگرانی ہوتی رہی اور مجھے احساس تک
[نہ]یں ہوا۔ ویری سوری۔ واقعی مجھے تم لوگوں کی شاگردی اختیار کرنی پڑے
[گ]ی" ـــــــ مادام ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے تو اکیڈمی بند کر دی ہے۔ خرچہ زیادہ ہوتا ہے اور آمدنی
[ہوت]ی ہی نہیں۔ اور خسارے کی سرمایہ کاری حکومتیں تو کر سکتی ہیں میں نہیں
کر سکتا" ـــــــ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اکیڈمی ـــــــ کیا مطلب۔ کیسی اکیڈمی" ـــــــ مادام ساگوری
[ن]ے چونک کر پوچھا اور ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

"ٹیوشن پڑھانے والی اکیڈمی۔ آدمی سوچتا تو یہی ہے کہ چلو پارٹ ٹائم
[دھ]ندہ کر لیا جائے۔ دن کو کالج سکول میں بھی تو شاگردوں کو اخلاقیات
[کا لی]کچر دے دے کر آدمی تھک جاتا ہے۔ لیکن اخلاقیات دن بدن
[ک]وتی ہی جا رہی ہے۔ لہٰذا نصاب پڑھانے کے لئے اکیڈمی کا دھندہ
[دھ]ندہ مندہ رہتا ہے۔ بس میں نے بھی یہی سوچ کر اکیڈمی کھول لی لیکن
میرے کھاتے میں شاگرد ہی ایسا آیا ہے کہ بس خرچہ ہی خرچہ ہے" ـــــــ
[عمر]ان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تمہارا دماغ درست ہے۔ مجھے تو تمہاری ایک بات بھی سمجھ
نہیں آئی" ــــ مادام ساگوری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔
"اگر سمجھ میں آ جائے تو اکیڈمی کیسے چل سکتی ہے۔ سمجھ نہ آنے کے
چکر میں ہی تو اکیڈمی کا بزنس زوروں پر ہے۔ تم شاگرد بننے کا کہہ رہی
تھیں ناں۔ اور ٹائیگر میرا اکلوتا شاگرد ہے" ــــ عمران نے آخر کار
وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اور مادام ساگوری بے اختیار کھلکھلا کر
ہنس پڑی۔
"ارے میں نے تو محاورتاً کہا تھا۔ ورنہ درحقیقت تو تم دونوں کو میرا
شاگرد بننا چاہیئے" ــــ مادام ساگوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ہمارے مذہب میں بیک وقت دو رکھنے ممنوع ہیں۔ مادام ساگوری
اس لئے ایک پر ہی اکتفا کرو" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب ــــ شاگردوں سے مذہب کا کیا تعلق" ــــ مادام
ساگوری ایک بار پھر الجھ گئی۔
"بڑا گہرا تعلق ہے۔ کسی عورت کا صحیح شاگرد اس کا خاوند ہی ہوتا ہے
شاگردی کے تمام آداب اُسی کے حصے میں آتے ہیں" ــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ اوہ۔ میرا یہ مطلب نہ تھا" ــــ مادام ساگوری بے اختیار
جھینپ گئی۔ وہ عمران کا مطلب اب سمجھی تھی۔
"باس۔ ہم پوائنٹ تھری کے قریب پہنچنے والے ہیں" ــــ
اچانک ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید موضوع بدلنا
چاہتا تھا۔

"دو کی اجازت نہیں اور تم تھری تک پہنچ گئے ہو" ــــ عمران نے
کہا۔ اور مادام ساگوری اس بار پھر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔
"تم ــــ میرا مطلب ہے پوائنٹ تھری۔ ہم نے وہیں ہیلی کاپٹر
چھوڑنا ہے ناں" ــــ ٹائیگر نے جھینپے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور عمران نے
بات میں سر ملا دیا۔
"تو پھر آخر تم اب کہاں جا رہے ہو۔ کیا تم نے مشن کا ارادہ فی الحال
ملتوی کر دیا ہے" ــــ مادام ساگوری کو شاید اصل بات کا خیال آ
گیا تھا۔
"مشن شکار کا ہی ہے۔ اور شکار کا لطف اس وقت آتا ہے۔ جب
آدمی شکار کے پیچھے مارا مارا پھرے۔ ہیلی کاپٹر میں بیٹھے بیٹھے شکار کے
سر پر پہنچ جانے سے شکار کا لطف نہیں آتا" ــــ عمران نے کہا۔ اور
ساگوری ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔ وہ شاید اب سمجھ گئی تھی کہ عمران
سے اس کی مرضی کے بغیر کچھ پوچھنا حماقت ہے۔
اُسی لمحے ٹائیگر نے ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور نیچے پہاڑیوں کی طرف
لے انتہائی تیز رفتاری سے لے جانے لگا۔
"ارے ارے۔ کیا کر رہے ہو۔ اس طرح تو ہیلی کاپٹر تباہ ہو جائے
گا" ــــ ساگوری نے ہیلی کاپٹر کے اس انداز سے نیچے جانے پر
خوف زدہ لہجے میں کہا۔
"سیکرٹ سروس کو چیف کو کم از کم موت سے نہیں ڈرنا
چاہیئے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"مجھے غصہ مت دلایا کرو۔ سمجھے" ــــ مادام ساگوری نے اپنے

آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔
لیکن اتنی دیر میں ٹائیگر ایک مسطح چٹان پر ہیلی کاپٹر اتار چکا تھا۔
" سنو۔ نیچے اترنے سے پہلے مجھے ساری سکیم تفصیل سے بتاؤ۔ میں تمہاری ماتحت نہیں ہوں۔ میں سیکرٹ سروس کی چیف ہوں"۔۔۔۔۔ ساگوری نے غصیلے لہجے میں کہا۔
" سیکرٹ سروس کے چیف سکیمیں پوچھتے نہیں بلکہ بناتے ہیں۔ اور مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر تم یہاں بیٹھ کر کوئی سکیم بناتی رہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے نیچے اتر گیا۔ دوسری طرف سے ٹائیگر بھی نیچے اتر گیا اس نے مادام ساگوری کی طرف مڑ کر بھی دیکھا تھا۔

" یہ پاگل ہیں۔ احمق ہیں نانسنس۔ میں ان کے ساتھ نہیں چل سکتی۔ اب میں خود ہی مشن پورا کر دوں گی"۔۔۔۔۔ مادام ساگوری نے اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ غصے سے اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ پڑ گیا تھا اس نے شاید فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان دونوں کو یہاں چھوڑ کر خود ہیلی کاپٹر پر اکانو جائے گی۔ تاکہ ان سے پہلے پہنچ کر وہاں اپنے طور پر اس لیبارٹری تباہ کر دے۔ لیکن سیٹ پر بیٹھتے ہی جب اس نے مڑ کر ٹامو کی طرف دیکھا تو بے اختیار چونک پڑی۔ کیونکہ ٹامو تو موجود تھا لیکن چار میں سے دو بیگ غائب تھے۔
" کیا مطلب۔ بیگ تو چار تھے۔ دو کیوں ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ مادام ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں ٹامو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
" مادام۔ دو بیگ ان کے تھے وہ میں نے نیچے اتار دیئے ہیں"۔۔۔ ٹامو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا
" اتار دیئے ہیں۔ کیوں۔ کس سے پوچھا تھا تم نے۔ تم میرے ملازم ہو یا ان کے"۔۔۔۔ مادام ساگوری غصے سے چیخ پڑی۔
" مم۔۔۔ مادام۔ انہوں نے مجھے کہہ دیا تھا کہ وہ جب اتریں تو میں ان کے بیگ ایمرجنسی ڈور سے نیچے اتار دوں"۔۔۔۔ ٹامو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
" انہوں نے کہا تھا۔ کب کہا تھا۔ میں نے تو نہیں سنا انہیں کہتے ہوئے" مادام ساگوری اور بھی زیادہ حیران ہو گئی۔
" مادام۔ ہوٹل سے چلنے سے پہلے انہوں نے مجھے ہدایات دے دی تھیں"۔۔۔۔ ٹامو نے جواب دیا اور مادام ساگوری بری طرح چونک پڑی۔
" اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کا پہلے سے یہی پروگرام تھا۔ وہ مجھے ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تھے۔ میں انہیں گولی مار دوں گی۔ ان کی یہ جرات"۔۔۔۔ ساگوری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آئی۔ لیکن پھر اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر پھیلنے لگیں کہ عمران اور ٹائیگر دونوں ہی غائب تھے۔
" ٹامو ٹامو"۔۔۔۔ مادام ساگوری بری طرح چیخنے لگی۔
" یس مادام"۔۔۔۔ ٹامو نے تیزی سے عقبی طرف کا ایمرجنسی ڈور کھول کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ بیگ بھی اس نے اس ڈور سے نیچے اتارے تھے۔
" یہ کہاں گئے ہیں۔ ڈھونڈو انہیں۔ یہ پاگل ہیں۔ یہاں پہاڑیوں میں ہی سر ٹپک کر مر جائیں گے۔ ڈھونڈو انہیں"۔۔۔۔ مادام ساگوری

نے کہا۔

" مادام ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر آپ مشن میں ان کا ساتھ دینا چاہتی ہیں تو میں آپ کو لے کر زرشو پہاڑی کے بشے کریک پر پہنچ جاؤں۔ وہ وہیں گئے ہیں" ـــــ ٹامو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" زرشو کریک۔ وہ کیا ہوتا ہے۔ یہ ساری باتیں وہ تم سے کیوں کرتے رہے ہیں مجھ سے انہوں نے کیوں نہیں کہیں" ـــــ مادام ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مادام۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں آپ کو بتاؤں کہ یہ عمران صاحب انتہائی ذہین آدمی ہیں۔ انہوں نے اگانو پر پہنچنے کے لئے انتہائی حیرت انگیز راستے کا انتخاب کیا ہے۔ وہ میری سرائے میں نقشہ لے کر آئے تھے۔ اور انہوں نے مجھ سے انتہائی تفصیل سے ساری معلومات حاصل کی تھیں زرشو کریک اگانو پہاڑی سلسلے کے شمال مشرق تک چلا جاتا ہے۔ اور وہاں سے وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر آسانی سے کاٹا مار استے پر پہنچ جائیں گے جو انہیں خفیہ طور پر وادی ارتاش تک لے جائے گا" ـــــ ٹامو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن تم نے میرے سامنے تو اس کریک والے راستے کا ذکر نہ کیا تھا" ـــــ مادام ساگوری نے تلخ لہجے میں کہا۔

" یہ راستہ تو میرے ذہن میں بھی نہ آیا تھا مادام۔ یہ تو عمران صاحب سے ڈسکس کرنے پر یاد آیا تھا" ـــــ ٹامو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" ہونہہ۔ تو وہ مجھے فضول بوجھ سمجھتے ہیں۔ اس لئے مجھ سے سب کچھ چھپاتے رہے ہیں۔ نہیں میں اب ان سے علیحدہ رہ کر مشن پر کام کروں گی۔ پھر میں انہیں بتاؤں گی کہ مادام ساگوری ان سے کم نہیں ہے" ـــــ مادام ساگوری نے تیز لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئی۔ ٹامو خاموشی سے وہیں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد مادام ساگوری واپس اتری تو اس کے ہاتھ میں رول شدہ نقشہ تھا۔

" سنو۔ اب اس ارتاش وادی تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ بتاؤ مجھے۔ ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ ایسا راستہ بتاؤ جہاں سے میں ان سے پہلے وہاں پہنچ سکوں" ـــــ مادام ساگوری نے نقشہ کھولتے ہوئے کہا۔

" مادام۔ کاٹا ماتک ان سے پہلے پہنچنے کا ایک اور راستہ ہے۔ لیکن ہم وہاں تک ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی پہنچ سکتے ہیں۔ پیدل نہیں" ـــــ ٹامو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" کون سا راستہ ہے۔ تفصیل بتاؤ" ـــــ مادام ساگوری نے چونک کر پوچھا۔

" مادام۔ ناگو بستی سے مشرق کی طرف ایک اور بستی ہے۔ جس کا نام راجوڑی ہے۔ راجوڑی تک ہمیں ہیلی کاپٹر پر جانا پڑے گا۔ راجوڑی سے ہم آسانی سے جیونام پہاڑی تک پہنچ سکتے ہیں۔ جیونام پہاڑی سے ہی ایک کریک کاٹا ماتک جاتا ہے۔ لیکن یہ راستہ انتہائی دشوار گزار ہے۔ ہمیں راجوڑی سے خچر استعمال کرنے پڑیں گے۔ میں نے عمران صاحب کو بھی یہ راستہ بتایا تھا۔ لیکن انہوں نے اسے مسترد کر دیا تھا۔ اور زرشو کریک کی طرف سے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ اس کریک سے

گزرنے کے لئے خچر استعمال نہیں کرنے پڑتے۔ اسے پیدل بھی عبور کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ ٹامو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر ہم راجوڑی کی بجائے ہیلی کاپٹر سیدھے جیونام پہنچ جائیں تو کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہو گا۔ اس طرح ہم یقیناً ان سے پہلے کاٹاما پہنچ جائیں گے"۔۔۔ مادام ساگوری نے کہا۔

"مگر مادام۔ اس طرح ہیلی کاپٹر ان ایکریمیوں کی نظروں میں آجائے گا اور وہ اسے آسانی سے ہٹ کر دیں گے"۔۔۔ ٹامو نے جواب دیتے ہوئے کہا

"یہ لوگ زرشو کریک سے کتنے وقت میں کاٹاما راستے پر پہنچ جائیں گے"۔۔۔ مادام ساگوری نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"اگر یہ مسلسل سفر کرتے رہے تو آٹھ دس گھنٹے لگ ہی جائیں گے"۔۔۔ ٹامو نے جواب دیا۔

"اور اگر ہم یہاں سے راجوڑی جائیں اور خچروں کے ذریعے کاٹاما راستے پر پہنچیں تو کتنا وقت لگے گا"۔۔۔ ساگوری نے پوچھا۔

"مادام۔ راجوڑی سے کاٹاما خچروں کے ذریعے مسلسل سفر کرتے ہوئے بیس یا تیس گھنٹے لگیں گے۔ فاصلہ کافی طویل اور دشوار گزار ہے"۔۔۔ ٹامو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ پھر تو مجبوری ہے۔ ان کے پیچھے جانا ہو گا۔ ورنہ یہ لوگ پہلے وہاں پہنچ جائیں گے"۔۔۔ ساگوری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"مادام کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ فضائیہ کو ان ایکریمیوں کے خلاف استعمال کریں۔ اس طرح ان کی حفاظتی چوکیوں کا آسانی سے خاتمہ کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ ٹامو نے کہا۔

"نہیں۔ حکومت کھل کر ایکریمیا کے خلاف کام نہیں کرنا چاہتی۔ ورنہ مجھے کیا ضرورت تھی۔ ان پہاڑیوں میں دھکے کھانے کی۔ اوپر سے بیگ اتارو۔ جلدی کرو"۔۔۔ ساگوری نے تیز لہجے میں کہا۔

"ماشاء اللہ ماشاء اللہ۔ سیکرٹ سروس کی چیف نے آخر کار سکیم بنا ہی ڈالی"۔۔۔ اچانک ایک طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔ اور ساگوری تیزی سے اس طرف کو مڑی تو اس نے عمران اور ٹائیگر دونوں کو ایک بڑی سی چٹان کے پیچھے سے نکل کر آتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ عمران تم یہیں چھپے ہوئے تھے۔ آخر تمہارا مطلب کیا تھا ایسا ڈرامہ رچانے سے"۔۔۔ ساگوری نے تلخ لہجے میں کہا۔

"مادام ساگوری۔ میں صرف یہی چیک کرنا چاہتا تھا کہ کہیں تم نے فضائیہ کو استعمال کرنے کا پروگرام تو نہیں بنا رکھا۔ کیونکہ تم نے وہاں ہوٹل میں اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔ اور اگر تم واقعی ایسا کرتیں تو پھر ہمارا سارا پروگرام اپ سیٹ ہو جاتا اور ہمیں اکیلے ہی کام کرنا پڑتا۔ اس لئے میں نے ٹامو کے ذریعے تم تک یہ تجویز پہنچانے کا سوچا تھا۔ تاکہ یہ معاملہ صاف ہو سکے۔ اب جب تم نے بتا دیا ہے کہ آفکان فضائیہ حرکت میں نہیں آ رہی تو اب تمہیں ساتھ لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے واقعی ایئر مارشل سے بات کی تھی۔ کہ وہ سیکرٹ سروس کو فضائیہ کا کور دے۔ اس نے کہا کہ وہ وزیراعظم سے بات کر کے جواب دے گا۔ لیکن پھر وزیراعظم کی طرف سے ڈائریکٹ کال آگئی کہ حکومت ایکریمیا کے خلاف کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہتی

جس سے اس کے ایکریمیا سے تعلقات بگڑ جائیں۔ اس پر میں خاموش ہو گئی۔ تم نے مجھ سے براہِ راست کیوں نہ پوچھ لیا"۔۔۔۔۔۔ ساگوری نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"براہِ راست کیسے پوچھتا تم سیکرٹ سروس کی چیف ہو۔ اس لئے ڈر لگتا تھا کہ کہیں ناراض نہ ہو جاؤ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا تو مادام ساگوری کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"شکر ہے تم نے مجھے چیف تسلیم تو کیا"۔۔۔۔۔۔ ساگوری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ عمران کے اُسے چیف کہنے سے اس کی کسی حس کو بے حد تسکین پہنچی ہو۔

"میں تو شروع سے ہی تسلیم کرنا چاہتا تھا لیکن درمیان میں ٹائیگر ٹپک پڑا۔ اور اب استاد بیچارہ کیا کرے جب شاگرد اس سے بھی دو قدم آگے پہنچ جائے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور ساگوری ایک بار پھر ہنس پڑی۔ جب کہ ٹائیگر نے منہ دوسری طرف کر لیا۔

جیکب اور جیکارڈ دونوں ڈی۔ ایلون ریسیور کی طرف متوجہ تھے۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ہیلی کاپٹر جیسے ہی ڈی۔ ایلون کی رینج میں پہنچے گا انہیں کاشن مل جائے گا۔ اور پھر وہ اس ڈی۔ ایلون کے ذریعے چیک کر کے آسانی سے اُسے تباہ کر سکتے تھے۔ اس لئے ان کی پوری توجہ ڈی۔ ایلون کی طرف ہی تھی۔

"بی سقری نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے۔ کہ ڈی۔ ایلون اس ہیلی کاپٹر کے ساتھ نصب کر دی ہے"۔۔۔۔۔۔ جیکب نے میجر جیکارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن اب تک تو اسے کاشن دے دینا چاہیئے تھا"۔۔۔۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ جیکب کوئی جواب دیتا۔ اچانک ریسیور کا ایک بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور اس کے ساتھ ہی تیز سیٹی کی آواز اس میں سے نکلنے لگی۔ جیکب نے بجلی کی سی تیزی سے

آگے بڑھ کر اس کا ایک بٹن دبایا تو جھماکے سے اس کی سکرین بھی روشن ہو گئی اور ساتھ ہی مختلف چھوٹے بڑے بلب بھی جل اٹھے۔ سکرین پر پہلے تو جھماکے سے ہوتے رہے پھر اس پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ سا نظر آنے لگا۔ جو سکرین کے دائیں کونے سے آہستہ آہستہ اوپر کی طرف حرکت کر رہا تھا۔ سکرین کے چاروں طرف مختلف ہندسے لکھے ہوئے تھے۔ جنہیں آپس میں لکیروں سے جوڑ دیا گیا تھا۔ یہ ہندسے اور لکیریں نیلے رنگ کے تھے جب کہ نقطہ سرخ رنگ کا تھا۔ جیکب غور سے اس نقطے کو دیکھ رہا تھا۔

" یہ تو ہماری طرف نہیں آ رہا بلکہ دائیں سائیڈ سے ہو کر آگے جا رہا ہے۔ اگر یہ ہماری طرف آ رہا ہوتا تو اُسے بائیں کونے سے نکل کر نیچے کی طرف جانا چاہیئے تھا" ـــــــ جیکب نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" یہ اس وقت یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے" ـــــــ میجر جیکارڈ نے پوچھا۔

" تقریباً بیس کلومیٹر کا فاصلہ ہو گا۔ کیونکہ ڈی ۔الیون کی رینج پچیس کلومیٹر ہے" ـــــــ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور میجر جیکارڈ کے ہونٹ بھنچ گئے۔ کیونکہ اس کی چوکیوں پر نصب ایئر کرافٹ راکٹ گنوں کی رینج زیادہ سے زیادہ پانچ کلومیٹر تھی۔ البتہ مخصوص آلات کی بنا پر وہ دس کلومیٹر تک فضا میں صرف چیکنگ کر سکتے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے پچیس کلومیٹر کا سن کر وہ صرف ہونٹ ہی بھینچ سکتا تھا۔

" ارے یہ نقطہ رک رہا ہے۔ ٹھہرو میں چیک کرتا ہوں۔ شاید پی تھری نے ریڈیو ٹرانسمیٹر والا ڈی ۔الیون نصب کیا ہو۔ تب تو ہم ان کے

درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن سکتے ہیں" ـــــــ جیکب نے چونک کر کہا اور پھر اس نے تیزی سے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ ایک سرخ رنگ کا بلب جلتے ہی اس مشین کی سائیڈ سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے کہیں زوردار آندھی چل رہی ہو۔

" اوہ ۔ ویری گڈ ـــــــ ریڈیو ٹرانسمیٹر کام کر رہا ہے" ـــــــ جیکب نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" لیکن یہ آوازیں" ـــــــ میجر جیکارڈ نے کہا۔

" یہ آوازیں ہوا کی ہیں۔ ڈی ۔ الیون چونکہ ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے میں نصب ہے۔ اس لئے ہوا کی رگڑ کی آوازیں نشر کر رہا ہے۔ جب ہیلی کاپٹر رک جائے گا۔ تب یہ شور ختم ہو جائے گا اور پھر ان لوگوں کی آوازیں واضح ہو سکیں گی" ـــــــ جیکب نے جواب دیا اور میجر جیکارڈ نے سر ہلا دیا۔ ان دونوں کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں چلنے والے نقطے کی رفتار اب واضح طور پر آہستہ سے آہستہ تر ہوتی جا رہی تھی۔ اور پھر چند لمحوں بعد نقطہ ساکت ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے آنے والا طوفانی شور بھی یک لخت ختم ہو گیا اس کی جگہ گوں گوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں جو آہستہ آہستہ مدھم پڑتی جا رہی تھیں۔

" یہ ہیلی کاپٹر کے پنکھے کی آواز ہے" ـــــــ جیکب نے کہا اور میجر جیکارڈ نے سر ہلا دیا۔ آواز آہستہ آہستہ مدھم ہوتی گئی۔

" ٹا مو ٹا مو" ـــــــ اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی اور جیکب اچھل پڑا۔

" یہ مادام ساگوری کی آواز ہے۔ میں اسے پہچانتا ہوں" ـــــــ جیکب

نے پُرجوش لہجے میں کہا ۔

" یس مادام " ___ چند لمحوں بعد ایک مردانہ مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی ۔

" یہ کہاں گئے ہیں ۔ ڈھونڈو انہیں ۔ یہ پاگل ہیں ۔ یہاں پہاڑوں میں ہی سرپٹک کر مر جائیں گے ۔ ڈھونڈو انہیں " ___ مادام ساگوری کی تیز آواز سنائی دی ۔

اور پھر ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو وہ سنتے رہے ۔ اور ہر لمحہ ان کی آنکھوں میں چمک بڑھتی رہی ۔ عمران اور اس کے ساتھی کی ساری پلاننگ ان کے سامنے آتی جا رہی تھی اور اس کے بعد ایک اور آواز سنائی دی جو دور سے آتی سنائی دے رہی تھی ۔

" ماشاء اللہ ماشاء اللہ ۔ سیکرٹ سروس کی چیف نے آخر کار سکیم بنا ہی ڈالی " ___ بولنے والے کا لہجہ طنزیہ تھا ۔

" اوہ ۔ عمران تم یہیں چھپے ہوئے تھے ۔ آخر تمہارا مطلب کیا تھا ایسا ڈرامہ رچانے سے " ___ مادام ساگوری نے تلخ لہجے میں کہا ۔

" میں صرف یہ چیک کرنا چاہتا تھا .... " ___ وہی آواز جس نے پہلے بات کی تھی دوبارہ سنائی دی اور وہ سمجھ گئے کہ یہ پاکیشیا کے علی عمران کی آواز ہے ۔ ان کے درمیان کچھ دیر بات چیت ہوتی رہی ۔ پھر یہ آوازیں آہستہ آہستہ مدھم ہوتے ہوتے ختم ہو گئیں اور جیکب نے مشین کے بٹن آف کر دیئے ۔

" ویری گڈ جیکب ۔ تمہارے پی تھری نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے ۔ اب میں ان لوگوں کا خاتمہ انتہائی آسانی سے کر سکوں گا ۔ ورنہ

اس شاطر عمران نے جو نیا راستہ تلاش کیا تھا ۔ اگر ہمیں اس کا پتہ نہ چلتا تو یہ لوگ اچانک ہمارے سروں پر آ پہنچتے " ___ میجر جیکارڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" شکر کرو ۔ حکومت آٹان نے فضائیہ استعمال کرنے سے انکار کر دیا ۔ ورنہ ہم لوگ ایئر فورس کے اٹیک کا مقابلہ نہ کر سکتے ۔ اور ہمارے خاتمے کے بعد یہ آسانی سے لیبارٹری کے خلاف کام کرتے ۔ بہر حال اب بھی جو کچھ کرنا ہے انتہائی سوچ سمجھ کر کرنا ہے ۔ اس عمران کا کوئی پتہ نہیں کہ یہ کسی بھی وقت کیا کر ڈالے " ___ جیکب نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

" ہم پوری پلاننگ سیٹ کر لیتے ہیں ۔ نقشہ نکالو جس پر مخصوص نشانات لگے ہوئے ہیں " ___ میجر جیکارڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اور جیکب نے اٹھ کر اسی بڑے بیگ کی سائیڈ پاکٹ سے ایک رول شدہ نقشہ نکالا اور اس نقشے کو درمیانی میز پر کھول کر رکھ دیا ۔

" زرشو پہاڑی کون سی ہے " ___ میجر جیکارڈ نے نقشے پر جھکتے ہوئے کہا اور جیکب بھی غور سے نقشے کو دیکھتا رہا ۔ جس پر جگہ جگہ دائرے میں پہاڑی سلسلوں کے مقامی نام درج تھے ۔

" یہ ہے یہ " ___ جیکب نے چونک کر ایک جگہ انگلی رکھتے ہوئے کہا اور میجر جیکارڈ اس پر جھک گیا ۔

" ہاں ۔ یہی ہے " ___ میجر جیکارڈ نے ہاتھ میں موجود قلم سے وہاں کراس کا نشان بناتے ہوئے کہا ۔

" اب کاٹا ماڈ ڈھونڈنا ہو گا جہاں سے راستہ اوناشی تک پہنچتا ہے "

جیکب نے کہا اور ایک بار پھر اس کی نظریں تیزی سے نقشے پر دوڑنے لگیں۔

"یہ ۔یہ ہے کاٹاما پہاڑی اگانو سے بالکل متصل یہ دیکھو" ——— جیکب نے اچانک چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک جگہ انگلی رکھ دی۔

"ہاں یہ ہے ۔ٹھیک " ——— میجر جیکارڈ نے کہا اور اس جگہ کراس لگا دیا۔

"اس کا مطلب ہوا کہ یہاں زرشو سے کاٹاما تک کریک چلا آتا ہے اور کاٹاما سے کوئی خفیہ راستہ یہاں اراتاش میں آنکلتا ہے۔ جس کا ہمیں علم نہیں ہے ۔اب سوچنا یہ ہے کہ ان لوگوں کو کہاں روکا جائے ۔کیا تمہارے گروپ میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے۔ جو ان راستوں سے عملی طور پر واقف ہو ۔میرے آدمی تو سب نئے ہیں" ——— میجر جیکارڈ نے کہا۔

"ہاں ہے ۔ فرناڈو ہے ۔وہ پہلے اس ٹیم میں شامل رہا ہے۔ جس نے یہاں لیبارٹری بنانے کے لئے مناسب جگہ تجویز کرنے کے لئے اس سارے علاقے کا تفصیلی سروے کیا تھا ۔اُسے یہاں کے ایک ایک چپے کا علم ہے ۔اس ٹیم نے دو سالوں تک یہاں کا تفصیلی سروے کیا تھا ۔پھر وہ لیبارٹری کی تعمیر کے دوران بھی وہاں کام کرتا رہا ہے یہ نشانات بھی میں نے فرناڈو کی مدد سے نقشے پر لگائے ہیں" ——— جیکب نے جواب دیا۔

"اوہ ——— بلاؤ اُسے فوراً ۔تاکہ اس کی مدد سے ان لوگوں کو ٹیکل

کرنے کے لئے درست جگہ کا انتخاب کیا جا سکے" ——— میجر جیکارڈ نے کہا۔

اور جیکب سر ہلاتا ہوا اٹھا ۔اور ایک طرف پڑے ہوئے [illegible] فریکوئنسی ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا ۔تاکہ فرناڈو کو کال کر کے یہاں بلا سکے۔

عمران ، ٹائیگر ، مادام ساگوری اور ٹامو پشت پر بیگ لادے
سے ایک پہاڑی کے درمیان بنی ہوئی قدرتی کریک نما گزرگاہ
درمیان چلتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے ۔ ٹامو آگے آگے تھا
وہی ان کی رہنمائی کر رہا تھا ۔ مادام ساگوری کے ہاتھ میں ریوالور تھا
جب کہ باقی سب نے ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائی ہوئی تھیں ۔
قدرتی گذرگاہ ٹیڑھے میڑھے انداز میں پہاڑی کے اندر ہی اندر گھومتی
آگے بڑھتی جا رہی تھی ۔ اوپر سے یہ کریک کھلا تھا لیکن آسمان کی صر
ایک معمولی سی پٹی ہی نظر آ رہی تھی ۔ وہ اس وقت چوٹی کی نسبت انہ
گہرائی میں سے گزر رہے تھے ۔ یہ کریک کسی زلزلے کا نتیجہ تھا ۔
بڑے ماہرانہ انداز میں اس کریک میں سے انہیں گزارتا ہوا آگے
جا رہا تھا کہ ایک موڑ گھومتے ہی ٹامو یک لخت رک گیا ۔ اس کا
تیزی سے متغیر ہوتا جا رہا تھا ۔

" کیا ہوا " ـــــــ عمران نے چونک کر پوچھا ۔
" عمران صاحب ۔ یہاں کچھ افراد موجود ہیں ۔ میں ان کی موجودگی محسوس
رہا ہوں " ـــــــ ٹامو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔ اور عمران بُری
ح چونک پڑا ۔
" تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے ۔ یہاں آدمی کہاں سے آ گئے " ـــــــ
م ساگوری نے غصیلے لہجے میں کہا ۔
" نہیں مادام ۔ یہ پہاڑی آدمی ہے اور ان معاملات میں ان کی مخصوص
ن کام کرتی ہے ۔ جیسے جنگل میں رہنے والوں کی مخصوص حس جنگل میں
م کرتی ہے ۔ ٹامو اندازہ لگاؤ کہ یہ افراد کس طرف ہو سکتے ہیں " ـــــــ
ان نے تیز لہجے میں کہا ۔ ٹائیگر بھی بے حد چونکا نظر آ رہا تھا ۔
" میرا خیال ہے یہ لوگ یہاں سے کچھ فاصلے پر آگے موجود ہیں آگے
ایک کٹاؤ آتا ہے ۔ جہاں یہ کریک کافی کھلا ہو جاتا ہے ۔ ہوا
ادھر سے ادھر چل رہی ہے ۔ اور میرا خیال ہے اس ہوا کے رخ کی
ے ان کی مخصوص بُو مجھے آ رہی ہے " ـــــــ ٹامو نے سرگوشی کرتے
ئے جواب دیا ۔ اور عمران نے سر ہلا دیا ۔
" کٹاؤ یہاں سے کتنی دور ہے " ـــــــ عمران نے پوچھا ۔
" تھوڑی دور ہے ۔ زیادہ سے زیادہ سو گز آگے " ـــــــ ٹامو نے
ب دیا ۔
" او کے ۔ ابھی چیک کر لیتے ہیں ۔ ٹائیگر تم اور مادام ساگوری ادھر
ے اوپر چڑھنا شروع کر دیں اور ٹامو ادھر سے جاتے ہیں ۔ انتہائی
ط رہنا " ـــــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر تیزی سے پیچھے ہٹا اور ایک

اوپر کو جاتے ہوئے دشوار گذار رستے پر چڑھنے لگا۔ مادام ساگوری
اس کے پیچھے تھی۔ جب کہ عمران اور ٹامو ان سے بھی دور پیچھے کی طرف
ہٹے تاکہ اوپر جانے کا کوئی راستہ تلاش کرسکیں۔ لیکن ابھی وہ راستہ
ہی تلاش کر رہے تھے کہ اچانک اوپر سے ایک پتھر زناٹے سے آکر کیمپ
کے درمیان میں گرا۔

"چھپ جاؤ۔ کوئی اوپر ہے" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور
ایک بڑے سے پتھر کی اوٹ میں ہونے کے لئے اس نے چھلانگ لگا
لیکن اسی لمحے مشین گن کی تیز تڑتڑاہٹ سنائی دی۔ اور اس کے سا
ہی ٹائیگر اور ساگوری دونوں کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں اور دو
دونوں جو کچھ بلندی پر پہنچ چکے تھے مری ہوئی چھپکلیوں کی طرح الٹ کر
نیچے پتھروں پر آگرے۔ جب کہ ٹامو اور عمران دونوں پتھروں کی اوٹ
میں ہو چکے تھے۔ اور پھر عمران کی مشین گن بھی ایک لمحے بعد تڑتڑائی او
اوپر پہاڑی سے دو افراد کی چیخیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی دو
آدمی اڑتے ہوئے نیچے ایک زوردار دھماکے سے آگرے۔ اتنی بلن
سے نیچے گرنے کی وجہ سے ان کے جسم ایک بار پھر کسی سپرنگ کی
طرح اچھلے اور پھر نیچے گر کر ساکت ہو گئے۔ اس دوران ٹائیگر رینگتا
ایک چٹان کی اوٹ میں جا چکا تھا۔ وہ اپنے ساتھ مادام ساگوری
بھی گھسیٹ لے گیا تھا جو شاید بے ہوش یا مر چکی تھی۔ اسی
پہاڑی کی دوسری طرف سے مشین گن کی آواز سنائی دی اور گولیاں ع
اس چٹان پر پڑیں جس کے پیچھے ایک لمحہ پہلے ٹائیگر اور ساگوری چھپے
تھے۔ اس بار عمران کی سائیڈ میں موجود ایک اور پتھر کے پیچھے سے

ٹامو کی مشین گن تڑتڑائی۔ لیکن اوپر سے چیخ تو بلند نہ ہوئی البتہ فائرنگ
رک گئی۔ عمران کی طرف سے خاموشی تھی۔ دوسرے لمحے اسی سائیڈ سے
ایک شعلہ سا لپک کر سیدھا اس چٹان سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ
ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ بڑا سا چٹان نما پتھر ریزے ریزے
ہو کر فضا میں بکھر گیا اس دھماکے میں ٹامو کی چیخ بھی شامل تھی۔ لیکن دھماکے
کے ساتھ ہی عمران کی مشین گن تڑتڑائی اور پہاڑی کی دوسری طرف سے
ایک چیخ سنائی دی اور پھر ایک آدمی اڑتا ہوا ایک دھماکے سے
نیچے آگرا۔ اس کی راکٹ گن بھی اس کے ساتھ ہی نیچے آگری۔ اور
اس کے پرخچے اڑ گئے۔ جب کہ اوپر سے گرنے والا آدمی بھی دو بار اچھل
کر گرا اور ساکت ہو گیا۔ اب خاموشی طاری ہو گئی۔ اور عمران تیزی سے
اس چٹان کی اوٹ سے نکلا اور اس طرف کو بڑھا جدھر ٹامو والی چٹان
ریزے ریزے ہوئی تھی۔ ٹامو کا ایک ہاتھ ان پتھروں کے ملبے سے
باہر کو جھانک رہا تھا عمران نے پہلے ادھر ادھر دیکھا۔ اور پھر پتھروں
کے اس ڈھیر کی طرف چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے اس نے ٹامو کا
باہر نکلا ہوا ہاتھ پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا۔ اور ٹامو کا جسم پتھروں
سے گھسٹ کر باہر آگیا۔ مگر اس کی کھوپڑی ریزے ریزے ہو چکی تھی۔
وہ ختم ہو چکا تھا۔ عمران نے اسے چھوڑ کر ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور
بجلی کی سی تیزی سے اس پتھر کے پیچھے گیا۔ جس کے پیچھے ٹائیگر اور
ساگوری چھپے ہوئے تھے۔ ٹائیگر اور ساگوری دونوں اوندھے منہ ساکت
پڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں کی پشت پر گولیوں کے زخم موجود تھے
جن میں سے خون رس رہا تھا۔ عمران نے چٹان کی اوٹ لے کر پہلے

تیز نظروں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کی نظریں کچھ دور ذرا بلندی پر
موجود ایک غار پر پڑ گئیں۔ ساگوری اور ٹائیگر کے زخموں سے خون رستے
ہوئے دیکھ کر وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ ابھی وہ دونوں زندہ ہیں لیکن ان کی
صحیح کیفیت تو زخموں کے بغور معائنے سے ہی سامنے آسکتی تھی۔ گولیاں
ان کی پشت کے نچلے حصے میں پڑی تھیں۔ جہاں سے ان کی پشت پر
لدے ہوئے تھیلے کچھ اوپر ختم ہو رہے تھے۔ عمران نے جھپٹ کر پہلے
ٹائیگر کو اٹھایا اور دوڑتا ہوا اس غار کی طرف بڑھا۔ غار کے دہانے کی
بلندی اتنی تھی کہ اس نے ٹائیگر کو دونوں ہاتھوں پر رکھ کر سر سے بلند
کیا اور پھر اسے غار کے اندر دھکیل دیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے
واپس مڑا۔ اور اس نے ساگوری کو بھی اسی طرح ہاتھوں پر اٹھا کر ٹائیگر
کے اوپر اچھال کر غار کے اندر دھکیلا اور پھر واپس مڑ کر وہ دوڑتا ہوا
ٹامو کی لاش کی طرف بڑھا۔ ٹامو کی پشت پر تھیلا ویسے ہی موجود تھا۔ اس
نے انتہائی پھرتی سے وہ تھیلا اتارا اور پھر اس تھیلے کو لے کر وہ دوڑتا ہوا
اسی غار کی طرف بڑھا۔ اسے اس دوران یہ احساس تو ہو گیا تھا کہ ان
تینوں کے علاوہ جو مر چکے ہیں اور کوئی آدمی یہاں موجود نہیں ہے۔ ورنہ
اب تک عمران بھی ہٹ ہو چکا ہوتا۔ لیکن ظاہر ہے پلاننگ میں یہی تین
افراد تو نہ ہوں گے اور راکٹ کے دھماکے اور مشین گنوں کی آوازوں
کے بعد کچھ اور لوگ بھی لازماً یہاں پہنچیں گے۔ لیکن ٹائیگر اور ساگوری
کی چیکنگ بھی ضروری تھی ورنہ ان دونوں کے ہلاک ہونے کا شدید خطرہ
موجود تھا۔ عمران نے ٹامو کا تھیلا اس لئے نکالا تھا کہ اس میں اس نے
پانی کی دو بڑی چھاگلیں ایمرجنسی کے لئے رکھی ہوئی تھیں۔ غار میں پہنچ

کر اس نے تھیلا ایک طرف رکھا اور پھر ساگوری اور ٹائیگر کو اٹھا کر غار کے
کچھ اور اندر لے گیا۔ غار خاصی بڑی تھی۔ ان دونوں کو تین تین گولیاں
لگی تھیں۔ عمران نے زخموں سے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ گولیاں کھال سے
کتنی اندر ہیں۔ اور اسے یہ دیکھ کر خاصا اطمینان ہوا تھا کہ گولیاں زیادہ
دور اندر نہ گئی تھیں۔ کیونکہ فائرنگ کافی فاصلے سے کی گئی تھی۔ اس لئے
گولیاں اندر گھسی ضرور تھیں لیکن ان میں اس قدر طاقت باقی نہ رہی تھی کہ
وہ زیادہ دور جسم کے اندر جا سکیں۔ اس نے اپنے دونوں انگوٹھے زخم کی
سائیڈ میں رکھے اور پھر ہونٹ بھینچ کر انگوٹھوں پر مخصوص انداز میں دباؤ
ڈالا تو خون میں لتھڑا ہوا گولی کا سرا باہر کو نکل آیا۔ عمران نے مزید دباؤ
ڈالا اور چند لمحوں بعد گولی باہر آ گئی۔ عمران نے یہی کارروائی دوسرے
زخم کے ساتھ کی اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ ٹائیگر کے تینوں زخموں سے
گولیاں نکال لینے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ اس کے بعد اس نے انتہائی
پھرتی سے ساگوری کے زخموں سے گولیاں نکالیں اور اپنے تھیلے میں
سے اس نے نیلے رنگ کی ایک لمبی سی بوتل نکالی اس کا ڈھکن کھولا۔
اور اس میں سے تین تین سیاہ رنگ کے قطرے زخموں پر ڈالے۔
قطروں کے زخم پر پڑتے ہی ہلکی سی چڑچڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔
اور ساتھ ہی دھواں سا نکلنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کی کراہ سنائی
دی۔ اس محلول سے نہ صرف اس نے زخموں سے خون بند کر دیا تھا۔
بلکہ ایک لحاظ سے اس نے زخموں کو جلا دیا تھا۔ کیونکہ فوری طور پر
یہی ایک حل تھا۔ ورنہ اگر زخموں کو مندمل کرنے کے لئے بینڈیج کرتا
تو ٹائیگر اور ساگوری کم از کم دو تین دنوں تک حرکت بھی نہ کر سکتے۔ جبکہ

یہاں دونوں تو ایک طرف گھنٹوں کا بھی وقت نہ تھا۔ زخم جلنے سے وہ فوری طور پر حرکت کرنے کے قابل ہو سکتے تھے۔ دونوں کے زخم جلانے کے بعد اس نے انہیں سیدھا کر کے لٹا دیا۔ ٹائیگر ہوش میں آچکا تھا لیکن زخموں کے جلنے کی وجہ سے اس کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار موجود تھے۔

"جلدی ہوش میں آؤ ٹائیگر۔ ہم شدید خطرے میں ہیں" ۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود وہ ساگوری کو ہوش میں لانے کی کوشش میں مصروف ہو گیا۔ زخم جلنے کی تکلیف نے ٹائیگر کو تو ہوش دلا دیا تھا۔ لیکن ساگوری ہوش میں نہ آئی تھی۔ لیکن عمران نے جب اس کی ناک اور منہ ہاتھوں سے بند کر دیا تو چند لمحوں بعد ہی اس کے جسم میں بھی حرکت کے آثار پیدا ہوئے۔ ٹائیگر اس دوران اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ وہ شاید تکلیف کے اظہار پر قابو پانے کی کوشش میں مصروف تھا۔ ساگوری ہوش میں آتے ہی بُری طرح چیخنے لگی۔ اس کی آنکھوں اور چہرے پر دہشت کے آثار چھائے ہوئے تھے۔ عمران نے ٹامو کے تھیلے سے پانی کی چھاگل نکالی۔ اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے چھاگل ساگوری کے منہ سے لگا دی۔ ساگوری غٹ غٹ کر کے پانی پینے لگی۔ دس بارہ گھونٹوں کے بعد عمران نے چھاگل ہٹائی اور اُسے ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے اُسی طرح بھینچے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ چند گھونٹ پانی پیا اور پھر چھاگل واپس کر دی۔ ساگوری اب اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔ لیکن اب وہ چیخنے کی بجائے کراہ رہی تھی۔ اور اس کے چہرے پر موجود دہشت کے آثار بھی خاصے

کم ہو گئے تھے۔ جب کہ پانی پینے سے ٹائیگر کے چہرے پر موجود پیلا پن تیزی سے دور ہوتا جا رہا تھا۔

"تم دونوں کو تین تین گولیاں لگی تھیں۔ میں نے گولیاں بھی نکال دی ہیں اور زخم بھی جلا دیئے ہیں۔ لیکن وقت ہائے ہائے کرنے کا نہیں ہے۔ ورنہ یہ ہائے ہائے قبروں تک ہمیں پہنچا سکتی ہے۔ خود کو سنبھالو" عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر مشین گن اٹھائے وہ تیزی سے رینگتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ ساگوری بھی اب اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔ اور اس نے بھی ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ اب اس کے منہ سے کراہیں نہ نکل رہی تھیں۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ خوفناک تکلیف پر قابو پانے کے لئے وہ بے پناہ جدوجہد میں مصروف ہے۔

عمران نے غار سے آہستہ سے سر باہر نکال کر ادھر ادھر جھانکا۔ لیکن کھائی میں صرف تین ایکریمنوں کے ساتھ ساتھ ٹامو کی لاش پڑی ہوئی تھی اور کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔ وہ غور سے ادھر ادھر کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھا کر اوپر بھی دیکھا لیکن کہیں بھی کوئی آدمی یا سایہ نظر نہ آیا۔ ویران اور خاموش پہاڑیاں ہی ہر طرف نظر آ رہی تھیں۔

"عمران صاحب۔ ان کو ہماری آمد کا کیسے پتہ چلا ہو گا۔ یہ پہلے سے ہمارے استقبال کے لئے تیار تھے۔ اگر ٹامو بروقت ان کی بو محسوس نہ کر لیتا تو ہم آسانی سے ہٹ ہو جاتے" ۔۔۔ ٹائیگر نے گھسٹ کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اب اپنے آپ پر مکمل کنٹرول کر چکا ہے۔

"ٹامو کہاں ہے" ۔۔۔ اسی لمحے عقب سے ساگوری کی آواز سنائی دی

"وہ مر چکا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور پھر وہ ٹائیگر سے مخاطب ہو گیا۔

"انہیں ہمارے اس راستے کا علم ہوتا تو یقیناً یہ لوگ یہاں تین آدمی بٹھانے کی بجائے کافی آدمی رکھتے۔ اور اب تک مزید کوئی آدمی بھی یہاں نہیں آیا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تین آدمی احتیاطاً انہوں نے یہاں بٹھائے ہوئے تھے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ مزید آدمی بھی ادھر ادھر موجود ہوں۔ جو کچھ دیر میں پہنچیں۔ تم دونوں یہیں رکو۔ میں اوپر جا کر اچھی طرح چیکنگ کر کے آتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا اور مشین گن کاندھے سے لٹکا کر اس نے غار کے دہانے سے نیچے چھلانگ لگا دی

ٹوں ٹوں کی تیز آواز سنتے ہی جیکب نے سامنے رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ فرناڈو فرام ایکی بیس کالنگ اوور" ۔۔۔ بٹن پریس ہوتے ہی ایک تیز آواز ابھری۔

"یس جیکب اٹنڈنگ یو۔ فرام بیس کیمپ اوور" ۔۔۔ جیکب نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ ایکی ون کال کا جواب نہیں دے رہا۔ دس منٹ پہلے اس نے کال کا جواب دیا تھا لیکن اب کال کا جواب نہیں آ رہا اوور" ۔۔۔ فرناڈو نے کہا۔

"کیا ٹرانسمیٹر کال کیچ کر رہا ہے اوور" ۔۔۔ جیکب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس ۔۔۔ کال تو جا رہی ہے۔ لیکن ادھر سے کیچ نہیں کی جا رہی

اوور" ۔۔۔۔ فرناڈو نے جواب دیا۔

" اوکے ۔۔۔ ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے چیک کرتے ہیں اوور اینڈ آل"
جیکب نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ تیزی سے اس خیمے سے نکلا۔ اور
اس چھجے دار چٹان کی طرف بڑھنے لگا جہاں ان کا مخصوص بوما ہیلی کاپٹر موجود
تھا۔ میجر جیکارڈ پائلٹ سیٹ پر موجود تھا۔ انہوں نے عمران اور اس کے
ساتھیوں کو چیک کرنے کے لئے ایک انتہائی فول پروف پلاننگ کی تھی۔
انہوں نے زرشو پہاڑی سے کاٹاما تک بیس بائیس کلومیٹر طویل اور کٹا دار
قدرتی کریک کو چیک کرنے کے لئے تین تین افراد پر مشتمل پانچ گروپ
تعینات کئے تھے جنہیں انہوں نے اپنے طور پر ایکی کا نام دیا تھا۔ ایکی نمبر
ایک زرشو پہاڑی سے چار کلومیٹر کے فاصلے پر تعینات تھی۔ اس سے پانچ
کلومیٹر دور ایکی نمبر دو (۲) اور اسی طرح کاٹاما تک گروپ تعینات تھے۔ کاٹاما
کے قریب انہوں نے ایکی بیس بنایا تھا۔ جس کا انچارج فرناڈو تھا۔ ہر ایکی
کے پاس فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر، مشین گنیں اور راکٹ گنیں تھیں۔ فرناڈو
کی ڈیوٹی تھی کہ وہ ہر دس منٹ بعد باری باری ہر ایکی کو کال کر کے ان
سے رپورٹ لیتا۔ انہوں نے کاٹاما پہاڑی سے اتاش وادی تک پہنچنے
والے خفیہ راستے کو تلاش کرنے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن یہ راستہ
انہیں نہ مل سکا تھا۔ اس کریک کی نگرانی کے علاوہ میجر جیکارڈ نے جیکب
کے مشورے پر کاٹاما کی اس سمت جو کریک کی مخالف سمت تھی دو آدمیوں
کو تعینات کیا تھا۔ جیکب کو خطرہ تھا کہ عمران کہیں راستے میں ہی ارادہ
تبدیل کر کے لمبا چکر کاٹ کر کریک کی مخالف سمت سے نہ کاٹاما پہنچ جائے۔
جب کہ خود انہوں نے یہ پروگرام بنایا تھا کہ ضرورت پڑنے پر کسی بھی ایکی کی

مدد کے لئے وہ بوما ہیلی کاپٹر کے ذریعے خود پہنچ جائیں گے۔ اس لئے
میجر جیکارڈ ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے ہیلی کاپٹر کے اندر موجود تھا۔
جب کہ جیکب وادی اتاش کے اوپر بیس کیمپ میں تھا۔

" ایکی نمبر دو کی طرف سے کال ریسیو نہیں کی جا رہی۔ میرا خیال ہے
کہ ان کا عمران سے ٹکراؤ ہو گیا ہو گا" ۔۔۔ جیکب نے دوڑ کر ہیلی کاپٹر
میں سوار ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ پھر تو ہمیں فوراً پہنچنا چاہئے" ۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا اور
تیزی سے ہیلی کاپٹر کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ بوما ہیلی کاپٹر کے نیچے
پیڈز کے علاوہ ہنگامی ضرورت کے لئے پہیئے بھی لگے ہوئے تھے۔ میجر
جیکارڈ نے پہیوں والا بٹن دبایا تو پیڈز اوپر کو اٹھ گئے۔ اور ہیلی کاپٹر
پہیوں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور بٹن دبانے پر ہیلی کاپٹر
کسی کار کی طرح تیزی سے چھجے دار چٹان کے نیچے سے کھسک کر کھلی
جگہ پر آیا۔ اور دوسرے لمحے فضا میں بلند ہوتا گیا۔ اس کی رفتار
انتہائی تیز تھی۔ کافی بلندی پر لے جا کر میجر جیکارڈ نے ہیلی کاپٹر کو آگے
بڑھایا۔ ہیلی کاپٹر کی رفتار خاصی تیز تھی اور وہ اتنی بلندی پر تھا کہ
اس تک میزائل، راکٹ گن بھی فائر نہ ہو سکتی تھی۔ جیکب آنکھوں
سے دوربین لگائے نیچے چیک کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر
کریک کے اوپر پہنچ گیا اور پھر میجر جیکارڈ اسے کریک کے اوپر ہی
اڑاتا ہوا آگے لے جانے لگا۔

" رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ نیچے لاشیں پڑی ہیں" ۔۔۔ اچانک جیکب
نے چیختے ہوئے کہا اور میجر جیکارڈ نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کی۔

اور پھر اُسے گھما کر واپس لے آیا۔

" کس کی لاشیں ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہوں گی" میجر جیکارڈ نے اب ہیلی کاپٹر کو آہستہ آہستہ کریک کے اوپر واپس لے آتے ہوئے کہا۔ جیکب دوربین آنکھوں سے لگائے نیچے جھکا ہوا تھا۔ اس نے میجر جیکارڈ کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

" بلندی کم کرو اور اسے روک دو "۔۔۔ جیکب نے تیز لہجے میں کہا اور میجر جیکارڈ نے ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور کافی نیچے لے آیا۔ اور پھر اُسے فضا میں ہی روک دیا۔

" اوہ اوہ۔ یہ تو ہمارے ساتھیوں کی لاشیں ہیں۔ ایک مقامی آدمی کی لاش بھی ہے۔ چار لاشیں ہیں"۔۔۔ جیکب نے یک لخت تیز لہجے میں کہا۔

" ہمارے ساتھیوں کی۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو اوپر پہاڑیوں پر ہوں گے۔ نیچے کہاں پہنچ گئے "۔۔۔ میجر جیکارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" لاشوں کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ اوپر سے نیچے گری ہیں تم خود دیکھ لو۔ لیکن ہیلی کاپٹر کی بلندی مزید کم نہ کرنا وہ عمران اور اس کے ساتھی لازماً یہاں موجود ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہیلی کاپٹر کو ہی ہٹ کر دیں "۔۔۔ جیکب نے کہا۔

" اوہ۔ ویری بیڈ۔ مجھے دکھاؤ دوربین "۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا اور جیکب نے دوربین اس کے ہاتھ میں دے دی۔ میجر جیکارڈ نے دوربین آنکھوں سے لگائی اور جھک کر نیچے گہرائی

میں دیکھنے لگا۔

" واقعی ہمارے ہی ساتھیوں کی لاشیں ہیں اور ایک مقامی آدمی ہے۔ یہ عمران کا ساتھی وہ ٹاموڈرائیور ہوگا "۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا۔

اسی دوران جیکب نے ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر پر فرناڈو کی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

" ہیلو ہیلو۔۔۔ جیکب کالنگ اوور "۔۔۔ جیکب نے تیز لہجے میں بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

" یس۔ فرناڈو فرام ایکی بیس اوور "۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے فرناڈو کی آواز سنائی دی۔

" فرناڈو۔ ایکی نمبر ایک ہلاک ہو چکا ہے۔ ان کی لاشیں کریک کے اندر پڑی ہوئی ہیں۔ تم ایکی نمبر دو کو کال کر کے پوچھو۔ انہوں نے فائرنگ کی آوازیں سنی ہوں گی اور اگر عمران اور اس کے ساتھی آگے بڑھے ہوں گے تو یقیناً وہ اب تک ایکی نمبر دو کی رینج میں پہنچ چکے ہوں گے۔ تفصیلی رپورٹ دو اوور "۔۔۔ جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس میں نے ابھی چند لمحے پہلے ایکی نمبر دو سے رپورٹ لی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ایکی نمبر دو کے دو آدمی مارٹی اور جیگم ایکی نمبر ایک کا پتہ کرنے گئے ہوئے ہیں۔ لیکن ان کی طرف سے بھی ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ اور انہوں نے کوئی آواز بھی نہیں سنی۔ البتہ ایک پہاڑی چٹان بلندی سے گرنے کا ہلکا سا دھماکہ ضرور سنا گیا تھا۔ ہو سکتا ہے یہ آواز چٹان گرنے کی بجائے راکٹ گن

کی آواز ہو اوور" ـــــ فرناڈو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم بھی ہیلی کاپٹر پر تفصیلی چیکنگ کرتے ہیں اوور" جیکب نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ارے۔ یہ آدمی اس غار سے باہر جھانک رہا ہے۔ اوہ اوہ یہ یقیناً عمران کا ساتھی ہو گا۔ اوہ تو یہ غار میں چھپے ہوئے ہیں" ـــــ اسی لمحے میجر جیکارڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"کہاں۔ کس طرف" ـــــ جیکب نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ۔ وہ واپس اندر ہو گیا ہے۔ اور اب ہم آسانی سے انہیں شکار کر سکتے ہیں۔ میں چوٹی پر ہیلی کاپٹر اتارتا ہوں" ـــــ میجر جیکارڈ نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ اور دوربین جیکب کی طرف بڑھا دی۔

"ٹھہرو۔ ہو سکتا ہے وہ سب اس غار میں نہ ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی ہیلی کاپٹر کو دیکھ لیا ہو۔ ہمیں ہر بات کو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا ہو گا" ـــــ جیکب نے تیز لہجے میں کہا۔

"کوئی فکر نہ کرو۔ اتنی احتیاط بھی اچھی نہیں ہوتی۔ اب میں انہیں نشانہ بنا لوں گا۔ یہ بوما ہیلی کاپٹر ہے۔ یہ اتنی آسانی سے ان سے تباہ بھی نہیں ہو سکے گا" ـــــ میجر جیکارڈ نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔ اور پھر ہیلی کاپٹر کو تیزی سے دائیں طرف کی پہاڑی کی طرف لے جانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ہیلی کاپٹر ایک کھلی پہاڑی چٹان کے اوپر اتار دیا۔ پھر وہ چھلانگ لگا کر ہیلی کاپٹر سے نیچے

اتر آیا۔ جیکب بھی دوسری طرف سے نیچے آ گیا تھا۔ تو میجر جیکارڈ ہیلی کاپٹر کے نیچے گھس گیا اور اس نے سٹینڈ کے ساتھ موجود ایک چھوٹے سے ہک کو ایک جھٹکے سے کھینچا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کو چاروں طرف سے ایک فولادی چادر نے گھیر لیا۔ صرف سٹینڈ والا حصہ خالی رہ گیا۔ اور میجر جیکارڈ تیزی سے باہر آ گیا۔

"یہ مخصوص ہیلی کاپٹر ہے جیکب۔ اب نہ اسے کوئی چلا سکے گا۔ اور نہ اس پر کوئی اسلحہ اثر انداز ہو گا" ـــــ میجر جیکارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ اب میں مطمئن ہوں۔ ویسے ہمیں اس غار تک لمبا چکر کاٹ کر جانا چاہئے" ـــــ جیکب نے مطمئن لہجے میں کہا اور میجر جیکارڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دوڑتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ کافی فاصلے پر جا کر انہوں نے نیچے اترنے کے لئے ایک جگہ منتخب کی اور پھر وہ چٹانوں کا سہارا لیتے ہوئے نیچے اترنے لگے۔ وہ بڑی احتیاط سے نیچے اتر رہے تھے۔ تاکہ ان کے نیچے اترنے کی وجہ سے پتھر کھسک کر نیچے نہ جا گریں۔ کیونکہ اس طرح نیچے موجود عمران اور اس کے ساتھی چونک سکتے تھے۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں نیچے کریک کی گہرائی میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ چند لمحے تو وہ چٹانوں کی اوٹ لے کر بیٹھے ماحول کا جائزہ لیتے رہے۔

"وہ دیکھو وہ کٹاؤ کے قریب جو غار نظر آ رہی ہے اس میں ہیں یہ لوگ" ـــــ میجر جیکارڈ نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اور جیکب نے سر ہلا دیا۔

"میں آگے جاتا ہوں۔ تم مجھے کور کرنا۔ پھر تم آگے بڑھنا اور میں تمہیں کور کر دوں گا"۔۔۔۔ جیکب نے کہا اور میجر جیکارڈ نے سر ہلا دیا۔ انہوں نے جیبوں سے ریوالور نکال کر ہاتھوں میں لے لئے تھے۔ اور پھر وہ ایک دوسرے کو کور کرتے اور چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ اس غار کے نیچے پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ جو کہ ٹیک کی سطح سے تقریباً سات فٹ کی بلندی پر تھا۔

"میں غار کے اندر بم پھینک دیتا ہوں اس طرح یہ سب فوری ہلاک ہو جائیں گے"۔۔۔۔ جیکب نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ ہو سکتا ہے یہ وہ غار نہ ہو۔ اس طرح انہیں ہماری موجودگی کا علم ہو جائے گا۔ ہمیں پہلے چیک کرنا ہو گا"۔۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا۔

"کس طرح چیک کریں"۔۔۔۔ جیکب نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"تم ذرا آگے جا کر ایک چٹان کی اوٹ لے لو۔ میں ویسے فائرنگ کرتا ہوں۔ فائرنگ کی آواز سن کر ان میں سے کوئی لازماً باہر سر نکال کر چیک کرے گا۔ اس طرح ہمیں یقین ہو جائے گا۔ پھر ہم اندر بم پھینک دیں گے"۔۔۔۔ میجر جیکارڈ نے کہا۔ اور جیکب سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور کچھ فاصلے پر جا کر ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ میں ہو کر اس طرح بیٹھ گیا کہ اب غار کا دہانہ اس کی نظروں

کے سامنے تھا۔ اسی لمحے میجر جیکارڈ نے ایک طرف ریوالور کا رخ کر کے ٹریگر دبا دیا۔ دو بار گولی چلنے کے دھماکے ہوئے اور ان دھماکوں کی بازگشت سے پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

جیکب کی نظریں غار کے دہانے پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد واقعی اس نے ایک آدمی کا سر غار کے دہانے سے باہر آتے دیکھا۔ یہ کوئی مقامی آدمی تھا۔ جیکب نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کو سیدھا کیا اور اس آدمی کے سر کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا لیکن وہ سر بجلی کی سی تیزی سے غار کے اندر غائب ہو گیا۔ گولی اس کے سر سے صرف آدھے انچ کے فاصلے پر ایک پتھر سے ٹکرائی تھی۔ وہ آدمی ہٹ ہونے سے بال بال بچ گیا تھا۔ میجر جیکارڈ جو اس غار کے بالکل نیچے چٹان سے لگا کھڑا تھا تیزی سے مخالف سمت کی طرف بڑھا اور چند قدم بڑھنے کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اس کا بازو اس طرح گھوما جیسے وہ باؤلنگ کر رہا ہو۔ اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے ایک سرخ رنگ کا کیپسول نما بم نکل کر سیدھا غار کے دہانے کے اندر جا گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ اور غار کے دہانے سے جیسے پتھروں کی بوچھاڑ سے اڑ کر نیچے گری۔

"وہ مارا"۔۔۔۔ جیکب نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور چٹان کی اوٹ سے نکل کر وہ جیکارڈ کی طرف دوڑ پڑا۔ جو اب ہاتھ میں ریوالور لئے چوکنے انداز میں غار کے دہانے کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"چیخیں تو سنائی نہیں دیں"۔۔۔۔ میجر جیکارڈ نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔

"چیخنے کا موقع ہی نہ ملا ہو گا" ——— جیکب نے کہا اور میجر جیکارڈ نے سر ہلا دیا۔ اب اس کے چہرے پر بھی کامیابی اور مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

عمران پتھروں کو پھلانگتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ ان ایکریمیوں کے مزید ساتھی یقیناً کہیں قریب ہی موجود ہوں گے۔ اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اوپر سے آنے والی گولیوں سے بچنے کا تھا۔ کیونکہ بیک وقت اوپر کا خیال رکھنا اور ان پتھروں سے بچ کر آگے بڑھنا ناممکن تھا۔ اور کوئی ایسی جگہ بھی نظر نہ آ رہی تھی جہاں سے وہ اوپر بغیر کسی کی نظروں میں آئے پہنچ سکتا۔ کیونکہ اوپر چڑھتے ہوئے وہ انتہائی آسانی سے گولی کا نشانہ بن سکتا تھا۔ اور ان حالات میں وہ اپنے بچاؤ کے لئے بھی کچھ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے وہ چٹانی دیوار کے ساتھ

ساتھ چلتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ آگے جا کر کریک نے موڑ کاٹا۔ اور دوسرے لمحے عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں کیونکہ بائیں طرف ایک نیم سرنگ نما راستہ نیچے سے اوپر کو جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران تیزی سے اس طرف بڑھا۔ اور اب اس کی رفتار کافی تیز ہو گئی تھی۔ کیونکہ اب اُسے اوپر سے نشانہ نہ بنایا جا سکتا تھا۔ اس راستے کا کافی حصہ اوپر سے چٹانوں کے مل جانے کی وجہ سے سرنگ جیسا تھا مگر کہیں کہیں کھلے حصے بھی آ جاتے تھے۔ لیکن اس راستے پر آگے کافی آگے بڑھ جانے کے بعد عمران کو احساس ہوا کہ وہ براہِ راست اوپر کی طرف نہیں جا رہا بلکہ چکر کاٹتا ہوا اوپر جا رہا ہے۔ مسلسل پندرہ بیس منٹ تک آگے بڑھنے کے بعد اچانک چوٹی کے قریب پہنچ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھتا۔ اچانک اس کے کانوں میں کسی آدمی کی باتیں کرنے کی آواز پڑی اور عمران بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔

"میرا خیال ہے یہ راستہ نیچے کو جا نکلے گا اور محفوظ بھی ہو گا" ——— ایک آدمی کہہ رہا تھا۔

"لیکن ہمیں تو اوپر سے نیچے کریک میں ساتھ ساتھ چیکنگ بھی کرنی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اس راستے سے نیچے جائیں اور وہ لوگ اس دوران ہمیں پیچھے سے کراس کرتے ہوئے آگے بڑھ جائیں" ——— ایک اور آواز سنائی دی لہجہ دونوں کا ایکریمین تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ اوپر سے ہی چلتے ہیں۔ ویسے ایکی دن کی اچانک گمشدگی ہے عجیب بات" ——— پہلی آواز سنائی دی۔

"پتہ لگ جائے گا۔ اب ہم ان کے قریب پہنچنے والے ہیں" ———

دوسرے نے کہا۔ اور اُسی لمحے ایک آدمی ڈھلوان سے اتر کر ایک
چٹان کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ عمران چٹان کی اوٹ میں چھپا ہوا
انہیں گزرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ پہلے آدمی کے پیچھے دوسرا تھا۔ ان
ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور دونوں کے جسموں پر خاکی
رنگ کی یونیفارم تھی۔ ان کے آگے بڑھ جانے کے بعد عمران تیزی سے
چٹان کی اوٹ سے نکلا۔ اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکائی اور جھک کر
ایک پتھر اٹھا لیا۔ اور ان کے پیچھے چل پڑا۔ ڈھلوان سے اوپر چڑھ آنے
پر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے اسے نظر آنے لگے۔ ان میں سے ایک
بالکل کنارے پر ہو کر چل رہا تھا اور نہ صرف چل رہا تھا بلکہ ساتھ ساتھ نیچے
گہرائی میں بھی جھانکتا جا رہا تھا۔ عمران کا بازو گھوما اور نیچے جھانکتے ہوئے
ایکریمین کی کھوپڑی پر پوری قوت سے پتھر پڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ
اچھلا اور پھر اس کی خوفناک چیخ نیچے گہرائی میں جاتی ہوئی سنائی دی۔
" ارے ارے ۔کیا ہوا "۔۔۔۔۔ دوسرا آدمی گھبرا کر اس طرف کو جھپٹا
جس طرف وہ آدمی گرا تھا۔ وہ شاید یہ سمجھا تھا کہ پیر پھسل جانے کی وجہ سے
وہ نیچے جا گرا ہے۔ عمران کی موجودگی کا شاید اُسے تصور تک نہ تھا۔ وہ
ایک چٹان کو پکڑ کر نیچے جھکا ہوا تھا۔ شاید اپنے ساتھی کو دیکھنے کی کوشش
کر رہا تھا۔ اور اسی دوران عمران اطمینان سے اس کے قریب پہنچ گیا
" ویری بیڈ۔۔۔۔ بے چارہ جیگر "۔۔۔۔۔ اس آدمی نے افسوس بھرے
انداز میں طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور پھر پلٹا ہی تھا کہ عمران کے بازو
حرکت میں آئے اور وہ اس کے بازوؤں میں اٹھتا ہوا گھوم کر پشت
کے بل نیچے پتھروں پر جا گرا۔ اس اچانک افتاد پر وہ کھل کر چیخ بھی نہ

سکا تھا۔ اور اس کے حلق سے صرف گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی تھی۔ اس آدمی کے
نیچے گرتے ہی عمران کا بوٹ اس کی گردن پر جم گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی
عمران کی ٹانگ ذرا سی گھوم گئی۔
" گگ۔۔۔ گگ۔۔۔ کون ہو تم "۔۔۔۔ اس آدمی کے حلق سے
خرخراہٹ نما آواز نکلی۔ اس کا جسم جو لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش
میں مصروف تھا عمران کی ٹانگ گھومتے ہی اس طرح ساکت ہو گیا تھا جیسے
اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔
" اپنا نام بتاؤ "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
" مم۔۔۔ مم۔۔۔ مارٹن "۔۔۔۔ اس آدمی نے اُسی طرح گھٹے گھٹے
لہجے میں کہا۔
" تمہارے کتنے آدمی یہاں ہیں اور کہاں کہاں ہیں۔ جلدی بتاؤ
ورنہ "۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی ٹانگ کو ذرا سا
اور گھما دیا۔
مارٹن کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگا اور آنکھیں اوپر کو چڑھنے لگ
گئیں۔ اس کا پورا جسم اس طرح کانپنے لگ گیا جیسے اس پر تشنج کا دورہ
پڑ گیا ہو۔ اس کی حالت واقعی بے حد خراب ہو رہی تھی۔ عمران نے ٹانگ
کو واپس موڑا۔ تو تیزی سے موت کے منہ میں جاتے ہوئے مارٹن کی
حالت سنبھلنے لگ گئی۔ اس کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونے
لگ گیا۔
" بتاؤ ورنہ "۔۔۔۔ عمران نے اُسی لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔
" پپ۔۔۔ پپ۔۔۔ پانچ ایکی گروپ کا ٹاماٹنگ ہیں۔ مم۔ مم

میرا تعلق ایکی ٹو سے ہے ۔ مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں اور جیگر ایکی دن کا پتہ
کرنے آئے تھے "۔۔۔ مارٹن نے اٹک اٹک کر کہنا شروع کر دیا ۔
" پوری تفصیل بتاؤ پوری ۔ ورنہ "۔۔۔ عمران کی غراہٹ پہلے سے
بڑھ گئی تھی ۔
" بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بتا رہا ہوں ۔ خدا کے لئے یہ ٹانگ ہٹا لو ۔
مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میری روح نکلی جا رہی ہے ۔ فار گاڈ سیک ۔ پپ
پپ ۔۔۔ پلیز "۔۔۔ مارٹن نے بری طرح گھگھیاتے ہوئے کہا ۔
" جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ "۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور
ساتھ ہی ٹانگ کو ذرا سا موڑ کر دوبارہ پہلے والی پوزیشن پر لے آیا ۔
لیکن ٹانگ کے اس ذرا سے مڑنے نے مارٹن پر قیامت توڑ دی تھی ۔
اس کی حالت ایک لمحے میں ناقابل بیان ہو گئی تھی لیکن عمران نے صرف
ہلکا سا اشارہ کیا تھا ۔ اور شاید مارٹن کے لئے یہی اشارہ ہی کافی ثابت
ہوا ۔ اس نے طوطے کی طرح دارالحکومت سے آمد سے لے کر اب تک کے
تمام حالات اور پوزیشنیں تفصیل سے بتا دیں ۔ ابھی اس کی بات ختم
ہی ہوئی تھی ۔ کہ عمران کے کانوں میں کسی ہیلی کاپٹر کی ہلکی سی آواز سنائی
دی اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی ٹانگ کو پوری طرح مروڑ
دیا ۔ مارٹن کے حلق سے آخری بار خرخراہٹ نکلی اور اس کا جسم ایک بار
بری طرح کانپا اور پھر ساکت ہو گیا ۔ وہ ختم ہو چکا تھا ۔ عمران نے بجلی کی
سی تیزی سے جھک کر اسے ٹانگ سے پکڑا اور پھر ایک زوردار جھٹکا دے
کر پہاڑی کی دوسری طرف ایک کافی گہرے گڑھے میں اچھال دیا ۔ مارٹن
کی لاش ایک دھماکے سے گڑھے میں گری اور عمران تیزی سے دوڑتا ہوا

ایک چھجے دار چٹان کے نیچے کھسک گیا ۔ اب وہ چٹان کے نیچے اس انداز
میں پڑا تھا کہ اسے اوپر سے نہ دیکھا جا سکتا تھا ۔ اور وہ خود بھی سامنے کے
حصے کو ہی دیکھ سکتا تھا ۔ براہ راست اوپر نہ دیکھ سکتا تھا ۔ ہیلی کاپٹر کی
آواز اب قریب آتی جا رہی تھی ۔ لیکن اس کی آواز سے عمران سمجھ گیا کہ یہ
مخصوص ساخت کا بوما ہیلی کاپٹر ہے ۔ جو خاص طور پر انتہائی بلند اور
دشوار گزار پہاڑی علاقے کے لئے تیار کیا جاتا ہے ۔ اس وقت بھی وہ
انتہائی بلندی پر تھا ۔ کیونکہ آواز قریب محسوس ہونے کے باوجود کافی مدھم
تھی ۔ عمران نے محسوس کیا کہ ہیلی کاپٹر کریک کے اوپر پرواز کرتا ہوا آگے
بڑھتا جا رہا ہے ۔ اور پھر اس کی آواز دور ہوتے ہوتے ختم ہو گئی ۔ عمران
تیزی سے چھجے دار چٹان کے نیچے سے نکلا اور ایک اور چٹان کی اوٹ
لے کر اس طرف دیکھنے لگا ۔ جدھر وہ ہیلی کاپٹر گیا تھا ۔ اور پھر اس کی
تیز نظروں نے انتہائی بلندی پر ایک ننھے سے پرندے جتنا نظر آنے
والے ہیلی کاپٹر کو چیک کر ہی لیا ۔
" اگر یہ ہیلی کاپٹر ہاتھ لگ جائے تو ان سارے گردیوں کو آسانی
سے کور کیا جا سکتا ہے "۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا ۔
دوسرے لمحے وہ ایک فیصلہ کر کے تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا ۔
جدھر یہ ہیلی کاپٹر گیا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ طاقتور لینز والی دوربین سے
لازماً کریک کی گہرائی کو چیک کیا جا رہا ہو گا ۔ اور لازماً ان ایکریمیوں کی
لاشیں نظروں میں آ جائیں گی اور وہ صورت حال کو چیک کرنے کے لئے
ہیلی کاپٹر نیچے اتاریں گے ۔ اس طرح وہ آسانی سے اس ہیلی کاپٹر پر
قبضہ کر سکتا ہے ۔ کریک اتنا تنگ تھا کہ ہیلی کاپٹر اس کے اندر نہ اترتا

سکتا تھا۔ اس لئے وہ اُسے یقیناً پہاڑی کے اوپر ہی آ ماریں گے۔ اور ایک بار ہیلی کاپٹر اس کے قبضے میں آ گیا تو پھر وہ آسانی سے ان سب کا خاتمہ کر سکے گا۔ ٹائیگر اور ساگوری کی طرف سے اُسے فکر نہ تھی۔ کیونکہ وہ غار کے اندر تھے۔ اس لئے وہ انہیں دکھائی نہ دے سکتے تھے۔ جب کہ وہ خود انہیں نیچے آسانی سے دیکھ کر ہٹ کر سکتے تھے۔ ہیلی کاپٹر اس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ لیکن عمران تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ اب اُسے احساس ہوا تھا کہ اس نیم سرنگ نما راستے کے پیچ و خم نے اُسے کافی فاصلے پر باہر جا نکالا تھا۔ وہ مسلسل دوڑتا رہا۔ اور پھر اُسے دور سے ہیلی کاپٹر آسمان کی بلندی سے نیچے غوطہ لگاتے ہوئے نظر آ گیا۔ اور عمران کے دیکھتے دیکھتے ہیلی کاپٹر ایک کھلی چٹان پر اتر گیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی عمران کے ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کریک کی دوسری سمت پر اترا تھا۔ اور اب نیچے اتر کر کریک پار کر کے دوبارہ پہاڑی پر چڑھ کر ہی وہ ہیلی کاپٹر تک پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اب نہ ہی اس کا موقع باقی رہا تھا اور نہ اس کے پاس اتنا وقت تھا اس لئے وہ اس سمت تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔ ہیلی کاپٹر اس سے کافی فاصلے پر اترا تھا۔ اس لئے جب تک عمران اس جگہ کے قریب پہنچتا۔ اچانک اُسے نیچے گہرائی میں ریوالور چلنے کی آواز سنائی دی اور عمران چونک کر آگے بڑھا۔ اور پھر اس نے جھک کر کریک کی گہرائی میں جھانکنے کی کوشش کی لیکن یہاں سے آگے چونکہ چٹانیں کافی آگے کو نکلی ہوئی تھیں اس لئے اُسے آگے کی طرف جہاں ریوالور کا فائر ہوا تھا کچھ نظر نہ آیا وہ سیدھا ہوا اور ایک بار پھر دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ ابھی اس نے چند قدم ہی

اٹھائے ہوں گے کہ نیچے سے ایک خوف ناک دھماکہ سنائی دیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ یہ دھماکہ کسی طاقتور بم کا تھا۔ اس نے دوڑنے کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی اور چند لمحوں بعد جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں اس کے خیال کے مطابق دھماکہ ہوا تھا۔ اور یہ تقریباً وہی جگہ تھی جہاں ان ایکریمیوں کی لاشیں بھی پڑی تھیں اور جہاں غار میں زخمی ٹائیگر اور ساگوری بھی موجود تھے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر ایک چٹان کی اوٹ لے کر اس نے اپنے اوپر والے جسم کو آگے کی طرف جھکایا اور دوسرے لمحے وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے دو ایکریمیوں کو اُسی غار کے نیچے کھڑا دیکھا تھا جس میں ٹائیگر اور ساگوری موجود تھے اور غار کے دہانے کی حالت بتا رہی تھی کہ بم کا خوف ناک دھماکہ اسی غار کے دہانے میں ہی ہوا ہے۔ عمران کے ہونٹ بھنچ گئے اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کاندھے سے اتار دی۔ لیکن اُسی لمحے اس نے ایک ایکریمین کو اچھل کر اس غار کے دہانے پر چڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ دوسرا اُسے سہارا دے رہا تھا۔ عمران رک گیا۔ کیونکہ وہ فائر کرنے سے پہلے ٹائیگر اور ساگوری کے بارے میں صحیح صورت حال جاننا چاہتا تھا۔ وہ ایکریمین اب غار کے دہانے میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"کتنی لاشیں ہیں جیکب"۔۔۔ نیچے کھڑے ہوئے ایکریمین کی پُرمسرت آواز سنائی دی۔ اور عمران کے ہونٹ اور زیادہ بھنچ گئے۔ اب وہ سمجھ گیا تھا کہ انہوں نے ہی اس غار کے اندر بم پھینکا ہے۔ شاید انہوں نے کسی طرح ٹائیگر اور ساگوری کو چیک کر لیا ہو گا اور اس قدر

طاقتور بم اگر غار کے اندر پھینکا ہے تو پھر ان دونوں کے بچ جانے کا ایک فیصد بھی امکان باقی نہ رہتا تھا۔

"جیکارڈ ۔۔۔ اندر دو لاشیں ہیں۔ ایک عورت اور ایک مرد کی" اچانک جیکب نے غار سے باہر سر نکال کر نیچے کھڑے ہوئے آدمی سے کہا۔

"مگر لاشیں تو تین ہونی چاہئیں۔ اس ٹائیگر ڈرائیور کے علاوہ ساگوری کے ساتھ دو مرد تھے۔ تیسرا کہاں گیا" ۔۔۔ جیکارڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

ٹائیگر اور ساگوری کی لاشوں کا سن کر عمران کے ذہن میں بے اختیار آندھیاں سی چلنے لگیں۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ جیکب کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی جیکب کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ وہیں غار کے دہانے پر ہی مری ہوئی چھپکلی کی طرح پٹ سے گرا اور ساکت ہو گیا۔

فائرنگ کی آواز سنتے ہی نیچے کھڑا ہوا جیکارڈ تیزی سے اچھل کر مڑا ہی تھا کہ عمران کی مشین گن ذرا سی جھکی اور اس کے ساتھ ہی گولیوں کی بارش جیکارڈ کے جسم پر ہونے لگی اور وہ بھی چیختا ہوا اچھل کر نیچے پتھروں پر گرا۔ اور بری طرح تڑپنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں موجود ریوالور اچھل کر دور جا گرا تھا۔ عمران نے اس کے گرتے ہی ٹریگر سے انگلی ہٹائی۔ اور پھر اٹھ کر تیزی سے وہ آگے کی طرف دوڑنے لگا اب وہ اس کٹاؤ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ جہاں سے وہ نیچے اتر سکتا تھا۔ اس کے ذہن میں ٹائیگر کی موت نے زلزلہ سا برپا کر دیا تھا۔ اب وہ اپنے آپ پر غصہ کھا رہا تھا کہ وہ کیوں انہیں اس زخمی حالت میں چھوڑ کر

گیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے گزرے ہوئے وقت کو وہ کسی صورت واپس نہ لا سکتا تھا اور اس بے بسی پر اُسے شدید جھلاہٹ ہو رہی تھی۔

"مجھے تو یقین نہیں آرہا عمران کی بات پر کہ اس نے ہمارے زخموں سے گولیاں نکال لی ہوں۔ یہاں نہ آپریشن تھیٹر ہے اور نہ ہی آپریشن کا کوئی بندوبست" ۔۔۔ عمران کے جانے کے چند لمحوں بعد ہی ساگوری نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر گولیاں اب تک اندر ہوتیں تو ہم دونوں یہاں بیٹھ کر باتیں نہ کر رہے ہوتے۔ ہماری روحیں جسموں سے نکل کر کہیں دور محو پرواز ہوتیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ زخموں میں بھی جو خوفناک تکلیف پہلے تھی۔ ویسی اب محسوس نہیں ہو رہی لیکن......" ۔۔۔ ساگوری نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مادام ساگوری ——— اگر مجھ جیسا شخص اپنے آپ کو عمران صاحب کا شاگرد کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ عمران صاحب ناممکن کو ممکن بنا لینے کا گُر جانتے ہیں" ——— ٹائیگر نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ بات تو ہے۔ لیکن میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ تم میں اس سے زیادہ صلاحیتیں ہیں۔ خدا کی پناہ۔ جس خوف ناک انداز میں تم نے اس وقت اس قدر پر ہجوم سڑک پہ کار چلائی تھی۔ میرا تو تصور کر کے اب بھی جسم کانپ جاتا ہے" ——— ساگوری نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"جسے تم میرا کارنامہ سمجھ رہی ہو۔ یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے مادام ساگوری یہ تو ایک عام سی بات ہے۔ تم نے ابھی دیکھا ہی کیا ہے" ——— ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں دیکھنے کے بعد مجھے اب مزید کسی کو دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے ٹائیگر۔ مجھے تو یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا دل تمہارا نام لے کر دھڑک رہا ہو" ——— مادام ساگوری نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھیں خمار آلود ہو گئی تھیں اور لہجہ جذبات سے بُری طرح بھیگ گیا تھا۔

"مادام ساگوری آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آئندہ اس قسم کی جذباتی باتیں میرے سامنے مت کرنا۔ پہلے بھی میں صرف عمران صاحب کی وجہ سے خاموش رہا تھا ورنہ......" ——— ٹائیگر کا لہجہ یک لخت سرد ہو گیا۔

"کیا ——— کیا مطلب۔ کیا تمہارے دل میں واقعی میرے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ کیا تم مجھے ٹھکرا رہے ہو۔ مجھے مادام ساگوری کو جو آٹان کی پرنسس ہے۔ آٹان سیکرٹ سروس کی چیف ہے۔ اس ساگوری کو ٹھکرا رہے ہو۔ جس کی ایک نظر کرم کے لئے نجانے آٹان کے کتنے نوجوان اپنی جانیں گنوا دینا اپنے لئے انتہائی فخر سمجھیں" ——— ساگوری کے لہجے میں غصے کے تاثرات امڈ آئے۔

"آخر تم زبردستی میرے گلے کیوں پڑنا چاہتی ہو۔ کیا پورے آٹان میں تمہیں اور کوئی آدمی اس قسم کی جذباتیت کے لئے مناسب نظر نہیں آیا۔ میں نے کہا ہے کہ میری زندگی میں اس قسم کی جذباتیت کو کوئی دخل نہیں ہے۔ میرے نزدیک عورتوں کی صرف دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جن کا میں احترام کرتا ہوں صرف احترام۔ اس لئے کہ وہ باکردار ہیں اور دوسری وہ جن کی گردنیں توڑنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ جرائم اور گناہ میں ملوث ہوتی ہیں۔ تیسری کوئی قسم نہیں ہے۔ اس لئے تمہارے حق میں بہتر یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو پہلی قسم کے اندر محدود رکھو" ——— ٹائیگر کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔

"تو تم مجھے بدکردار سمجھ رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت" ——— ساگوری نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے تھے اور چہرہ غصے کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔ وہ بُری طرح دانت کچکچا رہی تھی۔

"میں نے کب تمہیں بدکردار کہا ہے۔ اگر میں تمہیں بدکردار سمجھتا تو اب تک تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی میرے ہاتھوں ٹوٹ چکی ہوتی۔

ادر سنو۔ اب تم اپنا منہ بند رکھو تو زیادہ بہتر ہے۔ میں اس قسم کی باتیں سننے کا عادی نہیں ہوں“ ——— ٹائیگر کے لہجے سے بھی شعلے لپکنے لگے تھے۔

”تمہیں اپنے ان الفاظ کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ سلطان عرف ٹائیگر۔ میرا نام مادام ساگوری ہے۔ تم نے اب تک صرف میرا ایک ہی روپ دیکھا ہے۔ جب دوسرا روپ دیکھو گے تو پھر تمہیں دنیا میں کہیں پناہ نہ ملے گی“ ——— مادام ساگوری نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

”مجھے دھمکیاں دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب تم دوسرا روپ بدلو گی تو پھر تمہیں اس کا انجام بھی معلوم ہو جائے گا“ ——— ٹائیگر نے کہا۔ اور اٹھ کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ تمتما رہا تھا۔ اس نے غار کے دہانے پر سے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن سوائے سامنے پڑی ہوئی ایکریمینز اور ٹامو کی لاشوں۔ کھلے آسمان اور پہاڑی چٹانوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آرہا تھا۔ اور اس کے عقب میں مادام ساگوری مسلسل بڑبڑائے چلی جا رہی تھی۔ اس کی بڑبڑاہٹ کا انداز ایسا تھا کہ اگر ماحول سازگار ہوتا تو وہ یقیناً ٹائیگر کے جسم میں مشین گن کا پورا برسٹ اتارنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہ کرتی۔

ٹائیگر کچھ دیر تک باہر کے ماحول کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ واپس مڑ گیا لیکن ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ یک لخت تیزی سے مڑا اور پھر غار کے دہانے پر لیٹ کر اس نے سر باہر نکالا اور اوپر دیکھنے

لگا۔ غار کے اوپر کچھ بلندی پر چونکہ ایک چٹان کا کونا کافی باہر کو نکلا ہوا تھا۔ اس لئے براہ راست اوپر دیکھنے کے لئے اُسے لیٹ کر اور سر کو غار کے دہانے سے کچھ باہر کر کے اوپر دیکھنا پڑتا تھا۔ اس کے اس انداز پر مادام ساگوری بے اختیار چونک پڑی۔

”کیا ہوا ——— کیا دیکھ رہے ہو“ ——— مادام ساگوری کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کا عنصر نمایاں تھا۔

”میرے کانوں میں ایسی آواز آئی ہے جیسے اوپر کہیں بلندی پر کوئی ہیلی کاپٹر پرواز کر رہا ہو“ ——— ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اس میں اتنا ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہو گا کوئی ہیلی کاپٹر“ مادام ساگوری نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ یہ تو بوما ہیلی کاپٹر ہے۔ پہاڑی علاقوں پر خصوصی طور پر پرواز کرنے والا۔ مگر یہ تو آگے نکل گیا ہے“ ——— ٹائیگر نے اس کی تلخ بات کا جواب دینے کی بجائے اپنی بات جاری رکھی۔

”بوما ہیلی کاپٹر ——— مگر آٹان کی فضائیہ کے پاس تو بوما ہیلی کاپٹر تو نہیں ہیں“ ——— اس بار مادام ساگوری کے لہجے میں بھی تشویش کا عنصر نمایاں تھا۔

”ہیلی کاپٹر واپس آرہا ہے۔ اس کی بلندی بھی کم ہو رہی ہے“ ——— ٹائیگر نے کہا۔ وہ اُسی طرح لیٹا ہوا مسلسل اوپر دیکھ رہا تھا۔

”ارے یہ رک گیا اوپر۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے یہ دشمنوں کا ہیلی کاپٹر ہے اور لاشیں دیکھ کر ادھر آیا ہے“ ——— ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ بجلی کی سی تیزی سے پیچھے کی طرف کھسکا۔

"کیا ہوا" ۔۔۔۔ مادام ساگوری نے اُسے اس طرح تیزی سے پیچھے ہٹتے دیکھ کر کہا۔

"وہ دوربین سے چیک کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے یقیناً مجھے بھی دیکھ لیا ہے۔ اب اگر ہم باہر نکلے تو وہ ہیلی کاپٹر سے ہمیں بھون ڈالیں گے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ مادام ساگوری بھی اس کی بات سن کر بے اختیار اٹھ کھڑی ہو گئی تھی۔

"لیکن اس طرح اندر رہ کر بھی تو ہم پھنس جائیں گے" ۔۔۔۔ مادام ساگوری نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس ہتھیار بھی نہیں ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ شاید غار کے عقب میں کوئی راستہ پیچھے نکلنے کا مل جائے۔ عمران صاحب بھی نجانے کدھر نکل گئے ہیں" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔ اور تیزی سے غار کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ گو غار خاصی طویل اور اونچی تھی۔ لیکن پیچھے ایک ٹھوس چٹان نے اس کا راستہ بند کر دیا تھا۔

"نہیں۔ پیچھے کوئی جگہ نہیں ہے۔ اب باہر ہی نکلنا ہوگا" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔ لیکن اس دوران مادام ساگوری غار کے دہانے پر پہنچ چکی تھی۔

"اوہ۔ یہاں تو کوئی ہیلی کاپٹر نہیں ہے۔ کہیں تمہاری آنکھیں تو [illegible] نہیں ہو گئیں" ۔۔۔۔ مادام ساگوری نے باہر جھانکتے ہوئے تیز لہجے [illegible] کہا وہ بھی ٹائیگر کی طرح غار کے دہانے پر پشت کے بل لیٹ کر سر کو باہر نکالے اوپر دیکھ رہی تھی۔

"وہ یقیناً ہیلی کاپٹر کو اوپر پہاڑی پر اتار کر خود نیچے اتریں گے۔ پیچھے ہٹو ہمیں فوراً اس غار سے نکلنا ہوگا" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھہرو۔ مجھے دیکھنے اور سننے دو۔ میں سیکرٹ سروس کی چیف ہوں۔ کوئی عام کارندہ نہیں ہوں" ۔۔۔۔ ساگوری نے اسی طرح لیٹے لیٹے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"احمق عورت پیچھے ہٹو۔ مجھے باہر جانے دو۔ تم اپنے ساتھ مجھے بھی مرواؤ گی" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ تمیز سے بات کرو" ۔۔۔۔ مادام ساگوری نے اسی طرح لیٹے لیٹے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ شاید ٹائیگر کی بے بسی کا لطف لے رہی تھی۔ لیکن دوسرے لمحے ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ کر اس کی ایک ٹانگ پکڑی اور ایک زوردار جھٹکا دے کر انتہائی بے دردی سے اُسے پیچھے کی طرف اچھال دیا۔ اس بے دردی سے [illegible]ٹنے اور اچھل کر غار کے عقبی حصے میں پتھروں پر جا کر گرنے سے مادام ساگوری کے حلق سے تیز چیخ نکل گئی۔ اور نیچے گرتے ہی وہ کسی سپرنگ کی طرح اچھلی اور باہر کی طرف جاتے ہوئے ٹائیگر کے اوپر اس طرح آئی جیسے کوئی گیند دیوار سے ٹکرا کر واپس آتی ہے۔ اور ٹائیگر جو اسے جھٹکا دے کر پیچھے اچھالنے کے بعد مطمئن انداز میں غار کے دہانے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ مگر دوسرے لمحے مادام ساگوری ایک بار پھر زوردار انداز میں چیختی ہوئی دوبارہ غار کے عقبی حصے میں ایک دھماکے سے جا گری اور اس بار نیچے گرنے کے بعد وہ ذرا

سی تڑپی ضرور تھی لیکن پھر ساکت ہو گئی ۔

" یہ عورت تو گلے ہی پڑ گئی ہے ۔ خواہ مخواہ عمران صاحب اس مصیبت کو ساتھ لاد لائے ہیں " ـــــ ٹائیگر نے اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے اٹھ کر اپنے دونوں ہاتھ جھاڑتے ہوئے بڑبڑا کر کہا ۔ اس نے نیچے گرتے ہوئے یک لخت اپنے جسم پر گرنے والی مادام ساگوری کو الگ کر کے زوردار جھٹکے سے پیچھے اچھال دیا تھا ۔ اس لئے اُسے اٹھتے ہوئے اپنے جسم کو ایک جھٹکا دے کر اٹھنا پڑا تھا ۔ ہاتھ جھاڑنے کے بعد وہ جیسے ہی آگے دہانے کی طرف بڑھا ۔ اُسے باہر آہٹ سی محسوس ہوئی ۔ ایسے جیسے کچھ لوگ باہر موجود ہوں ۔ وہ آہٹ محسوس کرتے ہی لاشعوری طور پر محتاط ہو گیا ۔ اور اس بار لیٹ کر سر باہر نکالنے کی بجائے وہ زمین پر بیٹھ کر اکڑوں چلتا ہوا آگے کی طرف کھسکا ۔ اور پھر اس نے جیسے ہی سر باہر نکال کر دیکھنا چاہا ۔ اچانک سائیں کی تیز آواز کے ساتھ ہی اس کی ناک کے ساتھ سے کوئی چیز نکل کر پتھر سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی ریوالور چلنے کا دھماکہ بھی سنائی دیا ۔ ٹائیگر لاشعوری انداز میں اچھل کر پشت کے بل پیچھے جا گرا ۔ اور پھر تیزی سے اٹھ کر وہ غار کے عقبی حصے میں پڑی ہوئی ساگوری کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے جلدی سے ساکت پڑی ہوئی ساگوری کو دونوں بازوؤں میں اٹھایا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے غار کے انتہائی عقب کی طرف دوڑ پڑا ۔ لیکن اُسی لمحے اُسے اپنے عقب میں تیز چمک محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اُسے کسی نے زوردار دھکا دیا ہو ۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریک ہو گیا ۔ ذہن پر تاریکی سی

اس قدر تیز رفتاری سے غلبہ پایا تھا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے ۔ پھر جس طرح انتہائی گہرے اور تاریک کنوئیں کی تہہ میں کوئی جگنو چمکتا ہے ۔ اسی طرح اس کے ذہن کے اندر کہیں گہرائی میں روشنی کا ایک نقطہ سا نمودار ہوا اور یہ نقطہ تیزی سے اپنا حجم بڑھاتا گیا ۔

" کیا بے ہوش ہونے کا ورلڈ ریکارڈ توڑنے کا ارادہ ہے " ـــــ عمران کی آواز اس کے شعور سے ٹکرائی اور جیسے بجلی کا کوندا لپکتا ہے ۔ اسی طرح اس کے تمام احساسات یہ آواز سنتے ہی یک لخت جاگ اٹھے ۔ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں ۔ اس نے شعور میں آتے ہی دیکھا کہ وہ پشت کے بل زمین پر پڑا تھا اور عمران اس پر جھکا ہوا تھا ۔

" عم ـــ عمران صاحب ـــ وہ دھماکہ ۔ چمک " ـــــ ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔

" جس انداز میں تم اور ساگوری پڑے ہوئے تھے ۔ اس انداز کو دیکھ کر تو میرا بھی دل چاہ رہا تھا کہ تمہارا فوٹو کھینچ لوں اور شاید جیکب نے بھی تمہارا فوٹو کھینچنے کی کوشش کی ہو گی ۔ لہذا چمک فلیش کی ہی ہو سکتی ہے " ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔

" مم ـــ مم ـــ میں تو بے ہوش ساگوری کو اٹھا کر عقبی طرف لے جا رہا تھا ۔ مم ـــ مم ـــ میری نیت تو .... " ـــ ٹائیگر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ وہ عمران کا مقصد اچھی طرح سمجھ گیا تھا ۔

" میرا خیال ہے ۔ اب مجھے تمہارے ذہن کی مکمل اوورہالنگ کرنی پڑے گی ۔ کیا ضرورت تھی اسے اٹھا کر عقب میں لے جانے کی ۔ اسے تم

نے باہر دھکیل دینا تھا۔ لازماً یہ دونوں اس میں الجھ جاتے اور تم ان
پر آسانی سے قابو پا لیتے"۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد سرد اور تلخ تھا۔
"مم ۔۔۔ مگر عمران صاحب۔ آپ اُسے ساتھی بنا کر لے آئے تھے۔
اس لئے میں نے سوچا کہ اس کی حفاظت کروں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے سر
جھکاتے ہوئے کہا۔

" اس کی حفاظت کرتے کرتے تم بھی ساتھ ہی چھلنی ہو جاتے۔ اگر میں بروقت
نہ پہنچ جاتا تو کیا نتیجہ نکلتا۔ ابھی اس احمق جیکب نے قریب جا کر تم دونوں
کو چیک کرنے کی بجائے دور سے تمہیں دیکھ کر یہی سمجھا کہ تم دونوں لاشوں
میں تبدیل ہو چکے ہو۔ ورنہ شاید ایک ہی گولی تم دونوں کے لئے کافی ہو جاتی"
عمران کا لہجہ اُسی طرح تلخ تھا۔ اور ٹائیگر کا سر مزید جھک گیا۔ واقعی اسے
ساگوری کی حفاظت سے زیادہ باہر موجود افراد پر توجہ دینا چاہئے
تھی۔ جب کہ اس پر فائر بھی ہو چکا تھا۔

" اس کو ہوش میں لاؤ اور باہر آجاؤ"۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر غار کے
دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک غصہ موجود
تھا۔ ٹائیگر ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھا۔ اس کو اٹھتے ہوئے زور سے
چکر آیا۔ مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اور پھر ساتھ ہی ٹیڑھے میڑھے
انداز میں پڑی ہوئی ساگوری پر جھک گیا۔ اس نے بڑی بے دردی سے
اُسے جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں تک زوردار جھٹکے لگنے سے ساگوری
کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور دوسرے لمحے اس نے کراہتے ہوئے
آنکھیں کھول دیں۔ لیکن اس کی آنکھوں میں ابھی شعور کی چمک پیدا نہ ہوئی تھی

" اٹھ کر باہر آجاؤ۔ عمران صاحب نے ہمیں بچا لیا ہے ورنہ اس بار

ت ہمیں اپنا شکار کر چکی تھی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ اور مڑ کر تیز
قدم اٹھاتا غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے سر کے عقبی حصے میں
ید درد ہو رہا تھا۔ اس نے ہاتھ لگایا تو عقبی حصے میں خون کی چپچپاہٹ
موجود تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ کوئی پتھر اس کے سر کے عقبی حصے میں لگا ہے جس
کی وجہ سے وہ فوری طور پر بے ہوش ہو گیا تھا۔ ویسے اب غار کے دہانے
کی حالت دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ چمک کسی طاقتور بم کی تھی جو غار کے
دہانے کے قریب موجود چٹان سے ٹکرا کر پھٹا اور اس چٹان کا کوئی ٹکڑا
اس کے سر کے عقبی حصے میں آ لگا تھا۔ اگر یہ بم اس چٹان سے ٹکرانے کی
بجائے براہ راست ان کے قریب آ کر گرتا تو شاید ان کے جسم
بھی بالکل اسی طرح ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے جس طرح یہ مضبوط
چٹان ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر غار میں بکھری ہوئی تھی۔

دہانے سے باہر آ کر اس نے نیچے چھلانگ لگائی اور پھر اچھل کر
کھڑا ہو گیا۔ عمران غار کے نیچے پڑی ہوئی ایک ایکریمین کی لاش پر
جھکا ہوا تھا۔ جب ٹائیگر قریب پہنچا تو عمران سیدھا ہو گیا۔ اس
کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مگر جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔ جو فکسڈ
کونسی کا ٹرانسمیٹر دکھائی دے رہا تھا۔

"مجھے نیچے اتارو"۔۔۔۔ اُسی لمحے غار کے دہانے سے ساگوری کی
چیخ کی آواز سنائی دی۔

"جاؤ ٹائیگر اسے نیچے اتارو"۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب
ہو کر کہا۔ ٹائیگر ہونٹ بھینچتا ہوا مڑا اور غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا تم اتنی بلندی سے بھی نیچے چھلانگ نہیں لگا سکتیں"۔۔۔۔ ٹائیگر

نے سرد لہجے میں کہا۔

" میں زخمی ہوں۔ ورنہ میں تو پہاڑ کی چوٹی سے بھی چھلانگ لگا سکتی ہوں"
ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آجاؤ" ـــــ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ اور دونوں ہاتھ پھیلا دیئے
ساگوری نے چھلانگ لگائی تو ٹائیگر نے اُسے بازوؤں میں بھرا اور پھر
اس طرح جھٹکے سے نیچے کھڑا کر کے پیچھے ہٹا جیسے اس نے ساگوری کی
بجائے کسی بدصورت چڑیل کو بازوؤں میں پکڑا ہو۔

" مجھے پہلی بار احساس ہو رہا ہے کہ مشن کے دوران کیمرہ بھی ساتھ رکھنا
چاہیئے۔ بڑے یادگار فوٹو کھینچنے کا موقع ملتا ہے" ـــــ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے تو منہ دوسری طرف کر لیا جب کہ
ساگوری بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" یہ تمہارا ٹائیگر انسان نہیں ہے" ـــــ ساگوری نے آگے بڑھتے
ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" اچھا تو تم اب تک ٹائیگر کو انسان سمجھتی رہی ہو" ـــــ عمران نے
اس طرح چونک کر کہا جیسے ساگوری نے کوئی حیرت انگیز بات کی ہو

" کک ـــ کک ـــ کیا مطلب ـــ یہ انسان نہیں ہے"
ساگوری کے چہرے پر یک لخت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

" ٹائیگر خونخوار درندے کو کہتے ہیں۔ اور میں نے سنا ہے عورتیں
ٹائیگر کی مرغوب غذا ہوتی ہیں۔ ویسے یہ مجھے واقعی ٹائیگر کی بجائے
انسان ہی لگ رہا ہے کہ تم ابھی تک زندہ سلامت موجود ہو۔ اور
اس کے دانتوں سے بھی خون نہیں ٹپک رہا" ـــــ عمران نے مسکرا

ہوئے جواب دیا۔ اور ساگوری اس بار کھل کر کھلکھلائی۔

" اوہ اوہ۔ تم نے مجھے ڈرا دیا۔ میں سمجھی کہ یہ انسان کی بجائے کوئی
بھوت ہے۔ ویسے یہ ہے خونخوار درندہ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اسے
تمہارا خوف نہ ہوتا تو واقعی مجھے چیر پھاڑ کر کھانے سے بھی دریغ نہ کرتا"
ساگوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بڑی مشکل سے سدھایا ہے۔ پھر بھی ذرا ہوشیار رہنا" ـــــ
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب۔ وہ ہیلی کاپٹر شاید اوپر پہاڑی پر اتارا گیا ہے" ـــ
ٹائیگر نے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ اس طرف اوپر ہے۔ آؤ۔ واقعی پہلے ہمیں اس ہیلی کاپٹر پر
قبضہ کرنا چاہیئے" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے اس کٹاؤ کی
طرف چل پڑا۔ جدھر سے اوپر جایا جا سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تینوں
چوٹی پر پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر واقعی وہاں موجود تھا۔ لیکن اس کے ڈھانچے
کے گرد فولادی چادر چڑھی ہوئی تھی۔

" یہ کیسا ہیلی کاپٹر ہے۔ اس کا نہ دروازہ ہے نہ کھڑکی" ـــــ مادام
ساگوری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ شاید تمہیں دیکھ کر شرما گیا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اور اس بار ٹائیگر بھی بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ عمران کی لطیف
بات کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ جب کہ ساگوری اس طرح حیرت سے
عمران کو دیکھنے لگی جیسے اُسے اس کی دماغی صحت پر شک پڑ گیا ہو۔

" ٹائیگر۔ اس کے پائیدان کے پاس کیمو فلاجنگ ہک ہوگا اُسے

آف کر کے اس بے چارے کی شرماہٹ تو دور کر دو" ــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا تیزی سے ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ ۔ تو اسے کیمو فلاج کر دیا گیا ہے" ــــ ساگوری کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"ہاں یہ مخصوص ساخت کا ہیلی کاپٹر ہے ۔ جو خاص طور پر پہاڑی جنگ کے لئے تیار کیا جاتا ہے ۔ اس لئے اس میں باقاعدہ کیمو فلاج سسٹم بھی رکھا جاتا ہے ۔ تاکہ دشمن اسے آسانی سے نقصان نہ پہنچا سکے" ــــ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔ اور ساگوری نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے اوپر موجود چادر سمٹ کر اس کی چھت میں غائب ہو گئی۔

"اب خاموش رہنا ۔ میں اس ٹرانسمیٹر پر کال کر لوں" ــــ عمران نے پاس کھڑی ساگوری سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اس باکس نما ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا ۔ بٹن دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ــــ جیکب کالنگ اوور" ــــ عمران کے حلق سے جیکب جیسی آواز نکلی ۔ وہ چونکہ جیکب کی آواز اس وقت سن چکا تھا جب وہ غار کے دہانے پر کھڑا نیچے کھڑے میجر جیکارڈ سے ٹائیگر اور ساگوری کی لاشوں کے بارے میں بات کر رہا تھا ۔ اور پھر یہ ٹرانسمیٹر بھی اس نے جیکب کی جیب سے ہی نکالا تھا اس لئے اس نے جیکب کے ہی لہجے میں بات کی تھی۔

"یس باس ــــ فرناڈو سپیکنگ فرام ایکی بیس کیمپ اوور" چند لمحوں بعد ہی ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"فرناڈو ۔ وہ لوگ مارے جا چکے ہیں ۔ انہوں نے ایکی ون کا بھی خاتمہ کر دیا تھا اور ایکی ٹو کے مارٹن اور جیگر بھی ان کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ لیکن میں اور میجر جیکارڈ نے انہیں تلاش کر لیا اور ان کا خاتمہ کر دیا اوور" عمران نے مارٹن سے ملنے والی تفصیلی معلومات کو استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ گڈ باس ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب تمام خطرہ دور ہو چکا ہے اوور" ــــ فرناڈو کے لہجے میں مسرت تھی۔

"ہاں ۔ تم ایسا کرو کہ تمام افراد کو لے کر تاشس کی کھلی وادی میں پہنچ جاؤ ۔ میں اور میجر جیکارڈ ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچ رہے ہیں ۔ اب ہم نے نئی پلاننگ کرنی ہے اوور" ــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔ میں ابھی سب کو کال کر کے وہاں پہنچ جاتا ہوں اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا تم ہیلی کاپٹر سے ہی ان سب کو بھون ڈالو گے" ــــ ساگوری نے چونک کر کہا۔

"نہیں ۔ میں پہلے الاؤ جلاؤں گا ۔ اس پر ایک بڑی سی کڑاہی رکھوں گا ۔ اس میں ایک ٹرالی ریت ڈالوں گا ۔ جب ریت گرم ہو جائے گی تب انہیں بھونوں گا" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔ اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔

"فضول باتیں مت کیا کرو ۔ سمجھیں" ــــ عمران کے آگے بڑھتے ہی

ٹائیگر نے سخت لہجے میں ساگوری سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"تم دونوں ایک بار دارالحکومت پہنچو تو سہی پھر دیکھنا میں تم دونوں کا کیا حشر کرتی ہوں"۔۔۔۔ ساگوری نے بڑے زہریلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس طرح ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی جیسے مجبوراً چل رہی ہو۔

فرناڈو کو باس جیکب کی کال وصول کئے ابھی چند ہی منٹ ے تھے کہ یک لخت سامنے موجود بڑے سے ٹرانسمیٹر پر ایک بار کال آنی شروع ہو گئی۔ فرناڈو نے چونک کر ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا۔ بری طرح چونک پڑا کیونکہ کال اونچی پہاڑی پر واقع چوکی سے آ ی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔۔ جوزف کالنگ فرام ایئر بیس نمبر تھری اوور"۔۔۔۔ چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔۔ فرناڈو اٹنڈنگ فرام ایکی بیس اوور"۔۔۔۔ فرناڈو نے ت لہجے میں کہا۔ کیونکہ جیکب کے بعد وہی اس ٹیم کا باس تھا اور سب سے رپورٹیں لینے اور انہیں احکامات دینے کی ذمہ داری اُسی تھی۔

فرناڈو۔ باس جیکب کے ہیلی کاپٹر پر سوار ہونے والے تین مقامی

افراد کون ہیں۔ ان میں سے ایک عورت بھی ہے۔ باس کہاں ہے اوور
جوزف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور فرناڈو اس کی بات سن کر بے اختیار
اچھل پڑا۔

" کیا ــــ کیا کہہ رہے ہو۔ ہیلی کاپٹر پر مقامی اور عورت سوار ہوئے
ہیں۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ وہ تو مر چکے ہیں۔ ابھی ایک
لمحے پہلے باس جیکب کی کال میں نے وصول کی ہے اوور" ــــ فرناڈو
نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ نہیں فرناڈو۔ کوئی زبردست چکر ہو گیا ہے۔ ایئر بیس تھری پر موجود
ایل سکسٹی دوربین سے ہم اس جگہ کو واضح طور پر چیک کر سکتے ہیں جہاں
ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ میں نے خود ہیلی کاپٹر اس پہاڑی کی چوٹی پر اترتے
ہوئے دیکھا۔ باس جیکب اور باس میجر جیکارڈ نیچے اترے۔ ہیلی کاپٹر
کو کیموفلاج کر دیا گیا اور اس کے بعد دونوں باس کہیں نیچے اتر گئے۔
پھر مجھے پہاڑی کی دوسری طرف سے ایک انسانی سایہ ایک چٹان کے
پیچھے حرکت کرتا نظر آیا۔ اور ایسے شعلے بھی نظر آئے جیسے مشین گن کی
فائرنگ کے وقت نال سے نکلتے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ
سایہ غائب ہو گیا۔ میں بڑے چوکنے انداز میں ایل سکسٹی سے ساری
صورت حال کو چیک کرتا رہا۔ اور ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے تین آدمیوں
کو ہیلی کاپٹر کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ ان میں دو مقامی مرد تھے اور ایک
مقامی عورت۔ ان میں سے ایک آدمی ہیلی کاپٹر کے نیچے گھس گیا۔ اور پھر
کیموفلاجنگ ختم ہو گئی۔ ایک مرد اور عورت وہیں کھڑے رہے۔ ہیلی کاپٹر
کے نیچے گھسنے والا ابھی اسی دوران ان کے قریب پہنچ گیا۔ ان میں سے

ایک کے ہاتھ میں کوئی چھوٹا سا باکس بھی نظر آ رہا تھا۔ پھر وہ کافی دیر تک
وہیں کھڑے رہے۔ اس کے بعد اب وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے ہیں۔
اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا ہے۔ اس پر میں گھبرا گیا کہ باس جیکب اور
باس جیکارڈ کہاں گئے۔ ان مقامی لوگوں نے کیوں ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر
لیا ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے اوور" ــــ جوزف نے
جواب دیا۔

" اوہ اوہ۔ ویری بیڈ ــــ اس کا مطلب ہے کہ مجھ سے بات
کرنے والا باس جیکب نہ تھا وہ عمران یا اس کا ساتھی تھا۔ اوہ
ویری بیڈ۔ اگر تمہاری کال نہ آتی تو یقیناً وہ ہم سب کا آسانی سے خاتمہ
کر لیتے۔ یہ بتاؤ وہ ہیلی کاپٹر کس طرف جا رہا ہے اوور" ــــ فرناڈو
نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میرا خیال ہے وہ وادی کی طرف جا رہا ہے اوور" ــــ جوزف
نے جواب دیا۔

" ہوں ٹھیک ہے۔ اب مجھے اس ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کرنا
ہو گا۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں اوور اینڈ آل" ــــ
فرناڈو نے سنبھل کر کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے بجلی کی سی
تیزی سے اس پر ایک نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔
فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو ــــ فرناڈو فرام ایئر بیس کالنگ ایئر بیس نمبر ون اوور"
بٹن پریس کرتے ہی فرناڈو نے پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا۔

" یس۔ جیک اٹنڈنگ فرام ایئر بیس ون اوور" ــــ دوسرے

لمحے ایک اور مردانہ آواز ابھری۔

" جیک ۔ باس کا ہیلی کاپٹر وادی کی طرف آ رہا ہے ۔ لیکن اس پر باس کی بجائے عمران اور اس کے ساتھیوں کا قبضہ ہے ۔ باس نے حکم دیا ہے کہ اس ہیلی کاپٹر کو فضا میں اس طرح ہٹ کر دیا جائے کہ یہ لوگ کسی صورت زندہ نہ بچ سکیں ۔ وادی تمہاری رینج میں آتی ہے ۔ اس لئے جیسے ہی ہیلی کاپٹر وادی پر پہنچے اُسے ہٹ کر دو اوور" ـــــ فرناڈو نے اُسی طرح چیختے ہوئے کہا ۔

" اوہ ۔ مگر یہ تو انتہائی قیمتی ہیلی کاپٹر ہے اوور" ـــــ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" ان لوگوں کی موت اس ہیلی کاپٹر سے زیادہ قیمتی ہے ۔ سمجھے ۔ فوراً تعمیل کرو اور سنو ۔ مجھے فوری رپورٹ دو ۔ اس معاملے میں ہرگز کوئی کوتاہی نہ کرنا ۔ سمجھ گئے اوور" ـــــ فرناڈو نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا ۔

" یس باس ۔ سمجھ گیا اوور" ـــــ دوسری طرف سے جیک نے کہا ، اور فرناڈو نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اٹھ کر وہ اس بڑی سی غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو ۔ کہ وہ ہوا میں اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر تک پہنچے اور اُسے تباہ کر دے ۔

" اگر جوزف کال نہ کرتا تو ہم سب یقیناً مارے جاتے ۔ اوہ کس قدر خوف ناک لوگ ہیں یہ" ـــــ فرناڈو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور غار سے باہر آ گیا ۔ لیکن وہ ایسی جگہ پر موجود تھا جہاں سے وادی ارتاش کافی دور

صرف وادی کی ایک سمت کی پہاڑی اُسے نظر آ سکتی تھی ۔ اور اس ظریں اس پہاڑی پر جمی ہوئی تھیں ۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ چونک پڑا ۔

" اوہ ۔ میرا دماغ بھی خراب ہو گیا ہے ۔ کہ ریک سے وادی آتے ہوئے ل نے مخالف سمت سے آنا ہے ۔ اور میں خواہ مخواہ چوٹی کو گھورا گھور ون" ـــــ فرناڈو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ اور دوبارہ غار کی ف بڑھ گیا ۔ چند لمحوں بعد غار میں داخل ہو کر وہ پہلے تو کرسی پر بیٹھ گیا ۔ پھر بے چینی اور اضطراب کے عالم میں اٹھ کر اندر ہی ٹہلنے لگا تقریباً س منٹ بعد ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور فرناڈو طرح ٹرانسمیٹر کی طرف جھپٹا جیسے بھوکا عقاب کسی چڑیا پر جھپٹتا ، ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی سیٹی کی آواز نکلنی بند ہو گئی ۔ اور اس کی جیک کی آواز سنائی دی ۔

" ہیلو ہیلو جیک کالنگ فرام ایریا بیس ون اوور" ـــــ جیک کی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" یس فرناڈو اٹنڈنگ ۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ـــــ فرناڈو نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا ۔

" باس ۔ وہ ہیلی کاپٹر ہماری رینج سے پہلے ہی شمال مشرق کی طرف گیا ہے ۔ میں نے اُسے چیک کرنے کی کوشش کی لیکن وہ شمالی ڑی کے پیچھے غائب ہو گیا ہے اوور" ـــــ جیک نے جواب دیا ۔

فرناڈو کے ہونٹ بھنچ گئے ۔

" شمال مشرق کی طرف ۔ مگر ادھر وہ کیوں گیا ہے ۔ اُسے وادی کی ت آنا چاہئے تھا اوور" ـــــ فرناڈو کے لہجے میں حیرت تھی ۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ جو رپورٹ تھی وہ میں نے آپ ک
دے دی اوور"۔۔۔ جیک نے جواب دیا۔

"وادی کے شمال مشرق میں کون سی جگہ ہے اوور"۔۔۔ فرناڈو ن
پوچھا۔

"باس۔ میرے خیال میں وادی کے شمال مشرق میں دور فاصلے پر
چھمپو شہر ہے۔ ویسے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ وادی کے اندر
اترے ہوں۔ کیونکہ میرے سامنے تو اونچی پہاڑی ہے۔ میں نے تو ا
پہاڑی کے پیچھے ہیلی کاپٹر کو غائب ہوتے دیکھا ہے اوور"۔۔۔ جیک
نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ تم الرٹ رہنا اوور اینڈ آل"۔۔۔ فرناڈو نے ت
لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے ٹرانسم
آف کر کے اس پر ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ اب
وہ وادی ارتاش کے دائیں ہاتھ پر ایک پہاڑی کے اوپر بنائی گئی
حفاظتی چوکی پر کال کر رہا تھا۔ کیونکہ اب وہ اس ہیلی کاپٹر کے بار
میں صحیح تفصیل بتا سکتے تھے۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ فرناڈو کالنگ فرام ایکی بیس اوور"۔۔۔ فرناڈ
نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور زور زور سے چیخ
لگا۔

"یس۔۔۔ سپیشل ایریئن۔۔۔ ایمر اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔ چند لمحو
بعد ایک مردانہ آواز ابھری۔

"ایمر۔۔۔ تم نے ہیلی کاپٹر کو چیک کیا ہے اوور"۔۔۔ فرناڈو ن

لہجے میں کہا۔

"ہیلی کاپٹر۔۔۔ کس ہیلی کاپٹر کی بات کر رہے ہیں آپ اوور"۔۔۔ دوسری
طرف سے انتہائی حیرت بھرے انداز میں پوچھا گیا۔

"وہی بوما ہیلی کاپٹر جو باس جیکب اور میجر جیکارڈ کے پاس تھا اوور"
فرناڈو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"اس کو کیا چیک کرنا تھا۔ پہلے باس جیکب اور میجر جیکارڈ اس
ہیلی کاپٹر کو لے کر پرواز کر گئے تھے اور اب واپس اپنے کیمپ میں
آگئے ہیں اوور"۔۔۔ ایمر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کیمپ میں واپس آگئے ہیں۔ اوہ کیا کہہ رہے ہو۔ سنو۔ وہ
جیکب اور میجر جیکارڈ نہیں ہیں بلکہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔
انہوں نے یقیناً باس جیکب اور میجر جیکارڈ دونوں کو ہلاک کر کے ہیلی کاپٹر
پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور وہی لوگ اس وقت کیمپ میں موجود ہیں۔ کیمپ
تمہاری زیرو زیرو ون راکٹ گن کی رینج میں ہو گا۔ فوراً اس پر فائر
کھول دو فوراً اٹ از مائی آرڈر اوور"۔۔۔ فرناڈو نے انتہائی تیز
لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ مگر باس اوور"۔۔۔ ایمر نے بری طرح ہکلاتے
لہجے کہا۔

"جلدی کرو۔ وقت مت ضائع کرو اور فائر کر کے مجھے رپورٹ
دو۔ ٹرانسمیٹر کھلا رکھنا۔ فوراً حرکت میں آجاؤ۔ اڑا دو اس کیمپ کو فوراً
اوور"۔۔۔ فرناڈو نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ میں فائر کھولتا ہوں۔ ذمہ داری آپ کی ہو گی اوور"۔۔۔

دوسری طرف سے ایمر نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔ فر
بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر وحشت کے آ
نمایاں تھے اور ذہن میں جیسے خوف ناک آندھیاں سی چل رہی تھیں
دس منٹ تک مسلسل خاموشی کے بعد ٹرانسمیٹر کا گفتگو والا بلب
یک لخت جل اٹھا۔

"ہیلو ہیلو —— ایمر کالنگ فرام سپیشل بیس اوور" ——
کی تیز اور پر جوش آواز سنائی دی۔

"یس۔ فرناڈو اٹنڈنگ۔ کیا رپورٹ ہے اوور" —— فرنا
تیز لہجے میں پوچھا۔

"آپ کے حکم کی تعمیل ہو چکی ہے باس۔ زیرو زیرو دن راک
فائرنگ سے پورا بیس کیمپ پہاڑی چٹانوں سمیت ریزہ ریزہ ہو چ
وہ ہیلی کاپٹر بھی راکٹ لگنے سے تباہ ہو گیا ہے اوور" —— ایم
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں سے لاشیں ملی ہیں اوور" —— فرناڈو نے چونک

"لاشیں تو وہاں پہنچ کر ہی چیک ہو سکتی ہیں باس۔ ویسے
راکٹوں کی فائرنگ کے بعد وہاں کی چٹانیں تک ریزہ ریزہ ہو چکی
لاشیں کہاں ملنی ہیں اوور" —— ایمر نے جواب دیا۔

"ان کے کچھ نہ کچھ نشانات تو مل جائیں گے۔ تم ایسا کرو فوراً
بیس کیمپ پر اپنے دونوں ساتھیوں کو بھیج دو اور اچھی طرح پڑتا
لینے کے بعد مجھے کال کر کے رپورٹ دو اوور" —— فرناڈو
اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور" —— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل" —— فرناڈو نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

عمران نے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند کیا ہی تھا کہ اس میں لگے
ہوئے ٹرانسمیٹر پر کال آنی شروع ہو گئی۔

"اوہ۔ اس ٹرانسمیٹر کا تو مجھے خیال ہی نہ رہا تھا" —— عمران نے
چونک کر کہا اور ہیلی کاپٹر کا رخ بدل کر اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر
آن کر دیا۔

"فرناڈو۔ باس جیکب کے ہیلی کاپٹر پر سوار ہونے والے تین
مقامی افراد کون ہیں۔ ان میں ایک عورت بھی ہے۔ باس کہاں ہے
اوور" —— ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔
اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی معلق
کر دیا۔ عمران کے ساتھ بیٹھا ہوا ٹائیگر اور عقبی سیٹ پر موجود سا کو ری

بھی چونک پڑی تھی۔ کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ کہیں سے انہیں باقاعدہ
چیک کیا جا رہا تھا۔ پھر فرناڈو اور کال کرنے والے کے درمیان باتیں
ہوتی رہیں۔ کال کرنے والے کا نام جوزف تھا۔ وہ فرناڈو کو پوری
تفصیل بتا رہا تھا۔ گفتگو ختم ہونے کے بعد عمران ابھی ہاتھ بڑھا کر
ٹرانسمیٹر کو آف کرنے ہی والا تھا کہ ایک بار پھر کال آنی شروع ہو گئی
اور اس بار کال کرنے والا فرناڈو تھا وہ کسی جیک کو کال کر رہا تھا اور
یہ کال سن کر ٹائیگر اور ساگوری تو ایک طرف عمران کے جسم کا رواں رواں بھی
ہو گیا۔ اُسے پہلی بار احساس ہو رہا تھا کہ ان لوگوں نے یہاں بڑی سخت
چیکنگ اور فائرنگ نظام قائم کر رکھا ہے۔ اگر وہ براہِ راست وادی
کی طرف چلے جاتے تو ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی ہٹ کر دیا جاتا۔ کال ختم
ہونے کے باوجود عمران نے چند لمحوں تک ٹرانسمیٹر آف نہ کیا۔ لیکن جب
مزید کچھ لمحوں تک کوئی کال نہ آئی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" واپس دارالحکومت چلو۔ ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ مجھے
اب یہاں فضائیہ کا سکوارڈن بھیجنا پڑے گا"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر آف
ہوتے ہی مادام ساگوری نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

" خاموش بیٹھی رہو"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
اس کا لہجہ اس قدر کاٹ دار تھا کہ مادام ساگوری یکلخت سہم کر خاموش
ہو گئی۔

" ٹائیگر۔ نقشہ نکالو"۔۔۔۔ عمران نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے
ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے جلدی سے جیب سے نقشہ

نکال کر ڈیش بورڈ کے سامنے پھیلا دیا۔

" ہونہہ۔ تو یہاں ایئربیس ون ہے۔ جسے ہمیں ہٹ کرنے کا حکم دیا
گیا ہے۔ ون کے علاوہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس علاقے میں ہی
ایئربیس ہے۔ اگر ہم اس طرف سے وادی میں اتریں تو درمیان میں یہ
پہاڑی آجائے گی۔ اور ایئربیس سے ہم پر اٹیک نہ ہو سکے گا اور وہ
لوگ یہی سمجھیں گے کہ ہم شمال مشرق کی طرف چھیمپو شہر کی طرف چلے
گئے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ بند کر دو نقشہ"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی
سنجیدہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکے
سے آگے بڑھایا اور پھر خاصی تیز رفتاری سے اُسے آگے بڑھانے
لے گیا۔

" باس۔ وادی میں اتر جانے کے باوجود ہم اس لیبارٹری کو کیسے
تباہ کریں گے وادی تو بے حد وسیع و عریض ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے
چند لمحے خاموش رہنے کے بعد قدرے ڈرے ڈرے لہجے میں پوچھا۔

" میں وہاں جا کر چلہ کاٹوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ کسی نہ کسی نیک
بزرگ سے ملاقات ہو جائے گی اور وہ ہمیں لیبارٹری کا پتہ بھی بتا دے
گا۔ اور ساتھ ہی کوئی ایسا تعویذ یا انگوٹھی بھی دے گا کہ ہم اس کی مدد
سے آسانی سے لیبارٹری تباہ کر کے ہنسی خوشی واپس اپنے گھروں
کو لوٹ جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے انتہائی طنزیہ
اور سخت لہجے میں کہا۔ اور اس بار ٹائیگر بھی اسی طرح سہم کر خاموش ہو گیا
جیسے پہلے مادام ساگوری خاموش ہوئی تھی۔

ہیلی کاپٹر کی رفتار خاصی تیز تھی۔ اور وہ مسلسل رخ بدل رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک اونچی پہاڑی کی سائیڈ سے گزر کر وہ ایک کھلی اور
فراخ وادی پر پہنچ گیا۔ جس کے چاروں طرف اونچی اونچی پہاڑیاں تھیں
یہی ارتاش وادی تھی جس کے اندر وہ ایکریمین لیبارٹری موجود تھی۔
یہاں پہنچتے ہی عمران نے ہیلی کاپٹر کی رفتار آہستہ کی اور اُسے نیچے
اتارنے لگا۔ اور ایک چٹان پر لگا ہوا بڑا سا خیمہ انہیں اب نظر آنے
لگا۔ عمران ہیلی کاپٹر کو اسی خیمے کی طرف لے جانے لگا۔ خیمے کے پیچھے
ایک چٹان پر ہیلی کاپٹر کے کھڑے ہونے کے نشانات موجود تھے۔
عمران نے ہیلی کاپٹر کو چند لمحوں تک اس خیمے کے اوپر معلق رکھا تاکہ
خیمے کے اندر جو بھی ہو وہ باہر آجائے یا اس کی موجودگی کا پتہ چل
جائے۔ لیکن جب کوئی برآمد نہ ہوا تو عمران نے ہیلی کاپٹر عقبی چٹان پر
اتار دیا۔ اور پھر وہ اور ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے نیچے اتر کر ہاتھوں میں
ریوالور تھامے خیمے میں داخل ہوئے۔ لیکن خیمہ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہاں
بڑے بڑے ٹرانسمیٹر اور اسی قسم کی دوسری مشینری تو موجود تھی لیکن
آدمی کوئی نہ تھا۔

"یہاں موجود سامان کی تلاشی لو۔ شاید لیبارٹری کے بارے میں
کوئی کلیو مل جائے۔ میں اس مشین کو چیک کرتا ہوں۔ یہ بالکل ہی جدید
ساخت کی مشین لگ رہی ہے"۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو
کر کہا۔ اور خود ایک طرف میز پر رکھی ہوئی مستطیل شکل کی مشینری کی
طرف بڑھ گیا۔ وہ غور سے مشین کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک مشین کی
سائیڈ پر پڑے ہوئے بڑے سے ٹرانسمیٹر کا ایک بلب تیزی سے
جلنے بجھنے لگا۔ عمران نے چونک کر اُسے دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا

آن کر دیا۔
"یس۔ سپیشل ایریمین امیر اٹنڈنگ یو اوور"۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ایک
زنانہ آواز سنائی دی اور عمران سپیشل ایریمین کے الفاظ سن کر چونک
پڑا۔
"امیر۔ تم نے ہیلی کاپٹر کو چیک کیا ہے اوور"۔۔۔ اسی فرناڈو کی
آواز سنائی دی۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموشی سے فرناڈو اور امیر کے
درمیان ہونے والی گفتگو سنتا رہا۔ زیرو زیرو ون راکٹ گنوں کا سنتے ہی
عمران بُری طرح اچھلا اور پھر تیزی سے خیمے کے اس دروازے کی طرف
دوڑ گیا۔ جس کے سامنے نیچے وادی پھیلی ہوئی تھی۔ ٹرانسمیٹر اب خاموش
ہو چکا تھا۔
"ادھر آؤ۔ بھاگو۔ ابھی یہ سب کچھ تباہ ہونے والا ہے"۔۔۔ عمران
نے چیخ کر ٹائیگر اور ساگوری سے کہا اور وہ دونوں بھی اس کے پیچھے دروازے
کی طرف بھاگ پڑے۔ خیمے سے نکل کر عمران ایک کٹاؤ دار راستے کی
طرف بڑھا جو گھوم کر نیچے وادی کی طرف جا رہا تھا۔ اسی لمحے انہیں
آسمان پر نارنجی رنگ کا شعلہ نظر آیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک
دھماکہ ہوا اور ان تینوں کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے انہیں فضا میں
اچھال کر قلابازیاں دینی شروع کر دی ہوں۔ ساگوری کے حلق سے زوردار
چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران
کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی انتہائی گہرے کنویں میں گرتا جا رہا ہو
یہ آخری احساس تھا جو اس کے ذہن پر ابھرا تھا۔۔۔ اس کے
بعد تاریکی چھا گئی۔ پھر جب اس کا شعور جاگا تو سب سے پہلے اس کے

کانوں میں مختلف انسانی آوازیں پڑیں اور اس کے ساتھ ہی اس
کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی آہستہ آہستہ سمٹنے لگ گئی۔ اس کی آنکھ
کھلیں تو اس کے ساتھ ہی پورے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دو
لگیں۔ عمران نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کے ہی
یہ احساس ہوا کہ اس کا نچلا جسم اور دونوں بازو حرکت کرنے سے
ہو چکے تھے۔ وہ صرف گردن اٹھا سکتا تھا۔ اور درد لمحہ بہ لمحہ اس قد
تیز ہوتا جا رہا تھا کہ ایک بار پھر اس کے ذہن پر تاریکی نے جھپٹنا شرو
کر دیا تھا۔ عمران نے سر گھما کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کے ساتھ ہی
ٹیڑھے میڑھے انداز میں ٹائیگر پڑا ہوا تھا اور اس کے اوپر ساگو
کا جسم اس طرح پڑا تھا کہ وہ آدھی زمین پر اور آدھی ٹائیگر کے جسم
تھی۔ دونوں کے جسم بے حس و حرکت تھے۔ عمران نے تکلیف بردا
کرنے کے لئے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ لیکن درد لمحہ بہ لمحہ تیز سے
تیز تر ہوتا جا رہا تھا۔ اور اس کا ذہن دوبارہ تاریک ہوتا جا رہا تھا۔
اس وقت وہ تقریباً نیم غنودگی کی حالت میں تھا کہ اچانک اوپر سے
ایک انسانی آواز سنائی دی۔

" ارے یہ ادھر دیکھو۔ یہاں یہ تین لاشیں پڑی ہیں " ___ بو
والا تیز لہجے میں بات کر رہا تھا۔ عمران نے بڑی مشکل سے آنکھیں
کو نیم باز کیا تو اُسے دو آدمی اس گہرے گڑھے کے اوپر کنارے
کھڑے نظر آئے۔ عمران بڑی سخت ذہنی جدوجہد سے اپنے آپ
قدرے ہوش میں رکھے ہوئے تھا۔ لیکن ذہن تھا کہ بار بار تاریکی
طرف چھلانگیں لگا رہا تھا۔ چند لمحوں بعد دونوں آدمی گڑھے کے اند

آئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں موجود تھیں۔
" یہ تو زندہ ہے " ___ ایک نے عمران کے سینے پر ہاتھ رکھتے
ہوئے کہا۔
" یہ بھی زندہ ہیں لیکن خاصے زخمی ہیں " ___ دوسرے نے مادام
ماگوری کو ٹائیگر کے اوپر سے ہٹاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔
" میرا خیال ہے انہیں اٹھا کر باس کے پاس لے جایا جائے۔
ہو سکتا ہے وہ ان سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہے " ___ پہلے نے
تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن
کاندھے سے لٹکائی جیسے وہ انہیں اٹھانے کے لئے تیار ہو گیا ہو۔
" ارے نہیں تھامسن۔ باس نے لاشوں کا کہا تھا تو انہیں گولی
مار دیتے ہیں۔ کون انہیں اٹھاتا پھرے " ___ دوسرے نے برا سا منہ
بناتے ہوئے کہا۔
" اگر یہ بات ہے پیٹر تو پھر میری ایک بات مان لو۔ یہ عورت انتہائی زوردار
ہے اور اتنی زخمی بھی نہیں ہے۔ اسے زندہ لے چلتے ہیں۔ باقی دو کو
گولی سے اڑا دو " ___ تھامسن نے کہا۔
" بات تو تمہاری ٹھیک ہے تھامسن۔ عورت واقعی خاصی زوردار
ہے۔ لیکن اگر باس ایمر کو پتہ چل گیا کہ ہم صرف عورت کو لے آئے
ہیں باقی کو ہم نے جان بوجھ کر گولی مار دی ہے تو اس نے ہمیں گولی سے
اڑا دینا ہے۔ اس لئے ان تینوں کو ہی لے جانا پڑے گا " ___ پیٹر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔
" ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کر لیتے ہیں۔ یہ دونوں زخمی بھی ہیں اور

بے ہوش تھی۔ یہ یہاں سے کہاں جا سکتے ہیں۔ پہلے اس عورت کو اٹھا کر
غار میں لے چلتے ہیں۔ پھر واپس آ کر ان دونوں کو بھی اٹھا لیں گے" ___
تھامسن نے فوراً رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

" او کے۔ پھر اٹھاؤ اسے۔ جلدی کرو۔ باس ایمر ہمارا انتظار کر رہا
ہو گا اور زیادہ دیر ہو گئی تو وہ خود یہاں آ جائے گا" ___ پیٹر نے کہا۔
اور تھامسن تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر ساگوری کو اٹھایا
اور کاندھے پر ڈال لیا۔ پھر وہ دونوں ہی مڑ کر تیزی سے گڑھے کے باہر
جانے کے لئے اوپر جاتے ہوئے راستے پر چلنے لگے۔ عمران نے اپنے
آپ کو پوری طرح ہوش میں لانے کی تیز جدوجہد شروع کر دی تاکہ
ساگوری کو بچایا جا سکے لیکن اس جدوجہد کا نتیجہ الٹ نکلا۔ بجائے
مکمل ہوش میں آنے کے اس کا ذہن یک لخت تاریک دلدل میں
دھنستا چلا گیا۔

مادام ساگوری کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ اور اس کے
اتھ ہی اس کا جسم بری طرح تڑپ اٹھا۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کوئی
ں کا لباس پھاڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔

" ارے یہ خود ہی ہوش میں آ گئی۔ خاصی سخت جان عورت ہے "۔
سی لمحے ساگوری کے کانوں میں ایک مردانہ آواز پڑی اور دوسرے
لمحے اس کا ذہن پوری طرح ہوش میں آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ
یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ گو اس طرح اٹھ کر بیٹھنے
سے اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑ گئی۔ لیکن پوری
رح ہوش میں آنے کے بعد جو منظر اس کی آنکھوں کے سامنے
نودار ہوا تھا۔ اس نے اس درد کو ثانوی حیثیت دے دی تھی۔
وہ ایک بڑی سی غار کے فرش پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی جیکٹ اتری
ہوئی ایک طرف پڑی تھی اور اس کا لباس آدھے سے زیادہ پھٹا ہوا

تھا۔ اور سامنے دو ایکریمیز کھڑے بڑے شیطانی انداز میں اُسے دیکھ رہے تھے۔ ان دونوں کی آنکھوں میں شیطانی رقص نمایاں تھا۔

"کک ــــ کک ــــ کون ہو تم" ــــ ساگوری نے بے اختیار اپنے عریاں جسم کو سمیٹتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"میرا نام تھامسن ہے۔ اور یہ ہے پیٹر۔ ہم دونوں کو تم فی الحال اپنا دوست سمجھ لو۔ ہم تمہیں گڑھے سے اٹھا کر یہاں اس لئے لائے ہیں۔ تاکہ تمہارے ساتھ دوستی کا بھرپور مظاہرہ کیا جا سکے" ــــ تھامسن نے شیطانی انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس" ــــ مادام ساگوری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھپٹ کر ایک طرف پڑی جیکٹ اٹھائی اور جلدی جلدی اُسے پہننے لگی لیکن اُسی لمحے اس کے جسم پر تھامسن کی زوردار لات پڑی اور وہ چیختی ہوئی ایک طرف پلٹ کر جا گری۔

"کتیا کی بچی۔ ہمیں نانسنس کہہ رہی ہے" ــــ تھامسن نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور بجلی کی سی تیزی سے وہ ساگوری پر جھپٹا۔ لیکن ساگوری نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور پھر اٹھ کر دوڑتی ہوئی غار کے ایک کونے کی طرف بڑھ گئی۔ اس دوران وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی جیکٹ کو پہننے کی کوشش کرتی رہی۔ تھامسن اس کے پیچھے لپکا۔

"رک جاؤ تھامسن" ــــ یک لخت پیٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"پیٹر میں اسے۔۔۔۔" ــــ تھامسن نے مڑ کر پیٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے پیٹر نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ اور مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی مادام ساگوری کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے غار گونج اٹھی۔ وہ لٹو کی طرح گھومتی ہوئی نیچے گری۔ گولیوں نے اس کی دونوں پنڈلیاں چھید ڈالی تھیں۔

"یہ ــــ یہ کیا کیا تم نے" ــــ تھامسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کرو۔ جلدی نہیں مرے گی۔ یہ خاصی خطرناک عورت لگ رہی ہے۔ اور ظاہر ہے اس کے ساتھی اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوں گے۔ اس لئے اس سے تو بعد میں نمٹیں گے۔ اس کے ساتھیوں کو ختم کر دیں۔ میں اب انہیں زندہ رکھنے کا قائل نہیں رہا" ــــ پیٹر نے کہا اور تیزی سے غار کے دہانے کی طرف مڑ گیا۔

"ہمارے آنے تک مرنا نہیں۔ پھر دیکھوں گا تم میں کتنی جان ہے۔ پہلے تمہارے ان دو ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دیں۔ واقعی پیٹر کا خیال درست ہے۔ اگر تم اس طرح جدوجہد کر سکتی ہو تو وہ زیادہ خطرناک ہوں گے" ــــ تھامسن نے شیطانی لہجے میں زمین پر پڑی چیختی ہوئی ساگوری سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور اٹھ کر تیزی سے پیٹر کے پیچھے غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ اوہ۔ ٹائیگر زندہ ہے اور تم اُسے مارنے جا رہے ہو۔ نہیں تم اُسے نہیں مار سکتے۔ وہ ظالم ہی سہی۔ پتھر ہی سہی مگر میں اس

کی موت برداشت نہیں کرسکتی"۔۔۔۔ ساگوری نے یک لخت چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا تکلیف کی شدت سے مسخ چہرہ تیزی سے غصے کی شدت سے پھڑکنے لگا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے ٹائیگر کی موت کا سن کر وہ اپنی تکلیف بھول گئی ہو۔ دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو گھسیٹتی ہوئی غار کے دہانے کی طرف کھسکنے لگی۔ اس کی پنڈلیوں سے خون بہہ رہا تھا لیکن اس وقت اُسے کسی چیز کی پرواہ نہ تھی۔ ہانپتی ہوئی اور گھسٹتی ہوئی وہ جب غار کے دہانے پر پہنچی تو اس نے کچھ دور ایک گڑھے کے کنارے پر انہیں رکتے ہوئے دیکھا۔ دونوں کی پشت غار کی طرف تھی اور وہ کاندھے سے گنیں اتار رہے تھے۔ ساگوری ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں سمجھ گئی کہ ٹائیگر اور عمران دونوں اس گڑھے کے اندر پڑے ہوئے ہیں۔ اس نے تیزی سے ساتھ پڑے ہوئے پتھروں میں سے ایک ایک پتھر اٹھایا اور باوجود شدید ترین تکلیف کے وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے زوردار آواز نکلی۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو انہیں"۔۔۔۔ ساگوری نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں جن کی انگلیاں مشین گنوں کے ٹریگروں پر حرکت کرنے ہی والی تھیں ساگوری کی آواز سن کر لاشعوری طور پر مڑے اور اسی لمحے ساگوری کے دونوں بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے۔ اس کے ہاتھ میں موجود پتھر توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح اڑتا ہوا ایک جھپکنے میں تھامسن کے جسم سے پوری قوت سے ٹکرایا اور وہ دونوں چونکہ مڑ کر پیچھے دیکھ رہے

تھے اس لئے جیسے ہی پتھر تھامسن کے جسم سے ٹکرایا تھامسن اچھل کر ساتھ کھڑے پیٹر سے ٹکرایا اور وہ دونوں ہی چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گڑھے میں جا گرے جب کہ ان دونوں کی مشین گنیں ایک دوسرے کے جسموں سے ٹکرانے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے زمین پر گڑھے کے کنارے پر گر گئیں۔ ساگوری نے تیزی سے ایک اور پتھر اٹھایا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے کہنیوں کے بل اس گڑھے کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا۔ خون چونکہ اس کی پنڈلیوں سے مسلسل بہہ رہا تھا۔ اس لئے اس کے ذہن پر اب تاریکیوں نے جھپٹنا شروع کر دیا تھا۔

"یہ لوگ ٹائیگر کو نہیں مار سکتے۔ جب تک ساگوری زندہ ہے۔ ٹائیگر نہیں مر سکتا"۔۔۔۔ ساگوری گھسٹنے کے ساتھ ساتھ مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔ اُسی لمحے اُسے تھامسن اور پیٹر دونوں کے سر گڑھے کے کنارے سے ابھرتے ہوئے نظر آئے اور مادام ساگوری کے جسم میں جیسے بجلی کوندتی ہے۔ اس طرح وہ ایک جھٹکے سے بیٹھی اور پلک جھپکنے میں ایک بار پھر اس کا بازو لہرایا۔ اور پتھر ایک بار پھر تھامسن کے چہرے سے ٹکرایا۔ اور تھامسن ایک بار پھر چیختا ہوا الٹ کر نیچے جا گرا۔ مگر اُسی لمحے پیٹر نے چھلانگ لگائی اور وہ گڑھے کے کنارے پر چڑھ آنے میں کامیاب ہو گیا۔ اوپر آتے ہی وہ مشین گن اٹھانے کے لئے جیسے ہی جھکا ساگوری کے ہاتھ میں ایک اور پتھر آچکا تھا۔ اور پھر جیسے ہی پیٹر کا ہاتھ مشین گن پر پڑا ساگوری کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس بار پتھر ٹھیک پیٹر کے جھکے ہوئے چہرے پر پڑا اور وہ چیختا ہوا وہیں مشین گن کے اوپر گرا۔

نیچے گرتے ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ اس کا ایک پیر گڑھے کے کنارے کے اندر کی طرف چلا گیا تھا۔ اس لئے جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا پیٹر گھومتا ہوا اور چیختا ہوا گڑھے میں پشت کے بل گرا۔ اور اس بار وہ اپنے ساتھ دوبارہ اوپر کو آنے کی کوشش کرتے ہوئے تھامسن کو بھی ساتھ لیتا گیا۔ ساگوری نے ایک بار پھر تیزی سے کہنیوں کے بل گڑھے کی طرف گھسٹنا شروع کر دیا۔ اور جب وہ مشین گنوں کے قریب پہنچی اُسی لمحے تھامسن بھی چھلانگ لگا کر اوپر چڑھا۔ تھامسن کے چہرے سے خون بہہ رہا تھا اور وہ انتہائی وحشت زدہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے پوری قوت سے لات ماری اور ساگوری چیختی ہوئی الٹ کر پہلو کے بل ہوتی ہوئی چت ہوئی۔ اور تھامسن نے اس بار بجائے مشین گن اٹھانے کے پاگلوں کے سے انداز میں ساگوری کی پسلیوں پر دوبارہ بھرپور ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن ساگوری نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں سے اس کا پیر پکڑا اور ایک بار پھر تھامسن بُری طرح چیختا ہوا پلٹ کر اس کے اوپر سے گزرتا ہوا دوسری طرف زمین پر گرا۔ اس کے ساتھ ہی ساگوری کا جسم تیزی سے پہلو کے بل پلٹا اور پھر جس لمحے تھامسن نیچے گر کر جھٹکے سے اوپر کو اٹھا ساگوری مشین گن دونوں ہاتھوں سے پکڑ چکی تھی۔ تھامسن مشین گن چھیننے کے لئے اس پر جھپٹا مگر ساگوری نے مشین گن کا بٹ اوپر کر دیا اور مشین گن کی نال زمین پر چونکہ لگ گئی تھی۔ اس لئے وہ سیدھی ہو گئی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ

نکلا کہ مشین گن کا بٹ پوری قوت سے تھامسن کے سینے سے ٹکرایا اور تھامسن چیختا ہوا پلٹ کر ایک بار پھر نیچے زمین پر گرا۔ لیکن نیچے گرتے ہوئے تھامسن نے دونوں پیر پوری قوت سے جھٹکے اور ساگوری بُری طرح چیختی ہوئی اور لڑھکنیاں کھاتی ہوئی دو قدم دور جا رکی۔ لیکن اس نے مشین گن ہاتھ سے نہ چھوڑی تھی۔ ساگوری کا جسم جیسے ہی رکا ساگوری نے مشین گن کا رخ جسم کو سمیٹ کر اوپر کو اٹھتے ہوئے تھامسن کی طرف کیا اور اس کے ساتھ ہی فضا مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور تھامسن کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھی۔ گولیاں سیدھی تھامسن کے سینے سے ٹکرائی تھیں۔ اور وہ چیختا ہوا لٹو کی طرح گھوما اور پھر لٹیفٹ پر بھی گولیوں کی باڑ کھا کر کسی مردہ چھپکلی کی طرح نیچے گرا۔ اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ ساگوری نے اپنے جسم کو تیزی سے گھمایا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اُسے اب پیٹر کی طرف سے خطرہ تھا۔ لیکن پیٹر اس بار گڑھے سے باہر نہ آیا تھا۔ ساگوری تیزی سے گھسٹتی ہوئی گڑھے کے کنارے کی طرف بڑھی اور پھر اس نے جیسے ہی جھانک کر نیچے دیکھا تو وہاں عمران اور ٹائیگر کے ساتھ ہی پیٹر بھی اوندھے منہ پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر ایک بڑے سے پتھر سے ٹکرایا تھا۔ اور پتھر خون آلود ہو رہا تھا اور پیٹر کا سر درمیان سے اس طرح کھل گیا تھا کہ اندر موجود مغز بھی نظر آ رہا تھا۔

"ہونہہ ——— میرے ٹائیگر کو مارنے چلے تھے۔ میرے ہوتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہے" ——— ساگوری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے زور کا چکر آیا۔ مگر ساگوری نے جلد ہی اپنے

آپ کو سنبھال لیا۔ ہونٹ بھینچے اب وہ لڑکھڑانے اور گھٹنے کے سے انداز میں اترنے لگی۔ لیکن چونکہ اس کا نچلا جسم بیکار ہو چکا تھا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور دوسرے لمحے پھسلتے ہوئے نیچے گڑھے میں اس طرح جا گری کہ اس کی دونوں زخمی پنڈلیاں ایک بار پھر ٹائیگر کے جسم پر جا پڑیں۔ ایک لمحے کے لئے تو ساگوری کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن تاریکی کی اتھاہ گہرائی میں ڈوب رہا ہو۔

" مجھے ٹائیگر کو بچانا ہے۔ ٹائیگر کو بچانا ہے " ــــــ اس کے ذہن کے اندر چیخ جیسی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی ذہن پر چھا جانے والا اندھیرا ایک لخت اس طرح دور ہو گیا جیسے کسی نے گھپ اندھیرے میں یک لخت سرچ لائٹ جلا دی ہو۔ اس نے جلدی سے اپنی دونوں ٹانگیں ٹائیگر کے جسم سے ہٹائیں اور پھر ٹائیگر کی طرف رخ کر کے اس نے دونوں ہاتھوں سے ٹائیگر کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

" ہوش میں آؤ ٹائیگر۔ تم نہیں مر سکتے۔ تم نہیں مر سکتے۔ ہوش میں آؤ ٹائیگر " ــــــ مادام ساگوری نے ٹائیگر کو جھنجھوڑنے کے ساتھ ساتھ ہذیانی انداز میں چیخنا شروع کر دیا۔ یہ شاید اس کے جذبے کی تاثیر تھی کہ یک لخت ٹائیگر کے حلق سے کراہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں حرکت سی محسوس ہونے لگی۔

" ٹائیگر ٹائیگر ــــــ جلدی ہوش میں آ جاؤ۔ ساگوری مر سکتی ہے تم نہیں مر سکتے۔ ہوش میں آؤ " ــــــ ساگوری اسی طرح ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے ٹائیگر کو دونوں ہاتھوں سے جھنجھوڑتی رہی اور دوسرے لمحے ٹائیگر کے جسم میں تیز حرکت ہوئی اور وہ

یک لخت اس طرح اٹھ کر بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم میں سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔

" سس ــــــ ساگوری تم تم اور عمران صاحب " ــــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے انداز میں ساگوری اور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں میں نے تمہیں مرنے سے بچا لیا ہے۔ دیکھو میں خود مر رہی ہوں مگر میں نے تمہیں بچا لیا ہے " ــــــ ساگوری کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی اور اب وہ زمین پر پڑی بری طرح ہانپ رہی تھی۔

" اوہ اوہ ــــــ تم زخمی اور ...... " ــــــ ٹائیگر نے یک لخت چونک کر کہا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا چہرہ دوسری طرف گھمایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم پر موجود جیکٹ اتار کر ساگوری کے جسم پر اسی طرح چہرہ موڑے موڑے ڈال دی۔

" میں نے تمہیں بچا لیا۔ تم پتھر ہو۔ ظالم ہو۔ مگر میں نے تمہیں بچا لیا " ساگوری کے حلق سے نکلی ہوئی آواز ڈوبتی جا رہی تھی۔ اور پھر وہ بے ہوش ہو گئی۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ گو اس کے سر میں اس قدر تیز درد تھا جیسے اندر جوالا مکھی مسلسل پھوٹ رہا ہو۔ لیکن وہ تیزی سے اٹھا اور ساگوری کو پھلانگتا ہوا ساکت پڑے ہوئے عمران پر جھپٹ پڑا۔ اس کے انداز میں بے پناہ وحشت تھی۔

" خدا کا شکر ہے۔ عمران صاحب زندہ ہیں " ــــــ ٹائیگر نے عمران کے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہیں بیٹھ کر دونوں ہاتھوں

سے عمران کے سینے پر مالش کرنی شروع کر دی۔ اس کے ہاتھ برق رفتاری سے چل رہے تھے۔ اور اس کی نظریں عمران کے زرد پڑے ہوئے چہرے پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے اس کی کل کائنات اس چہرے تک ہی محدود ہو کر رہ گئی ہو۔ اس نے ساگوری کی طرف ذرا بھی توجہ نہ دی تھی۔ چند لمحوں کی مالش کے بعد عمران کے چہرے پر موجود زردی نے رنگ بدلنا شروع کر دیا۔ ٹائیگر کے ہاتھوں میں اور تیزی آتی گئی۔ اور اس کے ہاتھ اس وقت رکے جب عمران کے حلق سے کراہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی چہرے پر شدید تکلیف کے آثار بھی ابھر آئے تھے۔

" عمران صاحب۔ شکر ہے آپ کو ہوش آگیا ورنہ ......

ٹائیگر نے ایسے انداز میں کہا جیسے اگر عمران کو ہوش نہ آتا تو ٹائیگر اپنا سر بھی کسی پتھر سے مار کر خودکشی کر لیتا۔

" ورنہ تم اطمینان سے خود استاد کا درجہ حاصل کر کے ساگوری کو شاگرد بنا لیتے۔ ارے اوہ۔ ساگوری کہاں ہے "۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ لیکن ساگوری کا نام لیتے ہی وہ چونک پڑا۔ اُسے نیم بے ہوشی کی حالت میں پیٹر اور تھامسن کے درمیان ساگوری کے بارے میں ہونے والی باتیں یاد آگئی تھیں۔

" یہیں موجود ہے۔ اس کی پنڈلیاں زخمی ہیں۔ وہی تو مجھے یہاں تک لائی ہے "۔۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ کاش میں بے ہوش نہ ہوتا تو میں دیکھتا کہ وہ کیسے

ساگوری کو لے جاتے۔۔۔۔ لیکن ساگوری یہاں موجود ہے تو وہ دونوں کہاں گئے "۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" کن دونوں کی بات کر رہے ہیں۔ آپ ویسے یہاں ایک ایکریمین کی لاش بھی موجود ہے۔ یہ نجانے کہاں سے آگیا ہے "۔۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک طرف اوندھے منہ پڑی لاش کی طرف اشارہ کر دیا۔

" اوہ۔ یہ پیٹر ہے۔ اس کی لاش کا مطلب ہے کہ ساگوری نے اُسے قتل کیا ہے۔ تھامسن کو بھی اس نے مار ڈالا ہوگا۔ اوہ اگر واقعی ایسا ہے تو ساگوری نے میرے ضمیر سے ایک بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے۔ ورنہ میں اپنے آپ کو زندگی بھر ملامت کرتا رہتا "۔۔۔۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے ہوش میں آنے اور پھر پیٹر اور تھامسن کے گڑھے میں اترنے اور نیم بے ہوشی کے عالم میں سنی ہوئی ان کی باتیں دوہرا دیں تو ٹائیگر کا چہرہ بھی کھل اٹھا۔ وہ بھی یقیناً ساگوری کی ہمت اور حوصلے سے متاثر ہوا تھا۔

" ساگوری کی پنڈلیوں سے خون بہہ رہا ہے۔ اس کی بینڈیج کر دو۔ ورنہ یہ مر جائے گی۔ جلدی کرو "۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا اور ٹائیگر اٹھ کر ساگوری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھوں سے اس کی پنڈلیوں پر موجود خون صاف کرنا شروع کر دیا۔

" اسے گولیاں ماری گئی ہیں عمران صاحب "۔۔۔۔ ٹائیگر نے زخموں کی نوعیت دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہڈیاں بچ گئی ہیں "۔۔۔۔ عمران نے سوالیہ لہجے میں پوچھا۔

"جی ہاں۔ گولیوں نے گوشت پھاڑ دیا ہے" ـــــــ ٹائیگر نے کہا اور پھر زخموں پر اپنی قمیض پھاڑ کر بینڈیج کرنی شروع کر دی۔

"یہ پیٹر جس پوزیشن میں پڑا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اوپر سے گرا ہے۔ اس کا مطلب ہے اوپر زبردست جنگ ہوتی رہی ہے" عمران نے اپنے آپ کو اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن اس کا صرف ایک بازو حرکت کر رہا تھا۔ جب کہ دوسرا اسی طرح بیکار تھا۔

"عمران صاحب آپ کو اٹھنے میں تکلیف ہو رہی ہے۔ میں سہارا دیتا ہوں" ـــــــ ٹائیگر نے جو اپنی قمیض پھاڑ کر ساگوری کی پنڈلیوں کی بینڈیج کر چکا تھا ـــــــ تیزی سے عمران کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"میرے دائیں بازو اور ریڑھ کی ہڈی کے جوڑ ڈس لوکیٹ ہو گئے ہیں۔ ایسا کرو۔ پہلے میرے دائیں بازو کو سیدھا اوپر کو اٹھاؤ۔ اور پھر ہلکے سے جھٹکے سے دائیں طرف موڑ دو یہ ایڈجسٹ ہو جائے گا" عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے لپک کر عمران کا بازو دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور اُسے آہستہ آہستہ اوپر کو اٹھانے لگا۔ عمران کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"بس اب دائیں طرف کو جھٹکا دو" ـــــــ عمران نے بھنچے بھنچے انداز میں کہا۔ اور ٹائیگر نے بازو کو دائیں طرف کو جھٹکا دیا۔ ہلکی سی کھٹک کی آواز سنائی دی۔ اور عمران کی پیشانی پسینے سے تر ہو گئی لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا بازو حرکت کرنے لگ گیا۔

"اب مجھے اوندھا کرو۔ اور ریڑھ کی ہڈی کے سب سے نچلے حصے

پر پیر رکھ کر دونوں ٹانگیں بیک وقت اوپر کو اٹھاؤ" ـــــــ عمران نے اسے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے اس کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا۔

"ذرا سا پیر اوپر کرو" ـــــــ عمران نے اوندھے منہ لیٹتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے ذرا سا پیر اوپر کر دیا۔

"بس۔ اب دونوں پنڈلیاں جوڑ کر ایک ہاتھ میں پکڑو اور رانوں کے نیچے بازو ڈال کر انہیں اکٹھا اوپر کو اٹھاؤ" ـــــــ عمران نے اسی انداز میں پڑے پڑے اُسے مزید ہدایات دیں۔ اور ٹائیگر نے اس کی ہدایات پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی کھٹاک کی ہلکی سی آواز عمران کی کمر سے برآمد ہوئی۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب چھوڑ دو" ـــــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے آہستہ سے ٹانگیں واپس زمین پر رکھ دیں۔ اس بار عمران نے خود ہی اپنے جسم کو پلٹا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا اور پھر وہ لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں اٹھنے لگا۔ ٹائیگر نے اُسے سہارا دیا۔ عمران کو پہلے تو کھڑے ہو کر اپنا توازن برقرار رکھنے میں خاصی دشواری ہوئی۔ لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب ہٹ جاؤ" ـــــــ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر اُسے چھوڑ کر ایک طرف ہٹا۔ عمران نے اپنے دونوں بازو آگے کی طرف کئے اور پھر اس کا اوپر والا جسم رکوع کے انداز میں جھکتا گیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس کے ہاتھ اس کے پیروں تک پہنچے۔ عمران نے دونوں ہتھیلیاں

زمین پر رکھنے کی کوشش کی۔ اس کی دونوں ٹانگیں بالکل سیدھی تھیں۔ اسی لمحے ایک بار پھر کھٹاک کی آواز سنائی دی اور اس بار عمران ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔ دوسرے لمحے اس نے اچھل کر باری باری اپنے دونوں گھٹنے اوپر کو اٹھائے اور پھر اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے اُسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

" ساگوری کو اٹھاؤ اور اوپر چلو" ـــــ عمران نے مڑ کر ٹائیگر سے کہا۔

" بب۔ ساگوری۔۔۔۔۔۔" ـــــ ٹائیگر نے آنکھیں نیچے جھکاتے ہوئے کہا۔

" کیا ہوا ساگوری کو" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" وہ ـــــ وہ عریاں ہے۔ میں نے اس پر اپنی جیکٹ ڈال دی ہے مگر۔۔۔۔۔۔" ـــــ ٹائیگر نے اپنا منہ دوسری طرف کرتے ہوئے اس طرح ہکلاتے ہوئے کہا جیسے اُسے یہ بات کہتے ہوئے انتہائی شرم آ رہی ہو۔

" اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں اسے جیکٹ پہناتا ہوں۔ تم اوپر چلو" عمران نے کہا۔ اور ساگوری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنا منہ دوسری طرف کر کے ساگوری کے جسم پر پڑی ہوئی ٹائیگر کی جیکٹ اٹھائی اور پھر اُسے ایک طرف رکھ کر اس نے آنکھیں بند کیں۔ اور پھر دونوں ہاتھوں سے ساگوری کے چیت پڑے ہوئے جسم کو موڑ کر اُسے اوندھے منہ لٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور جیکٹ اٹھا کر اس نے اُسے کھولا اور بیٹھ کر پہلے ساگوری کا ایک

بازو جیکٹ کے اندر ڈالا اور پھر جیکٹ کو اس کی کمر پر پھیلا کر اس نے دوسرا بازو بھی موڑ کر جیکٹ کے اندر ڈالنے کی کوشش کی۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد اس نے دونوں بازو جیکٹ کے اندر ڈال کر ایک بار پھر آنکھیں بند کیں اور ساگوری کو سیدھا کر کے اس نے جیکٹ کی دونوں سائیڈیں اوپر کو کھینچیں اور پھر انہیں اکٹھا کر کے اس نے ٹٹول ٹٹول کر جیکٹ کے بٹن بند کرنے شروع کر دیئے۔ جب سارے بٹن بند ہو گئے۔ تو عمران نے آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے جھک کر ساگوری کو اٹھایا اور اُسے اپنے کاندھے پر لاد کر وہ گڑھے کے اوپر کی طرف جانے والے راستے کی طرف بڑھ گیا۔

" یہاں بھی ایک لاش پڑی ہے۔ عمران صاحب اور سامنے والی غار سے یہاں تک گھٹنے اور خون کے نشانات بھی ہیں مشین گنیں بھی موجود ہیں" ـــــ ٹائیگر نے عمران کے گڑھے سے باہر آتے ہی اُسے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

" یہ کارنامہ یقیناً ساگوری کا ہے۔ اس نے واقعی بے پناہ ہمت، جذبے اور حوصلے سے کام لیا ہے۔ ورنہ اس کی عزت کے ساتھ ساتھ ہم دونوں کی زندگی کا خاتمہ یقینی تھا۔ میں اسے غار میں لے چلتا ہوں۔ تم ادھر ادھر چیک کرو اگر پانی مل سکے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ اس کی مرہم بینڈیج ہو جائے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر راکٹ گرنے سے ہونے والی خوف ناک تباہی کے آثار پھیلے ہوئے تھے۔

عمران نے غار کے اندر جا کر ساگوری کو زمین پر لٹایا اور پھر اس کی دونوں ہتھیلیاں باری باری ہاتھوں سے مسلنی شروع کر دیں۔

"عمران صاحب۔ یہ پانی کی دو چھاگلیں اور یہ میڈیکل باکس" ——— چند لمحوں بعد ٹائیگر کی مسرت بھری آواز غار کے دہانے سے سنائی دی اور عمران اس کی بات سن کر تیزی سے مڑا۔ تو واقعی ٹائیگر ایک ہاتھ میں دو چھاگلیں اور ایک ہاتھ میں میڈیکل باکس اٹھائے ہوئے تھا۔

"یہ کہاں سے مل گئیں" ——— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ایک ہال کمرے جتنی غار کے اندر خوراک اور پانی کا ذخیرہ موجود ہے۔ یہ میڈیکل باکس بھی وہاں موجود تھا" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"تم اسے پانی پلاؤ۔ میں اس کے زخموں کی صحیح بینڈیج کرتا ہوں" عمران نے کہا اور جلدی سے میڈیکل باکس کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ میڈیکل باکس میں ایمرجنسی حالات سے نمٹنے کے لئے مکمل سامان موجود تھا۔ عمران نے چند لمحوں میں ساگوری کو دو انجکشن لگائے اور پھر پانی سے اس کی پنڈلیاں دھو کر اس نے زخموں پر بینڈیج کرنا شروع کر دی۔ جب کہ اس دوران ٹائیگر ساگوری کا منہ کھول کر اس میں پانی ڈالتا رہا۔

چند لمحوں بعد ساگوری کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لیا۔ اور پھر جب تک عمران نے بینڈیج مکمل کی ساگوری مکمل طور پر ہوش میں آ گئی۔ لیکن وہ کراہ رہی تھی۔

اسی لمحے باہر کھٹکا سا ہوا۔ اور ٹائیگر تیزی سے مڑا اور دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران نے جلدی سے کراہتی ہوئی ساگوری کے

منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"پیٹر، تھامسن کہاں ہو تم دونوں" ——— اچانک باہر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور ٹائیگر نے بڑی احتیاط سے چھاگل ایک طرف رکھی اور کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی۔

"ہلاک نہ کرنا صرف قابو میں کرنا" ——— عمران نے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔ اور ٹائیگر سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھا۔ اور پہلے اس نے سر باہر نکال کر جھانکا اور پھر ایک جھٹکے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد باہر سے کسی کے چیخنے اور گرنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے ساگوری کے منہ پر رکھا ہوا ہاتھ ہٹا لیا۔

"ٹائیگر بچ گیا ہے ناں" ——— ساگوری نے ہاتھ ہٹتے ہی بڑے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔ اور عمران مسکرا دیا۔

"ہاں۔ نہ صرف بچ گیا ہے۔ بلکہ تمہارا بے حد ممنون بھی ہے۔ تم نے واقعی ہم دونوں کی جانیں بچانے کے لئے بے پناہ ہمت اور حوصلے سے کام لیا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساگوری کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"اوہ اوہ۔ شکر ہے۔ اس پتھر میں نرمی تو آئی" ——— ساگوری نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایسی ویسی نرمی۔ پتھر تو موم میں تبدیل ہو چکا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر ایک ایکریمی کو کاندھے پر لادے اندر داخل ہوا۔

"یہ یقیناً ان کا باس ایمر ہو گا جو ان کا پتہ کرنے آیا ہو گا۔ مگر تو

نہیں گیا" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ یہ دوسری طرف منہ کئے کھڑا تھا۔ میں نے اس کے سر پر مشین گن کا بٹ مار کر بے ہوش کر دیا ہے" ——— ٹائیگر نے امیر کو زمین پر لٹاتے ہوئے کہا۔

"شرم سے منہ چھپائے کھڑا ہو گا۔ کہ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب ٹائیگر کو بچانے کے لئے ٹائیگرس کو جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ پہلے یہ کام ٹائیگر کے ذمہ ہوا کرتا تھا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مم ——— مم ——— میں نے ٹائیگر پر کوئی احسان نہیں کیا عمران صاحب۔ یہ تو میرے دل کی آواز تھی۔ اگر ٹائیگر مر جاتا تو میں بھی زندہ نہ رہتی" ——— ساگوری نے فوراً ہی جواب دیا اور ٹائیگر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ جب کہ عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آخر تم نے ایسا کون سا تیر مار لیا ہے۔ تم سیکرٹ سروس کی چیف ہو۔ اتنا تو تم کر ہی سکتی تھیں" ——— ٹائیگر سے نہ رہا گیا تو وہ بول ہی پڑا۔

"اچھا۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے کچھ نہیں کیا" ——— ساگوری نے یک لخت غصے سے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اُسے روکتا اس نے فل سپیڈ میں اپنے ہوش میں آنے سے لے کر گڑھے میں گر کر بے ہوش ہونے تک تمام واقعات ایک ہی سانس میں سنانے شروع کر دیئے۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ جب کہ ٹائیگر کے چہرے پر اس بار واقعی شرمندگی کے آثار

ابھر آئے تھے۔ کیونکہ جو کچھ ساگوری بتا رہی تھی اس لحاظ سے واقعی ساگوری نے اپنی جان پر کھیل کر ان دونوں کی جانیں بچائی تھیں۔

"آئی۔ ایم۔ سوری مادام ساگوری۔ میں ہمیشہ تمہارا ممنون رہوں گا۔ کہ تمہاری ہمت اور حوصلے کی وجہ سے عمران صاحب کی جان بچ گئی" ——— ٹائیگر نے خجالت بھرے انداز میں کہا اور عمران ٹائیگر کے اس فقرے پر بے اختیار مسکراتا ہوا امیر کی طرف بڑھ گیا۔

"اور تمہاری" ——— ساگوری نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

"میری موت سے تو خیر کوئی فرق نہ پڑتا تھا۔ لیکن عمران صاحب کو اگر خدانخواستہ کچھ ہو جاتا تو سمجھو پوری انسانیت ہی مر جاتی۔ میں تمہارا مشکور ہوں" ——— ٹائیگر نے بڑے جذباتی لہجے میں جواب دیا۔ اور ساگوری کی آنکھیں حیرت سے کانوں تک پھیلتی گئیں وہ اس طرح ٹائیگر کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ کوئی آدمی اس حد تک بھی دوسرے کے لئے عقیدت کا جذبہ رکھ سکتا ہے۔

اُسی لمحے فرش پر پڑا ہوا امیر کراہا۔ اور وہ دونوں ادھر متوجہ ہو گئے۔ عمران پہلے ہی امیر کے قریب کھڑا تھا۔ جب کہ ٹائیگر بھی قدم بڑھاتا وہاں پہنچ گیا۔ امیر کو ہوش آرہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس نے کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے پیر اٹھا کر اس کی گردن پر رکھ دیا اور ساتھ ہی ٹانگ موڑ دی۔ امیر کا اچھلتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔ اور اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگ گیا۔

"بولو امیر۔ لیبارٹری کہاں ہے" ——— عمران نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"مم ـــ مم ـــ مجھے نہیں معلوم" ـــ ایمر کے حلق سے خرخراتی ہوئی آواز نکلی۔

"کسے معلوم ہے۔ جلدی بتاؤ" ـــ عمران نے ٹانگ کو ذرا سا موڑتے ہوئے کہا۔

"فف ـــ فف ـــ فرناڈو کو معلوم ہوگا۔ وہ لیبارٹری میں کام کرتا رہا ہے" ـــ ایمر کی آواز اس طرح نکلی جیسے وہ نزع کے عالم میں بول رہا ہو۔ اور عمران نے ٹانگ کو کافی واپس موڑ لیا۔ اس سے ایمر کی تیزی سے بگڑتی ہوئی حالت سنبھلنے لگی۔

"سنو ایمر۔ پوری تفصیل سے بتاؤ کہ فرناڈو کہاں ہے اور یہاں کس طرح آسکتا ہے۔ ورنہ ہمیشہ کے لئے اسی اذیت ناک تکلیف کا شکار رہو گے۔ نہ مر سکو گے نہ جی سکو گے" ـــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"فف ـــ فف ـــ فرناڈو لکی بیس میں ہے۔ اس نے مجھے کالکو کے یہاں راکٹ برسانے کے لئے کہا تھا۔ میں نے راکٹ برسا دیئے۔ پھر اس نے کہا کہ میں آدمی بھیج کر یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں تلاش کراؤں اور ان کی موت کی تصدیق کی رپورٹ کروں۔ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں پیٹر اور تھامسن کو یہاں بھیجا لیکن جب کافی دیر تک ان کی طرف سے رپورٹ نہ ملی تو میں خود ان کا پتہ کرنے یہاں آیا" ـــ ایمر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم اُسے یہیں سے اطلاع دیتے یا ......" ـــ عمران

نے پوچھا۔

"میں فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر ساتھ لے آیا ہوں مگر ......" ـــ ایمر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیونکہ عمران نے ٹانگ کو مروڑنا شروع کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایمر کا چہرہ تیزی سے بگڑتا جا رہا تھا پھر عمران نے ایک جھٹکے سے ٹانگ کو اور زیادہ موڑا۔ تو ایمر کے جسم نے ایک جھٹکا لیا۔ اور اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ کر بے نور ہو گئیں۔ عمران نے پیر ہٹایا اور پھر جھک کر ایمر کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکال چکا تھا۔ یہ واقعی فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔

"اب تم دونوں خاموش رہو گے" ـــ عمران نے مڑ کر ساگوری اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر باکس پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے بٹن کے اوپر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اور باکس سے ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ـــ ایمر کالنگ اوور" ـــ عمران کے حلق سے ایمر کی آواز نکلی اور ساگوری بُری طرح چونک کر عمران کو دیکھنے لگی جیسے اُسے اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا ہو۔ لیکن ٹائیگر کا چہرہ اُسی طرح نارمل تھا۔

"یس ـــ فرناڈو اٹنڈنگ۔ کیا رپورٹ ہے اوور" ـــ چند لمحوں بعد ہی باکس سے فرناڈو کی تیز اور پُر جوش آواز سنائی دی۔

"باس۔ عمران کو تلاش کر لیا گیا ہے۔ اس کا ساتھی مرد اور عورت تو ہلاک ہو چکے ہیں لیکن وہ زندہ ہے۔ مگر شدید زخمی حالت میں ہے اب کیا حکم ہے اوور"۔۔۔۔ عمران نے ایمر کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"زندہ ہے۔ اوہ گاڈ۔ ابھی تک زندہ ہے۔ اسے فوراً گولی سے اڑا دو اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے فرناڈو نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے عمران کا ایک لمحہ مزید زندہ رہنا اس کی موت کا باعث بن جائے گا۔

"آپ کہتے ہیں تو میں گولی مار دیتا ہوں۔ ویسے اس کی حالت بے حد خراب ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ دس بارہ منٹ مزید زندہ رہ جائے گا۔ لیکن اسی عالم وہ بڑبڑا رہا ہے اور باس میں نے جو اس کی جو بڑبڑاہٹ سنی ہے۔ اس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ وہ لیبارٹری کے اندر کوئی خطرناک بم پہنچا چکا ہے اوور"۔۔۔۔ عمران نے جان بوجھ کر بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لیبارٹری کے اندر بم پہنچ چکا ہے۔ اوہ ناممکن۔ بکواس کر رہا ہے وہ لیبارٹری کے محل وقوع کا تو باس جیکب اور میجر جیکارڈ کو بھی علم نہیں تھا۔ اس وقت صرف میں اس محل وقوع کو جانتا ہوں۔ تم بہرحال اُسے گولی مار دو۔ تاکہ اس کی موت یقینی ہو سکے اوور"۔۔۔۔ فرناڈو کی تیز آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے باس۔ اسے گولی مارنے کے بعد میرے لئے کیا حکم ہے اوور"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تم وہیں ٹھہرو۔ میں خود آ رہا ہوں۔ میں اپنی آنکھوں سے اس عمران کی لاش کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد ہمارے یہاں رہنے کا جواز ہی ختم ہو جائے گا۔ اس لئے میں پیک اپ کا آرڈر دے دوں گا۔ تم کہاں موجود ہو۔ کیا بیس کیمپ کے قریب ہو اوور"۔۔۔۔ فرناڈو نے کہا۔

"ہاں۔ بیس کیمپ سے شمال کی طرف ایک ہزار میٹر کے فاصلے پر ایک گڑھے میں عمران پڑا ہوا ہے۔ جب کہ اس کے باقی ساتھیوں کی لاشیں اس گڑھے سے کچھ دور بکھری پڑی ہیں اوور"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ تم بہرحال میرے آنے سے پہلے اسے گولیوں سے بھون ڈالو اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ فرناڈو نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے دوبارہ ہلکی سی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور بات چیت کے دوران مستقل جلنے والا بلب دوبارہ جلنے بجھنے لگا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"اب ہمیں اس فرناڈو کو گھیرنا ہو گا۔ میں اسے ہر صورت میں زندہ پکڑنا چاہتا ہوں تاکہ اس سے لیبارٹری کا محل وقوع معلوم ہو سکے۔ ویسے شاید یہ ہماری قسمت ہے کہ فرناڈو محل وقوع جانتا ہے۔ ورنہ میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید اس پورے علاقے کو ڈائنامنٹ سے اڑانا پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رسا گوری کی طرف بڑھ گیا۔

"تم ــــ تم بالکل اس ایمر کے لہجے میں بات کر رہے تھے۔ تم ایسا کیسے کر لیتے ہو" ــــ ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے لہجے میں بھی بات کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ ٹائیگر اسے پسند کرے تو" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں پسند کرے گا۔ پتہ نہیں کس مٹی کا بنا ہوا ہے" ــــ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جنگل کی مٹی ہو گی۔ اس لئے تمہاری قدر نہیں کر رہا۔ بہرحال اب تم بتاؤ۔ تم کھڑی ہو سکتی ہو یا......" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جب کہ ٹائیگر ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہا۔ اس نے عمران یا ساگوری کی بات پر کوئی تبصرہ نہ کیا تھا۔

"یا کا کیا مطلب ــــ کیا تم مجھے یہیں چھوڑ کر جانا چاہتے ہو" ساگوری نے چونک کر کہا۔

"ظاہر ہے میں اور کیا کر سکتا ہوں۔ البتہ ٹائیگر چاہے تو تمہارے ساتھ یہاں بیٹھ کر تمہاری خدمت کر سکتا ہے" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ مجھ سے ایسی امید نہ رکھیں۔ ویسے بھی اسے اپنے ساتھ لٹکائے پھرتے ہیں۔ ورنہ میں تو اسے ساتھ لے جانے کا بھی قائل نہ تھا" ــــ ٹائیگر نے سرد اور روکھے لہجے میں سپاٹ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں ساتھ نہ آتی تو اب تک تم قبر میں اتر چکے ہوتے۔ ہونہہ! تھے وہاں گڑھے میں مردوں کی طرح۔ اب جان بچ گئی ہے تو اب باتیں بنا رہے ہو" ــــ ساگوری نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ان طعنوں سے تو بہتر تھا کہ موت ہی آ جاتی۔ ذرا سا کام کرایا۔ عذاب میں ڈال دیا ہے" ــــ ٹائیگر نے بری طرح جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"واہ۔ کیا شاندار ڈائیلاگ ہیں۔ بالکل میاں بیوی جیسے۔ بہرحال تم دونوں ابھی ایسے ڈائیلاگز کی مزید پریکٹس کرو۔ میں اس فرناڈو کا پتہ کر دوں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ پہنچ جائے اور ہم ڈائیلاگ ہی بولتے رہ جائیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔

"عمران صاحب۔ آپ یہاں رکیں میں جا کر اس فرناڈو کو لے آتا ہوں" ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا غار کے دہانے سے باہر نکل گیا۔

"کاش میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دیتی۔ یہ تو انسان ہی نہیں ہے" ــــ ساگوری کی آواز سنائی دی۔ لہجے سے ہی ظاہر تھا کہ وہ بری طرح دانت پیس رہی ہے۔

"میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ یہ ٹائیگر ہے۔ تم اسے خواہ مخواہ انسان بنانے پر تلی ہوئی ہو۔ بہرحال اٹھنے کی کوشش کرو۔ ورنہ واقعی ہمیں تمہیں یہاں چھوڑنا پڑے گا" ــــ عمران نے مڑ کر ساگوری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور ساگوری نے سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش شروع کر دی۔ عمران نے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔ ساگوری کے چہرے

پر تکلیف کے شدید آثار ابھر آئے اور اس کا جسم لڑکھڑانے لگا۔

"ہمت کرو۔ تم تو انتہائی حوصلہ مند ہو۔ تم نے جس طرح پیٹر اور تھامسن کا خاتمہ کیا ہے۔ اس سے میرے دل میں تمہاری بے حد قدر پیدا ہو گئی ہے۔ تم واقعی حوصلہ مند ہو۔ ہمت کرو" ——— عمران نے اُسے سنبھالتے ہوئے کہا اور عمران کے فقروں نے واقعی ساگوری پر جادو کا سا اثر کیا۔ اس کا لڑکھڑاتا ہوا جسم تیزی سے سیدھا ہو گیا۔ اور اب وہ اپنے پیروں پر کھڑی تھی۔ عمران نے اُسے چھوڑا اور دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"ویری گڈ ——— اس قدر حوصلہ اور ہمت تو میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ قدم اٹھاؤ شاباش" ——— عمران نے کہا۔ اور ساگوری کا چہرہ مزید کھل اٹھا۔ اس نے قدم اٹھایا۔ اس کا جسم لڑکھڑایا مگر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ وہ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھانے لگی۔

"گڈ شو" ——— عمران کے لہجے میں خلوص تھا کیونکہ ساگوری نے واقعی انتہائی ہمت اور حوصلے سے کام لیا تھا۔

"یہ تم نے مجھے حوصلہ دلایا ہے۔ ورنہ میرا تو خیال تھا کہ شاید میں ہمیشہ کے لئے معذور ہو چکی ہوں" ——— ساگوری نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تم یہاں چلنے کی مشق کرو۔ میں فرناڈو کو دیکھتا ہوں۔ اب تم اپنا خیال رکھ سکتی ہو۔ مگر باہر نہ نکلنا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیزی سے باہر کی طرف لپک گیا۔ ساگوری نے

[...]تے ہوئے دوبارہ چلنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس کے چہرے [پر] اب مسرت کے ساتھ ساتھ گہرے اطمینان کا تاثر موجود تھا۔

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو سامنے بڑی [...]ی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا چوڑے جبڑوں اور بڑے سر والا لحیم شحیم [آ]دمی بے اختیار چونک پڑا۔ میز پر موجود ٹیبل لیمپ جل رہا تھا۔ [ا]ور اس کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی۔

"باس باس ——— ایک حیرت انگیز خبر ہے آپ کے لئے" [در]وازے سے آنے والے ایک الجھے ہوئے بالوں والے نوجوان [...]نے انتہائی پُرجوش لہجے میں کہا۔ اس نوجوان کی فراخ پیشانی اس کی ذہانت کا پتہ دیتی تھی۔

"کسی حیرت انگیز خبر کا یہ مطلب ہوتا ہے مرفی کہ تم اس طرح [اح]مقوں کی طرح بغیر دستک دیئے اندر آ جاؤ" ——— باس نے

غضب ناک لہجے میں کہا۔

"سس ـــــ سوری باس۔ دراصل یہ خبر ایسی ہے کہ مجھے سب کچھ بھول گیا تھا۔ آئی۔ ایم۔ سوری" ـــــ نوجوان نے یک لخت سہم کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آئندہ محتاط رہنا۔ میں دوسری غلطی کے بعد سانس لینے کی اجازت کسی کو نہیں دیا کرتا۔ بیٹھو اور بتاؤ۔ کیا خبر لائے ہو" ـــــ باس نے اسی طرح کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔ اور نوجوان بڑے سہمے ہوئے انداز میں میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا سارا جوش و خروش ختم ہو گیا تھا۔ اور وہ اب کسی بھیگے ہوئے چوہے کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔

"باس۔ زیرو زون کو کھولنے کی کوشش کی جا رہی ہے" ـــــ نوجوان نے مرے مرے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کے اس فقرے کا اثر باس پر کسی بم کے دھماکے جیسا ہوا۔

"کیا ـــ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہوش میں ہو" ـــ باس نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور بے اختیار کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ اس لئے تو مجھ سے دستک نہ دینے کی گستاخی ہوئی تھی" ـــــ نوجوان نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں ہلکی سی طنز تھی۔

"اوہ اوہ۔ یہ واقعی حیرت انگیز خبر ہے۔ کون کھول رہا ہے۔ کیسے کھول رہا ہے۔ جلدی بتاؤ" ـــــ باس نے ہونٹ چباتے

ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین تشویش کے آثار ابھر آئے تھے۔

"باس۔ میں روٹین کے مطابق زیرو زون کی کاشن مشین کو چیک کرنے گیا تو میں نے اس مشین پر وہ بلب جلتا بجھتا دیکھا جو اس بات کا کاشن دیتا ہے کہ زیرو زون کو کھولنے کے لئے کوئی کوشش کی جا رہی ہے۔ گو زیرو زون کو مکمل سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ اس لئے وہ کسی صورت بھی نہیں کھل سکتا۔ لیکن بہرحال یہ حیرت انگیز اطلاع تھی کہ اسے کھولنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لئے میں یہ اطلاع آپ کو دینے کے لئے خود یہاں آنے کے لئے بھاگ پڑا" ـــــ نوجوان نے سپاٹ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا کون کر رہا ہوگا۔ اب تک تو ایسا نہیں ہوا۔ اور نہ ہی کسی کو اس لیبارٹری کے محل وقوع کا علم ہے۔ کہیں کاشن مشین میں تو کوئی خرابی نہیں پیدا ہو گئی" ـــــ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ مشین بالکل درست طور پر کام کر رہی ہے۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو الٹائن ریز مشین کو آن کر دیا جائے اس سے باہر کی صورت حال سامنے آ جائے گی۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری ہوگا۔ کہ ایئر لاک کو ختم کر دیا جائے" ـــــ مرفی نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایئر لاک ختم ہو جانے سے زیرو زون کو کوئی خاص خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا۔ لیکن بہرحال ہمیں یہ تو معلوم کرنا ہی پڑے

گا۔ کہ کون زیرِ زمین کو کھولنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آؤ میرے ساتھ" ——— باس نے تیز لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نوجوان اس کے پیچھے تھا۔ دروازے سے باہر ایک راہداری تھی۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے بائیں طرف کو بڑھتے گئے۔ یہ لیبارٹری کا اوپر والا حصہ تھا۔ اصل لیبارٹری اس سے بھی نیچے بنائی گئی تھی۔ اس حصے میں انتظامی امور نپٹانے والے عملے کے ساتھ ساتھ لیبارٹری میں کام کرنے والے افراد کے لئے خوراک اور پانی کے سٹورز تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس حصے میں ایسی مشینری بھی موجود تھی۔ جس سے لیبارٹری کی حفاظت کے لئے قائم کئے گئے سائنسی انتظامات کی مسلسل اور مستقل نگرانی کی جا سکے۔ اس کے علاوہ اس حصے میں ایسی خصوصی مشینری بھی نصب تھی جو ان پہاڑیوں میں موجود ایک مخصوص دھات کا سراغ لگا کر اُسے مخصوص انداز میں نکال کر نیچے لیبارٹری تک پہنچاتی تھی۔ لیکن دھات نکالنے والی مشینری تو اسی حصے میں نصب تھی مگر اسے آپریٹ سر رالف اصل لیبارٹری سے کرتے تھے۔ لیکن مشینری کی دیکھ بھال ان کے ذمے تھی۔ مرفی اس حصے میں موجود تمام مشینری کا آپریٹنگ انچارج تھا۔ جب کہ باس جس کا نام کرنل ٹام تھا۔ اس کا تعلق ایکریمیا کی ڈیفنس لیبارٹری کی سیکورٹی سے تھا۔

کرنل ٹام اور مرفی دونوں مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ایک ہال کمرے میں پہنچے جہاں ہر طرف مختلف قسم کی بڑی چھوٹی مشینری موجود تھی۔ اور ہر مشین کے سامنے سفید کوٹ پہنے اس کا آپریٹر

بھی موجود تھا۔ وہ دونوں ہال سے گزر کر سائیڈ پر موجود ایک راہداری میں داخل ہوئے۔ اس راہداری کا اختتام ایک چھوٹے کمرے میں ہوا جس کے اندر ایک بڑی مشین نصب تھی۔

" یہ دیکھئے باس۔ یہ بلب ابھی تک جل رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کوشش بدستور جاری ہے" ——— مرفی نے مشین پر مسلسل جلنے بجھنے والے ایک بلب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

" یہ کوشش کس قسم کی ہو سکتی ہے کہ اتنی دیر گزر جانے کے باوجود مسلسل جاری ہے" ——— کرنل ٹام کے لہجے میں حیرت تھی۔

" باس۔ یہ ایئر لاک توڑنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ انہوں نے ایئر لاک لائن تلاش کر لی ہے۔ یہ لائن پورے دہانے کے گرد پھیلی ہوئی ہے۔ اور جب تک اس پوری لائن پر موجود ایئر ٹائٹ کرنے والے مادے کو کسی جگہ سے خارج نہ کیا جائے۔ ایئر لاک ختم نہیں ہو سکتا۔ اور میرے خیال میں یہ ایئر ایگزاسٹ کے لئے پوری لائن کی تلاشی لے رہے ہیں تاکہ کہیں سے کوئی کمزور پوائنٹ ملے تو اسے استعمال کیا جا سکے" ——— مرفی نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے۔ ان کی کوشش تم کامیاب کر دو۔ ایئر لاک توڑ کر الٹائن ریز مشین آن کر دینا کہ میں دیکھوں تو سہی کہ یہ کون لوگ ہیں" ——— کرنل ٹام نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ ادھر آپریٹنگ سیکشن میں آجائیے" ——— مرفی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ہال میں

واپس پہنچ گئے۔ ہال کے ایک کونے میں شفاف شیشے سے بنا ہوا ایک بڑا کمرہ تھا۔ جس کے اندر ایک سائیڈ پر ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ جو پوری دیوار جتنی عریض تھی۔ اور زمین سے چھت تک بلند تھی۔ یہ آپریٹنگ سیکشن تھا۔ یہاں سے اس پوری مشینری کو سپر کنٹرول کیا جاسکتا تھا۔ مرفی کرنل ٹام کے ساتھ اس کمرے میں داخل ہوا۔ مشین کے سامنے دو کرسیاں موجود تھیں۔ کرنل ٹام ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ مرفی مشین کی طرف بڑھا۔ اور اس نے اس کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ مشین کے اس حصے پر چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے۔ اور مختلف ڈائلوں پر سوئیاں بھی حرکت کرنے لگیں۔

"باس۔ اب میں ایرلاک توڑ رہا ہوں"۔۔۔۔ مرفی نے چند لمحوں تک ڈائلوں کو دیکھنے کے بعد مڑ کر کرنل ٹام سے کہا۔ اور کرنل ٹام نے سر ہلا دیا۔ مرفی نے ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کو زور سے اوپر کیا۔ تو مشین سے کافی دیر تک تیز سیٹی کی آواز گونجتی رہی جو آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔ پھر مرفی نے وہ ہینڈل نیچے کیا اور مشین کے اس حصے کے بٹن آف کر کے وہ اس کے دوسرے حصے کی طرف بڑھا اور اس نے اس حصے کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند بٹن پریس ہوتے ہی اس حصے میں موجود ایک بڑی سی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہوگئی ہے چند لمحوں تک اس پر آڑی ترچھی لکیریں سی نمودار ہوتی رہیں۔ پھر ایک جھماکے سے پہاڑی علاقے کا منظر ابھر آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی

کرنل ٹام بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ منظر وادی ارتاش کے شمالی کونے کا تھا۔ اور وہاں دو مقامی مرد اور ایک مقامی عورت جو زخمی بھی نظر آرہے تھے۔ زیرو ون کے تقریباً درمیان میں موجود تھے۔ ان میں سے ایک زمین پر جھکا ہوا تھا۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک برما تھا۔ جس کی لمبی سی نالی کا کچھ حصہ زمین کے اندر تھا اور برما باقاعدہ چل رہا تھا۔ وہ آدمی اس برمے کے اوپر پورا وزن ڈالے ہوئے تھا۔ برما شاید بیٹری سے کام کرتا تھا۔ سخت پہاڑی زمین جہاں برما کام کر رہا تھا۔ چنگاریاں سی نکلتی نظر آرہی تھی۔

"کرنل ٹام کرنل ٹام۔ یہ زیرو ون میں سوراخ کر رہے ہیں۔ ایرلاک ختم ہو جانے کی وجہ سے اب یہ سوراخ آسانی سے کرلیں گے۔ اور سوراخ کے اندر انہوں نے اگر کوئی بم پھینک دیا تو زیرو ون تباہ ہو جائے گا۔ اور لیبارٹری کے سارے حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے"۔۔۔۔ مرفی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ واقعی ہم سے حماقت ہوگئی ہے۔ ہمیں ایرلاک ختم نہ کرنا چاہیئے تھا۔ ایرلاک کی صورت میں یہ برما کام ہی نہ کر سکتا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ کرنل ٹام نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ایک کام ہو سکتا ہے۔ انہیں بے ہوش کیا جاسکتا ہے" مرفی نے اچانک کہا۔

"بے ہوش کیا جاسکتا ہے وہ کیسے"۔۔۔۔ کرنل ٹام نے چونک کر پوچھا

"باس ایرلاک ہول سے بے ہوشی کی گیس باہر پھینکی جاسکتی ہے" مرفی نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ ۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو پھر اب تک کھڑے کیوں ہو۔ کیا اس وقت حرکت میں آؤ گے جب یہ سوراخ کر کے بم پھینک چکے ہوں گے "۔۔۔۔ کرنل ٹام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

" سر ۔ سوراخ ہونے میں ابھی بہت وقت ہے ۔ یہ پہاڑی زمین ہے ۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ گیس انہیں زیادہ دیر تک بیہوش نہ رکھ سکے گی ۔ کیونکہ باہر کھلی فضا ہے ۔ گیس کا معمولی سا اثر ہی ہو گا ۔ یہ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے تک بے ہوش رہ سکیں گے ۔ اور آدھے گھنٹے بعد اگر انہوں نے اپنا کام پھر شروع کر دیا تو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

مرفی نے کہا۔

" تو پھر دوبارہ گیس فائر کر دینا "۔۔۔۔ کرنل ٹام نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" مگر باس کب تک گیس کی معمولی سی مقدار ہے ۔ زیادہ سے زیادہ دوبارہ استعمال ہو سکے گی ۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ان کے بیہوش ہونے پر ہم ایمرجنسی ہول کھول کر باہر آدمی بھیج کر ان کا خاتمہ کر دیں یا انہیں بے ہوشی کے عالم میں زیر زمین میں لا کر ان کا خاتمہ کر دیں تب یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے "۔۔۔۔ مرفی واقعی ذہین آدمی تھا۔

" اوہ ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو مرفی ۔ مجھے تمہاری ذہانت پسند ہے ۔ لیکن انہیں مارنے کے بعد مجھے ہمیشہ ہی خلش رہے گی کہ آخر کون لوگ ہیں ۔ اس لئے پہلے انہیں بے ہوش کر کے اندر لایا جائے پھر انہیں باندھ کر اور ہوش میں لا کر ان سے پوچھ گچھ کی جائے ۔ اس کے بعد انہیں اطمینان سے گولی ماری جا سکتی ہے "۔۔۔۔ کرنل ٹام نے

فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے سر ۔ لیکن یہ بات اصول کے خلاف ہے ۔ کہ کوئی اجنبی آدمی لیبارٹری کے اندر آئے "۔۔۔۔ مرفی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اوہ یو نانسنس ۔ یہ حصہ لیبارٹری کا تو نہیں ہے ۔ اصول نیچے والی لیبارٹری کے لئے ہے ۔ پھر تین بے ہوش پابند ہوئے آدمی ہمارے لئے کیا خطرہ بن سکتے ہیں ۔ چلو جلدی کرو انہیں بے ہوش کر کے اندر منگواؤ "۔۔۔۔ کرنل ٹام نے غصیلے لہجے میں کہا ۔ اور مرفی مڑا اور پھر اس نے مشین کے ایک اور حصے کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا ۔ چند لمحوں بعد جب وہ پیچھے ہٹا تو اچانک سکرین پر نظر آنے والے تینوں افراد یک لخت لڑکھڑائے اور پھر ہاتھ پیر مارتے ہوئے ٹیڑھے میڑھے انداز میں نیچے گر گئے ۔ برما جیس کی نال آدھی سے زیادہ زمین کے اندر جا چکی تھی اوپر سے وزن ہٹتے ہی خود بخود رک گیا تھا۔

" انہیں کرشن روم میں پہنچا دو اور پھر انہیں اچھی طرح کرسیوں سے باندھ دینا ۔ میں اپنے دفتر سے کوڑا لے آؤں ۔ آج بڑی مدت کے بعد مجھے اس کوڑے کو استعمال کرنے کا موقع ملے گا "۔۔۔۔ کرنل ٹام نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اس آپریٹنگ سیکشن سے باہر نکل گیا ۔ اس کی آنکھوں میں بڑی وحشیانہ سی چمک ابھر آئی تھی ۔ جیسے بڑے عرصے کے بعد ۔۔۔۔ کسی بھوکے درندے کو اپنا مرغوب شکار نظر آ گیا ہو ۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وادی
ارتاش کی بجائے ایک بڑے سے کمرے میں موجود بہت سی کرسیوں
میں سے ایک پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کے دائیں
طرف ٹائیگر تھا اور ٹائیگر کے بعد مادام ساگوری موجود تھی۔ وہ دونوں
ابھی تک بے ہوش تھے۔ اس بڑے کمرے کا جو کرسیوں کی تعداد
کے لحاظ سے کوئی میٹنگ روم نظر آ رہا تھا۔ سامنے دائیں کونے
میں موجود دروازہ بند تھا۔ کمرے کی چھت خاصی نیچی تھی۔ عمران کے
ذہن میں وہ منظر گھوم گیا جب وہ برمے سے سوراخ کر رہا تھا۔ کہ
اچانک اس کے ذہن پر اندھیرا اس سرعت سے کھیلا کہ وہ سنبھل
ہی نہ سکا۔ فرناڈو کو آسانی سے ٹائیگر نے گھیر لیا تھا۔ وہ احمق اکیلا
ہی وہاں آیا تھا۔ اور پھر عمران کے مخصوص انداز تشدد کے سامنے
فرناڈو زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا اور اس نے اسے لیبارٹری کا محل وقوع

ا بتادیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا تمام حفاظتی نظام بھی۔ کیونکہ فرناڈو
مد آدمی تھا جو اس لیبارٹری کی تعمیر میں باقاعدہ شامل رہا تھا۔ عمران نے
اڈو سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں بھی مزید تفصیلات حاصل کر
ں اور اس کے بعد فرناڈو کا خاتمہ کر کے اس نے اس کی جیب میں
جود ٹرانسمیٹر سے کال کر کے اس کے سب ساتھیوں کو وہاں وادی
تاش کے اندر اکٹھا کیا اور خود وہ ٹائیگر اور ساگوری کے ساتھ سپیشل
میں پہ پہنچ گیا۔ جہاں سے پیٹر۔ تھامسن اور ایمر آئے تھے۔ وہ اس جگہ
ا جہاں سے انتہائی آسانی سے وادی میں موجود افراد کا خاتمہ کیا جا
لتا تھا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ ان سب افراد کے وہاں پہنچتے ہی عمران کے
لم پر ٹائیگر نے راکٹ گنوں سے وادی میں اچانک بارش کر دی۔ اور
جہ یہ کہ وادی میں فرناڈو کے ساتھیوں کی لاشیں بکھر گئیں۔ عمران نے
ں خدشے کے پیش نظر کہ کہیں لیبارٹری کے اندر سے ان لاشوں کو
یک نہ کیا جا سکے۔ ان لاشوں کو ٹائیگر کی مدد سے ایک گہرے
ڑھے میں ڈال دیا۔ اب وہ مکمل طور پر آزاد ہو چکے تھے۔ چنانچہ انہوں
نے ان حفاظتی انتظامات کے خاتمے کا کام شروع کر دیا۔ ایرلاک لائن
نہوں نے تلاش کر لی تھی۔ لیکن اس کا کمزور پوائنٹ ہاتھ نہ آ رہا تھا۔
کیونکہ عمران جانتا تھا۔ کہ جب تک یہ ایرلاک نہ توڑا جائے لیبارٹری
کے باقی حفاظتی انتظامات کو بیکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن آدھے گھنٹے
کی مسلسل کوشش کے باوجود جب وہ ابھی کمزور پوائنٹ تلاش کر
رہے تھے کہ یک لخت ان کے دائیں ہاتھ پر لائن میں خود بخود
سوراخ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ائیرلاک ختم ہونے کی مخصوص آواز سے

وادی گونج اٹھی۔ اس جگہ کے قریب ٹائیگر موجود تھا۔ اس لئے انہوں
نے یہی سمجھا کہ ٹائیگر کی پیر کی ٹھوکر سے یہاں اس کا کوئی پوائنٹ ہو
گا جو کھل گیا تھا۔ بہرحال یہ ان کے لئے خاصی حوصلہ افزا بات تھی۔
اس لئے عمران نے ان لوگوں کے سٹور سے ہی حاصل کئے ہوئے
بیٹری سے چلنے والے مخصوص برمے سے سوراخ کرنا شروع کر دیا۔ یہ برما
شاید اس لئے لایا گیا تھا تاکہ برمے سے کسی تنگ سوراخ کو کھلا کر کے
اُسے آسانی سے فل کیا جا سکے۔ بہرحال انہیں یہ کام دے رہا تھا۔
اور عمران کا پروگرام تھا کہ اس کھلے سوراخ کے اندر طاقتور بم ڈال دیا
جائے تو لازماً حفاظتی انتظام کو کسی حد تک بیکار کیا جا سکتا ہے۔ لیکن
ابھی وہ سوراخ کر ہی رہا تھا کہ اچانک ذہن پر تاریکی چھا گئی اور اب
جب یہ تاریکی دور ہوئی ہے تو وہ تینوں اس کمرے میں موجود تھے۔
اُسی لمحے ٹائیگر کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی اور اس نے بھی آنکھ
کھول دیں۔ پہلے تو وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔
"یہ کون سی جگہ ہے عمران صاحب" ـــــ ٹائیگر نے عمران کو
ہوش میں دیکھ کر حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔
"چھت کی کم بلندی اور اس کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ کوئی
گراؤنڈ جگہ ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ ہم اس وقت اس لیبارٹری
کے اندر کسی کمرے میں ہیں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا
"اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے ہمیں اندر سے چیک
کیا اور پھر بے ہوش کر کے یہاں لے آئے" ـــــ ٹائیگر نے
کہا۔

"شکر کرو گولی مار کر اندر نہیں لے آئے" ـــــ عمران نے منہ
بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور ٹائیگر نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ
واقعی شکرانہ ادا کر رہا ہو۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات
ہوتی ساگوری نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے بھی
ہوش میں آتے ہی وہی سوال کیا جو ٹائیگر نے کیا تھا۔ اور عمران نے
اسے وہی جواب دیا جو اس نے ٹائیگر کو دیا تھا۔
"لیکن یہ تو ہمیں لازماً مار ڈالیں گے" ـــــ ساگوری نے قدرے
خوفزدہ لہجے میں کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب
دیتا کمرے کا اکلوتا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور وہ تینوں
چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔
دروازے میں ایک لمبا تڑنگا۔ لحیم شحیم آدمی داخل ہو رہا تھا۔
اس کے جبڑے اور سر خاصا بڑا تھا۔ چہرے پر بے پناہ سختی اور
آنکھوں میں وحشیانہ چمک تھی۔ اس نے ایک ہاتھ میں ہنٹر پکڑا
ہوا تھا۔ اس کے پیچھے ایک الجھے بالوں والا نوجوان تھا۔ جس کی
فراخ پیشانی اس کے ذہین ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔ وہ دونوں ہی
اندر آئے تھے اور اس نوجوان نے اندر آتے ہی مڑ کر اکلوتا دروازہ
بند کر دیا۔ آگے والا لحیم شحیم آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کو
گھورتا ہوا آگے بڑھتا چلا آیا۔
"سنو۔ میرا نام کرنل ٹام ہے۔ اور میرا کوڑا تمہارے جسموں
پر زخموں کے پھول سجانے کے لئے بڑی طرح بے چین ہے۔ لیکن
میں تمہیں پہلا اور آخری موقع دیتا ہوں کہ تم سب کچھ مجھے صاف

صاف بتا دو کہ تم کون ہو اور کیوں اس لیبارٹری کے زیرو زون
میں سوراخ کر کے اسے کھولنا چاہتے تھے۔ اور یہ بات بھی سن لو کہ
اگر تم نے درست جواب نہ دیا تو پھر میرا ہاتھ حرکت میں آ جائے گا۔
اور اس کے بعد اسے روکنا کسی کے بس کی بات نہ ہو گی"۔۔۔۔
کرنل ٹام نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے
چہرے کی بناوٹ اور اس کی آنکھوں میں موجود وحشیانہ چمک
دیکھ کر ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ یہ شخص پاگل پن کی حد تک پہنچا ہوا
غصہ ور۔ اور اذیت پسند آدمی ہے۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ وہ
جو کچھ کہہ رہا ہے واقعی اس پر عمل بھی کر گزرے گا۔
"موقع دینے کا شکریہ کرنل ٹام۔ میرا نام پرنس ہے۔ میرے
ساتھی کا نام ٹائیگر اور ساتھی عورت کا نام مادام ساگوری ہے۔
سب کچھ پوری تفصیل سے بتانے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اس
لیبارٹری کے سب سے بڑے افسر کو کیونکہ یہ اتنی اہم بات ہے
کہ اگر یہ کسی عام آدمی کے کانوں تک پہنچ گئی تو پھر اس لیبارٹری
تیار ہونے والے ہتھیار کی تیاری مکمل طور پر خطرے میں پڑ جائے
عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔ چونکہ کرنل ٹام اور یہ نوجوان دو
اکیلے اندر آئے تھے اس لئے عمران نے ان سے نمٹنے کا پلان فوراً
لیا تھا لیکن پہلے وہ بنیادی معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا۔ اُسے
چونکہ کرسی سے عام سی رسی سے باندھا گیا تھا اس لئے اس رسی کو
ناخنوں میں موجود بلیڈوں سے کاٹنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا او
ہوش میں آنے کے بعد سے ہی اس نے اس کام کا آغاز کر دیا

اور جب کرنل ٹام اور وہ نوجوان اندر آئے تھے وہ اپنا کام مکمل کر چکا
تھا۔ اب رسی اس حد تک کٹ چکی تھی کہ ذرا سا جھٹکا دینے سے ٹوٹ
سکتی تھی۔ اور مکمل رسی اس نے اس لئے نہ کاٹی تھی کہ اس کے جسم کے
گرد صرف رسی کا ایک بل دیا گیا تھا۔ اگر وہ مکمل رسی کاٹ دیتا تو پھر
رسی ڈھیلی ہو کر نیچے گر جاتی۔ اس طرح سامنے کھڑے کرنل ٹام کو علم ہو
جاتا۔ چونکہ اس کی دونوں کلائیاں بھی رسی سے باندھی گئی تھیں۔ اس
لئے اب وہ اس رسی کو کاٹنے میں مصروف تھا۔ ویسے اُسے اپنے
باندھے جانے کے انداز اور کرنل ٹام اور اس نوجوان کے ہاتھ میں
بظاہر کوئی اسلحہ نہ دیکھ کر ہی احساس ہو گیا تھا کہ یہ لوگ یا تو انتہائی
پُر اعتماد ہیں یا پھر عام افراد ہیں۔ بہرحال وہ تربیت یافتہ افراد نظر نہ
آ رہے تھے اور وہ الجھے بالوں والا نوجوان تو لڑائی بھڑائی کے میدان
کا آدمی ہی نہ لگ رہا تھا۔
"میرا نام کرنل ٹام ہے اور میں لیبارٹری کا انتظامی انچارج ہوں۔
یہ مرفی ہے۔ یہ یہاں موجود تمام مشینری کا آپریٹنگ انچارج ہے۔
لیکن تم مجھے چکر دینے کی کوشش مت کرو۔ کسی آٹانی کے پاس
کوئی معلومات ہو ہی نہیں سکتیں۔ جیسا تم بتا رہے ہو۔ سیدھی طرح بتا
دو سب کچھ"۔۔۔۔ کرنل ٹام نے غراتے ہوئے کہا۔
"اوہ۔ پھر تو مسٹر مرفی بھی یہاں کے اہم آدمی ہوئے۔ ٹھیک ہے
اب مجھے بتانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے تو کرنل ٹام اور مسٹر
مرفی اس لیبارٹری میں ایک روسیاہی ایجنٹ موجود ہے۔ جس نے
یہاں کے کسی اہم سائنسدان کو قتل کر کے اس لیبارٹری پر قبضہ کرنے

اور یہاں تیار ہونے والے ہتھیار کو خفیہ طور پر روسیاہ کے حوالے کرنے کا پلان بنایا ہے ہم دونوں کا تعلق ایکریمیا کے حلیف ملک پاکیشیا سے ہے۔ جب کہ مادام ساگوری آشان سیکرٹ سروس کی چیف ہیں۔ چونکہ یہاں ایکریمیا اپنے کسی ایجنٹ کو براہِ راست نہ بھیج سکتا تھا۔ کیونکہ اس طرح روسیاہ والے حرکت میں آجاتے اس لئے ایکریمیا نے پاکیشیا حکومت سے درخواست کی اور پاکیشیا حکومت نے ہم دونوں کو یہاں بھیجا۔ اور مادام ساگوری بذاتِ خود ہماری مدد کر رہی ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے ساتھ ایجنٹ نہیں لئے تاکہ یہ بات کسی کے نوٹس میں نہ آئے۔ چونکہ ایسا کوئی ذریعہ نہ تھا کہ اس روسیاہی ایجنٹ کی نظروں میں آئے بغیر آپ لوگوں تک پہنچا جا سکے۔ اس لئے ہم نے یہ پلان بنایا کہ ہم دشمن کے روپ میں اندر آئیں۔ اصل بات تو یہ ہے آگے آپ کی مرضی۔ آپ چاہیں تو ہمیں قتل کر دیں اور لیبارٹری پر روسیاہ کا قبضہ کرا دیں۔ چاہیں ہمارے ساتھ تعاون کر کے اس ایجنٹ کو گرفتار کر کے لیبارٹری کو بچا لیں" ——— عمران نے بڑے پر اعتماد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم ——— تم پاکیشیائی ہو نہیں سکتے۔ تم تو آشانی ہو" ——— کرنل ٹام کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔ اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کرنل ٹام اس قدر احمق بھی ہو سکتا ہے۔ سمجھ نہیں آتا کیا سوچ کر اُسے یہاں کا انتظامی انچارج بنایا گیا تھا۔ شاید یہ سوچ کر اس لیبارٹری کے اندر کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا اس لئے اگر کرنل ٹام جیسے آدمی کو یہاں کا انتظامی انچارج بنا دیا جائے تو کوئی حرج نہیں

ہے۔

"ہم دونوں میک اپ میں ہیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ مگر میں کیسے یقین کر لوں کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو درست ہے" [کر]نل ٹام نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس اور تو کوئی ثبوت نہیں۔ البتہ ہم ایک ثبوت ایسا [د]ے سکتے ہیں جس سے تمہیں یقین آجائے گا کہ ہم دوست ہیں دشمن [نہیں]" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھ رسی [کی] گرفت سے آزاد کر چکا تھا۔

"وہ کون سا ثبوت ہے" ——— کرنل ٹام نے چونک کر کہا اور [دوسرے] لمحے عمران یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے جسم کے [گرد] رسی ٹوٹ کر نیچے جا گری۔ پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں کرنل ٹام [اور] اس کے ساتھ موجود مرفی دونوں بُری طرح چیختے ہوئے اچھل کر پچھلی [دیوا]ر سے ٹکرائے اور پھر نیچے گر پڑے۔ جب کہ کرنل ٹام کے ہاتھ میں پکڑا [ہوا] ہنٹر اب عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں انتہائی خوف زدہ انداز میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ لو اپنا ہنٹر" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے ہنٹر کرنل ٹام کی [طرف] اچھالتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ٹام نے جھپٹ کر ہنٹر کو پکڑ لیا۔

"یہ ثبوت ہے۔ اگر میں چاہتا تو اسی ہنٹر سے چند لمحوں میں تم دونوں [کی] کھالوں کے ٹکڑے اتار کر اپنے ڈرائنگ روم میں سجا لیتا۔ جہاں [پہلے] ہی میرے دشمنوں کی کھالوں کے ٹکڑے سجے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ

دشمن تھے۔ جب کہ تم دوست ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

" اوہ اوہ۔ تم نے کس طرح رسیوں سے چھٹکارا حاصل کیا"۔۔۔۔ کرنل ٹام کے لہجے میں انتہائی حیرت تھی۔

" حکومت ایکریمیا نے ہم دونوں کو صرف ہماری شکلیں دیکھ کر اس بات پر مامور نہیں کیا کہ ہم روسیاہی ایجنٹوں کی اس خوف ناک سازش کا مقابلہ کریں وہ ہمارے کام کو اچھی طرح جانتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" اوہ۔ واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تم حیرت انگیز آدمی ہو۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ تم اس طرح بھی صورت حال کو بدل سکتے ہو"۔۔۔۔ کرنل ٹام اب پوری طرح عمران کے داؤ میں آچکا تھا۔

" ہماری یہاں موجودگی کا علم اور کس کس کو ہے"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت بڑے پُر اسرار انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

" صرف مرفی کے تین آدمیوں کو علم ہے۔ وہی تمہیں باہر سے لائے تھے۔ کیوں"۔۔۔۔ کرنل ٹام نے چونک کر پوچھا۔

" اس غدار کو کہیں علم نہ ہو گیا ہو"۔۔۔۔ عمران نے اپنے لہجے میں گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" غدار۔ وہ روسیاہی ایجنٹ۔ مگر وہ تو نیچے لیبارٹری میں ہے۔ تب ہی وہ سر ڈاکٹر الف کو قتل کر سکتا ہے۔ تم خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ وہ اہم سائنسدان کو قتل کر کے لیبارٹری پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں"۔ کرنل ٹام نے کہا۔ اور عمران اس کے اس جواب سے ساری صورت حال سمجھ گیا۔ وہ پہلے اس لیبارٹری کا اندرونی نقشہ دیکھ چکا تھا۔ اس

نقشے میں دو پورشن تو موجود تھے۔ لیکن اس نقشے سے یہ واضح نہ ہو رہا تھا کہ یہ دو پورشن اوپر نیچے بنائے گئے ہیں۔ اور اب یہ بات بھی سامنے آگئی تھی کہ حکومت نے کرنل ٹام جیسے احمق کو کیوں انتظامی انچارج بنا رکھا ہے۔ چونکہ اس کا کوئی تعلق اصل لیبارٹری سے نہ تھا۔ اس لئے وہ واقعی صرف بیرونی انتظام ہی کر سکتا تھا۔

" کرنل ٹام صورت حال انتہائی خطرناک ہے۔ وہ روسیاہی ایجنٹ کسی بھی لمحے اپنا آپریشن شروع کر سکتا ہے۔ اس لئے ہمیں وقت ضائع کرنے کی بجائے فوراً حرکت میں آجانا چاہیئے۔ ویسے میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس مشن کے اختتام پر حکومت ایکریمیا کو تمہارے اور مرفی کے متعلق تحریری رپورٹ کروں گا۔ کہ تم دونوں نے اس مشن میں بے حد تعاون کیا ہے اور تمہارے تعاون کی وجہ سے ہی حکومت ایکریمیا کا یہ اہم ترین مشن مکمل ہو سکا ہے۔ صدر ایکریمیا میرے ذاتی دوست ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ میری رپورٹ پر وہ تم دونوں کو اعلیٰ ترین عہدوں پر ترقی بھی دیں گے اور تمغے بھی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے پر اعتماد لہجے میں کہا اور کرنل ٹام اور مرفی دونوں کے چہرے یک لخت کھل اٹھے۔

" ہم پوری طرح تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں پرنس۔ لیکن اصل لیبارٹری میں تو کوئی بھی نہیں جا سکتا۔ پھر کیسے اس ایجنٹ کو گرفتار کیا جائے گا۔ میرا رابطہ سر الف سے صرف وائرلیس فون پر ہوتا ہے۔ اور وہ بھی اس وقت جب سر الف کو کوئی خاص حکم دینا ہوتا ہے۔ ورنہ انہوں نے پہلے دن سے سختی سے منع کر رکھا ہے کہ میں انہیں کال

کر کے ڈسٹرب نہ کر دں" ـــــ کرنل ٹام نے جلدی جلدی کہا۔
" تم مجھے اپنے دفتر لے چلو اور اس حصے کی پوری تفصیلات بھی بتاؤ۔
تاکہ میں فوری طور پر اس مشن کے لئے کوئی لائحہ عمل طے کر سکوں ایک
ایک لمحہ قیمتی ہے" ـــــ عمران نے انتہائی متفکر لہجے میں کہا۔
" ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ـــــ کرنل ٹام نے
سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" مرفی۔ تم میرے ساتھیوں کو آزاد کراؤ" ـــــ عمران نے خاموش
کھڑے مرفی سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔
اور چہرے پر قدرے تذبذب کے آثار نمایاں تھے۔
" مرفی صاحب کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں مادام
ساگوری کو کھول دیتا ہوں" ـــــ ٹائیگر نے یک لخت مسکرا کر
کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ٹام اور مرفی
دونوں کے چہرے ایک بار پھر حیرت سے بگڑنے لگے۔
" تت ـــ تت ـــ تم نے بھی رسیاں کھول لیں۔ مگر کیسے۔ کیا تم
جادوگر ہو" ـــــ کرنل ٹام نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
" ذہانت سب سے بڑا جادو ہوتا ہے۔ کرنل ٹام" ـــــ ٹائیگر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مادام ساگوری کی طرف بڑھ گیا جو کرنل
ٹام اور مرفی دونوں سے زیادہ حیرت زدہ نظر آ رہی تھی۔
" تت ـــ تت ـــ تم دونوں نے کیسے رسیاں کھول لیں۔ میری
سمجھ میں تو نہیں آیا" ـــــ مادام ساگوری نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

" تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکتی۔ تم سیکرٹ سروس کی چیف جو
ہوئیں" ـــــ ساگوری کی کلائیوں کی رسیاں کھولتے ہوئے ٹائیگر نے
انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا تو مادام ساگوری کے ہونٹ یک لخت بھنچ گئے۔
لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا خاموش ہو رہی۔
" آؤ پرنس" ـــــ کرنل ٹام نے عمران سے کہا۔ اور پھر وہ سب ایک
دوسرے کے ساتھ چلتے ہوئے اس بڑے کمرے سے نکلے۔ کرنل ٹام
اور مرفی نے عمران کے کہنے پر انہیں اس پورے حصے کا تفصیلی معائنہ
کرایا۔ عمران نے خاص طور پر وہاں نصب مشینری چیک کی اور پھر مرفی
تو وہیں آپریٹنگ سیکشن میں رہ گیا۔ جب کہ عمران اپنے ساتھیوں کے
ساتھ کرنل ٹام کے ہمراہ اس کے دفتر میں آگیا۔ اس کی آنکھوں میں
عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اپنے مشن کی
تکمیل کے لئے کوئی واضح لائحہ عمل تیار کر چکا ہو۔
" کہاں ہے وہ وائرلیس فون۔ جس سے سر رالف سے بات ہوتی
ہے" ـــــ عمران نے دفتر میں داخل ہوتے کہا اور کرنل ٹام نے میز
پر موجود سرخ رنگ کے ایک فون کی طرف اشارہ کر دیا۔
" کیا تم دونوں کے درمیان بات چیت کے لئے کوئی کوڈ مقرر
ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔
" کوڈ ـــ نہیں یہاں کوڈ کی کیا ضرورت ہے۔ سر رالف میری
آواز پہچانتے ہیں اور میں ان کی" ـــــ کرنل ٹام نے بھنویں اچکاتے
ہوتے کہا
" او۔ کے۔ پھر ڈاکٹر رالف سے بات کر دو۔ اور اسے بتاؤ کہ تمہیں

ایکریمیا سے ٹرانسمیٹر پر کال آئی ہے۔ اور حکام جاننا چاہتے ہیں کہ مشن کی تکمیل میں اب کتنا عرصہ باقی رہ گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن کیوں۔ اس سے فائدہ"۔۔۔۔ کرنل ٹام نے چونک کر پوچھا۔

"اس سے یہ فائدہ ہوگا کرنل ٹام کہ ہمیں یہ پتہ چل جائے گا کہ ایجنٹ کب اپنا کام کرے گا۔ کیونکہ خفیہ معلومات یہی ملی ہیں کہ وہ اس وقت حرکت میں آئے گا جب کام مکمل ہو چکا ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ پھر تو واقعی اس بات کا علم ہونا چاہیئے"۔۔۔۔ کرنل ٹام نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران مسکرایا۔ ٹائیگر کی آنکھوں میں بھی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔ کیونکہ کرنل ٹام جیسا احمق آدمی واقعی پہلے اس کی نظروں سے نہ گزرا تھا جو بغیر سوچے سمجھے کسی معمول کی طرح عمران کی باتوں پر مکمل اعتماد کئے چلا جا رہا تھا۔

کرنل ٹام نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھایا اور فون بیس کے درمیان میں موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔۔۔۔ کرنل ٹام کالنگ۔ سر ڈاکٹر رالف سے بات کرائیں"

کرنل ٹام نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ دوسری طرف سے فون ڈاکٹر رالف کے کسی اسسٹنٹ نے اٹھایا ہوگا۔

"یس۔۔۔۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز ایسی کاٹ دار تھی جیسے فولادی چھری اور چیخ کر بولنے کی وجہ سے ساتھ کھڑے عمران کے کانوں تک یہ آواز آسانی سے پہنچ رہی تھی۔

"۔۔۔سر ڈاکٹر رالف۔ میں کرنل ٹام بول رہا ہوں۔ ایکریمیا سے ابھی یمیٹر کال آئی ہے۔ ڈیفنس منسٹر صاحب کی۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے ہیں آپ سے پوچھ کر انہیں بتاؤں کہ بلڈنگ مکمل ہونے میں ابھی کتنا ت باقی ہے"۔۔۔۔ کرنل ٹام کا لہجہ اس بار تحکمانہ ہونے کی بجائے یک مانگنے والوں جیسا ہو گیا تھا۔

"کیوں۔۔۔۔ کیوں پوچھ رہے ہیں وہ۔ کیا ضرورت پڑ گئی ہے انہیں چھنے کی"۔۔۔۔ سر رالف کی آواز میں بے پناہ جھلاہٹ تھی۔

"یس۔۔۔۔ سر۔ میں کیا بتا سکتا ہوں"۔۔۔۔ کرنل ٹام نے مزیادہ سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں بتا سکتے۔۔۔۔ اوہ ہاں تم جیسے احمق کو انہوں نے ہاں شاید رکھا ہی اس لئے ہے تاکہ تم کوئی بات بتا ہی نہ سکو۔ بہرحال ہیں بتا دو کہ ایک ہفتے کا کام باقی رہ گیا ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف ے تیز اور جھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ تم ہو گیا۔

کرنل ٹام نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ سر رالف سے اتنی سی بات کرنے سے بھی اس کی پیشانی پر پسینے کے رے چمکنے لگے تھے۔

"ایک ہفتہ بہت ہے کرنل ٹام۔ اب ہم اطمینان سے کام کر ہیں گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ٹام نے بھی ثبات میں سر ہلا دیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات ہوتی اچانک

کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دروازے میں ایک لمحے کے لئے مرفی کی شکل نظر آئی دوسرے لمحے دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ دھماکہ اس کے ذہن کے اندر کہیں ہوا ہو۔ اور دھماکے کے ساتھ ہی اس کا ذہن کیمرے کے بند ہونے والے شٹر جیسی تیزی سے تاریک ہو گیا۔

پرنس ⏤ اور اس کے ساتھیوں کے کرنل ٹام کے ساتھ اس کے فر جانے کے بعد مرفی اپنے آپریٹنگ سیکشن میں واپس آ گیا۔ بکن جو کچھ ہوا تھا اس سے مرفی کا ذہن بُری طرح الجھ گیا تھا۔ اس کے ہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی ہت بڑا خطرہ ہر لمحے نزدیک سے نزدیک آتا جا رہا ہو۔ پرنس اور ائیگر کے اس طرح رسیاں کھول کر کرسیوں سے اٹھ کھڑا ہونا۔ اور پھر پلک جھپکنے میں کرنل ٹام اور اس کا اچھل کر دیوار سے ٹکرانا۔ اُسے اقعی یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے یہ لوگ انسانوں کی بجائے کوئی جادوگر ہوں اور یہ بات بھی اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی کہ حکومت ایکریمیا کسی روسیاہی ایجنٹ کے خلاف کے لئے پاکیشیائی اور آٹانی ایجنٹ بھیجے گی۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ لیبارٹری اسرائیل کے لئے کس قدر اہم ہے۔ کرنل ٹام ایکریمی تھا۔ جب کہ وہ خود یہودی تھا۔

اور اسرائیل کی ہی ایک خفیہ لیبارٹری میں کام کرتا رہا تھا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود وہ بظاہر کچھ بھی نہ کر سکتا تھا۔ کیونکہ بہرحال کرنل شام اس پورے حصے کا مکمل انچارج اور ذمہ دار تھا۔ لیکن اس کے ذہن پہ چھائی ہوئی بے چینی اور اضطراب کسی طور پر بھی دور نہ ہو رہی تھی۔ اور دور ہوتا تو ایک طرف لمحہ بہ لمحہ اس میں خود بخود اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور وہ بری طرح چونک کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے لمحے وہ آپریٹنگ سیکشن کے ایک کونے میں موجود ایک ریک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ریک کے درمیانے خانے میں موجود ایک چھوٹا سا باکس اٹھایا اور اسے لا کر اس نے دیوار کے ساتھ نصب بڑی مشین کے ایک خانے کے اندر فٹ کر دیا۔ پھر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد مشین کے اس حصے میں سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ مرفی نے ایک بٹن دبایا تو تیز سیٹی کی آواز بند ہو گئی۔ اور اب اس کی جگہ ایسی آواز آنے لگی جیسے صحرا میں تیز آندھی چل رہی ہو۔ یہ آواز آہستہ آہستہ مدھم ہوتی گئی۔

"یس ـــــ ڈی۔ آئی۔ ہیڈ کوارٹر اوور" ـــــ ایک ہلکی سی آواز مشین سے نکلی۔

"چیف سے بات کرائیں۔ میں بی۔ آر لیبارٹری سے مرفی بول رہا ہوں اوور" ـــــ مرفی نے تیز لہجے میں کہا۔

"بی۔ آر لیبارٹری اوور" ـــــ دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

یس۔ فرام آٹان۔ میں اس لیبارٹری کے فیز دن کا مشینری ج ہوں اوور" ـــــ مرفی نے کہا۔

اوکے اوور" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ہی مشین پر خاموشی سی چھا گئی۔

ہیلو ـــــ چیف آف ڈی۔ آئی۔ کون ہو تم اور تمہیں اس وسی فریکونسی کا کیسے علم ہوا اوور" ـــــ چند لمحوں بعد ہی ایک ہوئی آواز سنائی دی۔

جناب ـــ اسرائیل کی ایس۔ جی۔ ڈیفنس لیبارٹری میں سیکورٹی میجر اسبارو میرا دوست تھا۔ وہ آپ کا ماتحت تھا اور اکثر ے سامنے ہیڈ کوارٹر بات کرتا رہتا تھا۔ اس لئے مجھے فریکونسی آپ کے متعلق علم تھا اس لئے جناب میں نے ٹاپ لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر آپ کو کال کیا ہے اوور" ـــــ مرفی نے تفصیل ے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مگر کیوں کال کی ہے اوور" ـــــ چیف کے لہجے میں اب شدید حیرت تھی۔

جناب۔ بلڈ ریز یعنی بی۔ آر۔ لیبارٹری اسرائیل اور ایکریمیا مشترکہ مشن ہے۔ اور انتہائی اہم ترین مشن ہے۔ سر ڈاکٹر رالف دنیا کا سب سے خوفناک ہتھیار تیار کر رہے ہیں لیبارٹری مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ بنایا گیا ہے۔ اور اس کا رابطہ مکمل طور پر دنیا سے کاٹ دیا گیا ہے۔ اس کے انتظامی حصے کا انچارج شام ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے میں نے چیک کیا کہ اس کے

مخصوص سیلڈ حصے کو باہر سے کھولنے کی کوشش کی جا رہی ہے
میں نے کرنل ٹام کو اطلاع دی۔ پھر ہم نے چیک کیا تو باہر سے اسے
کھولنے کی کوشش کرنے والے تین ایشائی افراد تھے۔ جن میں دو
اور ایک عورت تھی۔ کرنل ٹام کے حکم پر میں نے انہیں بے ہوش
کیا اور پھر انہیں اندر لا کر کرشی ہال میں کرسیوں پر رسیوں سے باندھ
دیا۔ کرنل ٹام اور میں جب ان سے پوچھ گچھ کے لئے گئے تو یہ تینوں
ہوش میں آ چکے تھے۔ ان میں دو نے اپنا تعلق پاکیشیا سے
جب کہ تیسری عورت کے متعلق بتایا گیا کہ وہ آئی لینڈ سیکرٹ سروس
کی چیف ہے۔ ان میں سے ایک آدمی اپنا نام پرنس بتا رہا ہے
جب کہ دوسرا ٹائیگر۔ کرنل ٹام ان کے ساتھ مکمل تعاون کر رہا ہے
لیکن جناب مجھے وہ لوگ انتہائی خطرناک لگ رہے ہیں۔ میں اگر
فیلڈ کا آدمی تو نہیں ہوں لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ یہ لوگ ہمارے
دوست نہیں دشمن ہیں۔ اچانک مجھے آپ کا خیال آ گیا تو میں نے
کہ آپ سے بات کر لوں۔ تاکہ میری تسلی ہو جائے اوور"۔۔۔۔ مرفی نے
تیز تیز لہجے میں کہا۔

"پاکیشیائی اور پرنس۔ پورا نام کیا بتایا اس نے اوور"۔۔۔۔
دوسری طرف سے بری طرح چونک کر پوچھا گیا۔

"جناب۔ یہی نام بتایا ہے اس نے۔ ویسے وہ شخص جادوگر
کی طرح کام کرتا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو بندھی ہوئی رسیوں
کھول لیا۔ اور کرنل ٹام اور مجھے پلک جھپکنے میں اچھال دیا۔ انتہائی
تیز طرار آدمی ہے اوور"۔۔۔۔ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اوہ ویری بیڈ۔ کہیں یہ پاکیشیا کا علی عمران نہ ہو۔ وہی اپنے آپ
کو پرنس آف ڈھمپ کہلاتا ہے۔ اگر وہ ہے تو پھر لیبارٹری شدید
خطرے میں ہے۔ وہ اس وقت کہاں ہے اوور"۔۔۔۔ دوسری
طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"جناب وہ سب کرنل ٹام کے دفتر میں ہیں اوور"۔۔۔۔ مرفی نے
جواب دیا۔

"کیا تم کسی طرح انہیں بے ہوش کر سکتے ہو۔ اس طرح کہ انہیں آخری
وقت تک احساس نہ ہو سکے۔ مجھے تو اس لیبارٹری کے بارے میں
تفصیلات کا علم نہیں ہو سکتا ہے یہ وہ نہ ہو جو میں سمجھ رہا ہوں۔ اس
لئے اگر تم کسی طرح انہیں بے ہوش کر دو تو میں اعلیٰ حکام کے ذریعے
ایکریمیا کے اعلیٰ حکام سے ساری تفصیلات معلوم کر سکتا ہوں اوور"
دوسری طرف سے چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میرے پاس انتہائی زود اثر گیس کا ایک کیپسول
موجود ہے۔ ایک خصوصی مشینری کو چیک کرنے کے لئے یہ گیس استعمال
ہوتی ہے۔۔۔۔ لیکن اگر مشینری سے ہٹ کر اسے توڑا جائے تو یہ
چند گھنٹوں تک کے لئے آدمی کو بے ہوش کر سکتی ہے۔ باقی
کیپسول تو اس مشینری کی چیکنگ میں کام آ گئے تھے۔ ایک بچ گیا
تھا"۔۔۔۔ مرفی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اسے استعمال کرو اس طرح کہ ان لوگوں کو آخری
وقت تک اس کا احساس نہ ہو۔ پھر مجھے کال کرو تاکہ میں اپنا کام شروع
کر سکوں اوور"۔۔۔۔ ڈیفنس انٹیلی جنس کے چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی آپ کو کال کر کے رپورٹ دیتا ہوں اوۂ
اینڈ آل"۔۔۔ مرفی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر کے بٹن آ
کر کے وہ تیزی سے دوبارہ کونے میں موجود اسی ریک کی طرف
گیا۔ جس میں سے اس نے ڈبہ اٹھایا تھا۔ ریک کا سب سے
خانہ الماری کی طرح بند تھا۔ اس نے اُسے کھولا۔ اور اندر سے گ
ایک ڈبہ باہر نکالا۔ گتے کے اس ڈبے میں بہت سے چھوٹے چھ
خانے بنے ہوئے تھے۔ باقی سب خانے تو خالی تھے۔ البتہ ایک
میں تیز نیلے رنگ کا ایک چھوٹا سا کیپسول موجود تھا۔ اس نے ا
سے وہ کیپسول اٹھایا اور پھر اُسے جیب میں رکھ کر اس نے ڈبہ
خانے میں رکھ کر خانہ بند کر دیا۔ اس کے بعد وہ جیب میں ہاتھ ڈ
اس کیپسول کو مٹھی میں دبائے تیزی سے آپریٹنگ سیکشن سے
کر مشین ہال سے گزرتا ہوا راہداری میں آ گیا۔ اب اس کا رخ
ٹام کے دفتر کی طرف تھا۔ دفتر کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ دف
اندر سے آواز سنائی دے رہی تھی۔ کرنل ٹام فون پر بات کر
مرفی نے کیپسول والی بند مٹھی جیب سے باہر نکالی اور پھر اس نے
بڑھ کر زور سے بند دروازے پر لات ماری دروازہ کھلتے ہی اس
کیپسول اندر فرش پر پھینکا اور خود بجلی کی سی تیزی سے واپس راہد
دوڑ پڑا۔ وہ اس انتہائی زود اثر گیس کے حملے سے اپنے آپ
چاہتا تھا۔ ایک موڑ مڑ کر وہ رک گیا۔ چند لمحے وہ وہاں کھڑا
سے سانس لیتا رہا۔ اس کا چہرہ بے پناہ جوش کی وجہ سے
طرح سرخ ہو رہا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ لیبارٹری میں موجود مخ

سکنگ ایر نظام چند لمحوں میں ہی گیس کو کھینچ کر مخصوص لائنوں کے ذریعے
لیبارٹری سے کافی دور ایک پہاڑی میں پہنچا کر بیرونی ہوا میں ملا دے
گا۔ لیبارٹری میں تازہ ہوا کی آمد اور گندی ہوا کی نکاسی کے لئے انتہائی
جدید ترین نظام قائم کیا گیا تھا۔ تازہ ہوا بھی مسلسل مخصوص پائپ لائنوں
کے ذریعے ایک پہاڑی غار سے کھینچ کر لیبارٹری میں مسلسل پہنچتی رہتی
تھی۔ اور اس طرح گندی ہوا بھی خود بخود کھینچ کر پائپ لائنوں کے ذریعے
دور ایک اور پہاڑی غار میں پہنچتی تھی اور پھر وہاں سے نکل کر باہر فضا
میں پھیل جاتی تھی۔ غاروں کا انتخاب اس لئے کیا گیا تھا تاکہ اس سسٹم
کو فضا سے چیک نہ کیا جا سکے۔

چند لمحے موڑ پر کھڑے رہنے کے بعد جب مرفی کو یقین ہو گیا کہ
اب وہ زود اثر گیس نکل گئی ہو گی تو وہ تیزی سے واپس کرنل ٹام کے
دفتر کی طرف دوڑ پڑا۔ دروازہ ویسے ہی کھلا ہوا تھا۔ اور دفتر میں کرنل
ٹام سمیت پرنس اور اس کے ساتھی ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے ہوش
پڑے ہوئے تھے۔ چند لمحوں تک مرفی انہیں غور سے دیکھتا رہا۔ اس
کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
دروازہ بند کیا اور واپس مشین ہال کی طرف دوڑ پڑا۔ آپریٹنگ
سیکشن میں پہنچتے ہی اس نے تیزی سے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن کرنا شروع
کر دیا۔

"یس۔ ڈی۔ آئی ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ جب صحرا
میں آندھی چلنے کا شور مدھم ہوا تو ایک آواز سنائی دی۔

"مرفی بول رہا ہوں۔ چیف سے بات کراؤ اوور"۔۔۔ مرفی نے

تیز لہجے میں کہا۔

"یس مرفی۔ میں چیف تمہاری کال اٹنڈ کر رہا ہوں۔ کیا ہوا اوور"
دوسرے لمحے چیف کی تیز آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں نے ان سب کو بے ہوش کر دیا ہے۔ اب وہ کئی گھنٹوں تک ہوش میں نہیں آ سکتے اوور"۔۔۔۔ مرفی نے جواب دیا۔

"اوہ ویری گڈ۔ اگر یہ پرنس واقعی وہی علی عمران ہے تو سمجھو تم نے اپنی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ سر انجام دے دیا ہے۔ تم اپنی مخصوص فریکونسی بتاؤ۔ میں تمہیں کال کر لوں گا اوور"۔۔۔۔ چیف نے کہا۔

"سوری سر۔ یہاں کال نہیں ہو سکتی۔ صرف یہاں سے کال کی جا سکتی ہے۔ آپ مجھے وقت بتا دیں میں آپ کو خود کال کر لوں گا اوور"
مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔۔۔۔ تم آدھے گھنٹے بعد مجھے کال کرنا۔ میں اس دوران ساری معلومات حاصل کر لوں گا اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی صحرائی آندھی جیسا شور دوبارہ ٹرانسمیٹر سے نکلنے لگا۔ مرفی نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے اب ایک اور فکر ستانے لگی تھی کہ اگر واقعی ان لوگوں کو حکومت ایکریمیا نے یہاں بھیجا ہو اور اس کی غلطی کی وجہ سے ان کا مشن خراب ہو گیا تو پھر سارا نزلہ اسی پر گرے گا۔ اور وہ جانتا تھا کہ ایسے اہم ترین مشنز میں کسی

غلطی کا خمیازہ سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ وہ وہیں آپریٹنگ سیکشن میں ہی ٹہلنے لگا۔ پھر اچانک اسے خیال آیا کہ وہ جا کر اچھی طرح چیک تو کرے کہیں اس زود اثر گیس نے انہیں ہلاک نہ کر دیا ہو۔ پہلے بھی وہ صرف انہیں دور سے دیکھ کر ہی آ گیا تھا۔ یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور ایک بار پھر کرنل ٹام کے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل ٹام کے دفتر میں وہ سب لوگ ویسے ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ وہ تیزی سے کرنل ٹام کی طرف بڑھا۔ دروازے کے سب سے قریب وہ آدمی پڑا ہوا تھا جس کا نام ٹائیگر بتایا گیا تھا۔ اس نے جھک کر اسے سیدھا کیا اور اس کی نبض پکڑ کر دیکھنے لگا۔

"اوہ اوہ۔ ان کی حالت تو بے حد خراب ہے۔ یہ تو آدھے گھنٹے تک مر جائیں گے"۔۔۔۔ مرفی نے ایک جھٹکے سے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس ٹائیگر کی نبض بتا رہی تھی۔ کہ وہ ڈوبنے کے قریب ہے۔ گیس اس کی توقع سے کہیں زیادہ تیز ثابت ہوئی تھی۔

"اگر آدھے گھنٹے بعد اس چیف نے بتایا کہ یہ لوگ درست ہیں تو پھر کیا ہو گا"۔۔۔۔ مرفی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا۔ اور وہ تیزی سے واپس مڑا۔۔۔۔ اور اس طرف کو دوڑ پڑا۔ جدھر میڈیکل باکسز موجود تھے۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ اس گیس کے تیز اثرات ختم کرنے کے لئے اگر ان لوگوں کو انٹی گیس محلول کی تھوڑی سی مقدار انجکٹ کر دی جائے تو پھر ان کی جانوں کو خطرہ بھی باقی نہ رہے گا اور یہ بے ہوش بھی رہیں گے۔ چنانچہ اس خیال

کے آتے ہی اس نے اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا
کہ اگر یہ لوگ مر گئے' اور بعد میں چیف نے کہا کہ یہ لوگ صحیح ہیں تو پھر اس
کی اپنی موت یقینی ہو جائے گی۔ چنانچہ وہ میڈیکل باکس سے وہ مخصوص
محلول کا ڈبہ اور انجکشن لے آیا جو ہر قسم کی بے ہوش کر دینے والی
گیس کے اثرات کو ختم کر دیتا تھا۔ اس نے سرنج میں محلول بھرا۔ اور
پھر ٹائیگر کے بازو میں محلول کی تھوڑی سی مقدار انجکٹ کر دی۔ اسے
یقین تھا کہ محلول کی تھوڑی مقدار گیس کے اثرات کو اس حد تک ختم کر
دے گی کہ وہ موت سے بچ جائیں گے۔ سرنج لئے وہ اب پرنس کی
طرف بڑھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کیونکہ پرنس کا چہرہ بتا
رہا تھا کہ اس پر گیس کا اتنا تیز اثر نہیں ہوا جتنا ٹائیگر پر تھا۔ اس نے
اس کی نبض تھامی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

" اس کی حالت تو کافی درست ہے۔ اسے اگر انجکشن لگایا تو یہ
فوراً ہوش میں آجائے گا"۔۔۔۔ مرفی نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔
اس کے بعد اس نے ساگوری اور کرنل ٹام کو بھی چیک کیا۔ ان سب کی
حالت اس ٹائیگر سے کافی بہتر تھی۔ اور اسی لمحے بات اس کی سمجھ میں
آگئی کہ گیس نے اس ٹائیگر پر باقی افراد کی نسبت زیادہ اثر کیوں کیا۔
ٹائیگر دروازے کے بالکل قریب تھا جب کہ باقی اس سے فاصلے پر
تھے اور کیپسول اس ٹائیگر کے پیروں کے نزدیک پھٹا تھا۔ اس لئے
اس پر اثر زیادہ تیز ہوا تھا۔

" ٹھیک ہے۔ اب یہ مریں گے نہیں"۔۔۔۔ مرفی نے کہا۔ اور
سرنج اور ڈبہ لئے وہ دفتر سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا پہلے میڈیکل

لیا۔ اور وہاں وہ محلول والا ڈبہ اور سرنج رکھی۔ اور پھر اپنے کمرے کی
بڑھ گیا۔ اسے آدھا گھنٹہ گزرنے کا انتظار تھا تاکہ وہ چیف کو کال کر کے
ل حالات معلوم کر سکے۔ وہ اب آپریٹنگ سیکشن میں بیٹھا بار بار
ڑی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر جیسے ہی آدھا گھنٹہ گزرا اس نے کرسی سے
کر کال ملانے کے لئے بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ صحرا میں چلتی
ی آندھی جیسی آواز جیسے ہی ختم ہوئی ایک مردانہ آواز ابھری۔

"یس۔ ڈی۔ آئی۔ ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔ بولنے والے
لہجہ خاصا کھردرا تھا۔

"مرفی کالنگ فرام بی۔ آر۔ لیبارٹری چیف سے بات کراؤ اوور"
فی نے تیز لہجے میں کہا۔

"مرفی۔ میں چیف بول رہا ہوں۔ وہ پرنس اور اس کے ساتھی
یاں ہیں اوور"۔۔۔۔ چیف کے لہجے میں بے پناہ جوش تھا۔

"کرنل ٹام کے دفتر میں بے ہوش پڑے ہیں جناب۔ میں نے
ے بھی بتایا تھا اوور"۔۔۔۔ مرفی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب
یتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری گڈ۔ سنو۔ تم نے اسرائیل کے لئے اتنا بڑا کارنامہ
انجام دیا ہے کہ تمہیں اس کا تصور بھی نہیں ہے۔ یہ پرنس اور
کے ساتھی اسرائیل کے نمبر ایک دشمن ہیں اور انہیں لیبارٹری
ک پہنچنے سے روکنے کے لئے ایکریمیا کی کئی ایجنسیاں کام کر رہی
یں اس لئے جیسے ہی یہ اطلاع ایکریمیا اور اسرائیل کے اعلیٰ حکام
ک پہنچی کہ یہ لوگ لیبارٹری کے اندر پہنچ جانے میں کامیاب ہو

گئے ہیں۔ دونوں ملکوں میں زلزلہ سا آ گیا۔ اور اکریمیا اور اسرائیل دو
ممالک کے ایجنٹوں پر مشتمل ایک ٹیم برما میں موجود ہے۔ اُسے فور
طور پر لیبارٹری پہنچنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ یہ ٹیم جو چار افراد پر
مشتمل ہے۔ خصوصی طیارے سے چند گھنٹوں میں لیبارٹری پہنچ جائے
گی۔ انہیں لیبارٹری کو باہر سے کھولنے کا توڑ بتا دیا گیا ہے۔ اس
لئے یہ خود ہی لیبارٹری کے اندر پہنچ جائے گی۔ اس ٹیم کا کوڈ بی
دن رکھا گیا ہے۔ تم ان سے پورا پورا تعاون کرو گے۔ جیسے ہی
لیبارٹری میں پہنچیں تم نے ان بے ہوش افراد کو ان کے حوالے
دینا ہے۔ جب تک یہ ٹیم نہ پہنچے تم نے ان لوگوں کا خیال رکھنا
کہ یہ ہوش میں نہ آ سکیں اوور"۔۔۔۔ چیف نے تیز لہجے میں
"اوہ یس سر۔ میں تعاون کروں گا سر۔ بہرحال میرا خدشہ دو
نکلا ناں سر۔ مجھے اسی بات کی خوشی ہے اوور"۔۔۔۔ مرفی نے
انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو مرفی گو حکم یہی دیا گیا ہے کہ تم ٹیم کے پہنچنے تک انہیں
بے ہوش رکھو گے اور اس لئے میں نے بھی تمہیں یہی کہا ہے
لیکن اس طرح یہ کارنامہ اس ٹیم کے کھاتے میں چلا جائے گا۔ حق
تو ان کا خاتمہ ہے۔ وہ تمہارے ہاتھوں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بہرحال
تمہارا تعلق ڈیفنس لیبارٹریز سے ہی ہے۔ تم انہیں فوراً ہلاک کر
اور سنو ٹیم کو یہ نہ کہنا کہ میں نے تمہیں ان کے قتل کے احکامات د
ہیں۔ بلکہ یہ کہنا کہ وہ ہوش میں آ گئے تھے اس لئے انہیں قتل کرنا
سمجھ گئے اوور"

"یس سر۔ میں پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔ آپ بے فکر رہیں سر۔
اینڈ آل"۔۔۔۔ مرفی نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر
ن کر کے وہ مڑا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا آپریٹنگ سیکشن سے باہر
لا اور پھر مشین ہال سے نکل کر وہ ایک کمرے میں گھس گیا جس میں
لحے کی الماریاں تھیں۔ چند لمحوں بعد وہ اس کمرے سے باہر آیا تو اس
ے ہاتھ میں ایک مشین گن موجود تھی۔ اور چہرہ شدت جذبات سے پکے
وئے ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ ہو رہا تھا۔ وہ دوڑتا ہوا کرنل ٹام کے
فتر کی طرف بڑھتا گیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ کرنل ٹام کے دفتر کے
روازے پر پہنچ چکا تھا۔ وہاں موجود سب افراد ویسے ہی ٹیڑھے میڑھے
نداز میں پڑے ہوئے تھے۔ صرف وہ ٹائیگر چت لیٹا ہوا تھا۔ کیونکہ
س نے اُسے انجکشن لگانے کے لئے خود ہی چت کیا تھا۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ یہ میرا کارنامہ ہو گا۔ اسرائیل کا سب
ے بڑا تمغہ مجھے ہی ملے گا۔ مجھے مرفی کو"۔۔۔ مرفی نے دفتر میں داخل
ہو کر مشین گن کا رخ فرش پر پڑے ہوئے افراد کی طرف کیا۔ اور پھر
ٹریگر دبا دیا۔ کمرہ مشین گن کی خوفناک تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھا۔

ٹائیگر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں پہلے چند لمحے تو
وہ لاشعوری کی سی کیفیت میں پڑا رہا۔ لیکن پھر اس کا ذہن پوری طرح
بیدار ہونے لگ گیا۔ اس کے ذہن میں سابقہ واقعات فلم کی طرح چلنے
لگے۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے عقب میں کمرے کا دروازہ
کھلنے کی آواز سنی تھی اور پھر وہ ابھی گردن موڑ کر دیکھ ہی رہا تھا کہ اس
کا ذہن تاریک ہو گیا۔ اب اُسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ
اُسی دفتر والے کمرے میں فرش پر چت پڑا ہوا تھا۔ پوری طرح ہوش
میں آتے ہی اس نے اٹھنے کا ارادہ ہی کیا تھا۔ کہ اُسے کمرے سے
باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر اُسے
دروازے پر مرفی ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا نظر آیا۔ ٹائیگر نے جھٹ
بند کر لیں۔ صرف ان کے درمیان معمولی سی جھری رکھی۔ دروازہ
سے چند قدم کے فاصلے پر تھا۔ اس لئے جب تک ٹائیگر اٹھتے

اس پر فائر کھول سکتا تھا۔ اس لئے وہ بے حس و حرکت پڑا رہا۔ مرفی
کے چہرے پر اس نے جو تاثرات دیکھے تھے اس سے یہی ظاہر ہوتا
تھا کہ وہ اس وقت انتہائی جذباتی اور پُرجوش ہو رہا ہے۔

"ہا ــــ ہا ــــ ہا ــــ یہ میرا کارنامہ ہو گا۔ اسرائیل کا سب
سے بڑا تمغہ مجھے ہی ملے گا۔ مجھے مرفی کو" ــــ مرفی نے اچانک
انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔ اور قدم بڑھاتا دفتر میں داخل ہوا وہ
مشین گن سیدھی کر چکا تھا۔ اور ٹریگر پر اس کی انگلی لرز رہی تھی۔
ٹائیگر نے اسی لمحے حرکت میں آجانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ دو
باتیں بیک وقت وقوع پذیر ہوئیں۔ ٹائیگر کی لات یک لخت فرش
کے ساتھ رگڑ کر گھومتی ہوئی مرفی کی ٹانگوں سے ٹکرائی اور اس کے ساتھ
ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس کے
ساتھ ہی مرفی بھی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل سامنے پڑے ہوئے
عمران کے جسم پر جا گرا۔ اچانک جھٹکا لگنے سے اس کا مشین گن والا ہاتھ
خود بخود جھٹکا کھا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشین گن کی گولیاں درمیان
میں موجود میز پر پڑیں۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین گن بھی اس کے ہاتھ
سے چھوٹ کر ایک طرف جا گری تھی۔ پھر جب تک مرفی اٹھتا ٹائیگر
صرف کسی سپرنگ کی طرح اچھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ بلکہ اس نے اٹھتے
ہوئے مرفی کی کمر میں بھی زوردار لات مار دی اور مرفی ایک بار پھر
چیختا ہوا میز کے پائے سے جا ٹکرایا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے
ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی۔ مرفی کا سر میز کے پائے سے
ٹکرایا تھا۔ اس لئے وہ چیخ کر گھوما اور پھر اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا

دوبارہ دھڑام سے فرش پر گر کر ساکت ہو گیا۔ ٹائیگر مشین گن لئے
تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ اُسے خطرہ تھا کہ مرفی کا کوئی
ساتھی فائرنگ کی آوازیں سن کر نہ آجائے۔ لیکن باہر راہداری
خالی پڑی ہوئی تھی۔ ٹائیگر چونکہ دیکھ چکا تھا کہ چند افراد صرف
مشین روم میں موجود ہیں۔ اس طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ اور مشین روم
یہاں سے کافی دور تھا اس لئے فائرنگ کی آوازیں وہاں تک نہ
جا سکتی تھیں۔ وہ واپس مڑا اور اس نے دروازہ اندر سے بند کر
دیا۔ وہ اتنی بات تو سمجھ گیا تھا کہ انہیں کسی انتہائی زود اثر گیس
سے بے ہوش کیا گیا تھا۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی
کہ عمران اُسی طرح بے ہوش پڑا تھا جب کہ اُسے ہوش آگیا تھا۔
حالانکہ وہ جانتا تھا کہ عمران نے بے ہوشی کے خلاف کام کرنے
والی قوت مدافعت کو مخصوص ورزشوں سے اس طرح ڈویلپ کر لیا
ہے کہ بے ہوش ہونے کے بعد یہ قوت خود بخود کام کرنا شروع کر
دیتی ہے۔ گو اس نے خود بھی ان ورزشوں کو اختیار کیا ہوا تھا۔
لیکن بہر حال وہ ابھی عمران جتنے لیول تک تو نہ پہنچا تھا۔ اس کے
باوجود عمران ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اور وہ ہوش میں آ
گیا تھا۔ اس گیس کا استعمال یقیناً مرفی نے کیا تھا۔ اس لئے اب
وہ مرفی سے ہی اس کا انٹی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مرفی کے قریب
پہنچ کر اس نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور پھر جھک کر اس
نے مرفی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور اُسے ایک خالی
جگہ پر لا کر لٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے اس کی ناک اور منہ دونوں

ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ کیونکہ مرفی صرف سر پر چوٹ لگنے کی وجہ
سے بے ہوش ہوا تھا۔ گیس اٹیک کی وجہ سے بے ہوش نہ ہوا تھا۔
اس لئے اس انداز سے اُسے ہوش میں لایا جا سکتا تھا۔ چند لمحوں
بعد مرفی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور ٹائیگر سیدھا ہو کر پیچھے
ہٹا۔ اور اس نے کاندھے سے مشین گن اتار کر اس کی نال مرفی کی
گردن کے ذرا نیچے سینے پر رکھ دی۔ مرفی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے
کھلیں اور اس نے کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی۔

"خبردار۔ حرکت مت کرنا۔ ورنہ پورا گن میگزین سینے میں اتار دوں
گا" ——— ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا اور مرفی کی آنکھیں خوف
اور دہشت سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے
ابھر آئے تھے۔

"تت ——— تت ——— تم ہوش میں کیسے آگئے۔ میں نے تو بڑی ہلکی مقدار
میں محلول انجکٹ کیا تھا" ——— مرفی کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ
دہشت تھی۔

"ہوں۔ تو تم نے مجھے انٹی انجکشن لگایا تھا" ——— ٹائیگر نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہاری حالت خراب ہو گئی تھی تم مرنے والے تھے۔ اس
لئے۔ مم ——— مگر وہ تو بے حد قلیل مقدار میں تھا" ——— مرفی نے
کہا۔

"تو تم نے میری جان بچائی۔ ٹھیک ہے۔ میں بھی اس کے بدلے
تمہیں جان بچانے کا ایک موقع دے سکتا ہوں۔ بشرطیکہ تم میرے

سوالوں کا صحیح جواب دے دو۔ ورنہ ٹریگر پر میری انگلی کا معمولی سا
دباؤ تمہارے جسم کے پرزے اڑا دے گا۔ ٹائیگر کا لہجہ اور زیادہ
سرد ہو گیا۔

" مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے ڈیفنس انٹیلی جنس کے چیف نے کہا تھا "
مرفی نے جواب دیا۔ وہ چونکہ لڑائی بھڑائی کے میدان کا آدمی نہ تھا
اس لئے موت کو سامنے دیکھ کر اس کا چہرہ انتہائی دہشت زدہ
ہو گیا تھا۔

" پوری تفصیل بتاؤ " ۔۔۔۔ ٹائیگر نے اسی طرح سرد لہجے میں
کہا۔ اور مرفی نے شروع سے لے کر آخر تک ساری بات کھول
کر بتا دی۔

" ٹھیک ہے۔ اب اٹھو اور میرے ساتھ چل کر وہ انٹی ڈوز والا
ڈبہ اٹھاؤ اور کرنل ٹام کو چھوڑ کر میرے ساتھیوں کو انجکشن لگاؤ
جلدی اٹھو " ۔۔۔۔ ٹائیگر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور مرفی سر
ہلاتا ہوا اٹھا۔ اور لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ دروازے
کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر مشین گن لئے اس کے پیچھے تھا۔ مرفی اس
کمرے میں گیا۔ جہاں میڈیکل باکسز موجود تھے۔ محلول والا ڈبہ
تقریباً بھری ہوئی سرنج ابھی تک وہاں میز پر پڑی تھی۔ مرفی نے
سرنج اٹھائی اور واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ دوبارہ
کرنل ٹام کے دفتر میں پہنچ کر اس نے پہلے عمران اور پھر ساگوری کے
بازو میں کچھ محلول انجکٹ کیا۔ اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چند ہی لمحوں
بعد عمران اور ساگوری دونوں ہوش میں آنے لگے تو ٹائیگر کا با

یک لخت گھوما اور مرفی چیخ مار کر اچھل کر پہلے سائیڈ کی دیوار سے ٹکرایا اور
پھر نیچے گر پڑا۔ کنپٹی پر لگنے والے انگلی کے ہک نے اسے ایک لمحے
میں ہوش کی وادی سے باہر نکال دیا تھا۔ عمران آنکھیں کھلتے ہی
ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ ساگوری البتہ ویسے ہی پڑی کراہ
رہی تھی۔

" اوہ۔ یہ مرفی بھی یہاں پڑا ہے " ۔۔۔۔ عمران نے کھڑے ہوتے ہی
دیوار کے ساتھ پڑے ہوئے مرفی کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر نے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر اب
مرفی کے بے ہوش ہونے تک کے سارے واقعات تفصیل سے
سنا دیئے۔ عمران کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ مرفی اگر ٹائیگر کو محلول
انجکٹ نہ کرتا تو ٹائیگر تو مرتا ہی مرتا۔ اس کی اپنی موت بھی یقینی امر ہو گئی
تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ ٹائیگر چونکہ بے ہوشی کے خلاف کام کرنے والی
قوت مدافعت کو اجاگر کرنے کی مشقیں کر رہا ہے۔ اس لئے محلول انجکٹ
ہونے کے بعد اس کا عمل انتہائی تیز ہو گیا تھا۔ اس طرح وہ وقت سے
پہلے ہوش میں آ گیا تھا۔

" اوہ اوہ۔ تو تم نے میری جان بچانے کے لئے اتنی جدوجہد کی۔
بہت شکریہ " ۔۔۔۔ عمران کے بولنے سے پہلے ہی مادام ساگوری
بول پڑی۔ اس کے لہجے میں بے پناہ مسرت کا تاثر نمایاں تھا۔ آنکھوں
میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔ البتہ ٹائیگر کے ہونٹ بے اختیار
بھنچ گئے۔

" اگر لیلیٰ ہی مر جاتی تو بے چارہ مجنوں کس کے لئے آٹان کی پہاڑیوں

کی خاک اوہ سوری ۔ پہاڑیوں میں تو خاک نہیں ہوتی پتھر ہوتے ہیں ۔
بہرحال پتھر چھپا تھا ۔ اوہ پھر وہی گڑبڑ ۔ اب بھلا پتھر کیسے چھانے جا سکتے
ہیں "۔۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی ۔

" عمران صاحب ۔ ایسا نہ ہو کہ مشین ہال میں موجود کوئی آدمی ادھر آ
نکلے "۔۔۔۔ ٹائیگر نے فوراً ہی موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے
کہا ۔

" اور کباب میں ہڈی بن جائے ۔ یہی مطلب ہوا ۔ اس لحاظ سے تو میری
حیثیت بھی ہڈی کی بن سکتی ہے ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ کباب میں ہڈی اس
کے بے پناہ ذائقے کو حد سے آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے خاص
طور پر پہنچ جاتی ہے ۔ اس لئے میری حد تک تو مجبوری ہے ۔ البتہ دوسرا
ہڈی کو روکنے کا بندوبست ہو سکتا ہے "۔۔۔۔ عمران کی زبان ایک
بار پھر چل پڑی ۔ اس کی آنکھوں سے شرارت جھلک رہی تھی

" ہاں تم واقعی ہڈی کی طرح ہر جگہ موجود ہوتے ہو "۔۔۔۔ مادام
ساگوری نے ہنستے ہوئے کہا ۔ وہ اب اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی ۔

" مادام ۔ آخری بار کہہ رہا ہوں کہ آئندہ عمران صاحب کے متعلق
بات کرتے وقت کوئی گستاخی نہ کرنا ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ "۔۔۔۔ عمران
کے جواب دینے سے پہلے ہی ٹائیگر نے دانت پیس کر غراتے ہوئے
کہا ۔

" ارے ارے ۔ ابھی سے ریہرسل شروع کر دی ۔ ابھی تو یہ لیلیٰ نما
والا مشن مکمل ہو گا پھر جا کر کہیں یہ وہ اٹھے گا ۔ آؤ میرے ساتھ "
عمران نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا ۔ اور پھر دروازے کی طرف

مڑ گیا ۔ ٹائیگر اس کے پیچھے مڑا ۔ اور جب وہ راہداری میں پہنچ گئے تو
مادام ساگوری بھی ان کے پیچھے راہداری میں آ گئی ۔ لیکن اب اس کے
ہونٹ بھینچے ہوئے تھے ۔ اور وہ بڑی زہریلی نظروں سے ٹائیگر کو دیکھ
رہی تھی ۔ گو ٹائیگر کی اس کی طرف پشت تھی ۔ لیکن اس کے دیکھنے کا
انداز ایسا تھا جیسے وہ بھوکی شیرنی کی طرح ابھی اچھل کر ٹائیگر کی گردن
کو اپنے دانتوں سے ادھیڑ دے گی ۔

ہال کے قریب پہنچ کر عمران رک گیا ۔ اس نے ٹائیگر سے سرگوشی کی
اور ٹائیگر جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا ۔
جب کہ عمران اور مادام ساگوری وہیں رک گئے ۔ عمران نے ایک نظر
مادام ساگوری کے ستے ہوئے چہرے پہ ڈالی اور اس کے ساتھ ہی اس
کے لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی ۔

" وہ مجھ سے شرماتا ہے ۔ اس لئے میرے سامنے کوئی بات نہ کیا کرو ۔
تمہاری عدم موجودگی میں وہ تمہاری تعریفیں ہی کرتا رہتا ہے "۔۔۔۔
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں مادام ساگوری کے کان میں سرگوشی
کرتے ہوئے کہا ۔ اور مادام ساگوری کا ستا ہوا چہرہ کسی اندرونی
مسرت سے یک لخت اس طرح جگمگا اٹھا جیسے تاریک شیشے کے
اندر کہیں اچانک بلب روشن کر دیا گیا ہو ۔

" اوہ واقعی تم صحیح کہہ رہے ہو "۔۔۔۔ مادام ساگوری نے شاید
بڑی مشکل سے اپنی مسرت کو کنٹرول کرتے ہوئے پوچھا ۔ انداز سوالیہ
نہ تھا بلکہ ایسا تھا جیسے وہ بات کو کنفرم کرنا چاہتی ہو ۔

" اگر تمہیں یقین نہ آ رہا ہو تو میں اسے ثابت بھی کر سکتا ہوں "۔۔۔۔

عمران نے اُسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" ثابت ـــــ وہ کیسے " ـــــ مادام ساگوری عمران کی بات سن کر
بُری طرح چونک پڑی۔
" اس طرح کہ میں تم پہ غصہ کردوں گا اور پھر ٹائیگر کو حکم دوں گا کہ وہ
تمہیں گولی مار دے۔ پھر دیکھنا وہ کس طرح میرا حکم ماننے سے ہچکچاتا
ہے۔ ورنہ میں نے اُسے ایسی تربیت دے رکھی ہے کہ حکم دینا تو ایک
طرف اگر میں صرف اشارہ بھی کر دوں تو وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اپنے
سر میں خود گولی مار دے " ـــــ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔
" نہیں۔ وہ پتھر ہے۔ وہ مجھے فوراً گولی مار دے گا۔ میں نے دیکھا
ہے اُسے " ـــــ مادام ساگوری نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
" سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تم شاید پوری دنیا میں واحد شخصیت ہو
جس کی خاطر ٹائیگر میرا حکم ماننے سے بھی انکار کر سکتا ہے " ـــــ عمران
نے کہا۔
" دیکھ لو۔ کہیں واقعی وہ مجھے گولی ہی نہ مار دے " ـــــ مادام
ساگوری کو کسی طرح بھی شاید یقین نہ آ رہا تھا۔
اُسی لمحے ٹائیگر کے ہلکے سے قدموں کی آواز ابھری اور پھر وہ موڑ
کاٹ کر سامنے آ گیا۔
" وہاں آٹھ افراد ہیں۔ لیکن وہ کسی مشین کو خود آپریٹ نہیں کر رہے۔
تمام مشینیں آٹومیٹک ہیں۔ وہ صرف نگرانی کر رہے ہیں " ـــــ
ٹائیگر نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔
" ٹھیک ہے۔ سب کو اڑا دو۔ لیکن خیال رکھنا کسی مشین کو نقصا

پہنچے اور مادام ساگوری تم میرے ساتھ آؤ ـــــ عمران نے انتہائی
نجیدہ لہجے میں کہا۔ اور واپس کرنل ٹام کے دفتر کی طرف مڑ گیا۔
ادام ساگوری خاموشی سے اس کے پیچھے چلنے لگی۔ ابھی وہ دفتر سے
چھ فاصلے پر ہی تھے کہ اچانک دفتر کے کھلے دروازے سے کسی جن
کی طرح مرفی نمودار ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک جھٹکے سے اس کے
اتھ میں موجود ریوالور نے گولیاں اگلنی شروع کر دیں۔ عمران کو یوں محسوس
ہوا جیسے کوئی دھکتی ہوئی سلاخ اس کے سینے میں گھس گئی ہو۔ اُسی لمحے
سے اپنے عقب سے مادام ساگوری کی لرزا دینے والی چیخ سنائی
ی اور عمران کا ذہن جسم میں پیدا ہونے والی اچانک اور انتہائی تیز
ین درد کی لہر سے یک لخت تاریک ہو گیا۔ لیکن شاید یہ تاریکی صرف
ک لمحے کے لئے چھائی تھی۔ کیونکہ دوسرے لمحے اس کے ذہن میں
ک اور دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی تاریکی اس طرح تیز روشنی
یں بدل گئی جیسے سورج اس کے ذہن کے اندر طلوع ہو گیا ہو۔ اس
ے ساتھ ہی اس کے کانوں میں مرفی کے ہذیانی قہقہے کی آواز گونجی۔
ین یہ روشنی بھی اس کے ذہن میں صرف ایک لمحے کے لئے پیدا ہوئی۔
سرے لمحے ایک بار پھر تاریکی نے اس کے ذہن پر مکمل قبضہ کر لیا۔

مرفی کی آنکھیں اچانک کھلیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا
جسم خود بخود حرکت میں آ گیا۔ وہ بالکل اس طرح اٹھ کر بیٹھ گیا جیسے
اس کے جوڑوں میں سپرنگ لگے ہوئے ہوں۔ اس کے دونوں ہاتھ
خود بخود اس کے سر پر پہنچے جہاں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے۔
وہ ابھی تک لاشعوری کیفیت میں تھا۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا
شعور بیدار ہوتا گیا۔ اور اس نے سر کو تھامے ہوئے اپنے دونوں
ہاتھ ہٹائے اور ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے ذہن میں گزشتہ
واقعات کسی فلم کی طرح چل رہے تھے۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ صرف کرنل
کا جسم اسی طرح تڑے مڑے انداز میں ایک طرف بدستور پڑا ہوا تھا
اسے یاد آ گیا کہ وہ پرنس اور ساگوری کو انجکشن لگا کر جیسے ہی سیدھا
ہوا تھا۔ اس نے ٹائیگر کا بازو گھومتے دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس
کنپٹی پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ اور اس کے بعد اسے اب ہوش

یا تھا۔ اس کے ذہن میں ٹائیگر اور اس کے ساتھیوں کے لئے جیسے لاوا
سا ابل پڑا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی مشین گن
تلاش کرنے کے لئے ادھر ادھر نظریں گھمائیں لیکن مشین گن اسے کہیں
نظر نہ آئی تو وہ فرش پر پڑے ہوئے کرنل ٹام کی طرف بڑھ گیا اسے
یاد آ گیا کہ کرنل ٹام ہمیشہ اپنے کوٹ کی اندرونی طرف ایک خفیہ جیب
میں ایک چھوٹا مگر انتہائی طاقتور ریوالور رکھنے کا عادی تھا۔ اور چند
لمحوں بعد واقعی وہ ریوالور کرنل ٹام کی جیب سے برآمد کرنے میں
کامیاب ہو گیا اس کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔

"میں ان سب کا خاتمہ کر دوں گا" ___ مرفی نے دروازے کی
طرف مڑتے ہوئے کہا۔ ریوالور کے دستے پر اس کی گرفت خود بخود
مضبوط ہو گئی تھی۔ ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اسے
راہداری سے قدموں کی آواز دفتر کی طرف آتی سنائی دی۔ اور اس
کے ہونٹ مزید بھنچ گئے۔ آنکھیں سکڑ گئیں۔ اس نے یک لخت اچھل
کر دروازے سے باہر راہداری میں چھلانگ لگائی اور اس کے
ساتھ ہی ٹریگر پر موجود اس کی انگلی خود بخود حرکت میں آ گئی۔ دوسرے
لمحے یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی سامنے
سے آنے والے پرنس اور ساگوری دونوں کی چیخیں بھی گونج اٹھیں۔
وہ دونوں ہی گولیاں کھا کر لڑکھڑا کر نیچے گرے۔ پرنس تو نیچے گرتے
ہی ساکت ہو گیا تھا۔ جب کہ مادام ساگوری صرف چند لمحے تڑپی اور
پھر وہ بھی ساکت ہو گئی۔ مرفی انہیں اس طرح گرتے اور تڑپتے پہلے چند
سیکنڈ تو حیرت سے دیکھتا رہا۔ شاید اسے یقین نہ آ رہا تھا کہ واقعی

اس نے انہیں گولی ماری ہے۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے
خود بخود فاتحانہ انداز میں قہقہہ نکلا۔
"ہا — ہا — آخر کار میں نے انہیں گولی مار دی" — مرفی
کا انداز ہذیانی تھا۔ اور پھر وہ اسی طرح ریوالور ہاتھ میں لئے آگے کی
طرف دوڑنے لگا۔ کیونکہ وہ ٹائیگر اسے نظر نہ آیا تھا۔ لیکن ابھی وہ
دوڑتا ہوا راہداری کے پہلے موڑ پر گھوما ہی تھا کہ یک لخت چیختا ہوا اچھل
کر پشت کے بل ایک زوردار دھماکے سے نیچے فرش پر گرا۔ موڑ پر
کسی نے اس کے سینے پر اچانک زوردار ضرب لگائی تھی۔ نیچے گر
کر اس نے اٹھنے کی کوشش ہی کی تھی۔ کہ موڑ پر اسے ٹائیگر نظر
آیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔
"تت — تت — تم نے گولی ماری ہے عمران صاحب اور
ساگوری کو" — ٹائیگر کی چیختی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی
اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ سنائی دی اور مرفی
کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں جگہ جگہ دھکتی ہوئی سلاخیں
اتر گئی ہوں۔ درد کی تیز ترین لہر اس کے جسم میں دوڑی اور پھر اس
کا ذہن جیسے کسی تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ تاریک دلدل
میں ڈوبنے سے پہلے اس کے ذہن میں آخری احساس یہی رہ گیا
تھا کہ کوئی طویل سا سایہ اس کے اوپر سے اڑتا ہوا گزر رہا ہو۔ پھر
جس طرح انتہائی گہرائی میں کوئی جگنو چمکتا ہے۔ اسی طرح مرفی
کے ذہن میں بھی روشنی کا ایک نقطہ سا پیدا ہوا اور پھر یہ نقطہ
پھیلتا چلا گیا۔ گو اس کے ساتھ ہی اس کے جسم میں درد کی تیز

لہریں سی ابھرنے لگیں۔ لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے سے تاریک
پردہ سا ہٹ گیا تھا۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔
لیکن اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم قطعی بے جان ہو چکا ہو۔
لیکن تھوڑی سی کوشش کے ساتھ وہ اپنے جسم کو حرکت دینے میں
کامیاب ہو گیا۔ گو اس کے اردگرد خون ہی خون پھیلا ہوا تھا۔ اور
اس کا نچلا جسم بیکار ہو چکا تھا۔ لیکن اب وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں
کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کا دایاں بازو بے جان ہو کر لٹک رہا تھا۔
پیٹ میں سے بھی دو جگہوں سے خون رس رہا تھا۔ اور اسے پیٹ
میں شدید اینٹھن سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے حلق سے مسلسل
کراہیں نکل رہی تھیں۔ لیکن وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں بہرحال کامیاب
ہو گیا تھا۔ اسی لمحے اس کی نظریں سائیڈ کی دیوار کی جڑ میں پڑے
ہوئے اس ریوالور پر پڑ گئیں جو شاید گرتے وقت اس کے ہاتھ سے
چھوٹ کر دیوار کی جڑ میں رک گیا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور ریوالور
اٹھا لیا۔ راہداری کافی بڑی تھی پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسکا نچلا جسم
بیکار ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اب اس کو چکر آنے لگ گئے تھے
اور اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل ڈوبتا جا رہا ہو۔
"مم — مم — میں اس ٹائیگر کا خاتمہ کر دوں گا۔ خاتمہ کر دوں گا
جس نے مجھے مارا ہے" — مرفی نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے اسی موڑ کی طرف کھسکنا شروع کر
دیا۔ کیونکہ اب وہ سب سے پہلے مشین روم تک پہنچنا چاہتا
تھا۔ وہاں اس کے آدمی موجود تھے۔ اس لئے وہ اسے بچا سکتے

تھے ۔ لیکن موڑ مڑ کر وہ آہستہ آہستہ گھسٹتا ہوا جیسے ہی آگے بڑھا۔ اس
کے کانوں میں کراہنے کی آواز پڑی ۔ یہ کراہ کسی عورت کی تھی ۔ اور آواز
اس کمرے کی طرف سے آئی تھی جہاں میڈیکل باکسز اور کھانے پینے
کا سامان موجود تھا ۔ وہ یہاں تک گھسٹ کر تو پہنچ گیا تھا ۔ لیکن اب
اس کی قوت جواب دیتی جا رہی تھی ۔ خون ابھی تک اس کے جسم سے
رس رہا تھا ۔ اس کے نچلے جسم پر تو کئی زخم تھے ۔ ایک بازو پر بھی
زخم تھا ۔ اور پیٹ میں بھی دو زخم تھے ۔ اس کا پورا جسم پکے ہوئے
پھوڑے کی طرح درد کر رہا تھا ۔ لیکن نجانے وہ کون سی قوت تھی جو اسے
نہ صرف زندہ رکھے ہوئے تھی بلکہ وہ ایک بازو کے بل پر اپنے جسم
کو گھسٹتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا ۔ شاید یہ زندہ رہنے کی شدید ترین خواہش
تھی جس نے اسے اس حالت کے باوجود سنبھال رکھا تھا یا پھر یہ انتقام
لینے کی خوفناک خواہش تھی ۔ بہرحال کراہ سنتے ہی اسے یوں محسوس
ہوا جیسے اس کے جسم میں نئی قوت آ گئی ہو ۔ اس نے اور تیزی سے
اپنے جسم کو اس کمرے کی طرف گھسیٹنا شروع کر دیا ۔ چونکہ اس کے
اسی ہاتھ میں ریوالور تھا جس کے زور پر وہ اپنے جسم کو گھسیٹ رہا
تھا ۔ اور اس سے پہلے گو اس نے اس بات کا خیال نہ رکھا تھا ۔
کہ ریوالور فرش سے نہ ٹکرائے ۔ لیکن اب وہ شعوری طور پر اس
بات کا خیال رکھ رہا تھا ۔ ویسے چونکہ وہ کہنی فرش پر رکھ کر اپنے جسم
کو گھسیٹ رہا تھا اس لئے ہاتھ جس میں ریوالور تھاما ہوا تھا ۔ ذرا
سا فرش سے اوپر ہی رہا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ پہلے بھی وہ فرش سے
ٹکرایا تھا ورنہ لازماً اس ٹکراؤ سے تیز آواز راہداری میں گونج اٹھتی

تیزی سے گھسٹتے ہوئے آخر کار مرفی دروازے کے قریب پہنچ گیا لیکن
اس بار چونکہ اس نے گھسٹنے کے لئے اپنی پوری قوت لگا دی تھی ۔ اس
لئے اس کا ذہن اب واقعی کسی لٹو کی طرح گھوم رہا تھا ۔ اور آنکھوں کے
سامنے بار بار اندھیرا سا چھانے لگا تھا ۔ اس کا سانس اس قدر تیز ہو
گیا تھا کہ اسے یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے ابھی دل پھٹ جائے گا ۔
پھر اس نے ذرا سا اور زور لگایا ۔ اور اب وہ دروازے کے سامنے تو
پہنچ گیا لیکن اس زور نے اسے یک لخت بری طرح نڈھال کر دیا ۔
اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم نے اب مزید حرکت کرنے سے
انکار کر دیا ہو ۔ وہ وہیں فرش پر پڑا ہانپ رہا تھا ۔ اس کی آنکھوں
کے سامنے اندھیرے کی ہلکی سی چادر پھیلی ہوئی تھی ۔ جس کی وجہ سے
اسے سب کچھ اس طرح نظر آ رہا تھا ۔ جیسے اس نے آنکھوں پر گہرے
رنگ کی عینک لگا لی ہو ۔ لیکن دروازے کے سامنے ہی اسے دروازے
کی طرف پشت کئے ایک آدمی اکڑوں بیٹھا ہوا نظر آ گیا ۔ اس کے
دونوں ہاتھ حرکت کر رہے تھے ۔ بس اس سے زیادہ اسے کچھ نظر نہ
آیا پھر جیسے کوئی روبوٹ کام کرتا ہے اس طرح فرش پر پڑے
پڑے اس کا ریوالور والا ہاتھ اوپر کو اٹھا ۔ ریوالور کی نال کا رخ اس
آدمی کی پشت کی طرف ہوا ۔ پھر ایک دھماکے اور انسانی چیخ کی آواز
مرفی کے ذہن سے ٹکرائی لیکن اس کے بعد کیا ہوا اس کا احساس
اسے نہ ہوا تھا ۔ اس آخری احساس کے ساتھ ہی ——— ہلکے
سے اندھیرے میں ڈوبا ہوا اس کا ذہن گہرے اندھیرے میں تحلیل
ہوتا گیا ۔

عمران کو ہوش آیا تو اس نے ٹائیگر کو اپنے اوپر جھکے ہوئے پایا۔ عمران کے سینے میں شدید درد ہو رہا تھا۔ لیکن اس نے اپنے ہونٹ بھینچ کر اپنے آپ کو کراہنے سے دانستہ روک لیا تھا۔

" شکر ہے خدا کا۔ آپ کو ہوش آ گیا۔ ورنہ میں تو پاگل ہو رہا تھا" ـــــ ٹائیگر کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

" یعنی ابھی تمہیں غلط فہمی ہے کہ تم ہوتے جا رہے ہو" ـــــ عمران نے آہستہ سے بولتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس سے اونچا نہ بولا جا رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اگر وہ اونچا بولا تو اس کا سانس رک جائے گا۔

" عمران صاحب۔ بس خدا کا کرم ہو گیا گولی آپ کی پسلیوں سے ٹکرا کر ذرا سی دائیں طرف کو مڑ گئی تھی۔ اگر وہ دائیں طرف کو نہ جاتی تو دل میں اتر جاتی۔ میں نے گولی نکال کر بینڈیج کر دی ہے۔ یہاں

مل سامان موجود تھا۔ پانی کی بوتلیں بھی تھیں۔ لیکن آپ کو ہوش نہ آ رہا تھا۔ اس لئے میں پریشان تھا" ـــــ ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے عمران کے فقرے پر کوئی تبصرہ نہ کیا تھا۔

" بس اس دائیں بائیں کرنے میں ہی تو سارا کام خراب ہو جاتا ہے۔ بہرحال اس مرغی کا کیا ہوا۔ اس نے اتنے اچانک نکل کر فائر کیا کہ میں سنبھل ہی نہ سکا تھا۔ اور ہاں ساگوری کی چیخ بھی مجھے عقب میں سنائی دی تھی" ـــــ عمران نے اسی طرح آہستہ آہستہ بولتے ہوئے کہا۔

" ساگوری کے پہلو میں گولی لگی ہے۔ اور زخم ڈال کر نکل گئی ہے۔ اس لئے میں نے وقتی طور پر اس کا خون روک دیا تھا۔ کیونکہ مجھے آپ کی فکر تھی۔ اس لئے پہلے میں نے آپ کا آپریشن کیا۔ گولی نکالی اور پھر بینڈیج کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو طاقت کے انجکشن دیئے۔ اس کے باوجود آپ کو ہوش کافی دیر بعد آیا ہے۔ اب میں مادام ساگوری کی مکمل بینڈیج کر دیتا ہوں۔ اور اسے انجکشن لگا دیتا ہوں" ٹائیگر نے کہا۔

" پانی مجھے پلاؤ اور ساگوری کی بینڈیج کر دو۔ کہیں وہ مر ہی نہ جائے" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے ایک طرف موجود پانی کی بوتل اٹھا کر اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل عمران کے منہ سے لگا دی۔ عمران نے چند گھونٹ پئے پھر بوتل ہٹانے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر نے بوتل ہٹا کر ایک طرف رکھی اور پھر خود اٹھ کر وہ ساتھ پڑی ہوئی ساگوری کی طرف بڑھ گیا۔ ایک میڈیکل باکس بھی ساگوری کے

قریب ہی موجود تھا۔

عمران نے دیکھا کہ وہ اس وقت خاصے بڑے کمرے میں موجود تھا۔ جس کی چھت کے درمیان ایک بلب جل رہا تھا۔ کمرے میں ہر طرف خوراک کا ذخیرہ اور کئی میڈیکل باکس ایک دوسرے اوپر چنے ہوئے رکھے ہوئے تھے۔ ایک طرف پانی کی بوتلوں کے بڑے بڑے پیک بھی موجود تھے۔ ساگوری اس سے ہٹ کر کمرے کے دروازے کے سامنے چت پڑی ہوئی تھی۔ اور ٹائیگر اب اس کے ساتھ اکڑوں بیٹھا ہوا میڈیکل باکس سے بینڈیج کرنے کا سامان باہر نکال کر رکھ رہا تھا۔ عمران نے آہستہ آہستہ اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اٹھنے کی کوشش کرتے ہی اُسے چکر سے آئے اور وہ دوبارہ لیٹ گیا۔ اس نے سوچا کہ ٹائیگر جب فارغ ہو گا تو وہ اسے کہہ کر طاقت کے مخصوص انجکشن مزید لگوائے گا۔ تب ہی وہ صحیح معنوں میں حرکت کرنے کے قابل ہو سکے گا۔ چونکہ ٹائیگر مادام ساگوری کی بینڈیج میں مصروف تھا۔ اس لئے عمران واپس لیٹ گیا۔ ٹائیگر نے بینڈیج سے فارغ ہو کر مادام ساگوری کو انجکشن لگانا شروع کیا۔ اور ابھی وہ انجکشن لگا ہی رہا تھا کہ مادام ساگوری ہوش میں آ کر کراہنے لگی۔ اُسی لمحے عمران کے کانوں میں باہر راہداری سے کسی کے گھسٹنے جیسی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران ٹائیگر سے اس بارے میں پوچھتا اچانک کھلے ہوئے دروازے کے باہر سے ریوالور چلنے کا دھماکہ سنائی دیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر چیخ

مار کر مادام ساگوری کے اوپر ہی اوندھے منہ الٹ گیا۔ یہ سب کچھ صرف ایک لمحے میں ہو گیا۔ ٹائیگر نیچے گرتے ہی پلٹا۔ اور پھر وہ مادام ساگوری کے قریب ہی فرش پر تڑپنے لگا۔ عمران جس سے اٹھا نہ جا رہا تھا یہ صورت حال دیکھ کر یکلخت اچھلا اور اٹھ کر نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ وہ تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ اس کے ذہن سے ساری کمزوری اور چکر وغیرہ اس طرح نکل گئے جیسے ایسی کوئی بات اس نے کبھی محسوس ہی نہ کی ہو۔ دوسرا فائر نہ ہوا تھا۔ عمران نے باہر جھانکا تو اس نے مرفی کو خون میں لت پت دروازے کے سامنے پڑا ہوا دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور اب بھی موجود تھا۔ لیکن اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کیا اور اُسے کنڈی لگا کر وہ فرش پر تڑپتے ہوئے ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ ٹائیگر کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اور اس کا تڑپنا بھی اب سست پڑتا جا رہا تھا۔ اور آنکھیں اوپر کو چڑھ گئی تھیں۔ عمران نے ایک جھٹکے سے اُسے اوندھا کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ بھنچ گئے کیونکہ زخم جس جگہ تھا وہاں سے گولی براہِ راست دل تک بھی جا سکتی تھی۔ عمران تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اس نے میڈیکل باکس اور پانی کی بوتل اٹھائی اور اس کے ہاتھ واقعی کسی کمپیوٹر سے چلنے والی مشین کی طرح حرکت میں آ گئے۔ اُسے کام کرتا دیکھ کر کوئی محسوس بھی نہ کر سکتا تھا کہ ابھی چند لمحے پہلے جو آدمی اٹھ کر بیٹھنے سے بھی قاصر ہو رہا تھا۔ وہ اس قدر تیزی اور پھرتی سے اس قدر

نازک کام بھی سرانجام دے سکتا تھا۔ لیکن عمران ٹائیگر کی حالت
دیکھتے ہی اپنے آپ کو مکمل طور پر بھول چکا تھا۔ اور پھر دس منٹ
بعد جب اس نے زخم کا منی آپریشن کر کے گولی کو باہر نکالا تو
اس کے حلق سے اطمینان کا ایک طویل سانس نکل گیا۔ جسے
محاورتاً بال بال بچنا کہتے ہیں۔ ٹائیگر حقیقتاً بال بال بچا تھا۔ گولی
اگر ایک سنٹی میٹر کا دسواں حصہ بھی آگے بڑھ جاتی تو ٹائیگر کی
موت کو دنیا کی کوئی طاقت نہ روک سکتی تھی۔ اور پھر یہ بھی ٹائیگر
کے حق میں اچھا ثابت ہوا کہ جس کمرے میں اسے گولی لگی تھی اس
کمرے میں میڈیکل باکس اور پانی بھی موجود تھا اور عمران بھی پہلے
ہوش میں آچکا تھا۔ ورنہ اگر تھوڑی سی اور دیر بھی ہو جاتی تب
بھی ٹائیگر کا بچ نکلنا محال ہو جاتا۔

" کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا ہوا ٹائیگر کو کیا ہوا" ۔۔۔۔ اچانک
عمران کو عقب سے مادام ساگوری کی متوحش آواز سنائی دی۔
اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ساگوری خود گولی کھانے کے بعد
ہوش میں آئی تھی۔ لیکن پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے
اپنے متعلق کوئی بات کرنے کی بجائے ٹائیگر کے بارے میں ہی تشویش
ظاہر کی تھی۔ اور یہ حقیقتاً اس کے دل میں ٹائیگر کے لئے موجود قوی
جذبے کا اظہار تھا۔

" ٹائیگر تمہاری بینڈیج کر رہا تھا کہ باہر سے اسے گولی مار دی
گئی ہے۔ گو مارنے والے نے اس کے دل کے اندر گولی پہنچانے
کی کوشش کی تھی۔ لیکن چونکہ ٹائیگر کا دل ہی نہ تھا اس لئے وہ

اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ اور ٹائیگر کی جان بچ گئی" ۔۔۔ عمران نے
ٹائیگر کے زخم پر بینڈیج کرتے ہوئے کہا۔

" دل ہی نہ تھا۔ کیا مطلب۔ کیا ٹائیگر کا دل ہی نہیں ہوتا۔ یہ کیسے ممکن
ہے" ۔۔۔۔ ساگوری نے انتہائی حیرت سے پُر لہجے میں کہا وہ اب اٹھ
کر بیٹھ چکی تھی۔

" جب تک اس کی تم سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ واقعی یہ ممکن نہ تھا۔
لیکن اب ممکن ہو چکا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا اور ساگوری کی طرف سے چند لمحے کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا بلکہ دوسرے
لمحے عمران کو اس کے حلق سے مسرت بھرا ہلکا سا قہقہہ سنائی دیا۔

" اوہ اوہ۔ میں سمجھ گئی۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ تمہارا مطلب ہے۔
ٹائیگر مجھے اپنا دل دے چکا ہے۔ یہی مطلب ہے ناں" ۔۔۔ ساگوری
نے مسرت بھرے لہجے میں ہنستے ہوئے کہا۔

" اگر نہ دے چکا ہوتا تو گولی دل میں پہنچ چکی ہوتی۔ اس طرح اس
کا دل فیل ہو جاتا۔ اس نے بڑی عقلمندی کی دل تمہیں دے کر فیل
پاس کے چکر سے ہی چھٹکارا حاصل کر لیا" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے جواب دیا۔ اور ساگوری ایک بار پھر ہنس پڑی۔

" لیکن یہ بولتا کیوں نہیں۔ کیا بے ہوش ہے۔ اوہ۔ تم مذاق
کر رہے ہو۔ اس حالت میں بھی" ۔۔۔۔ ساگوری کے لہجے میں ایک
بار پھر تشویش ابھر آئی۔

" یہ ریہرسل کر رہا ہے نہ بولنے کی" ۔۔۔۔ عمران نے بینڈیج سے
فارغ ہو کر انجکشن تیار کرتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب ـــــ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ اوہ۔ یہ تو بے ہوش ہے"
ساگوری نے آگے کی طرف کھسک کر ٹائیگر کا چہرہ دیکھتے ہوئے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

" شادی کے بعد بے چارہ تمہارے مقابلے میں بول ہی نہ سکے گا۔ اس لئے ریہرسل کر رہا ہے۔ اور اس ریہرسل کے لئے ابھی تو اسے بے ہوش ہونا پڑتا ہے۔ ورنہ شادی کے بعد تو ہوش میں رہ کر بھی شوہر بے چارہ نہیں بول سکتا" ـــــ عمران نے ٹائیگر کی کلائی میں انجکشن لگاتے ہوئے کہا۔

" تو ـــ تو تمہیں یقین ہے کہ ٹائیگر مجھ سے شادی کرے گا" ـــــ ساگوری نے بڑے رومانی لہجے میں پوچھا۔ وہ اپنی اور ٹائیگر کی تکلیف کے ساتھ ساتھ موجودہ ماحول سب کچھ بھول گئی تھی۔

" اگر تمہاری ملاقات کسی طاقتور جادوگر سے ہو گئی اور جادوگر بھی تم سے تعاون کرنے پر آمادہ ہو گیا تو......." ـــــ عمران نے سوئی ٹائیگر کی رگ سے باہر کھینچتے ہوئے اس جگہ کو انگلی سے مسلتے ہوئے کہا۔

" جادوگر ـــــ کیا مطلب۔ یہ تمہارے دماغ کو کیا ہو جاتا ہے۔ اچھی بھلی باتیں کرتے کرتے پاگلوں جیسی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہو" ساگوری نے چونک کر انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

" دیکھو مادام ساگوری۔ تم انسان ہو ناں" ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" تو کیا میں تمہیں چڑیل نظر آ رہی ہوں" ـــــ ساگوری نے غصیلے

لہجے میں کہا۔

" میری بات چھوڑو۔ عورتوں کے معاملے میں میری بینائی بے حد کمزور واقع ہوئی ہے۔ مجھے تو حسینہ عالم بھی چڑیل نظر آتی ہے۔ اپنی بات کرو۔ انسان ہو ناں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آخر تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ انسان نہیں ہوں تو اور کیا ہوں" ـــــ ساگوری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اب تم خود سوچو۔ انسان اور ٹائیگر کی شادی کیسے ممکن ہو سکتی ہے۔ صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ جادوگر جادو کی مدد سے ٹائیگر کو انسان بنا دے۔ میں نے اکثر کہانیوں میں پڑھا ہے کہ جادوگر انسانوں کو طوطے۔ چڑیاں۔ جانور بناتے رہتے ہیں۔ جب وہ ایسا کر سکتے ہیں تو پھر ٹائیگر کو بھی انسان بنا سکتے ہیں یا پھر آپ کو......" ـــــ عمران کی زبان ظاہر ہے چل پڑی تھی۔ اس لئے اس کا رکنا اب شاید اس کے اپنے بس کی بات بھی نہ تھی۔ لیکن اسی لمحے ٹائیگر کی کراہ سنائی دی اور عمران بات کرتے کرتے رک کر دوبارہ ٹائیگر کی طرف متوجہ ہو گیا۔ ٹائیگر کی کراہ مدھم تھی۔ وہ پوری طرح ہوش میں آئے بغیر کراہ رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر ہلکی سی تشویش کے آثار ابھر آئے۔ اس نے جلدی سے میڈیکل باکس کھولا اور اس کے اندر جھانکنے لگا۔ پھر اس کی نظروں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے باکس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی شیشی باہر نکالی۔ اور پھر سرنج اٹھا کر اس نے اس شیشی میں موجود محلول سرنج میں بھرا۔ اور ایک بار پھر ٹائیگر پر جھک گیا۔ ٹائیگر دو تین بار کراہ کر پھر خاموش

ہو گیا تھا۔

" اوہ شکر ہے۔ یہ انجکشن باکس میں موجود تھا۔ ورنہ معاملہ سیریس ہو گیا تھا" ___ عمران نے انجکشن لگا کر اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا ہوا تھا۔ کراہنے کا تو مطلب ہوتا ہے کہ مریض ہوش میں رہا ہے" ___ ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" ہوش میں آنے کے آثار کے بغیر کراہنے کا مقصد تھا کہ خون اندر پھیل رہا ہے۔ لیکن اس انجکشن سے اب یہ صورت نہ رہے گی۔ اب ٹائیگر بچ جائے گا۔ لیکن اس کے لئے ملنا جلنا خطرناک ہو گا" ___ عمران نے کہا۔ اور پھر وہ خود بھی دوبارہ زمین پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر کی طرف سے اطمینان ہو جانے کے بعد۔ اب اُسے بھی دوبارہ چکر آنے لگ گئے تھے۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر ایک بار پھر کراہا۔ مگر اس بار اس کی آنکھیں بھی ساتھ ہی کھل گئی تھیں۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی۔

" لیٹے رہو ٹائیگر۔ ابھی حرکت مت کرو" ___ عمران نے اُسے روکتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اٹھنے کی کوشش ترک کر کے عمران کی طرف سر گھمایا۔

" عمران صاحب۔ یہ فائر......" ___ ٹائیگر کے لہجے میں حیرت تھی۔

" یہ فائر مرفی نے کیا تھا۔ لیکن شکر کرو اُسے دوسرا فائر کرنے کی مہلت نہیں ملی" ___ عمران نے کہا۔

" مرفی نے ___ مگر وہ تو مشین گن کی گولیوں سے ہٹ ہو چکا تھا" ___ ٹائیگر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

" نہیں۔ وہ مرا نہیں تھا۔ اور انتہائی زخمی حالت میں گھسٹتا ہوا یہاں پہنچا۔ لیکن ایک ہی فائر کر سکا۔ اب یہ تمہاری بدقسمتی تھی کہ تمہاری پشت دروازے کی طرف تھی اور دروازہ کھلا ہوا تھا۔ بہرحال اللہ کا فضل ہو گیا ہے۔ تم بتاؤ کہ تم نے مشین روم میں کیا کیا تھا۔ اور وہاں وہ کرنل ٹام بھی ابھی تک دفتر میں بے ہوش پڑا ہے۔ اور گیس ٹینک کو کافی وقت گزر گیا ہے۔ کہیں وہ بھی مرفی کی طرح ہوش میں آ کر ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہ پیدا کر دے" ___ عمران نے چونک کر کہا۔ اُسے اچانک کرنل ٹام کا خیال آ گیا تھا۔

" میں نے مشین روم میں موجود سب افراد کو ختم کر دیا تھا۔ لیکن واپس آتے ہوئے مجھے راہداری سے فائرنگ کی آوازیں اور پھر کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ میں موڑ پر رک گیا۔ پھر آنے والے کے سینے پر ضرب لگا کر میں نے اُسے واپس اچھال دیا۔ سامنے آنے پر جب میں نے آپ دونوں کو ہٹتے دیکھا تو میں نے مرفی کو جو نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا مشین گن کا برسٹ مارا۔ اور پھر میں آپ دونوں کو ایک ایک کر کے یہاں لے آیا۔ کیونکہ یہاں میڈیکل باکسز بھی موجود تھے اور [illegible] بھی" ___ ٹائیگر نے آہستہ آوازمیں پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

" مادام ساگوری۔ تم ہم دونوں کی نسبت کم زخمی ہو۔ تم مرفی کا ریوالور

لے کر جاؤ اور اس کرنل ٹام کا خاتمہ کر آؤ۔ تاکہ اس کی طرف سے تو اطمینان ہو جائے۔ اس کے بعد اصل لیبارٹری میں داخل ہونے کا بھی کوئی طریقہ سوچ لیا جائے گا" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں مادام ساگوری سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ساگوری سر ہلاتی ہوئی اٹھی۔ اور پھر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے باہر نکل کر مردہ مرفی کے ہاتھ میں موجود ریوالور اس کے ہاتھ سے نکالا اور پھر اسی طرح آہستہ آہستہ چلتی ہوئی راہداری میں غائب ہو گئی۔

"صورت حال انتہائی تشویش ناک ہے ٹائیگر ہم دونوں شدید زخمی ہیں اور ساگوری ویسے بھی اس قدر تیز نہ تھی لیکن اب تو وہ بھی زخمی ہے۔ اور نیچے موجود اصل لیبارٹری کے اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ دونوں حصے سیلڈ ہیں۔ وہ ڈاکٹر دالف کرنل ٹام سے کوئی تعاون نہیں کرتا۔ میں نے کرنل ٹام کے ساتھ اس کا رویہ دیکھا ہے۔ اب ایک ہی صورت ہے۔ کہ کسی ایسی مشینری میں خرابی پیدا کر دی جائے جس سے ڈاکٹر دالف کا کام رک جائے ___ اور اسے ٹھیک کرنے کے لئے اسے یا اس کے کسی آدمی کو لازماً اس حصے میں آنا پڑے گا۔ شاید ایمرجنسی میں ڈاکٹر دالف نے اوپر آنے کا کوئی راستہ رکھا ہوا ہو" ___ عمران نے کہا۔

" بالکل عمران صاحب موجودہ حالات میں تو یہی کچھ ہو سکتا ہے" ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ اب آہستہ آہستہ اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ان کے درمیان کوئی اور بات ہوتی

اچانک راہداری میں بہت سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں آوازیں بتا رہی تھیں کہ وہ کم از کم چار افراد ضرور تھے اور مشین روم کی طرف سے ادھر آ رہے تھے ابھی آوازیں دروازے سے کچھ دور تھیں کہ یک لخت گولی چلنے کا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے مادام ساگوری کی چیخ سنائی دی اور عمران ایک جھٹکے سے اٹھا ٹائیگر بھی بے اختیار اچھل کر اٹھنے لگا مگر اس قدر تیزی سے اٹھنے کی وجہ سے اسے چکر آیا اور وہ دھڑام سے نیچے گرا عمران بھی کھڑا تو ہو گیا تھا لیکن یکلخت اور جھٹکے سے اٹھنے کی وجہ سے وہ بھی اپنی جگہ کھڑا لڑکھڑا رہا تھا اس کا ذہن بری طرح چکرانے لگا تھا کہ اسی وقت کمرے کے کھلے دروازے سے دو ایکریمی آدمی اندر داخل ہوتے دکھائی دیئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

" خبردار" ___ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ اور گن عمران کی طرف تان لی۔ عمران نے بے اختیار دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔

" اوہ۔ یہ دونوں بھی شدید زخمی ہیں۔ لیکن ان کی بینڈیج کی گئی ہے۔ راجر تم دیکھو اس عورت کے علاوہ اور ان کے ساتھی یہاں موجود نہ ہوں" ___ اس گن والے نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔ دوسرے لمحے ایک اور ایکریمی ساگوری کو دھکیلتا ہوا اندر لے آیا۔ ساگوری کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے ہتھکڑی ڈال دی گئی تھی۔

" اسے بھی ہتھکڑی ڈال دو مائیکر۔ اور یہ جو فرش پر پڑا ہے اگر یہ زندہ ہے تو اسے بھی ہتھکڑی ڈال دو" ___ گن والے نے ساگوری کے ساتھ آنے والے ایکریمی سے کہا۔ اور چند لمحوں بعد

عمران اور بے ہوش ٹائیگر دونوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دی
گئیں۔

" تم میں سے علی عمران کون ہے " ۔۔۔ گن والے نے عمران کو غور
سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

" یہ ایک آدمی کا نام ہے یا دو کا " ۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن
لہجے میں پوچھا۔

" ایک آدمی کا نام ہے۔ اور سنو۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں اس
علی عمران کو زندہ گرفتار کر کے لے آؤں جب کہ باقی افراد کو گولی سے
اڑا دوں۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں " ۔۔۔ اس آدمی نے انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

" یہ ۔۔۔ یہ جو نیچے فرش پر بے ہوش پڑا ہے۔ یہ علی عمران ہے "
اچانک کمرے میں موجود ساگوری نے چیخ کر کہا۔ اور عمران حیرت
سے ساگوری کو دیکھنے لگا۔ ساگوری کے چہرے پر عجیب سا جذبہ
تھا۔ ایک انوکھی سی چمک اور عمران دل ہی دل میں ساگوری کے
اس جذبے سے پہلی بار متاثر ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ساگوری نے
کیوں ٹائیگر کو علی عمران بنایا ہے۔ اس آدمی نے چونکہ علی عمران
کو زندہ رکھنے کی بات کی تھی۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کی جان بچانے
کے لئے اسے علی عمران بنا دیا تھا۔ یہ واقعی اس کی ٹائیگر سے محبت
کی انتہا تھی۔

" کیا یہ عورت درست کہہ رہی ہے " ۔۔۔ اس گن والے نے
عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

" مادام ساگوری آئان سیکرٹ سروس کی چیف ہیں۔ اس لئے وہ غلط
بات کیسے کہہ سکتی ہیں " ۔۔۔ عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں بات
کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے راجر اور اس کا دوسرا ساتھی دوبارہ کمرے
میں داخل ہوئے۔

" ولسن۔ ادھر دفتر نما کمرے میں ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس
کے سینے میں گولی ماری گئی ہے۔ اور اس کے زخم سے خون تازہ تازہ
نکلا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے اسے تھوڑی دیر پہلے ہلاک کیا
گیا ہے۔ باقی ہم نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ ان تینوں کے علاوہ اور
کوئی زندہ آدمی یہاں موجود نہیں ہے " ۔۔۔ راجر نے اندر داخل ہو
کر گن والے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور گن والے نے اثبات میں
سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فرش پر پڑا ہوا ٹائیگر کراہا تو ولسن اور اس
کے ساتھی چونک پڑے۔

" یہ علی عمران ہوش میں آ رہا ہے۔ اس کا خیال رکھنا۔ اس کے
متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے " ۔۔۔
ولسن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے باقی ساتھیوں نے ہاتھوں میں
پکڑی ہوئی مشین گنوں کو اس طرح ٹائیگر کی طرف تان لیا۔ جیسے انہیں
خطرہ ہو کہ ٹائیگر آنکھیں کھولتے ہی ان کو پھونک مار کر ہلاک کر دے گا۔

" کمال ہے۔ ایک زخمی اور بندھے ہوئے آدمی سے کسی کو اس
طرح ڈرتے ہوئے میں نے پہلی بار دیکھا ہے " ۔۔۔ عمران نے بڑے
طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" خاموش رہو تم۔ ورنہ " ۔۔۔ ولسن نے بھیڑیئے کی طرح

عزلتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے ٹائیگر ہاتھ پشت پر بندھے ہونے کے باوجود اٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہ اب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ولسن اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"ڈاکٹر الف۔ یہ آنان سیکرٹ سروس کی چیف صاحبہ تمہیں علی عمران بتا رہی ہیں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ولسن اور اس کے ساتھی یک لخت۔۔۔ اس طرح اچھل پڑے جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا۔

"ڈاکٹر الف۔۔۔ کیا مطلب۔ یہ تو آنانی ہے"۔۔۔ ولسن نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں میک اپ میں ہوں۔ اور تم کون ہو۔ اور تم نے ہمیں کیوں اس طرح باندھ لیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر کے حلق سے یک لخت غراتی ہوئی سی آواز نکلی۔ لہجہ بالکل ایکریمین تھا۔

"میک اپ میں۔۔۔ مگر کیوں۔ کیا تم واقعی ڈاکٹر الف ہو"۔۔۔ اس بار ولسن کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ تذبذب بھی تھا۔

"مجھے کھڑا کر دو۔ میں از خود نہیں اٹھ سکتا۔ پھر میں تمہیں بتاتا ہوں ساری بات۔ لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے ہو۔" ٹائیگر نے اسی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"انتہائی حیرت انگیز۔۔۔ کیا ہمیں چکر دیا جا رہا ہے"۔۔۔ ولسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ لیکن ساتھ ہی اس نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا کہ وہ ٹائیگر کو اٹھنے میں مدد دے۔

"تم خالی چکر کی بات کر رہے ہو۔ یہاں میری لیبارٹری پر قیامت

ٹوٹ پڑی ہے۔ لیکن پہلے تم اپنا تعارف تو کراؤ"۔۔۔ ٹائیگر نے ولسن کے ساتھی کی مدد سے کھڑے ہوتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ ولسن کا ساتھی ٹائیگر کو کھڑا کر کے دوبارہ پیچھے ہٹ گیا تھا۔

"میرا خیال ہے ولسن۔ یہ لوگ واقعی ہمیں چکر دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس لئے وقت ضائع کرنے کی بجائے فوراً انہیں گولی سے اڑا دیا جائے"۔۔۔ ولسن کے پاس کھڑے ہوئے راجر نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر الف۔ یہ چاروں واقعی الجھ گئے ہیں۔ بہرحال جو کوئی بھی ہوں ہیں تو آپ کے ہم قوم۔ اس لئے اگر آپ انہیں تفصیل سے سب کچھ بتا دیں تو زیادہ بہتر ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے گردن موڑ کر ٹائیگر سے کہا جو اب قدم اٹھا کر اس کے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا۔ ساگوری البتہ ایک طرف ہی تھی لیکن وہ ہونٹ بھینچے خاموش کھڑی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ بتا دیتا ہوں۔ لیکن اگر یہ تعارف کرا دیتے تو زیادہ بہتر تھا"۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تعارف بعد میں ہوتا رہے گا۔ شروع ہو جائیں"۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا۔ کہ یک لخت ٹائیگر کا ہاتھ گھوما اور دوسرے لمحے ولسن بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر اپنے پیچھے کھڑے دوسرے ساتھی سے ٹکرایا اور وہ دونوں ہی ایک دوسرے سے ٹکرا کر دروازے میں ہی پشت کے بل گرے۔ جس لمحے ٹائیگر کا ہاتھ حرکت میں آیا تھا۔ اس کے ایک سیکنڈ بعد عمران کا ہاتھ بھی گھوما اور سائیڈ پر کھڑے ہوئے ولسن

کے دونوں ساتھی بھی چیختے ہوئے ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ لیکن وہ گرنے کی بجائے لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے دیوار سے جا ٹکرائے ٹائیگر اور عمران دونوں نے اپنی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑیاں ان پر ماری تھیں۔ اور یہ ہتھکڑیوں کی ضرب تھی جس نے انہیں چیخنے، لڑکھڑانے اور گرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ عمران نے ولسن کے ساتھیوں پر ہتھکڑی پھینکتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے ولسن کے ہاتھ سے نکل کر نیچے گرتی ہوئی مشین گن بھی ساتھ ہی جھپٹ لی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں کے حلق سے نکلنے والی چیخیں ابھی کمرے میں گونج ہی رہی تھیں کہ کمرہ ریٹ ریٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ اور ان آوازوں کے ساتھ ہی ولسن کے علاوہ اس کے تینوں ساتھیوں کے حلق سے بھی خوفناک چیخیں نکلیں ولسن نیچے گرتے ہوئے قلابازی کھا کر راہداری میں جا گرا تھا۔ اس لئے اس کے نیچے دب جانے والا اس کا وہ ساتھی جو اس کے پیچھے کھڑا تھا مشین گن کے ٹارگٹ میں آ گیا تھا۔

" اب تم ہاتھ اٹھا کر دیوار کی طرف منہ کر لو ولسن ورنہ "——— عمران کی انتہائی سرد آواز گونجی اور ولسن جو قلابازی کھا کر ابھی اٹھنے کی کوشش میں ہی مصروف تھا بجائے اٹھنے کے ویسے ہی تیزی سے گھوما لیکن اسی لمحے ایک بار پھر مشین گن گرجی اور ولسن کا جسم چھلنی ہو گیا۔ وہ گھومتے ہوئے اپنی جیب سے ریوالور نکال چکا تھا۔ اس لئے شاید عمران نے اس کا بھی خاتمہ کرنا مناسب سمجھا تھا۔ ولسن انتہائی کربناک انداز میں ایک بار چیخا اور پھر دھم سے پہلو کے بل فرش پر گر کر ساکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

" مادام ساگوری کی ہتھکڑی کھولو ٹائیگر"——— عمران نے بڑے ...ٹی انداز میں ساتھ کھڑے ٹائیگر سے کہا۔ اور خود وہ قدم بڑھاتا ...وازے کی طرف بڑھ گیا۔

سر ڈاکٹر رالف اپنے دفتر نما کمرے کی ریوالونگ چیئر پر ...ٹھا ہوا تھا۔ سامنے میز پر ایک کاغذ موجود تھا۔ اور سر رالف کی ...ریں اس کاغذ پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے وہ اس کاغذ پر موجود ...ڑھے میڑھے حروف کو اپنی نظروں کے ذریعے اپنے دماغ میں ...قل کر رہا ہو۔ وہ خاصا بوڑھا آدمی تھا۔ سر قطعی طور پر بالوں سے ...نیاز تھا۔ چہرے پر جھریاں تھیں۔ لیکن موٹے شیشے کی عینک ...ے پیچھے اس کی آنکھوں میں جوانوں جیسی چمک تھی۔ اس نے جسم پر ...کتھئی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ جس پر اس قدر شکنیں تھیں کہ ...یسے گزشتہ کئی سالوں سے وہ مسلسل اسے پہنے ہوئے ہو۔

یہ اسرائیل کا عظیم ترین سائنسدان تھا۔ اور بلڈریز مکمل ہونے کے
بعد یقیناً وہ پوری دنیا کا عظیم ترین سائنسدان تسلیم کر لیا جائے
گا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جنون کے سے انداز میں اس مشن پر کام کر رہا تھا۔
ایک لحاظ سے اس نے اپنے اوپر ہر قسم کا آرام و سکون حرام کر
رکھا تھا۔ جب اس کے ساتھی آرام کرنے کے لئے یہاں بنے ہوئے
اپنے مخصوص کمروں میں چلے جاتے تب بھی وہ دفتر میں بیٹھا اس
مشن پر کام میں مصروف رہتا۔ جب بے حد تھک جاتا تو میز پر سر
رکھ کر ہلکی سی نیند لے لیتا۔ اس وقت بھی اس کے ساتھی آرام
کرنے کے وقفے میں اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ لیکن سر ڈاکٹر
رالف اُسی طرح کام میں مصروف تھا۔ جیسے جیسے بلڈریز کا مشن
تکمیل کے قریب ہوتا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر رالف کا انہماک بھی بڑھتا جا
رہا تھا۔ اچانک پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔
اور ڈاکٹر رالف چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر
انتہائی کبیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ کیونکہ وہ اس وقت بلڈریز
کے ایک انتہائی اہم اور حساس ترین پیچیدہ پوائنٹ میں پھنسا ہوا
تھا۔ چار روز پہلے یہ پوائنٹ سامنے آیا تھا۔ اور پھر چار روز سے
مسلسل ٹکریں مارنے کے باوجود ابھی تک وہ اس اہم پوائنٹ
کو تسلی بخش طور پر حل نہ کر سکا تھا۔ اس لئے اس موقعے پر ٹیلی فون
کی گھنٹی نے اُسے ذہنی طور پر بے حد ڈسٹرب کیا تھا۔ ویسے اسے
حیرت تھی کہ جب اس کے سارے ساتھی آرام کر رہے ہیں تو پھر
یہ ٹیلی فون کس کا ہو سکتا ہے۔

"یس" ۔۔۔ ڈاکٹر رالف نے رسیور اٹھا کر انتہائی تلخ اور سخت
لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر کلف بول رہا ہوں سر۔ اے سیکشن سے" ۔۔۔
دوسری طرف سے ایک مردانہ لیکن گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اے سیکشن سے ۔۔۔ اوہ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے"
ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ اے سیکشن بلڈریز
کے لئے خام مال کی فراہمی کا سیکشن تھا۔ جو اس کام میں مسلسل
مصروف رہتا تھا۔ چونکہ جس دھات کو بلڈریز کے لئے استعمال کیا
جا رہا تھا۔ اس کی تلاش بے حد کٹھن کام تھا۔ اور وہ خاصی دشواری
اور تلاش کے بعد انتہائی قلیل مقدار میں دستیاب ہوتی تھی۔ اس لئے
اے سیکشن دو شفٹوں میں مسلسل کام کرتا رہتا تھا۔ تاکہ اس قدر
مال میسر آتا رہے کہ کام نہ رک سکے۔ اور ڈاکٹر کلف اس سیکشن
کا انچارج تھا۔

"ڈاکٹر۔ اے سیکشن کی مشینری کام کرتے کرتے یک لخت
رک گئی ہے۔ اس کو انرجی نہیں مل رہی۔ شاید اوپر انرجی پلانٹ
میں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ میں نے یہاں موجود ماسٹر کمپیوٹر سے بھی
چیک کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ماسٹر کمپیوٹر بھی اصل خرابی
کی نشاندہی نہیں کر سکا۔ اس نے صرف اتنا بتایا ہے کہ پلانٹ کے
آئس سیکشن کی ڈی گروپ موجود نہیں ہے۔ حالانکہ ایسا ناممکن ہے۔
کہ ڈی گروپ غائب ہو جائے۔ اس لئے مجبوراً میں نے آپ کو فون کیا
ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آئس سیکشن کی ٹی گروپ موجود نہیں ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسا ہونا تو قطعی ناممکن ہے" ـــــ ڈاکٹر الف نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے تو میں نے کہا ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر اصل خرابی کی نشاندہی نہیں کر سکا" ـــــ ڈاکٹر کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میں آرہا ہوں۔ میں خود چیک کرتا ہوں" ـــــ ڈاکٹر الف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر موجود کاغذ کو اٹھا کر دراز میں رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ اسی سیکشن کے آپریٹنگ ہال میں پہنچ گیا۔ جس کی دیواروں کے ساتھ مشینری نصب تھی۔ ڈاکٹر الف کے اندر داخل ہوتے ہی ایک نوجوان جس نے سفید اوور آل پہن رکھا تھا تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"آئیے سر" ـــــ اس نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ یہ ڈاکٹر کلف تھا۔ اسی سیکشن کا انچارج۔ اور ڈاکٹر الف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دائیں طرف کی پوری دیوار پر نصب اسی سیکشن کے ماسٹر کمپیوٹر کے سامنے موجود تھا۔ اس نے ماسٹر کمپیوٹر کو خود آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ جب ماسٹر کمپیوٹر نے رزلٹ دیا تو ڈاکٹر الف کی آنکھیں سکڑ گئیں۔ فراخ پیشانی پر بے شمار شکنیں ابھر آئیں۔

"یہ کیسے ممکن ہے ڈاکٹر کلف۔ ویسے ماسٹر کمپیوٹر درست رزلٹ

ے رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آئس سیکشن کو انتہائی ماہرانہ ندازمیں کھول کر ٹی گروپ ریموو کی گئی ہے۔ لیکن کون ایسا کر سکتا ہے ور کیوں" ـــــ ڈاکٹر الف نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"سر اگر واقعی ایسا ہوا ہے تو پھر فرسٹ پورشن میں صرف ایک ی آدمی ایسا کر سکتا ہے اور وہ ہے مرفی۔ وہ مشینری کا انچارج ہے اور ان معاملات میں بے حد ماہر ہے۔ دوسرا کوئی ایسا نہیں کر سکتا" ـــــ ڈاکٹر کلف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مرفی ـــــ لیکن اسے کیا ضرورت ہے ایسا کرنے کی۔ کیوں کیا ہے اس نے ایسا۔ میں کرنل ٹام سے بات کرتا ہوں۔ اگر مرفی نے ایسا کیا ہے تو میں اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مارنے سے بھی نہ ہچکچاؤں گا۔ اس نے اس عظیم مشن میں رکاوٹ ڈال کر انتہا درجے کی دشمنی کی ہے" ـــــ ڈاکٹر الف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے وہ ایک طرف میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر فرسٹ پورشن کے مخصوص نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحے گھنٹی بجتی رہی پھر دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ کرنل ٹام اٹنڈنگ" ـــــ کرنل ٹام کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر الف بول رہا ہوں۔ انرجی پلانٹ میں گڑبڑ کس نے کی ہے" ـــــ ڈاکٹر الف نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

" انرجی پلانٹ میں گڑبڑ ۔۔۔ کیا مطلب ۔ میں آپ کی بات نہیں سمجھا" ۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل ٹام کی حیرت بھری آواز سنائی دی ۔

" وہ مرفی کہاں ہے ۔ اسے بلاؤ فون پر ۔ تم احمق آدمی ہو ۔ تمہارے دماغ میں تو بھس بھرا ہوا ہے ۔ بلاؤ مرفی کو" ۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا ۔

" اوہ جناب مرفی تو ایک اہم پرزہ لینے کل سے ایکریمیا گیا ہوا ہے ۔ زیرو دن کی ایک مشین کا پرزہ اچانک خراب ہو گیا ۔ جس سے زیرو دن سیکشن کھلنے کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا وہ پھر یہ پرزہ چونکہ یہاں مرمت نہ ہو سکتا تھا اس لئے مجبوراً اسے ایکریمیا جانا پڑا ۔ اس کے دو ساتھی بھی ساتھ گئے ہیں" ۔۔۔ کرنل ٹام نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا ۔

" کل سے گیا ہوا ہے ۔ لیکن انرجی پلانٹ تو اب بند ہوا ہے ۔ ماسٹر کمپیوٹر کے مطابق اس کے آٹس سیکشن کی ٹی گرپ ریمو کر دی گئی ہے ۔ کس نے ایسا کیا ہے ۔ اور کون ہے یہاں جو ایسا کر سکتا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" جناب ایسا ہونا تو ناممکن ہے ۔ انرجی پلانٹ تو سیلڈ ہے اس کے اندر تو کوئی جا ہی نہیں سکتا اور کوئی گیا بھی نہیں" ۔۔۔ کرنل ٹام نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ہاں ۔ واقعی مجھے اس کا خیال نہیں آیا ۔ وہ تو واقعی سیلڈ

لیکن پھر ماسٹر کمپیوٹر کیوں ایسا رزلٹ دے رہا ہے اور انرجی پلانٹ آخر بند کیوں ہو گیا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا ۔

" جناب میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ آپ خود اوپر آ کر چیک کر لیں" کرنل ٹام نے جواب دیا ۔

" احمق ہو تم ۔ میں اوپر کیسے آ سکتا ہوں ۔ سیکنڈ پورشن کو مکمل طور پر سیل کیا گیا ہے تاکہ کسی طرح بھی دونوں پورشنز کے درمیان آمد و رفت نہ ہو سکے ۔ لیکن یہ انرجی پلانٹ والا مسئلہ کیسے بگڑ گیا ۔ یہ تو کسی طرح بگڑ ہی نہیں سکتا تھا ۔ ویری بیڈ ۔ ٹھیک ہے میں کچھ سوچتا ہوں" ۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا ۔

" اب کیا کریں ۔ یہ امکان تو قطعی ذہن میں ہی نہ تھا" ۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ۔

" سر ۔ انرجی پلانٹ مکمل طور پر آٹو میٹک ہے ۔ اول تو اس میں کوئی خرابی پیدا ہی نہ ہو سکتی تھی ۔ اور اگر ہوتی بھی تو ماسٹر کمپیوٹر اسے خود بخود درست کر لیتا ۔ لیکن یہ تو سوچا بھی نہ جا سکتا تھا کہ ٹی گرپ ہی ریمو ہو جائے گی ۔ اب تو ماسٹر کمپیوٹر بھی کچھ نہیں کر سکتا ۔ اور اوپر جانے کا کوئی راستہ بھی نہیں ہے ۔ اس لئے اب کیا ہو گا" ۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا ۔

" ہوا تو عجیب و غریب کام ہے ۔ اور اگر انرجی پلانٹ نے کام شروع نہ کیا تو ہمارا مشن ادھورا رہ جائے گا ۔ ٹھیک ہے ۔ اب تو

ایمرجنسی ڈے کھولنا ہی پڑے گا۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی
نہیں" ۔۔۔۔ کرنل ٹام نے کہا۔

" ایمرجنسی ڈے ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔۔ ڈاکٹر کلف بُری طرح
چونک پڑا۔

" تمہیں نہیں معلوم ۔ یہ اس لیبارٹری کا خاص سیکرٹ ہے
اس سے صرف میں واقف ہوں ۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔۔ ڈاکٹر
رالف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی
دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر کلف نے حیرت بھرے انداز
میں کندھے اچکائے اور اس کے پیچھے چل پڑا۔ مختلف راہداریوں
سے گزر کر وہ دونوں ایک ایسی راہداری میں داخل ہوگئے
جو آگے جا کر بند ہو جاتی تھی۔

" یہ راہداری تو بند ہے جناب" ۔۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے اس
راہداری میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا۔

" خاموشی سے چلے آؤ۔ جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے
ڈاکٹر رالف نے اسے بُری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر کلف
نے ہونٹ بھینچ لئے۔

راہداری واقعی آخر میں جا کر ایک ٹھوس دیوار پر ختم ہوگئی تھی
ڈاکٹر رالف اس دیوار کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے کوٹ کی
اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی سی سنہرے رنگ کی
پلیٹ نما پتی نکالی اور اسے دیوار کی جڑ میں دیوار کے ساتھ
رکھ دیا۔ پتی دیوار سے چپک گئی۔ ڈاکٹر نے اس پلیٹ نما سنہری

کے درمیان میں اپنے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت رکھی اور اسے اس
طرح مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانا شروع کر دیا جیسے تجوری کے تالے
کھولنے کے لئے اس کی ناب کو مخصوص انداز میں گھمایا جاتا ہے۔ تقریباً
دو منٹ تک ڈاکٹر مسلسل ایسا کرتا رہا۔ اور پھر وہ ایک طویل سانس لے
کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے وہ سنہری پتی دیوار سے ہٹا کر ہاتھ میں پکڑی اور
خاموش کھڑا ہو گیا۔ تقریباً دو منٹ تک وہ اسی طرح خاموش کھڑے رہے
اور پھر ڈاکٹر رالف نے ایک بار پھر اس پتری کو دوبارہ اسی جگہ چپکایا۔ اور
ایک بار پھر اسی طرح اپنی انگلی کو مخصوص انداز میں دائیں بائیں گھمانا شروع
کر دیا۔ دو منٹ تک مزید ایسا کرنے کے بعد انہوں نے پلیٹ ہٹائی
اس بار اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ ڈاکٹر کلف حیرت سے یہ ساری
کارروائی دیکھ رہا تھا۔ لیکن خاموش تھا۔ چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹاک
کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر کلف بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ساتھ
ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی گئیں۔ کیونکہ اس نے اس ٹھوس دیوار
کو درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں کھسکتے دیکھا۔ اب درمیان میں
ایک خلا سا بن گیا تھا۔ ڈاکٹر رالف آگے بڑھا۔ اور پھر وہ اس خلا کو
پار کر کے دوسری طرف آگیا۔ ڈاکٹر کلف نے بھی اس کی پیروی کی۔
اندر ایک سائیڈ پر دیوار میں ایک بڑا سا سوئچ پینل نصب تھا۔
اس کے درمیان ایک بڑا سا ڈائل بھی تھا۔ ڈاکٹر اس پینل کی طرف بڑھا۔
اور اس نے مختلف بٹن دبائے۔ تو ڈائل پر موجود سرخ سوئی حرکت میں
آگئی۔ وہ آہستہ آہستہ راؤنڈ کرتی ہوئی ایک سمت سے دوسری
سمت جارہی تھی۔ جب وہ آخری حد سے پہنچی تو ہلکی سی سیٹی کی

آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ڈائل کے اندر جلنے والا بلب بجھ گیا۔ اور سوئی ایک جھٹکے سے واپس آ گئی۔

"اب فرسٹ پورشن پر موجود ہر شخص بے ہوش ہو چکا ہو گا۔ اور دو گھنٹوں بعد انہیں خود بخود ہوش آ جائے گا۔ ایسا انتظام اس لئے کیا گیا تھا کہ اگر کسی بھی صورت میں اس ایمرجنسی دے کو کھولنا بھی پڑے تو فرسٹ پورشن میں موجود کوئی شخص اس سے واقف نہ ہو سکے۔ ان کی بے ہوشی کے دوران ہم انرجی پلانٹ ٹھیک کر کے واپس آ جائیں گے"۔۔۔۔ ڈاکٹر الف نے اس بار مسکراتے ہوئے حیرت سے آنکھیں پھاڑے ڈاکٹر کلف سے کہا۔

"اوہ کمال ہے ڈاکٹر۔ ہر قسم کی احتیاط کا خیال رکھا گیا ہے"۔ ڈاکٹر کلف نے بے اختیار ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ایسے مشنز میں ایسی احتیاطیں ضروری ہوتی ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر الف نے کہا۔ اور پھر اس نے سوئچ پینل پر ایک بٹن دبایا تو وہ کمرہ کسی لفٹ کی طرح حرکت میں آ گیا۔ لیکن دس بارہ سیکنڈ تک تیز حرکت کے بعد کمرہ ساکت ہو گیا۔ اور ڈاکٹر کلف نے اسی ہک کو جس کی مدد سے اس نے دیوار برابر کی تھی کھینچا تو دیوار ایک بار پھر درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی۔ اور وہ دونوں اسے کراس کر کے دوسری طرف آ گئے۔ یہاں بھی ایک راہداری تھی۔ لیکن جیسے ہی وہ راہداری میں داخل ہوئے ان دونوں کے حلق سے بے اختیار چیخیں سی نکل گئیں۔ وہ دونوں حیرت سے آنکھیں پھاڑے سامنے راہداری کے کچھ دور کے حصے میں پڑی ہوئی دو لاشوں کو گھور

رہے تھے۔

"اوہ اوہ ڈاکٹر۔ ان میں سے ایک مرفی ہے۔ میں اسے جانتا ہوں"۔ ڈاکٹر کلف نے کہا۔

"یہ کیا مطلب ہوا۔ وہ کرنل ٹام تو کہہ رہا تھا کہ مرفی ایکریمیا گیا ہوا ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر الف کے حلق سے بھنچی بھنچی آواز نکلی۔

"ڈاکٹر۔ یہاں ہمارے لئے کوئی خطرہ نہ ہو۔ مرفی کی موت ۔۔۔۔" ڈاکٹر کلف نے کچھ کہنا چاہا۔ لیکن شاید وہ اپنی بات کو واضح نہ کر سکا تھا۔ اس لئے درمیان میں ہی رک گیا۔

"نہیں۔ بے ہوش کرنے والی گیس نے تمام خطروں کو معطل کر دیا ہو گا۔ آؤ دیکھتے ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر الف نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔ ڈاکٹر کلف بھی اس کے پیچھے تھا۔ مرفی اور دوسرے ایکریمین کی لاش کے سامنے کھلے دروازے میں جھانکنے سے ان کے چہروں پر اور بھی حیرت ابھر آئی۔ کیونکہ کمرے کے اندر تین لاشیں پڑی تھیں۔ اور میڈیکل باکس اور پانی کی بوتلیں بھی وہاں کھلی ہوئی پڑی تھیں۔

"یہ کیا ہوتا رہا ہے یہاں"۔۔۔۔ ڈاکٹر الف نے حیران ہو کر کہا۔ اور پھر وہ آگے بڑھ کر مشین روم میں پہنچے تو وہاں بھی ہر طرف لاشیں ہی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہاں سے گھوم کر جب وہ کرنل ٹام کے دفتر میں پہنچے تو اس بار ڈاکٹر الف کی آنکھوں میں مزید حیرت ابھر آئی۔ کیونکہ یہاں کرنل ٹام کی لاش تو ایک طرف فرش پر پڑی تھی۔ لیکن یہاں فرش پر تین افراد بے ہوش پڑے ہوئے

تھے۔ تینوں آٹانی تھے۔ ان میں ایک عورت تھی۔ اور وہ تینوں ہی زخمی نظر آ رہے تھے۔ لیکن ان کی باقاعدہ بینڈیج کی گئی تھی۔

"یہ آٹانی ادھر یہاں۔ یہ کیسے اندر آ گئے۔ یہ کون ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر رالف کی آواز حیرت سے پُر تھی۔

"میرا خیال ہے ڈاکٹر رالف۔ اس ساری قتل و غارت کے یہی تینوں افراد ہی ذمہ دار ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے کہا۔

"لیکن یہ ہیں کون اور یہاں آئے کیسے۔ کرنل ٹام، مرفی اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ بھی کچھ اجنبی لوگوں کی یہاں لاشیں نظر آ رہی ہیں اور ان کے زخمی ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں کوئی خوفناک جنگ ہوئی ہے۔ جس میں باقی لوگ مر گئے ہیں جب کہ یہ زخمی ہوئے ہیں۔ پھر انہوں نے بینڈیج کی اور یہاں دفتر میں گئے۔ لیکن ابھی کرنل ٹام سے میری بات ہوئی ہے۔ جب کہ کرنل ٹام کی لاش بتا رہی ہے کہ اسے مرے ہوئے کافی دیر گزر گئی ہے"۔۔۔ ڈاکٹر رالف نے خود ہی ساری صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ڈاکٹر رالف۔ اب بات سمجھ میں آ رہی ہے۔ یہ لوگ یقیناً دشمن ایجنٹ ہیں۔ انہوں نے یہاں فرسٹ پورشن پر قبضہ کیا ہو گا اس کے دوران یہ بھی زخمی ہو گئے۔ پھر انہوں نے اپنی بینڈیج کی۔ یہ دراصل نیچے اصل لیبارٹری میں پہنچنا چاہتے تھے۔ لیکن جب انہیں راستہ نہ مل سکا تو انہوں نے نیا چکر چلایا۔ کسی طرح انرجی پلانٹ کی ڈی کرپ ریمو کر دی۔ ان کا مقصد یہ ہو گا کہ نیچے سے کوئی نہ کوئی اسے ٹھیک کرنے آئے گا تو یہ راستہ معلوم کر کے اصل لیبارٹری پر قبضہ کر لیں گے اور میرے خیال میں ان میں سے کسی نے کرنل ٹام کے لہجے میں بات کی۔ اور اس لئے کہا کہ مرفی ایکریمیا چلا گیا ہے۔ تاکہ ہم مجبور ہو کر اوپر آئیں۔ یہ تو آپ کی اس احتیاط نے کہ اوپر آنے سے پہلے آپ نے گیس کے ذریعے انہیں بے ہوش کر دیا۔ ورنہ یہ یقیناً ہمیں بھی قتل کر دیتے اور لیبارٹری پر قبضہ کر لیتے"۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تمہاری بات درست ہے ڈاکٹر کلف۔ واقعی بہت پلاننگ کی ہو گی۔ پھر تو یہ انتہائی خطرناک لوگ ہوتے انہیں تو فوراً ہلاک کر دینا چاہئے۔ یہاں مشین گن پڑی ہے اٹھاؤ اور بھون ڈالو انہیں"۔۔۔ ڈاکٹر رالف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں۔ مگر میں نے تو کبھی کسی انسان کو نہیں مارا"۔ ڈاکٹر کلف نے گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یو نانسنس۔ یہ انسان نہیں ہیں دشمن ہیں۔ لیبارٹری تباہ کرنے آئے ہیں۔ مجھے دکھاؤ مشین گن"۔۔۔ ڈاکٹر رالف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر کلف نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور بوڑھے ڈاکٹر رالف کے ہاتھ میں پکڑا دی۔

"سس۔۔۔ مم۔ پہلے انرجی پلانٹ کی ڈی کرپ تو ڈھونڈھ لیں۔ شاید انہوں نے کہیں چھپا دی ہے۔ مرنے کے بعد ملے ہی ناں"۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے کہا۔ اور ڈاکٹر رالف بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ لازماً ان کی جیبوں میں ہو گی۔ اگر

دہ نہ ملی تو پھر تو ویسے ہی سارا مشن خراب ہو جائے گا۔ اب تک کی تمام محنت پہ پانی پھر جائے گا۔ تلاشی لو ان کی" ــــ ڈاکٹر الف نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر کلف نے آگے بڑھ کر دونوں مقامی مردوں کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ پھر اس نے مقامی عورت کی بھی تلاشی لی۔ لیکن گروپ کسی کے پاس سے بھی برآمد نہ ہوئی۔

" ان کے پاس تو نہیں ہے سر۔ ویسے ہو سکتا ہے انہوں نے وہیں چھپا رکھی ہو۔ پہلے پلانٹ تو دیکھ لیں ان کو ابھی ہوش تو نہیں آ سکتا" ــــ ڈاکٹر کلف نے کہا۔

" ہاں آؤ۔ یہ ابھی تین چار گھنٹے ہوش میں نہیں آ سکتے" ــــ ڈاکٹر الف نے کہا۔ اور مشین گن وہیں رکھ کر وہ تیزی سے واپس مڑا۔ ڈاکٹر کلف کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ اس کا دل یہ برداشت نہ کر پا رہا تھا کہ تین انسانوں کو چاہے وہ دشمن ہی کیوں نہ ہوں اس کی آنکھوں کے سامنے ہلاک کر دیا جائے۔ وہ اس معاملے میں انتہائی حساس دل کا مالک تھا۔ انسان تو ایک طرف اس نے آج تک کسی چڑیا کو نہ مارا تھا۔

انرجی پلانٹ کا سیلڈ گیٹ کھلا ہوا تھا۔ اور پھر اندر داخل ہو کر وہ دونوں حیرت سے آئس سیکشن کو گھورنے لگے۔ کیونکہ واقعی ڈی گروپ اپنی جگہ سے نکال لی گئی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا پرزہ تھا۔ لیکن اس وقت اس پرزے کی غیر موجودگی سے ان کی جان پہ بن آئی تھی۔

" اوہ اوہ۔ ڈھونڈھو اسے" ــــ ڈاکٹر الف نے تیز لہجے

میں کہا۔ اور خود بھی ادھر ادھر نگاہیں دوڑانے لگا۔ ڈاکٹر کلف نے بھی اسے ڈھونڈھنا شروع کیا۔ لیکن اچھی طرح تلاش کر لینے کے باوجود وہ ناکام رہے۔

" انہیں یہ گروپ دینی پڑے گی۔ ورنہ میں ان کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ تم یہیں ٹھہرو ڈاکٹر کلف۔ میں جا کر ڈاکٹر آسٹن کو بلا لاتا ہوں۔ وہ ان معاملات میں بے حد ہوشیار ہے۔ وہ ان سے اگلوا لے گا" ــــ ڈاکٹر الف نے پلانٹ سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر کلف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر الف تیز تیز قدم اٹھاتے دوبارہ اس لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ جب کہ ڈاکٹر کلف کرنل ٹام کے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں وہ تینوں افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

ٹائیگر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس
کے ساتھ ہی اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہر سی دوڑ گئی۔
اس نے دیکھا کہ وہ رسیوں کے ساتھ ایک ستون سے بندھا
ہوا کھڑا تھا۔ ایک نوجوان جس کے ہاتھ میں سرنج تھی، پیچھے ہٹ
رہا تھا۔ وہ ایک بڑے سے کمرے میں تھا۔ اور اس کے سامنے
ایک بوڑھا اور ایک تنومند جسم اور بھاری چہرے والا آدمی کھڑا
تھا۔ اس نوجوان سمیت ان تینوں نے سوٹوں پر سفید اوور آل پہنے
ہوئے تھے۔ تنومند آدمی کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ ٹائیگر نے دیکھا
کہ عمران اور ساگوری اس کمرے میں موجود نہ تھے۔

" تمہیں ہوش آگیا۔ کیا نام ہے تمہارا "۔۔۔ بوڑھے نے
آگے بڑھ کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

" میرا نام ٹائیگر ہے "۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم نے انرجی پلانٹ کے آئس سیکشن سے ڈی گریپ نکالی ہے
وہ کہاں ہے "۔۔۔ اس بوڑھے نے کہا۔

" میں تو نام ہی تمہارے منہ سے سن رہا ہوں۔ مجھے کیا
معلوم "۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" ڈاکٹر الف۔ آپ ایک طرف ہٹ جائیں۔ میں ابھی اس سے
سب کچھ اگلوا لیتا ہوں "۔۔۔ اس تنومند آدمی نے بوڑھے سے
مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہی بوڑھا اس لیبارٹری کا
بڑا سائنسدان ہے۔

" ہو سکتا ہے ڈاکٹر آسٹن اس آدمی کی بجائے اس کے ساتھی
نے یہ گریپ نکالی ہو۔ اُسے معلوم ہو۔ اُسے کیوں نہ ہوش میں
لایا جائے "۔۔۔ ڈاکٹر الف نے مڑ کر اس تنومند آدمی سے
مخاطب ہو کر کہا۔

" سر۔ یہ سیکرٹ ایجنٹ ٹائپ لوگ ہیں۔ میرا ایک
دوست سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس کی وجہ سے میرا ابھی اس
سروس سے کافی تعلق رہا ہے۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا
ہوں۔ یہ انتہائی سخت جان قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ آسانی سے
نہیں مانیں گے۔ اس لئے اگر ہم نے سب پر تشدد کیا تو ہو
سکتا ہے یہ تینوں مر جائیں۔ اور ہم گریپ نہ ڈھونڈھ سکیں۔
پہلے اس سے پوچھ گچھ کرتے ہیں۔ اگر اس نے نہ بتایا تو اسے گولی
مار کر دوسرے کو ہوش میں لائیں گے۔ آپ دیکھیں یہ ابھی سب کچھ
بتا دے گا۔ مجھے ایسے لوگوں سے راز اگلوانے کا طریقہ آتا ہے "

ڈاکٹر آسٹن نے کہا۔ اور پھر مشین گن کو نال سے پکڑ کر وہ اس طرح ٹائیگر کی طرف بڑھنے لگا جیسے کوئی قصائی چھری اٹھا کر ذبح ہونے والی بکری کی طرف بڑھتا ہے۔

" اگر ڈاکٹر الف جیسا عظیم سائنسدان تمہیں ڈاکٹر کہہ رہا ہے تو مجھے تسلیم کرنا پڑے گا ورنہ شکل سے تو تم مجھے کوئی احمق آدمی لگتے ہو۔ ہٹ جاؤ ایک طرف۔ مجھے ڈاکٹر الف سے ایک اہم بات کرنی ہے۔ ڈاکٹر الف میں میک اپ میں ہوں۔ میرا تعلق ایکریمیا سے ہے۔ آپ سے رابطہ چونکہ کسی لحاظ سے بھی ممکن نہ تھا۔ اس لئے مجبوراً ہمیں یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا۔ یہاں کرنل شام اور اس کے ساتھیوں کو باوجود تمام شناختی نشانات دکھانے کے ہم پر اعتبار نہ کیا اور ہمیں مارنے پر تل گئے۔ اس لئے عظیم مقصد کی خاطر ہمیں ان کا خاتمہ کرنا پڑا "۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں ایسا اعتماد تھا کہ ڈاکٹر الف نے مشین گن کو لہراتے ہوئے ڈاکٹر آسٹن کو ہاتھ کے اشارے سے ضرب لگانے سے روک دیا۔

" تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیا عظیم مقصد "۔۔۔۔ ڈاکٹر الف نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" سر۔ یہ لوگ آپ کو چکر دینا چاہتے ہیں۔ آپ ان کی باتوں میں نہ آئیں "۔۔۔۔ ڈاکٹر آسٹن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تم خاموش رہو۔ کس میں جرأت ہے کہ مجھے چکر دے سکے "

ڈاکٹر الف نے انتہائی کرخت لہجے میں ڈاکٹر آسٹن کو جھڑکتے ہوئے

کہا۔ اور ڈاکٹر آسٹن نے منہ بنا لیا۔

" ڈاکٹر الف آپ بلڈ ریز مشن پر کام کر رہے ہیں۔ یہ ایکریمیا اور اسرائیل کے لئے انتہائی اہم ترین مشن ہے۔ گو اس مشن کو انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے۔ لیکن حکومت کو یہ اطلاعات ملی ہیں کہ روسیاہ میں بھی ان پہ تجربات ہو رہے ہیں۔ اور ڈاکٹر الف اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کے اس فارمولے میں ایک بنیادی غلطی موجود ہے جب کہ روسیاہ والوں نے ایسی غلطی نہیں کی۔ اس لئے ہمیں خصوصی طور پر یہاں بھیجا گیا تھا۔ تاکہ اس غلطی کے دور کرنے میں آپ کی مدد کی جا سکے۔ اور وہ غلطی یہ ہے کہ آپ نے بلڈ ریز کی ری بیک خاصیت کو مدنظر نہیں رکھا۔ اس کا مطلب ہوگا کہ جب آپ کا تیار کردہ بم فائر ہوگا تو ٹارگٹ کو ور کرنے کے ساتھ ہی وہ ان ریز کو ری بیک کر کے اس علاقے کے جانداروں کو بھی تباہ کر دے گا۔ جس علاقے سے اسے فائر کیا جائے گا۔ اب آپ بتائیں کہ ایسا بم ایکریمیا یا اسرائیل کو کیا فائدہ دے گا۔ یہ تو دونوں کا خاتمہ کر دے گا "۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی مطمئن لہجے میں کہا۔

" کیا تم پاگل ہو۔ یا مجھے احمق سمجھتے ہو۔ میں نے ریز ری بیک کو آر سی۔ ایون تھرٹی فائر پہ پہلے چیک کیا ہے۔ ایسی کوئی خاصیت ان ریز میں نہیں پائی گئی "۔۔۔۔ ڈاکٹر الف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے یہ ساری بات ڈاکٹر الف کے منہ سے یہی بات کہلوانے کے لئے

کی تھی۔

" ڈاکٹر الف میں آپ کی بے پناہ عزت کرتا ہوں۔ آپ عظیم سائنسدان ہیں۔ لیکن ادب سے عرض کروں گا کہ آر۔ سی۔ الیون تھرٹی فائیو کو اینگل ون تھرڈ سکسٹی پہ رکھ کر آپ نے چیک نہ کیا ہو گا اور جب تک ایسا نہ کیا جائے ان ریز کا ری بیک سامنے نہیں آتا"۔۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ اوہ۔ اینگل ون تھرڈ سکسٹی۔ اوہ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ مجھے واقعی اس اینگل پہ چیک کرنا چاہیئے تھا۔ مگر تم کون ہو۔ جو ریز کے بارے میں اس قدر گہرا علم رکھتے ہو"۔۔۔۔ ڈاکٹر الف کے چہرے پہ شدید ترین حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

" آپ مجھے نہیں جانتے۔ کیونکہ مجھے روسیاہ والے کئی سال پہلے اغوا کر کے ایک خفیہ لیبارٹری میں لے گئے تھے۔۔۔۔ اور چھ ماہ ہوئے ہیں۔ مجھے وہاں سے فرار ہونے کا موقع ملا ہے۔ اور میں نے ہی ایکریمین حکومت کو ان ریز کے بارے میں روسیاہ کی ریسرچ کی اطلاع دی۔ جس پہ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر الف بھی ان پہ ریسرچ کر رہے ہیں۔ لیکن آپ نے جو بنیادی فارمولا ڈسکس کیا تھا۔ اس میں اس ری بیک کی طرف کوئی اشارہ نہ تھا۔ اس لئے میں نے جب اس پہلو پہ بات کی تو حکومت بے حد پریشان ہو گئی۔ اس لیبارٹری کا سسٹم ایسا رکھا گیا تھا۔ کہ

پ سے کسی طرح بھی کوئی تعلق نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے مجبوراً مجھے دمقامی افراد کی مدد لینی پڑی اور ہم یہاں داخل ہو گئے۔ لیکن رنل ٹام انتہائی احمق آدمی نکلا وہ ہمیں ہی مارنے پر تل گیا۔ لیکن ڈریز کا عظیم مشن سامنے تھا۔ اس لئے مجبوراً ہمیں ان کا خاتمہ رنا پڑا۔ اس کے باوجود آپ سے پھر بھی رابطہ نہ ہو سکتا تھا۔ س لئے مجبوراً مجھے ڈی گریپ ریمو کرنے والا چکر چلانا پڑا"۔۔۔۔ ائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تم اتنے بڑے سائنسدان ہو اور ہم نے تمہیں باندھ رکھا ہے۔ ڈاکٹر آسٹن فوراً کھولو انہیں۔ جلدی کرو"۔۔۔۔ ڈاکٹر الف نے چیختے ہوئے کہا۔

" یس سر"۔۔۔۔ ڈاکٹر آسٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ ند لمحوں بعد ٹائیگر آزاد ہو چکا تھا۔

" میرے ساتھی کہاں ہیں"۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

" وہ بے ہوش پڑے ہیں۔ انہیں چھوڑو۔ تم میرے ساتھ چلو لیبارٹری۔ تاکہ میں تمہارے سامنے یہ ری بیک چیک کر دوں۔ ی گریپ کہاں ہے"۔۔۔۔ ڈاکٹر الف نے کہا۔

" وہیں انرجی پلانٹ میں ہی موجود ہے۔ آیئے میرے ساتھ"۔۔۔۔ ائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" ہم بے ہوش کیسے ہوئے تھے ڈاکٹر۔ میرا خیال ہے ہم پہ ہیلیم لیس فائر کی گئی تھی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا

" ہاں۔ احتیاطاً ایسا کیا گیا تھا۔ اور پھر تمہیں ہوش میں لانے کے لئے مجھے نیچے سٹور سے اس کا انٹی انجکشن منگوانا پڑا" ____ ڈاکٹر رالف نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ انرجی پلانٹ میں داخل ہو گئے۔ ٹائیگر نے ایک مشین کے پچھلے حصے میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے ٹی کرپ نکال کر ڈاکٹر رالف کے ہاتھ پر رکھ دی۔ ڈاکٹر رالف نے ٹی کرپ کو ایڈجسٹ کیا تو انرجی پلانٹ دوبارہ درست آرڈر میں آگیا۔

"شکریہ۔ آؤ میرے ساتھ" ____ ڈاکٹر رالف نے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کو ساتھ لئے انرجی پلانٹ سے باہر آگیا۔

انرجی پلانٹ سے باہر آ کر ڈاکٹر رالف قدم بڑھاتا اُسی کمرے کی طرف چل پڑا جدھر پہلے ٹائیگر کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔

"تم نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ لیکن تم نے نام کیا بتایا تھا" ____ ڈاکٹر رالف نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے" ____ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کیسا نام ہے۔ میرے خیال میں آج تک کسی سائنسدان کا ایسا نام نہیں سنا۔ تم شاید اپنا اصل نام چھپا رہے ہو" کمرے کے دروازے پر رک کر ڈاکٹر رالف نے کہا۔

"بس بچپن سے ہی پیار سے یہ نام رکھا گیا تھا اور اب بھی یہی نام ہے" ____ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر رالف پیچھے آنے والے ڈاکٹر آسٹن اور دوسرے نوجوانوں کی طرف مڑ گیا۔

"سنو ڈاکٹر کلف۔ تم سائنسدان ٹائیگر کے ساتھیوں کو ہوش میں لا کر یہاں لے آؤ۔ اب یہ لوگ ہمارے معزز مہمان ہیں۔ دشمن نہیں ہیں اور ڈاکٹر آسٹن تم ابھی تک مشین گن اٹھائے ہوئے ہو۔ اب اس کی کیا ضرورت ہے۔ اسے یہیں رکھ دو۔ مجھے اسے دیکھ کر دحشت سی ہوتی ہے" ____ ڈاکٹر رالف نے ڈاکٹر آسٹن سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر دروازے کی طرف بڑھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا۔ ٹائیگر مسکراتا ہوا اس کے پیچھے کمرے کی طرف بڑھا۔ ڈاکٹر آسٹن اس کے پیچھے تھا۔ کہ اچانک ٹائیگر کے سر پر زوردار دھماکہ ہوا۔ اور ٹائیگر بے اختیار چیخ کر لڑکھڑایا۔ اس کے ذہن میں یک لخت رنگ برنگے ستارے ناچنے لگے تھے۔ ابھی ان ستاروں کا ناچ شروع ہی ہوا تھا کہ ایک اور دھماکہ ہوا اور رنگ برنگے ستارے یک لخت تاریکی میں ڈوب گئے۔ پھر ٹائیگر کے سر میں ایک اور دھماکہ ہوا۔ لیکن اس دھماکے نے اس کے تاریک ذہن میں روشنی پیدا کی اور اس کے ساتھ ہی اُسے ہوش آگیا۔ لیکن ہوش میں آتے ہی اُسے اپنے دائیں جبڑے میں درد کی تیز ٹیس بھی محسوس ہوئی۔ اور منہ میں خون کا ذائقہ بھی محسوس ہوا۔ اسے فوراً ہی احساس ہو

گیا کہ اس کے دائیں جبڑے پر زور دار ضرب لگائی گئی ہے اور
ضرب لگانے والا سامنے کھڑا تھا۔ ڈاکٹر آسٹن جس کی آنکھوں میں
بے پناہ طنز تھا۔ ڈاکٹر الف اب بڑے اطمینان سے ایک
کرسی پر سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی شیطانی
مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

" ابھی اتنا کافی ہے۔ ڈاکٹر آسٹن اسے قسطوں میں مرنا ہو گا۔
اس نے مجھے احمق سمجھ رکھا تھا" ـــــ ڈاکٹر الف نے بڑے
طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر آسٹن قدم اٹھاتا پیچھے ہٹا۔ اور پھر
ڈاکٹر الف کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر کے ہونٹ بھنچ گئے۔ اور
اس کے دل میں ڈاکٹر الف کے خلاف انتقام کا زبردست لاوا
سا پھوٹ پڑا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بار پھر رسیوں سے بندھا
ہوا بڑے قطر کے گول ستون سے بندھا کھڑا تھا۔

" ڈاکٹر الف مجھے اندازہ نہ تھا کہ تم اس صدی کے سب سے
بڑے احمق ہو۔ بہرحال تمہیں اپنی اس حماقت کا خمیازہ جلد ہی
بھگتنا پڑے گا" ـــــ ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور
ڈاکٹر الف کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" تم شاید سمجھ رہے تھے کہ میں صرف سائنسدان ہوں۔ ایک
بوڑھا سائنسدان۔ جس کی ساری عمر لیبارٹریوں میں گیسوں اور
ریز پر تجربات کرتے گزر گئی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں مسٹر ٹائیگر۔ میں
نے طویل عرصے تک سائنسدان ہونے کے باوجود ایسے ادارے
میں کام کیا ہے۔ جہاں دشمن ایجنٹوں سے راز اگلوائے جاتے

تھے۔ تم اسے ٹارچر سیل کہہ سکتے ہو۔ میں وہاں انسانی ہڈیوں
کے اندر موجود ایک عنصر پر سائنسی تحقیقات کرتا رہا تھا۔ اور
انسانی ہڈیاں حاصل کرنے کا واحد ادارہ بھی تھا اور جہاں تک
تمہاری اس گفتگو کا تعلق ہے۔ تمہیں لیبارٹری کی اصل ماہیت
کا علم ہی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم نے مرفی سے یہ معلوم
کیا ہو گا۔ کہ یہاں کس پوائنٹ پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ اور اس سے
جتنا علم تھا اس نے بتا دیا۔ بہرحال یہ میں تمہیں بتا دوں۔ کہ
بلڈ ریز میں ری بیک والا مسئلہ ہی نہیں ہے۔ میرے لئے اصل
مسئلہ ٹی گروپ کا حصول تھا۔ کیونکہ ٹی گروپ ایک ایسا پرزہ ہے۔
جو مل ہی نہیں سکتا۔ نہ بنوایا جا سکتا ہے۔ اس لئے انرجی پلانٹ
کا پورا آئی سیکشن میں تبدیل کرنا پڑتا۔ جو ظاہر ہے ایکریمیا میں
ہو سکتا تھا۔ اس طرح اب تک کی گئی میری ساری محنت ضائع
ہو جاتی۔ تم جیسے ایجنٹ تشدد سے منہ نہیں کھولتے۔ اس لئے
مجھے یہ طریقہ استعمال کرنا پڑا۔ اور تم نے دیکھا کہ کس طرح میں
نے انرجی پلانٹ چالو کرا لیا۔ باقی ڈاکٹر آسٹن میرا اشارہ سمجھ گیا
تھا۔ کیونکہ ڈاکٹر آسٹن میرے ساتھ ہی اس ٹارچر سیل میں
کام کر چکا ہے۔ نتیجہ یہ کہ تم ایک بار پھر اپنی پرانی حالت میں
پہنچ چکے ہو" ـــــ ڈاکٹر الف نے لطف لے لے کر تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر کو محسوس ہوا کہ وہ اس بوڑھے
ڈاکٹر کے ہاتھوں حقیقی معنوں میں بیوقوف بن گیا ہے۔

" ڈاکٹر الف۔ آدمی ہمیشہ خوش فہمی میں ہی مار کھا جاتا ہے۔

اس لئے اتنا خوش فہمی میں مبتلا ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم نے
ٹی گرپ خود ایڈجسٹ کی ہے۔ لیکن تمہیں اس بات کا احساس
نہیں ہوا کہ ہم نے ٹی گرپ ہی نہ نکالی تھی بلکہ اس کے اندر
موجود فیوز کا پن ڈھیلا کر دیا تھا۔ ہمارے ذہن میں بھی پوائنٹ
تھا کہ اگر کسی طرح ٹی گرپ تمہارے ہاتھ چڑھ جائے اور تم
اسے لگا لو تو پھر یہ ڈھیلا پن وقت آنے پر اپنا کام دکھائے
گا۔ اور شاید تم سمجھ ہی نہ سکو کہ یہ کیا کام دکھائے گا۔ اس
لئے اس وقت کا انتظار کرو جب تمہاری یہ ساری لیبارٹری
کسی نئے پھٹنے والے آتش فشاں سے نکلنے والے لاوے کی
طرح آسمان کا رخ کرے گی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"ڈاکٹر آسٹن اسے گولیوں سے اڑا دو۔ اڑا دو اسے گولیوں
سے"۔۔۔۔ ڈاکٹر رالف یک لخت کرسی سے اچھل کر کھڑا
ہوا۔ اور پاگلوں کے سے انداز میں چیخنے لگا۔

"یس سر"۔۔۔۔ ڈاکٹر آسٹن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور
ہاتھ میں مشین گن کا رخ اس نے ٹائیگر کی طرف کیا۔ اور پھر
ٹریگر دبا دیا۔ ٹائیگر پہلے ہی ذہنی طور پر اس صورت حال کے
لئے تیار تھا۔ اس لئے جیسے ہی مشین گن سیدھی ہوئی اور
ڈاکٹر آسٹن کی انگلی ٹریگر پر حرکت میں آئی ٹائیگر کا جسم بجلی کی
تیزی سے گول ستون کے ساتھ گھومتا ہوا اس کی دوسری
طرف چلا گیا اور مشین گن سے نکلنے والی گولیوں کا برسٹ

الی ستون سے ٹکرایا۔ لیکن اب جس جگہ ٹائیگر موجود تھا وہاں
ب ٹائیگر کی بجائے اس کے جسم کے ساتھ بندھی ہوئی رسیوں
لے لی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی رسیاں
ی کٹ گئیں۔ اور ٹائیگر پوری قوت سے اچھلا اور ستون کی
ٹ لے کر پلک جھپکنے میں وہ عقبی ستون کی دوسری طرف
نچ گیا۔ ان لوگوں نے چونکہ اسے اس بڑے گول ستون کے
اتھ انتہائی عجیب انداز میں باندھا تھا۔ اس لئے وہ از خود
سیاں نہ کاٹ سکتا تھا۔ اس کے بازو جسم کے ساتھ ہی
ٹھ کر اسے ستون کے ساتھ باندھا گیا تھا۔ ورنہ ٹائیگر نے
ی اپنے ناخنوں میں عمران کی طرح بلیڈ لگوائے ہوئے تھے۔
ہ پہلے جب کرنل ٹام نے اسے اور عمران کو کرسیوں سے باندھا
تھا تو جس طرح عمران نے بلیڈوں کی مدد سے رسیاں کاٹ
ی تھیں اور کرنل ٹام کو اس کی دوستی کا ثبوت دینے کے لئے
ٹھ کر اس نے ہنٹر چھین کر واپس کر دیا تھا۔ ٹائیگر بھی بلیڈوں سے ہی
سیاں کاٹ کر اٹھا تھا۔ لیکن اب چونکہ اس کے ہاتھ جسم
ے ساتھ لگے ہوئے تھے۔ اور اوپر سے رسیاں باندھی گئی
یں۔ اس لئے وہ بلیڈوں کا استعمال نہ کر سکتا تھا۔ اس
لئے اس نے جان بوجھ کر ڈاکٹر رالف کو اکسایا تاکہ اس طرح
شین گن کی مدد سے وہ رسیاں کٹوا سکے۔ ستون کافی بڑا
ور گول تھا۔ اس لئے ٹائیگر کو یقین تھا کہ وہ اپنی اس ترکیب
یں کامیاب رہے گا۔ اور وہی ہوا۔ وہ نہ صرف آزاد ہو گیا تھا

بلکہ جب تک ڈاکٹر آسٹن فائر روک کر سائیڈ پہ ہوتا۔ ٹائیگر
دوسرے بڑے ستون کی اوٹ میں جا چکا تھا۔ ڈاکٹر آسٹن
اُسے اس طرح ستون کے پیچھے غائب ہوتا دیکھ کر فائرنگ
روک کر اُسی طرح مشین گن اٹھائے اُس ستون کی سائیڈ پہ
دوڑ پڑا۔ جس ستون کے پیچھے ٹائیگر موجود تھا۔ لیکن ابھی اس
نے دو ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ یک لخت ٹائیگر ستون
کے پیچھے سے نکل کر کسی بھوکے عقاب کی طرح اڑتا ہوا پوری
قوت سے اپنی طرف دوڑ کر آتے ہوئے ڈاکٹر آسٹن سے ٹکرایا
اور اُسے لئے ہوئے ایک زوردار دھماکے سے نیچے گرا۔
مشین گن ڈاکٹر آسٹن کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف جا
گری۔ ٹائیگر نے نیچے گرتے ہی تیزی سے قلابازی کھا کر اٹھنے
کی کوشش کی۔ لیکن ڈاکٹر آسٹن نے یک لخت اپنی دونوں
ٹانگیں اس کے جسم کے گرد ڈال کر اُسے ایک طرح شکنجے میں
جکڑنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے
اچھلا لیکن اُسی لمحے ریٹ ریٹ کی آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔
اور گولیوں کی دھار سی ٹائیگر کے جسم کے قریب سے گزرتی
ہوئی فرش سے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ڈاکٹر آسٹن
کو چاٹ گئی۔ ٹائیگر کی جان اس کے اچانک قلابازی کھا
کر فضا میں اٹھنے کی وجہ سے بچ گئی تھی۔ ٹائیگر نے قلابازی
کھا کر واپس زمین پہ آنے کی بجائے یک لخت اپنے جسم کو
جھٹکا دیا۔ اور پلک جھپکنے میں وہ ڈاکٹر رالف جو کہ ڈاکٹر آسٹن

کی مشین گن پر قبضہ کر کے اس پہ فائر کر رہا تھا کہ سر کے اوپر
سے ہوتا ہوا عقب میں جا کھڑا ہوا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے
بچنے کی صرف ایک یہی صورت ہے۔ کیونکہ ڈاکٹر رالف فائرنگ
کرتے ہوئے ہاتھ کو مزید اونچا کرے گا اور ٹائیگر کا جسم چھلنی
ہو کر رہ جائے گا۔ اور پھر اس کے پاس یہی حل تھا کہ وہ ڈاکٹر
رالف کے بڑھاپے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے ہاتھ
اونچا کرنے سے پہلے اڑتا ہوا اس کے عقب میں پہنچ جائے۔
اور جب تک ڈاکٹر رالف گھومے گا۔ وہ سنبھل چکا ہوگا۔ لیکن
ڈاکٹر رالف اس کے تصور سے زیادہ ہوشیار نکلا۔ جیسے ہی
ٹائیگر کا جسم اس کے سر کے اوپر سے گزرا۔ اس نے بجائے
گھوم کر ٹائیگر پہ فائر کرنے کے بجلی کی سی تیزی سے کھلے دروازے
کی طرف چھلانگ لگا دی۔ اور ٹائیگر کے قدم جیسے ہی زمین
پر لگے وہ بھی تیزی سے اس کے پیچھے جھپٹا۔ لیکن ڈاکٹر رالف
غائب ہو چکا تھا۔ اس کی مشین گن بھی باہر راہداری میں پڑی
ہوئی مل گئی تھی۔ شاید اُسے وزن اٹھا کر دوڑنے میں تکلیف
ہو رہی تھی۔ اس لئے وہ اسے پھینک گیا تھا۔ ٹائیگر مشین گن
کی وجہ سے اس کے پیچھے اندھا دھند دوڑنے میں محتاط تھا۔
لیکن مشین گن نظر آ جانے کے بعد اس کے پیروں میں جیسے پنکھے
سے لگ گئے۔ ڈاکٹر رالف اُسے ایک لمحے کے لئے اس
راہداری میں نظر آیا جس میں مرفی اور ولسن کی لاشیں پڑی تھیں
اس کے بعد وہ یک لخت غائب ہو گیا تھا۔ ٹائیگر پہلے تو اُسے

ڈھونڈھتا رہا۔ لیکن پھر دوڑتا ہوا کرنل ٹام کے دفتر کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ فائرنگ کے باوجود ڈاکٹر کلف اسے نظر نہ آیا تھا۔ اس لئے اسے عمران اور ساگوری کی فکر پڑ گئی۔ لیکن جب وہ کرنل ٹام کے دفتر میں پہنچا تو اس کے منہ سے اطمینان بھرا سانس نکل گیا۔ کیونکہ عمران اور ساگوری دونوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور ڈاکٹر کلف بھی وہاں موجود نہ تھا۔ شاید وہ پہلے ہی نیچے چلا گیا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے پلٹا۔ اور دوڑتا ہوا اس کمرے میں پہنچا جہاں میڈیکل باکس موجود تھے۔ اس نے ایک میڈیکل باکس میں بے ہوش کر دینے والی اس مخصوص گیس کے انٹی محلول کا باکس دیکھا تھا۔ اس نے نہ صرف وہ محلول اور سرنج اٹھائی بلکہ اس نے ایک بڑا سا باکس کھول کر اس میں موجود جدید گیس ماسکز میں سے ایک گیس ماسک اٹھایا اور پہلے اسے خود پہن لیا۔ اس کے بعد اس نے دو اور گیس ماسک اٹھائے اور انہیں بھی ساتھ لئے وہ واپس کرنل ٹام کے دفتر میں آ گیا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ لازماً ڈاکٹر رالف نیچے لیبارٹری میں پہنچتے ہی پہلے کی طرح دوبارہ ان پر گیس اٹیک کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اس بار وہ بے ہوش ہوئے تو پھر ڈاکٹر رالف انہیں ہوش میں لانے کا تکلف کئے بغیر گولیوں سے بھون ڈالے گا۔ اس نے کرنل ٹام کے دفتر میں پہنچ کر سب سے پہلے عمران اور ساگوری کے چہروں پر گیس ماسک چڑھائے اور پھر انہیں بے ہوشی کی گیس کا انٹی محلول انجکٹ کر دیا۔ چند لمحوں

بعد ان کے جسموں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دونوں کے گیس ماسکوں میں فٹ انٹر ٹرانسمیٹروں کے بٹن آن کر دیئے۔

" عمران صاحب۔ گیس ماسک نہ اتاریئے گا۔ ورنہ آپ دوبارہ بے ہوش ہو جائیں گے " ـــــ ٹائیگر نے عمران کی آنکھیں گیس ماسک کے شفاف شیشے کے اندر کھلتی دیکھ کر اپنے انٹر ٹرانسمیٹر کو آن کرتے ہوئے کہا۔

" یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ اس بار تو ہم نے شاید بے ہوش ہونے کا ریکارڈ توڑ دیا ہے " ـــــ عمران کی آواز ٹائیگر کے کانوں میں پہنچی۔ اور ٹائیگر نے اپنے ہوش میں آنے سے لے کر اب تک کی ساری صورت حال عمران کو تفصیل سے بتا دی۔ عمران اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ ساگوری بھی کراہتی ہوئی اٹھ بیٹھی تھی۔ اور جدید گیس ماسک کے اندر سے اس کی بڑی بڑی کھلی آنکھوں سے حیرت کے ساتھ ساتھ خوف و دہشت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

" اوہ۔ پھر تو ہمیں وہ خفیہ راستہ فوراً ڈھونڈھنا ہو گا۔ وہ ہم پر دوبارہ گیس اٹیک کر کے لازماً ہمارے خاتمے کے لئے آدمی اوپر بھیجے گا " ـــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ہو سکتا ہے وہ اس بار کوئی زہریلی گیس فائر کرے۔ اور یہ سمجھ لے کہ ہم مر چکے ہوں گے اور آدمی اوپر نہ بھیجے " ـــــ ساگوری نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

نہیں بہرحال اب اُسے اوپر بلانا پڑے گا یا وہ خفیہ راستہ ڈھونڈنا پڑے گا۔ کیونکہ اب زیادہ دیر ہم یہاں نہیں رک سکتے۔ پہلے ہی ولسن اور اس کے ساتھی اچانک یہاں پہنچ گئے تھے۔ اگر کوئی دوسری ٹیم اسی طرح آ گئی تو ضروری نہیں کہ ہر بار قسمت ہمارا ساتھ دے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور وہ سب کرنل ٹام کے دفتر سے نکلے۔

" وہ خفیہ راستہ لازماً اس راہداری میں ہے۔ یہاں مرفی اور ولسن کی لاشیں پڑی ہیں۔ میں نے ڈاکٹر رالف کی ایک جھلک وہاں دیکھی تھی"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔ اور وہ تینوں تیزی سے اس راہداری کی طرف بڑھنے لگے۔ لیکن ابھی وہ اس کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یک لخت تیز گڑگڑاہٹ کی آوازوں سے ماحول گونج اٹھا۔ عمران یہ آواز سنتے ہی بھاگ پڑا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ راہداری جس میں مرفی اور ولسن کی لاشیں پڑی تھیں۔ اور جہاں سے راستہ انرجی پلانٹ اور اس کمرے کو جاتا تھا۔ جہاں اسلحے کا سٹور اور میڈیکل باکسز وغیرہ موجود تھے درمیان میں ایک سنگی دیوار آ جانے کی وجہ سے بلاک ہو چکا تھا۔ یہ گڑگڑاہٹ کی آوازیں اسی سنگی دیوار کے پیدا ہونے پر سنائی دی تھیں۔ اب وہ ایک لحاظ سے اس راہداری میں ۔۔۔۔ جس میں کرنل ٹام کا دفتر تھا محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ اور ان کے پاس سوائے ایک مشین گن کے اور دوسرا اسلحہ بھی نہ تھا کہ جس سے وہ اس دیوار کو توڑ سکتے۔ مشین روم تک بھی وہ نہ پہنچ سکتے تھے۔ ورنہ لیبارٹری سے باہر ہی نکل جاتے۔

" اب کیا ہو گا"۔۔۔۔ ساگوری کی دہشت بھری آواز سنائی دی۔

" پلاؤ کھائیں گے احباب اور فاتحہ ہو گا۔ یہاں نہ پینے کا پانی ہے خوراک۔ اس لئے زہریلی گیس سے نہ مرے تو بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ لیکن اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی شکنیں بتا رہی تھیں کہ صورت حال ان کے خلاف انتہائی نازک ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر رالف نے ان کے ہٹنے یا آگے بڑھنے کے تمام راستے مسدود کر دیئے تھے۔ اور انہیں بے بس پرندوں کی طرح صرف اسی راہداری میں پھڑکنے کے لئے اس نے چھوڑ دیا تھا۔ وہ ڈھیلے قدموں سے واپس کرنل ٹام کے دفتر میں آئے۔ اور اُسی طرح گیس ماسک پہنے ہوئے ایک بار پھر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ان تینوں کے چہرے ستے ہوئے تھے۔ وہ واقعی انتہائی نازک صورت حال سے دوچار ہو چکے تھے۔ اور بظاہر بچ نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔

ڈاکٹر رالف بڑی بے چینی کے عالم میں ایک بڑے سے
کمرے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کمرے کی چاروں دیواروں کے ساتھ
مشینری نصب تھی۔ درمیان میں بھی ایک بڑے سے مستطیل سٹینڈ
کے اوپر ایک مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس پر ڈاکٹر کلف جھکا ہوا تھا۔
وہ مختلف بٹن دبانے اور ڈائلوں کو چیک کرنے میں مصروف تھا۔
چند لمحوں بعد اس مشین کے ایک حصے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں
سنائی دیں اور بے چینی کے عالم میں ٹہلتا ہوا ڈاکٹر رالف بجلی
کی سی تیزی سے مشین کی طرف جھپٹا۔
”اوہ اوہ۔ ایس۔ پی سسٹم چالو ہو گیا۔ ویری گڈ“ ـــــ ڈاکٹر
رالف نے تیز آواز میں کہا۔
”یس سر۔ خراب نہ تھا بلکہ عرصے سے استعمال میں نہ آنے
کی وجہ سے جامد ہو چکا تھا“ ـــــ ڈاکٹر کلف نے سر ہلاتے

ہوئے کہا۔ اس حصے میں ایک سکرین پر روشنی کی آڑی ترچھی لکیریں
سی دوڑ رہی تھیں۔ جب کہ ڈاکٹر کلف ایک ناب کو مخصوص انداز میں
گھمانے میں مصروف تھا۔ اس کے ناب گھمانے کے ساتھ ایک ڈائل
پر سیاہ رنگ کی سوئی آہستہ آہستہ حرکت کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی
تھی۔ چند لمحوں بعد ہی سکرین پر زوردار فلیش ہوا اور پھر ایک منظر
ابھر آیا۔ ڈاکٹر کلف نے ہاتھ اٹھا لیا۔ جب کہ ڈاکٹر رالف کی
نظریں بھی سکرین پر جم گئیں۔ یہ کرنل ٹام کے دفتر کا اندرونی منظر تھا۔
جس پر جدید قسم کے گیس ماسک لگائے تین افراد موجود تھے۔ اس
جدید گیس ماسک میں شیشے کا بنا ہوا ایک مکمل کنٹوپ سر اور چہرے
سے ہوتا ہوا گردن تک چلا جاتا تھا۔ جس کے اندر سے نکلنے والی
لہریے دار تار ایک چھوٹے سے سلنڈر سے منسلک تھی۔ یہ
سلنڈر چھوٹا سا تھا۔ اور اسے آسانی سے جیب میں رکھا جا سکتا
تھا۔ اس جدید ترین گیس ماسک میں ایسا سسٹم لگایا گیا تھا کہ
سلنڈر کے اندر ہی کاربن ڈائی آکسائڈ کو دوبارہ آکسیجن میں
تبدیل کر دیا جاتا تھا۔ اس طرح اس گیس ماسک کو پہننے والا
کئی گھنٹوں تک مسلسل اسے استعمال کر سکتا تھا۔ اسے تازہ
آکسیجن کے حصول کی ضرورت نہ رہتی تھی۔ شیشے کے اندر سے ان
تینوں کی شکلیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ان میں ایک تو
وہ ٹائیگر تھا جس نے حیرت انگیز طور پر اپنے آپ کو رسیوں سے
آزاد کرایا اور پھر ڈاکٹر آسٹن کے خاتمے کا موجب بنا اور ڈاکٹر
رالف کو وہاں سے فوری طور پر فرار ہو کر لیبارٹری میں آنا پڑا۔

ڈاکٹر کلف وہاں پھنس جاتا لیکن اُسے اچانک ایک ایسی مشین کا
خیال آ گیا تھا۔ جو انرجی پلانٹ کے چالو ہونے کی وجہ سے خراب
ہو سکتی تھی۔ کیونکہ چیکنگ کے وقت اس نے اُسے کھلا چھوڑ دیا
تھا۔ خفیہ راستہ چونکہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ وہ
فوری طور پر جا کر اس مشین کو آف کر آئے۔ کیونکہ اگر ڈاکٹر رالف
کے علم میں یہ کوتاہی آ گئی تو ڈاکٹر رالف اس کے خلاف سخت
ترین ایکشن لینے سے بھی گریز نہ کرے گا۔ کیونکہ وہ ڈاکٹر رالف کی
عادت سے بخوبی واقف تھا۔ وہ ان معاملات میں بے حد سخت
اور اصول پسند تھا۔ لیکن ابھی وہ مشین بند کر کے واپس جانے
کے لئے لفٹ کے پاس پہنچا ہی تھا کہ اس نے ڈاکٹر رالف کو دہشت
بھرے انداز میں لفٹ سے آتے دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر
رالف نے نہ صرف اس خفیہ راستے کو بند کر دیا۔ بلکہ وہ ڈاکٹر کلف
سے بات کئے بغیر پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا سپیشل سیکشن
کی طرف بڑھ گیا۔ ظاہر ہے اب ڈاکٹر کلف کے اوپر جانے کا
کوئی جواز باقی نہ رہا تھا اور پھر ڈاکٹر رالف کی حالت ایسی تھی۔ کہ
ڈاکٹر کلف کو مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا۔ ڈاکٹر رالف سپیشل
سیکشن کی ایک مشین پر جھکا ہوا تھا۔ اور جب تک ڈاکٹر کلف
اس کے قریب پہنچا وہ اسے آن کر چکا تھا۔ مشین سے تیز سیٹی کی
آواز نکل رہی تھی۔ اور جب ڈاکٹر کلف قریب پہنچا سیٹی کی آواز
نکلنی بھی بند ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین بھی آف ہو گئی۔
ڈاکٹر رالف اب سیدھا ہو کر لمبے لمبے سانس اس طرح لے رہا

تھا جیسے کئی میلوں سے مسلسل دوڑتا ہوا آ رہا ہو۔

"کیا ہوا"۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے قریب جا کر کہا۔

"اوہ۔ تم یہاں ہو۔ شکر ہے۔ ورنہ میں تو تمہاری طرف سے
بھی ناامید ہو چکا تھا"۔۔۔ ڈاکٹر رالف نے اس طرح چونک
کر ڈاکٹر کلف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ اسے اب
دیکھ رہا ہو۔ حالانکہ لفٹ سے نکل کر وہ اس کے قریب سے دوڑتا
ہوا گزر کر سپیشل سیکشن کی طرف گیا تھا۔

"خیریت ہے سر۔ آپ کی اس طرح آمد ہوئی ہے۔ میں تو
ایک مشین آف کرنا بھول گیا تھا۔ انرجی پلانٹ چالو ہونے پر
مجھے اس کا خیال آ گیا۔ اور میں اسے بند کرنے آیا تھا"۔۔۔
ڈاکٹر کلف نے سوال پوچھنے کے ساتھ ساتھ اپنی لیبارٹری میں
آمد کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر آسٹن ہلاک ہو گیا ہے۔ اور میں بڑی مشکل سے اس
خوفناک ٹائیگر کی گرفت سے نکل کر یہاں آیا ہوں۔ یہ تو انتہائی
خطرناک لوگ ہیں۔ لیکن اب میں نے انہیں قید کر لیا ہے۔ ان
کے باہر نکلنے یا نیچے آنے اور انرجی پلانٹ کو دوبارہ بیکار کرنے
کے سارے راستے مسدود کر دیئے ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر رالف
نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر پچھلی تفصیل
بھی بتا دی۔

"اوہ۔ اب کیا ہوگا سر"۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے کہا۔

"تم میرے ساتھ چلو۔ اب ہمیں ایس۔ بی سسٹم آن کر کے

انہیں چیک کرنا ہے۔ پھر میں فیصلہ کروں گا کہ انہیں کس طرح ہلاک کیا جائے" ـــــ ڈاکٹر الف نے کہا۔ اور وہ دونوں اس سیکشن میں آ گئے۔ جہاں ایس۔ بی سسٹم والی مشین موجود تھی۔ ڈاکٹر کلف نے اُسے آپریٹ کرنا شروع کیا۔ لیکن وہ کام ہی نہ کر رہا تھا۔ ڈاکٹر کلف مسلسل کوششوں میں لگا رہا جبکہ ڈاکٹر الف بے چینی سے وہیں ٹہلنے لگا۔ اور پھر اچانک ایس۔ بی سسٹم آن ہو گیا۔ اس سسٹم کے تحت وہ لیبارٹری میں کسی بھی جگہ کو سکرین پر اس طرح چیک کر سکتے تھے کہ وہاں موجود افراد کو اس کا علم ہی نہ ہو سکتا تھا۔ یہ سسٹم مخصوص ریز کے تحت کام کرتا تھا۔ جو ریز پھیل اور سکڑ سکتی تھیں۔ دیواریں وغیرہ اس کی راہ میں حائل نہ ہوتی تھیں۔ اور اب اس سسٹم کی سکرین پر کرنل کا دفتر نظر آ رہا تھا۔ جس میں تین افراد جدید قسم کے گیس ماسک پہنے ہوئے بیٹھے تھے۔ وہ آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ لیکن چونکہ وہ انٹر ٹرانسمیٹر پر گفتگو کر رہے تھے۔ اس لئے آواز کی لہریں ان کے ماسک تک ہی محدود تھیں۔

"ہونہہ۔ تو اب ان پر کوئی گیس بھی اثر نہ کرے گی۔ اب ان کا خاتمہ کس طرح کیا جائے" ـــــ ڈاکٹر الف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر۔ انہیں ان کے حال پر کیوں نہ چھوڑ دیا جائے۔ یہاں نہ ہی کچھ پینے کے لئے ہے۔ اور نہ کھانے کے لئے۔ یہ کب تک بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہ سکیں گے" ـــــ ڈاکٹر کلف نے

رائے دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ان کی زندگی ہمارے مشن کے لئے کسی بھی لمحے تباہ کن ہو سکتی ہے۔ اس لئے جب تک ان کا خاتمہ نہ ہو جائے گا میں کام کر ہی نہ سکوں گا" ـــــ ڈاکٹر الف نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر ڈاکٹر اس طرح کریں کہ ہم سب مل کر ان پر حملہ کر دیں۔ ہمارے پاس پچاس کے قریب افراد ہیں۔ یہ تین ہمارا کیا بگاڑ لیں گے" ـــــ ڈاکٹر کلف نے کہا۔

"تم خاموش رہو۔ اور مجھے کچھ سوچنے دو۔ تم صرف سائنسدان ہو۔ اس لئے تمہیں معلوم ہی نہیں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ یہ یقیناً ماہر اور تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اور اب تینوں ہوش میں بھی ہیں۔ اس ٹائیگر کو تم نے دیکھا تھا کہ زخمی ہونے کے باوجود اس نے کس طرح کام کیا۔ حالانکہ جس جگہ اس کا زخم تھا عام آدمی تو ہفتوں بستر سے بھی نہ اتر سکتا۔ اور میرے پاس ان کے مقابلے کے لئے سیکرٹ ایجنٹوں کی بجائے سائنسدان اور ٹیکنیشن ٹائپ لوگ ہیں۔ میں خود تھوڑا بہت اس فیلڈ کو جانتا ہوں۔ اور میں بوڑھا ہو چکا ہوں" ـــــ ڈاکٹر الف نے اسے تو خاموش رہنے کے لئے کہا۔ مگر خود پوری تقریر کر ڈالی۔ ڈاکٹر کلف نے اس بار اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور ڈاکٹر الف تیزی سے ایک بار پھر اس کمرے میں ٹہلنے لگا۔

اس کی پیشانی پر پہلے سے موجود بے شمار شکنوں میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

" ایک تو مصیبت ہے کہ ہم یہاں سے کوئی کال ایکریمیا ہی نہیں سکتے۔ ورنہ وہاں سے ٹیم منگوا لیتے۔ میں نے تو اس لئے یہ سارا سیٹ اپ کیا تھا کہ نہ کسی کا ہم سے رابطہ رہے گا اور نہ ہم کسی سے رابطہ کریں گے۔ اس طرح لیبارٹری مکمل طور پر محفوظ رہے گی۔ لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ میری ایسی سوچ حماقت تھی۔ بہرحال "۔۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر اپنے آپ سے کہا۔ اور پھر خاموش ہو کر بیٹھنے لگا۔

" ارے ہاں۔ اب ایک کام ہو سکتا ہے۔ اوہ ویری گڈ۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے "۔۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے یک لخت چونک کر کہا۔

" وہ کیا سر "۔۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے بھی چونک کر پوچھا۔

" انہیں اس لیبارٹری سے باہر دھکیلا جا سکتا ہے۔ اور اس کے بعد لیبارٹری کو مکمل طور پر سیلڈ کیا جا سکتا ہے۔ فرنشڈ پوزیشن سمیت۔ پھر یہ چاہے ہائیڈروجن بم کیوں نہ لے آئیں۔ یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ڈی سی سیلڈنگ ہر لحاظ سے فول پروف اور مکمل ہوتی ہے۔ خود ہی ٹکریں مار مار کر چلے جائیں گے "۔۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے کہا۔

" یہ کس طرح باہر جائیں گے "۔۔۔۔ ڈاکٹر کلف نے حیران ہو کر پوچھا۔

" آؤ میرے ساتھ "۔۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ واپس سپیشل سیکشن میں پہنچ گیا۔ اس نے اس کی اسی مشین کو جسے پہلے اس نے آپریٹ کیا تھا۔ دوبارہ آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ وہ کافی دیر تک مختلف ڈائلوں پر مختلف نمبر ایڈجسٹ کرتا رہا۔ پھر اس نے ایک جھٹکے سے سرخ رنگ کے ہینڈل کو نیچے کیا تو مشین سے ایک بار پھر سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ جو آہستہ آہستہ مدھم ہوتے ہوئے ختم ہو گئی۔ ڈاکٹر دالف نے ایک نظر ڈائلوں کی طرف دیکھا۔ اور پھر اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے اس نے مشین کو آف کر کے دوبارہ ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔

" اب آؤ۔ ایس۔ بی سسٹم کی سکرین پر دیکھتے ہیں "۔۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے ہاتھ پیچھے ہٹاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر کلف سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے تھا۔ ایس۔ بی سسٹم کی سکرین ابھی تک روشن تھی۔ لیکن اب سکرین پر خالی کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔ جس کی ایک دیوار غائب تھی۔ اور وہاں بس تیز روشنی کمرے کے اندر دکھائی دے رہی تھی۔

" واہ۔ دیکھا اس کی دائیں دیوار میں نے ہٹا دی۔ چونکہ یہ کمرہ سب سے آخر میں ہے۔ اس لئے یہاں سے راستہ باہر نکل جاتا ہے۔ اور یہ تینوں راستہ کھلتے ہی اپنی مجبوری کی بنا پر باہر نکل گئے ہیں۔ اب تم جا کر اس مشین کا سرخ رنگ کا ہینڈل

پریس کر دو۔ میں اسے ایڈجسٹ کر آیا ہوں۔ اس طرح دیوار
برابر ہو جائے گی۔ اور یہ لوگ پھر اندر نہ آ سکیں گے۔
"کہیں سر وہ کمرے سے باہر نکلنے کی بجائے کہیں راہداری
میں نہ آ گئے ہوں۔ اور ہم یہ سمجھ کر مطمئن ہو جائیں گے کہ وہ باہر
چلے گئے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں سسٹم کو وائیڈ رینج پر لا کر انہیں
چیک کر لوں" ——— ڈاکٹر کلف نے کہا۔ اور ڈاکٹر رالف نے
سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر کلف سسٹم کی ممکنہ حد تک نابیں گھماتا رہا۔ اور
اس کے ساتھ ہی سکرین پر جھماکے سے شروع ہو گئے۔ چند لمحوں
بعد ایک جھماکے سے ایک منظر سکرین پر ابھرا تو وہ دونوں چونک
پڑے۔ کیونکہ اب لیبارٹری سے باہر وادی ارتاش اور اس
کے اردگرد موجود بلند و بالا پہاڑیوں کا منظر نظر آ رہا تھا۔ اور
واقعی وہ تینوں افراد وہاں موجود تھے۔ وہ شاید ابھی باہر پہنچے
تھے۔ کیونکہ وہ سر سے گیس ماسک اتار رہے تھے۔
"ٹھیک ہے سر۔ یہ واقعی باہر چلے گئے ہیں۔ اب میں
دیوار برابر کر دیتا ہوں" ——— ڈاکٹر کلف نے تیز لہجے میں کہا۔
اور دوڑتا ہوا وہاں سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر
رالف نے آگے بڑھ کر سسٹم کو دوبارہ آپریٹ کرنا شروع
کر دیا۔ جب سکرین پر دوبارہ کرنل ٹام کے دفتر والا سین
فکس ہوا تو اس نے ہاتھ ہٹا لیا۔ چند لمحوں بعد ہی سکرین پر کمرے
کی دائیں دیوار تیزی سے زمین سے ابھر کر چھت تک پہنچتی
دکھائی دی۔ اور پھر کمرہ پہلے والی حالت میں آ گیا۔ اور

ڈاکٹر رالف کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس
نے جلدی سے سسٹم کو آف کیا اور ایک بار پھر سپیشل سیکشن
کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ لیبارٹری کو ٹی۔سی سیلڈ کر دے جب وہ
سپیشل سیکشن میں داخل ہوا تو ڈاکٹر کلف واپس آ رہا تھا۔ پھر اس
نے ڈاکٹر کلف کی مدد سے ٹی۔سی سیلڈ مشین کو آپریٹ کیا۔ اور
جب اس کی کمپیوٹر سکرین پر او۔کے کے الفاظ ابھرے تو ڈاکٹر رالف
نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔
"اب یہ لوگ جو مرضی آئے کرتے رہیں۔ اب کسی صورت بھی
لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ آؤ اب اپنے مشن پر کام
شروع کریں" ——— ڈاکٹر رالف نے اطمینان بھرے انداز میں
کہا اور ڈاکٹر رالف نے بھی سر ہلا دیا۔ اور وہ دونوں ایک دوسرے
کے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور عمران اور اس کے ساتھی چونک کر اس طرف کو مڑے جہاں ایک سرنگ نما حصے میں سے نکل کر وہ باہر وادی میں پہنچے تھے۔ دوسرے لمحے ان کی آنکھوں کے سامنے وہ سرنگ نما حصہ سنگی چٹان کی طرح ہو گیا۔ اب وہاں کوئی راستہ موجود نہ تھا۔

"بہت خوب۔ اسے کہتے ہیں جلا وطنی بلکہ جلا لیبارٹری"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اب ہمیں واپس دارالحکومت چلنا چاہیئے۔ اب میں حکومت کو مجبور کر دوں گی کہ وہ یہاں فضائیہ سے بمباری کرائے۔ اور اس خوفناک لیبارٹری کو تباہ کر دے"۔۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ لیبارٹری عام بموں سے تباہ نہیں ہو سکتی مادام ساگوری

اس کے لئے تو خصوصی اسلحہ چاہیئے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خصوصی اسلحہ ۔۔۔ کیا مطلب۔ فضائیہ کے پاس لازماً مخصوص اسلحہ بھی ہو گا"۔۔۔۔ مادام ساگوری نے چونک کر کہا۔

"کیا تمہاری فضائیہ ساری لیڈیز پر مشتمل ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر واقعی ان کے پاس یہ مخصوص اسلحہ بھی ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیڈیز ۔۔۔ مخصوص اسلحہ ۔۔۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں۔ یہ تمہیں آخر پہیلیوں میں باتیں کرنے کی عادت کیوں ہے"۔۔۔۔ ساگوری نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سیدھی بات اصل میں لیڈیز کو سمجھ نہیں آتی۔ مخصوص اسلحہ کہتے ہیں جلوؤں کے بم۔ نظروں کے ایٹمی تیر۔ نگاہوں کی برچھیاں۔ وغیرہ وغیرہ"۔۔۔۔ عمران نے کہا تو ساگوری بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم اس موقعے پر بھی مذاق سے باز نہیں آتے۔ بہرحال اب چلو کب تک یہاں ویرانے میں کھڑے رہیں گے۔ یہاں سے نکل کر ہمیں کسی قریبی بستی تک پہنچنا ہو گا۔ وہاں سے ہمیں سواری مل جائے گی"۔۔۔۔ ساگوری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری مادام ساگوری۔ واپسی مشن مکمل ہونے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے یہ لفظ ہماری لغت میں شامل ہی نہیں ہوتا"۔۔۔۔ عمران نے یک لخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تم یہاں کرو گے کیا۔ اب ایک مشین گن سے تو لیبارٹری

تباہ ہونے سے رہی" ـــــ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے۔ دیوار ہٹنے پر مجھے چھت کے کنارے سے موٹے موٹے پائپوں کا معمولی سا حصہ نظر آیا تھا جو چھت کے اندر موجود تھے۔ یہ پائپ میرے خیال میں تازہ ہوا لیبارٹری میں پہنچانے کے لئے لگائے گئے ہوں گے۔ لیکن یہ تازہ ہوا آتی کہاں سے ہے" ـــــ ٹائیگر نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا۔ تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" اوہ اوہ۔ ویری گڈ ٹائیگر ویری گڈ۔ تم نے میری ایک بہت بڑی مشکل حل کر دی۔ اوہ واقعی یہاں لیبارٹری میں تازہ ہوا لانے اور گندی ہوا باہر نکالنے کا کوئی سسٹم موجود ہوگا۔ میرا اس طرف خیال ہی نہ گیا تھا۔ اگر اس کا دہانہ ہمیں مل جائے تو ہم انہیں لیبارٹری کھولنے پر مجبور کر سکتے ہیں" ـــــ عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

" میرا خیال ہے عمران صاحب۔ انہوں نے ان دہانوں کو بہت چھپا کر رکھا ہوگا۔ اس لئے انہیں تلاش کرنا پڑے گا" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

" اور یہاں چھپانے کے لئے ایک ہی پروسس ہے کہ اس دہانے کو کسی غار کے اندر چھپا دیا جائے۔ ورنہ تو ان کے سرے دور سے ہی نظر آ سکتے ہیں۔ لیکن یہاں بے شمار غاریں ہیں۔ کس کس کو چیک کریں" ـــــ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں واقعی باس۔ لیکن بہرحال تلاش تو کرنا ہی پڑے گا۔

اس لئے کیوں نہ ہم تینوں مل کر تین سمتیں بانٹ لیں اور علیحدہ علیحدہ تلاش کا کام شروع کر دیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

" نہیں اس طرح بہت وقت ضائع ہو جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے وہ ڈاکٹر الف اب کسی مخصوص ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایکریمیا یا اسرائیل سے بات کر رہا ہو۔ یہاں آٹان میں نہ سہی کسی قریبی ملک میں لازماً ان کے ایجنٹ موجود ہوں گے۔ جو چند گھنٹوں میں یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیں یہ کام فوراً کرنا ہوگا۔ ٹھہرو میرے ذہن میں ایک طریقہ آ رہا ہے۔ اوہ ویری گڈ۔ واقعی یہ سب سے بہتر طریقہ ہے" ـــــ عمران کے لہجے میں مسرت تھی۔

" کون سا طریقہ باس" ـــــ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

مادام ساگوری بھی حیرت بھرے انداز میں ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ جو زخمی اور نہتے ہونے کے باوجود واپس جانے کی بجائے اپنے مشن کی تکمیل کے طریقے سوچنے میں مصروف تھے۔

" تازہ ہوا کے لئے لازماً انہوں نے شمالاً جنوباً ہوا کے قدرتی بہاؤ کا خیال رکھا ہوگا۔ اس لئے تازہ ہوا والا انتظام لازماً لیبارٹری کے جنوب میں ہونا چاہیئے۔ آؤ میرے ساتھ" ـــــ عمران نے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ جنوب کی طرف بڑھتا گیا۔ جنوب میں موجود پہاڑی پر بے شمار غاروں کے دہانے نظر آ رہے تھے۔ اور اتنی غاروں کو اگر وہ چیک کرنا شروع کرتے تو لازماً ہفتے نہیں تو دن ضرور لگ جاتے۔ لیکن عمران اطمینان سے پہاڑی کی طرف بڑھتا گیا۔ اور پھر اس نے پہاڑی کی ایک چٹان کے ساتھ اپنا ایک

گال چپکایا اور اوپر چٹان کی سیدھ میں دیکھنے لگا۔ کافی دیر تک اس طرح دیکھنے کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور پھر چند گز کے فاصلے پر جا کر اس نے ایک بار پھر اسی طرح ایک چٹان کے ساتھ چہرہ رکھ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔

" آؤ۔ میں نے اس غار کو تلاش کر لیا ہے "۔۔۔۔ عمران نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

" کس طرح تلاش کر لیا ہے "۔۔۔۔ مادام ساگوری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔۔۔ لیبارٹری بہت بڑی ہے۔ اور پھر اس میں ریز پر کام ہو رہا ہے۔ اس لئے تازہ ہوا کی بے پناہ مقدار انہیں مسلسل چاہیئے۔ اس لئے لازماً انہوں نے جہاں بھی اس کا نظام قائم کیا ہو گا وہاں تازہ ہوا کی زیادہ سے زیادہ مقدار لینے کے لئے مخصوص سکنگ سسٹم بھی لگایا ہو گا۔ اس طرح اس جگہ ہوا دوسری جگہوں کی نسبت زیادہ تیز رفتاری سے آگے بڑھتی ہو گی۔ آؤ اب اس چٹان کے ساتھ لگ کر اوپر دیکھو۔ تمہیں خود بخود ایک مخصوص علاقے میں ہوا کی نسبتاً تیز لہریں چلتی نظر آ جائیں گی۔ کیونکہ وہ تیز ہیں اس لئے آسانی سے نظر آ سکتی ہیں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مادام ساگوری حیرت بھرے انداز میں آگے بڑھی اور اس نے عمران کی طرح چٹان کے ساتھ اپنا ایک گال رکھا اور اوپر دیکھنے لگی۔

" اوہ۔ واقعی واقعی مجھے نظر آ رہی ہیں تیز لہریں اوپر ایک غار کے اندر جاتی ہوئیں۔ اوہ کمال ہے "۔۔۔۔ ساگوری نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

" تم بھی چیک کر لو ٹائیگر "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔

" نہیں باس۔ یہ تو ساگوری احمق ہے۔ جو تمہاری بات پر یقین نہیں کر رہی "۔۔۔۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کیا کہہ رہے ہو۔ میں احمق ہوں "۔۔۔۔ ساگوری نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

" خالی احمق نہیں ہو۔ بلکہ انتہائی احمق ہو۔ جب عمران صاحب نے ایک بات کر دی تو لازماً وہ درست ہو گی۔ اس کو چیک کرنے کی کیا ضرورت تھی "۔۔۔۔ ٹائیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بہرحال تم یہاں رک کر آپس میں فیصلہ کر لو۔ میں اس دوران یہ غار چیک کر لوں "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے اوپر چڑھنے لگا۔ لیکن ٹائیگر اس کے پیچھے لپکا۔ اور ظاہر ہے اب ساگوری وہاں اکیلی تو نہ کھڑی ہو سکتی تھی۔ اس لئے وہ بھی ان کے پیچھے چل پڑی۔ تھوڑی دیر بعد وہ جب اس غار کے دہانے پر پہنچے تو واقعی ان کے جسم کو ہوا کی تیزی محسوس ہونے لگی۔ وہ غار میں داخل ہو گئے۔ اور غار میں داخل ہوتے ہی انہیں زمین میں پیدا ہونے والی ہلکی سی لرزش کا احساس ہونے لگا۔

" واقعی باس ۔ یہاں سکنگ مشین چل رہی ہے ۔ یہ اسی کی وجہ سے لرزش ہے " ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اور پھر غار کے تقریباً درمیان میں انہیں دس بارہ موٹے موٹے سوراخ نظر آنے لگے ۔ جن میں سے ہوا تیزی سے اندر جا رہی تھی ۔

" میرا خیال ہے ان پر پتھر رکھ دیئے جائیں تو ہوا اندر جانی بند ہو جائے گی " ـــــ ٹائیگر نے کہا ۔

" لیبارٹری بہت بڑی ہے ۔ اس لئے اندر موجود ہوا کئی ہفتوں تک ان کے لئے کافی رہے گی ۔ اور اتنا عرصہ ہم انتظار نہیں کر سکتے " ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔ اور ٹائیگر خاموش ہو گیا ۔

عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا فرش پر موجود ان دہانوں کو غور سے دیکھ رہا تھا ۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں ۔

" اگر ان دہانوں میں چھوٹے چھوٹے پتھر ڈال دیئے جائیں تو لازماً یہ کسی نہ کسی مشین میں پھنس کر اسے خراب کر دیں گے ۔ اس طرح ان کا کام تو رک جائے گا " ـــــ اچانک ساگوری نے کہا ۔

" نہیں ۔ اس کے اندر باریک جالیاں موجود ہوں گی ۔ تاکہ ہوا صاف ہو کر آئے ۔ یہ پتھر وہاں رک جائیں گے ویسے مادام ساگوری کی اس بات سے ایک نیا آئیڈیا میرے ذہن میں آیا ہے ویری گڈ " ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کون سا آئیڈیا باس " ـــــ ٹائیگر نے چونک کر پوچھا ۔

" اگر ہم ان دہانوں میں پتھروں کی بجائے مشین گن کی ایک ایک گولی ڈال دیں تو ہوا کے زور کی وجہ سے وہ لازماً ان باریک جالیوں کو توڑتی ہوئیں نیچے پہنچ جائیں گی ۔ اور ان میں سے ایک سوراخ لازماً مین انرجی پلانٹ کو مسلسل تازہ ہوا کے لئے مخصوص کیا گیا ہو گا اگر گولی اس انرجی پلانٹ میں کسی مشین پر گری تو مشین گرم ہونے کی وجہ سے وہ پھٹ جائے گی ۔ اور اس طرح وہ مشین ٹوٹ کر سارے پلانٹ کو بیکار کر دے گی ۔ اور مین انرجی پلانٹ بیکار ہو گیا تو ایک لحاظ سے ان کا مکمل مشن ہی آگے بڑھنے سے رک جائے گا " ـــــ عمران نے کہا ۔

" لیکن عمران صاحب ۔ ہو سکتا ہے انہوں نے مخصوص جنریٹرز متبادل کے طور پر لگا رکھے ہوں " ـــــ ٹائیگر نے کہا ۔

" اوہ ویری گڈ ۔ تمہاری اس بات نے ایک اور آئیڈیا سامنے آگیا ہے ۔ لیکن مجھے اب اپنے ذہن کی بیٹری دوبارہ چارج کرنی پڑے گی ۔ اب یہ دوسروں کی باتوں پر کام کرتی ہے ۔ از خود کام کرنا چھوڑ گئی ہے " ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" بیٹری ہو گی تو چارج بھی کراؤ گے " ـــــ مادام ساگوری نے کہا تو عمران اس کے اس خوب صورت فقرے پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا ۔

" میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ عمران صاحب کے بارے

میں اس قسم کے طنزیہ فقرے نہ استعمال کیا کرو" ___ ٹائیگر نے غراتے ہوئے مادام ساگوری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم آخر مجھے کیا سمجھتے ہو۔ کہ بار بار مجھ پر آنکھیں نکالنے لگتے ہو۔ میں سیکرٹ سروس کی چیف ہوں اور تم میرے ملک میں موجود ہو۔ میں چاہوں تو تم ساری عمر جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ہی ایڑیاں رگڑ رگڑتے مر جاؤ" ___ ساگوری نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ دھیرج دھیرج۔ شانتی شانتی۔ ابھی تو شادی بھی نہیں ہوئی۔ ابھی سے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے بے اختیار اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بجانے کس طرح اپنے غصے پر کنٹرول کر رہا ہے۔ شاید عمران نہ ہوتا تو مادام ساگوری کی گردن توڑنے سے بھی وہ دریغ نہ کرتا۔

"تم اسے سمجھا لو۔ میں اسے پسند ضرور کرتی ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ مجھ پر ہی آنکھیں نکالے" ___ ساگوری نے غصیلے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کسی اور پر آنکھیں نکالے۔ کیا تم خود اسے اجازت دے رہی ہو" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کسی اور کی طرف نظریں اٹھا کر تو دیکھے میں اس کا خون نہ پی جاؤں گی" ___ ساگوری نے بے اختیار غصیلے لہجے میں کہا۔

اور عمران ہنس پڑا۔

"عمران صاحب اسے سمجھا لیں۔ یہ اب مجھ سے بات نہ کرے میں اس سے زیادہ برداشت نہیں کر سکتا" ___ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ رہا تھا۔ ہونٹ بھنچے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں سے جیسے شعلے سے نکلنے لگے تھے۔

"ٹائیگر۔ یہ غصے دکھانے کا وقت نہیں ہے۔ سمجھے۔ اس لئے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھو" ___ عمران نے یک لخت غراتے ہوئے کہا۔

"سوری باس" ___ ٹائیگر نے یک لخت سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا غصے کی شدت سے پھڑکتا ہوا چہرہ تیزی سے نہ صرف نارمل ہو گیا تھا بلکہ اس پر سہم جانے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

اور مادام ساگوری انتہائی حیرت بھرے انداز میں ٹائیگر اور عمران دونوں کو دیکھنے لگی۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر ان دونوں میں کس قسم کا رشتہ ہے کہ انتہائی سخت اور پتھریلے مزاج کا یہ ٹائیگر عمران کی ایک گھرکی سن کر اس طرح سہم جاتا ہے جیسے کبوتر بلی نظر آنے پر سہم جاتا ہے۔

"ٹائیگر۔ وہ سٹور جس میں خوراک اور اسلحے کا ذخیرہ تھا۔ وہ ابھی تک ویسے ہی موجود ہو گا۔ میں نے وہاں کلورین بم دیکھے تھے" ___ عمران نے غار کے دہانے کی طرف بڑھتے ہوئے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" یس باس - ایک سالم صندوق کلورین بموں سے بھرا ہوا موجود تھا" ـــــ ٹائیگر نے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کہا۔

" مادام ساگوری - یہاں کہیں قریب لازماً کوئی پانی کا چشمہ ہوگا - جس سے ڈاکٹر دالف لیبارٹری کے لئے پانی لیتا ہوگا - کیا تم اُسے تلاش کر سکتی ہو" ـــــ عمران نے مڑ کر مادام ساگوری سے کہا۔

" اوہ ہاں - واقعی اتنی بڑی لیبارٹری کے لئے پانی تو لازماً چاہیئے ہوگا - کمال ہے - صرف کہنے سے ہی تمہارے دماغ کی بیٹری چارج ہو گئی ہے" ـــــ مادام ساگوری نے چونک کر کہا - اور پھر آخری فقرہ اس نے شرارت بھرے انداز میں ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا - اور عمران اس کی اس شرارت پر بے اختیار مسکرا دیا - جب کہ ٹائیگر نے منہ دوسری طرف کر لیا۔

" باس - میں یہ چشمہ تلاش کرتا ہوں - اس کو تو سوائے باتیں کرنے کے اور اپنے آپ کو سیکرٹ سروس کی چیف ظاہر کرنے کے اور کوئی کام نہیں آتا" ـــــ ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ اچھل کر غار کے دہانے سے باہر گیا اور سائیڈ میں ہو کر آگے بڑھ گیا - مادام ساگوری کے ہونٹ بے اختیار بھینچ گئے - وہ خود تو شرارت کر لیتی تھی - لیکن ٹائیگر کی طرف سے ذرا سی سخت بات بھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔

" مبارک ہو مادام ساگوری - اب تو خوش ہو" ـــــ عمران نے مڑ کر مادام ساگوری سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کیا مطلب ـــــ کس بات کی مبارک" ـــــ مادام ساگوری عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑی - وہ دونوں اب غار کے دہانے سے باہر آ گئے تھے اور ٹائیگر انہیں نیچے وادی میں چلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

" ارے کمال ہے - تم کیسی عورت ہو کہ پیغام ہی نہیں سمجھ سکتیں - ٹائیگر تمہیں باقاعدہ پیغام دے کر گیا ہے" ـــــ عمران نے ایک چٹان کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" پیغام دے کر گیا ہے - کیا تمہارا دماغ پھر خراب ہونے لگ گیا ہے" ـــــ مادام ساگوری نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

" ارے تو تم واقعی نہیں سمجھیں - اس نے کہا ہے کہ مادام ساگوری صرف باتیں ہی کرتی رہتی ہے - کوئی عملی قدم ہی نہیں اٹھاتی - جب کہ وہ محبت کے اس سرچشمے کی تلاش میں ہے جو مادام ساگوری کے دل میں موجزن ہے" ـــــ عمران نے ٹائیگر کے عام سے فقرے کی باقاعدہ توجیہہ کرتے ہوئے کہا اور مادام ساگوری کا چہرہ یک لخت مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ اس کے گال تمتما اٹھے۔

" اوہ اوہ - تو یہ مطلب تھا ٹائیگر کا - اوہ شکریہ عمران - میں ب سمجھی ہوں - اور سنو - میری بات مان لو - ہم واپس چلے جاتے ہیں - میں وہاں ٹائیگر سے شادی کر لوں گی - اور تم فضائیہ

کو ساتھ لے کر یہاں آ جانا۔ اور اس لیبارٹری کو تباہ کر دینا"
ساگوری نے جذباتی لہجے میں کہا۔ اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر
ہنس پڑا۔

"بہت خوب۔ اسے کہتے ہیں مشن کی تکمیل"۔۔۔۔ عمران نے
ہنستے ہوئے کہا۔ اور مادام ساگوری نے بے اختیار شرمندہ ہو
کر چہرہ جھکا لیا۔ وہ عمران کے لطیف طنز کو بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا"۔۔۔۔ ساگوری
نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"سنو مادام ساگوری۔ یہ بات ٹائیگر کے سامنے نہ کر دینا
پھر وہ میرا بھی لحاظ نہ کرے گا۔ اس وقت اس کے سامنے ایک
مخصوص مشن ہے۔ اور اس کی عادت ہے کہ جب مشن سامنے
ہو تو پھر ہر قسم کے جذبات کو وہ اپنے دل سے نکال پھینکتا
ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہم نے اس اسلحہ خانے کو چیک کرنا
ہے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں مادام ساگوری کو سمجھاتے
ہوئے کہا۔ اُسے دراصل خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ مادام ساگوری
نے جذبات میں آ کر یہی بات ٹائیگر سے کہہ دینی ہے اور ٹائیگر
کی فطرت وہ جانتا تھا۔ اب تک تو وہ عمران کا لحاظ کر رہا تھا۔
لیکن یہ فقرہ سن کر وہ یقیناً غصے سے ہی اکھڑ جائے گا۔ اس لئے
اس نے حفظ ماتقدم کے طور پر ساگوری کو سمجھانا ضروری سمجھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس مخصوص غار میں پہنچ گئے۔ جہاں
خوراک کا سٹور تھا۔ اس غار کے دو حصے تھے۔ سامنے والے

حصے میں تو خوراک، پانی اور میڈیکل باکس وغیرہ موجود تھے جب کہ
پچھلے حصے میں اسلحے کا سٹور تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا پچھلے
حصے کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر کلورین بموں کا صندوق دیکھ کر اس
کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے صندوق کھولا اور اس
میں موجود چار کلورین بم باہر نکال لئے۔ اس کے بعد اس نے مشین
گنیں اور دوسرے مختلف قسموں کے چھوٹے بم بھی اٹھائے۔ اور
انہیں جیبوں میں ڈال کر وہ واپس مڑ گیا۔ مادام ساگوری نے
بھی اس کی پیروی کی تھی۔ ابھی وہ اس غار کے دہانے پر پہنچے ہی
تھے کہ انہیں دور سے ٹائیگر اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ وہ بڑے
پُرجوش انداز میں ہاتھ ہلا رہا تھا۔

"لو اب تو تمہیں یقین آ گیا کہ ٹائیگر کا عشق صادق ہے۔ اس
نے یقیناً سرچشمۂ محبت تلاش کر لیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور مادام ساگوری بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"عمران صاحب۔ میں نے وہ چشمہ ڈھونڈھ لیا ہے"۔۔۔ ٹائیگر
نے قریب آتے ہوئے زور سے کہا۔

"مبارک ہو"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر کے چہرے
پر ہلکی سی شرمندگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ظاہر ہے یہ کوئی اتنا بڑا
کام نہ تھا۔ جب کہ ٹائیگر نے اس طرح پُرجوش انداز میں عمران کو
بتایا تھا جیسے اس نے ناممکن کو ممکن کر دیا ہو۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے عمران صاحب۔ اس چشمے
کو باقاعدہ اوپر سے ڈھک دیا گیا ہے اور پانی کو انڈر گراؤنڈ باقاعدہ

کسی پائپ کے ذریعے لیبارٹری میں لے جایا جا رہا ہے ۔ مجھے اس کی
خبر اس طرح ہوئی کہ میں نے ایک بھیگے ہوئے پہاڑی چوہے کو
ایک غار میں گھستے دیکھا ۔ اُسے بھیگا ہوا دیکھ کر میں چونکا ۔ چونکہ پانی
کی ہلکی سی لکیر اس چوہے کی وجہ سے بن گئی تھی ۔ اس لئے اس لکیر
کے پیچھے چلتا ہوا میں اس چشمہ تک پہنچ گیا ۔ چوہے نے سائیڈ
میں ایک سوراخ بنا لیا تھا ۔ جس سے پانی باہر بھی نکل رہا ہے"
ٹائیگر نے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا ۔
" ایسا چشمہ مل جانے کے بعد واقعی آدمی بھیگا ہوا چوہا ہی بن
جاتا ہے ۔ کیوں مادام ساگوری ۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں "
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔
" تم ٹائیگر کو بھیگا ہوا چوہا نہیں کہہ سکتے ۔ وہ ٹائیگر ہے ٹائیگر "
مادام ساگوری نے کہا اور عمران تو مسکرا دیا جب کہ ٹائیگر چونک
کر مادام ساگوری کی طرف دیکھنے لگا ۔ وہ شاید عمران اور ساگوری
کے درمیان ہونے والی اس بات کا مطلب سمجھنا چاہتا تھا ۔
اُسے احساس ہو گیا تھا کہ عمران کسی اور لائن پہ بات کر رہا ہے ۔
جب کہ وہ اسے اپنے لئے طنز سمجھ رہا تھا ۔
" اندر سے جا کر اسلحہ لے لو ۔ اب ہمارا اصل مشن شروع
ہونے والا ہے " ـــــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں ٹائیگر سے
مخاطب ہو کر کہا ۔ اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا غار کے اندر چلا گیا ۔
تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کی جیبیں بھی چھوٹے چھوٹے
لیکن انتہائی طاقتور بموں سے بھری ہوئی تھیں اور کاندھے پہ

مشین گن لٹک رہی تھی ۔ پھر ٹائیگر کی رہنمائی میں چلتے ہوئے وہ اس
چشمے تک پہنچ گئے ۔ واقعی چشمے کو اس طرح کیموفلاج کیا گیا تھا
کہ قریب پہنچ جانے کے باوجود اس کی موجودگی کا احساس نہ ہوتا
تھا ۔
" آپ کی تجویز کیا ہے عمران صاحب " ـــــــ ٹائیگر نے چشمے
کے قریب پہنچتے ہوئے کہا ۔
" بڑی سیدھی سی ترکیب ہے ۔ متبادل جنریٹروں کو چالو کرنے
کے لئے پانی کی انتہائی مقدار چاہیئے ۔ اس لئے لازماً یہ جنریٹر
انہوں نے لیبارٹری کے اس حصے میں نصب کئے ہوں گے جو
پانی کے اس چشمے کے قریب ہونگے ۔ پانی میں اگر چار کلورین بم
ڈال دیئے جائیں تو یہ بم پانی کے بہاؤ کے ساتھ آگے بڑھیں
گے ۔ چونکہ جنریٹروں کے جس حصے میں پانی کا ذخیرہ کیا جاتا ہے
پانی کو محفوظ رکھنے کے لئے اس حصے میں ایلیسیان کی موٹی تہہ
چڑھا دی جاتی ہے ۔ اور ایلیسیان کلورین کو بالکل اس طرح اپنی
طرف کھینچتی ہے ۔ جس طرح مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے اسی
طرح یہ چاروں بم خود بخود جنریٹروں کے اس حصے میں پہنچ جائیں
گے اور جب یہ وہاں کچھ دیر رہیں گے تو ایلیسیان اور کلورین کے
ملنے سے کیمیائی ردعمل پیدا ہوگا ۔ اس طرح یہ بم لازماً پھٹ
جائیں گے اور ان کے پھٹنے کا مطلب یہی ہوگا کہ یہ جنریٹر مکمل
طور پر نہ صرف خود تباہ ہو جائیں گے بلکہ پہاڑی کے اس
پورے حصے کو ہی تباہ و برباد کر کے رکھ دیں گے ۔ اس طرح

خود بخود اصل لیبارٹری کے اندر جانے کا ایک ایسا راستہ
پیدا ہو جائے گا جسے ڈاکٹر دالف چاہے بھی تو بند نہ کر سکے گا"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" لیکن عمران صاحب یہ جنریٹر تو لیبارٹری کی حفاظتی دیوار
کے اندر ہوں گے ۔ اور ایسی لیبارٹریوں کی حفاظتی دیوار اس
طرح بنائی جاتی ہے کہ اس پہ ایٹم بم بھی اثر نہیں کرتا"۔۔۔ ٹائیگر
نے کہا۔

" پانی اندر جانے کے لئے راستہ موجود ہے اور اس راستے
سے پانی کے ساتھ ہوا بھی جا رہی ہو گی ۔ اس لئے یہی ایک انتہائی
کمزور پہلو ہے"۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ اور ٹائیگر نے سر
ہلا دیا۔ مادام ساگوری حیرت بھرے انداز میں ان دونوں کو
گفتگو کرتے دیکھ رہی تھی۔

عمران نے جیبوں سے چاروں کلورین بم نکالے اور پھر ان
کے فیوز کو ذرا سا دبا کر تھوڑا سا سائیڈ میں کھسکا دیا۔ تاکہ
کلورین کی مخصوص بُو نکلنا شروع ہو جائے ۔ اس کے بعد اس نے
ان بموں کو ایک ایک کر کے چشمے کے اس سوراخ سے اندر
لڑھکا دیا۔

" آؤ اب یہاں سے دور نکل چلیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور
تیزی سے مڑ کر دوڑتا ہوا چشمے والے حصے سے دور جانے
لگا۔ ٹائیگر اور ساگوری نے اس کی پیروی کی۔ کافی دور آ کر عمران
ایک چٹان کی اوٹ میں اطمینان سے بیٹھ گیا۔ جب کہ ٹائیگر اور

ساگوری کھڑے اسی حصے کی طرف دیکھ رہے تھے ۔ جس طرف پانی
کا چشمہ تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد یک لخت گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں
اس حصے سے آتی سنائی دیں ۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زمین کے
اندر خوفناک زلزلہ سا آ رہا ہو ۔ اس کے بعد انتہائی خوفناک
دھماکہ ہوا اور چشمے والے حصے سے پتھر، پانی اور آگ کے شعلے
اس طرح زمین سے نکل کر آسمان کی طرف اٹھنے لگے ۔ جیسے کوئی
خفیہ آتش فشاں یک لخت پھٹ پڑا ہو ۔ ان شعلوں میں مشینوں
کے پرزے بھی اڑتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔
عمران کے ہونٹوں پہ آپ ہی آپ مسکراہٹ دوڑنے لگی ۔ وہ اب اٹھ کر
کھڑا ہو گیا تھا۔

" کمال ہے ۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم آخر ہو کیا۔ کبھی تو تم
کوئی بڑے سائنسدان نظر آتے ہو اور کبھی عام سے جاسوس
اور کبھی صرف مسخرے"۔۔۔ ساگوری نے عمران کی طرف دیکھتے
ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جس دن شوہر نظر آنے لگا اس روز باقی سب کچھ نظر آنا
بند ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ساگوری
کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" آؤ ٹائیگر ۔ اب اس ڈاکٹر دالف اور اس کے بلڈ ریز فار والے
کو بھی دیکھ لیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے
لگا۔

ڈاکٹر دالف اپنے مخصوص کمرے میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ کہ یک لخت دور سے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کمرہ اور اس کا سارا فرنیچر اس طرح ہلنے لگا کہ جیسے رقص کر رہا ہو۔

"زل ــــ زلزلہ ــــ اوہ زلزلہ" ــــ ڈاکٹر دالف جلدی سے ہلتی ہوئی کرسی سے اٹھا۔ اور تیزی سے سائیڈ کی دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔ گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں یکلخت خوف ناک دھماکوں میں بدل گئیں۔ اور اس بار کمرے نے اتنے زور سے حرکت کی کہ ڈاکٹر دالف بے اختیار منہ کے بل فرش پر بچھے ہوئے قالین پر گر پڑا۔ اس کا چہرہ خوف اور دہشت سے مسخ ہو رہا تھا۔ اسے یقین تھا کہ خوف ناک زلزلے سے لیبارٹری سمیت وہ خود سارے ساتھیوں سمیت ہمیشہ کے لئے

نیست و نابود ہو جائے گا۔ حالانکہ اس جگہ کا انتخاب کرنے سے پہلے اس بات کو خاص طور پر چیک کیا گیا تھا کہ یہاں کسی زلزلے کی آمد کا کوئی امکان نہ ہو۔ لیکن قدرت کسی بھی لمحے کچھ بھی کر سکتی تھی۔ اور تمام سائنسی دریافتیں اور آلات بیکار ہو کر رہ جاتے تھے۔ لیکن دھماکوں کی آوازیں اب آہستہ آہستہ مدھم پڑتی جا رہی تھیں اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا ہلنا بھی ختم ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر دالف ایک جھٹکے سے اٹھا ہی تھا کہ اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ڈاکٹر کلف بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ دہشت نمایاں تھی۔

"سس ــــ سر۔ سپیشل جنریٹرز تباہ ہو گئے ہیں۔ وہ پورا حصہ ہی اڑ گیا ہے" ــــ ڈاکٹر کلف نے اندر آتے ہی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ تو ڈاکٹر دالف بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا ــــ کیا کہہ رہے ہو۔ سپیشل جنریٹرز۔ یہ زلزلہ نہیں تھا" ــــ ڈاکٹر دالف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ڈاکٹر کلف کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"زلزلہ ــــ اوہ نہیں سر۔ پہلے ہم سب بھی یہی سمجھے تھے۔ لیکن جب دھماکے ختم ہونے پر ہم نے چیکنگ کی تو یہ پہلو سامنے آیا ہے" ــــ ڈاکٹر کلف نے کہا۔ اور ڈاکٹر دالف ہونٹ بھینچے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی

دیر بعد وہ اس حصے میں پہنچ گیا جہاں سپیشل جنریٹرز رکھے گئے تھے۔ تاکہ اگر کسی بھی صورت میں مین انرجی پلانٹ فیل ہو جائے تو ان جنریٹرز کی مدد سے کام آگے بڑھایا جا سکے۔ لیکن اب وہاں خلا تھا۔ اور چشمے کا پانی تیزی سے ادھر ادھر بہہ رہا تھا۔ پورا حصہ اوپر چٹانوں سمیت غائب ہو چکا تھا۔ اور وہاں سے آسمان صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ آخر ہوا کیا ہے۔ اوہ اوہ یہاں کلورین کی تیز بو بھی ہے" ڈاکٹر الف نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جھک کر پانی میں انگلی ڈبوئی اور اُسے سونگھنے لگا۔

"ہونہہ۔ تو یہ چکر ہے۔ کمال ہے۔ یہ تو واقعی کوئی سائنسدان لگتے ہیں" ــــــ ڈاکٹر الف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب سر۔ کن کی بات کر رہے ہیں آپ" ــــــ ڈاکٹر کلف نے جو اس کے ساتھ کھڑا تھا حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہی ٹائیگر اور اس کے ساتھی۔ یہ ان کا کیا دھرا ہے۔ اور اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ انہوں نے واقعی حیرت انگیز ذہانت سے کام لیا ہے۔ ان کے پاس کلورین بم تھے۔ انہوں نے پانی کا چشمہ ڈھونڈھا اور کلورین بم پانی میں ڈال دیئے۔ جنریٹرز کے واٹر ٹینک میں چونکہ ایلیان کی تہہ چڑھی ہوئی تھی اس لئے یہ کلورین بم خود بخود اس واٹر ٹینک میں آ گئے۔ اور پھر ایلیان اور کلورین کے کیمیائی ردعمل سے یہ بم پھٹ پڑے۔ اور نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ اس طرح انہوں نے لیبارٹری

ین داخل ہونے کا راستہ بنا لیا ہے۔ لیکن میرا نام ڈاکٹر الف ہے۔ میں ان کے لئے ایسا پھندہ تیار کروں گا کہ یہ خود بخود موت کے اس پھندے میں آ پھنسیں گے۔ سب لوگ یہاں سے ہٹ جائیں اور اپنے اپنے سیکشن میں جا کر کام کریں۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ ڈاکٹر کلف۔ جلدی کرو" ــــــ ڈاکٹر الف نے چیخ کر حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور وہاں اکٹھے ہونے والے سب وگ تیزی سے واپس مڑ گئے۔ جب کہ ڈاکٹر الف دوڑتا ہوا یک بار پھر سپیشل سیکشن پہنچا اس بار اس نے ایک سائیڈ پر وجود ایک مشین جس پر سرخ رنگ کے چمڑے کا کور چڑھا ہوا فا۔ تیزی سے ہٹایا۔ اس کا پلگ دیوار میں لگے ہوئے پوائنٹ سے جوڑا۔ اور پھر مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔

"دروازہ بند کر دو ڈاکٹر کلف" ــــــ مشین آپریٹ کرتے وئے ڈاکٹر الف نے ڈاکٹر کلف سے کہا اور ڈاکٹر کلف ے اٹھ کر سپیشل سیکشن کا اکلوتا دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا ی۔

مشین سے اب ہلکی ہلکی زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں تھیں۔ ور اس پر موجود ایک بڑی سی سکرین روشن ہو گئی تھی بے شمار ائلوں میں سوئیاں حرکت کر رہی تھیں۔ جب کہ چھوٹے چھوٹے ختلف رنگوں کے بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے۔ ڈاکٹر الف زی سے ایک ناب گھما رہا تھا۔ اور جب سکرین پر جھماکے سے ہی منظر ابھرا۔ جس میں جنریٹروں کے تباہ ہونے سے خلا نظر

آرہا تھا۔ تو ڈاکٹر رالف نے ہاتھ ہٹا لیا۔ اور پھر نیچے موجود ایک سرخ رنگ کے ہینڈل کو ایک جھٹکے سے نیچے کیا تو مشین سے ایک تیز سیٹی کی آواز نکلی۔ اور ایک لمحے تک سنائی دینے کے بعد ختم ہوگئی۔ ڈاکٹر رالف ایک اور ناب کو گھمانے میں مصروف ہو گیا۔ اور سکرین پر نظر آنے والے منظر پر ہلکے نیلے رنگ کی ایک تہہ سی چڑھ گئی۔ جیسے کسی نے سکرین پر نیلے رنگ کا پردہ تان دیا ہو۔

"سر وہ لوگ" ــــــ اچانک اس کے ساتھ کھڑا ڈاکٹر کلف بول پڑا۔ اور ڈاکٹر رالف کی نظریں سکرین پر جم گئیں۔ جہاں ایک پہاڑی چٹان کی اوٹ سے تین افراد کے سر نظر آرہے تھے۔ وہ ادھر جنریٹرز والے خلا کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔

"دیکھا میرا خیال درست نکلا۔ یہ انہی کا کارنامہ ہے لیکن اب یہ کسی صورت موت کے منہ سے نہ بچ سکیں گے۔ میں نے ان کے لئے ڈیتھ ٹریپ تیار کر لیا ہے" ــــــ ڈاکٹر رالف نے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"مگر سر اس قدر تباہی کے باوجود ہماری طرف سے خاموشی پر کہیں یہ کھٹک نہ جائیں" ــــــ ڈاکٹر کلف نے کہا۔

"یہ نیلا پردہ جو تمہیں سکرین پر نظر آرہا ہے یہ انہیں اس خلا کے اندرونی طرف تنا ہوا نظر آرہا ہو گا۔ یہ دیکھنے سے ایسے لگتا ہے جیسے کوئی سپاٹ دیوار ہو۔ لیکن دراصل یہ ایک گیس

ہے۔ یہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ ہم نے یہ نیلی دیوار دے کر اس حصے کو لیبارٹری سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اس طرح یہ اطمینان سے نیچے اتر آئیں گے۔ لیکن پھر ان کے ساتھ جو کچھ ہو گا وہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے" ــــــ ڈاکٹر رالف نے کہا اور ڈاکٹر کلف نے سر ہلا دیا۔

"سر۔ یہ بم مار رہے ہیں" ــــــ اسی لمحے ڈاکٹر کلف نے چیخ کر کہا۔ ڈاکٹر رالف نے سر ہلا دیا۔ واقعی سکرین پر ایک آدمی کا بازو لہرایا تھا اور ایک بم اڑتا ہوا ٹھیک اس خلا میں آگرا۔ ایک زوردار دھماکے کی آواز انہیں مشین سے نکلتی ہوئی سنائی دی۔ سکرین پر سرخ رنگ کا پردہ سا تنا ہوا ایک لمحے کے لئے نظر آیا۔ لیکن دوسرے لمحے غائب ہو گیا۔ نیلا پردہ البتہ بدستور موجود تھا۔ ڈاکٹر رالف کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ رینگنے لگی۔ سکرین پر تینوں افراد اب یکے بعد دیگرے نیچے اترتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ وہ تینوں ہی بے حد محتاط نظر آ رہے تھے۔

"آجاؤ۔ آجاؤ نیچے ڈیتھ ٹریپ تیار ہے۔ آجاؤ" ــــــ ڈاکٹر رالف نے مسرت سے قلقاری بھرتے ہوئے کے انداز میں کہا۔ اس کا انداز بالکل چڑی ماروں جیسا تھا جو دانہ ڈالے اور جال لگائے پرندوں کو اس جال کی طرف بڑھتے دیکھ کر مسرت سے قلقاریاں بھی مارتے ہیں۔ اور انہیں جال میں پھنسنے کا بھی کہتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر کلف خاموش کھڑا تھا۔

بچتے بچاتے اور انتہائی محتاط انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے
وہ تینوں نیچے پہنچ ہی گئے۔ اب ان کا رخ اسی نیلے پردے کی طرف
ہی تھا۔ وہ سب غور سے اسے دیکھ رہے تھے۔
" چلو اب موت کی وادی میں بہت دن جی لیا تم نے "۔۔۔۔
اچانک ڈاکٹر دالف نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی
اس نے مشین پر موجود ایک اور ہینڈل کو زور سے باہر کی طرف
کھینچا۔ مشین سے یک لخت تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور
ڈاکٹر کلف نے دیکھا کہ نیلے پردے میں سے یک لخت اس
طرح جھماکے ہوئے جیسے بجلیاں کوندتی ہیں۔ اور دوسرے لمحے
وہ تینوں اچھل کر نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت
ہو گئے۔
" ہا ۔۔۔ ہا ۔۔۔ آخر میں نے انہیں مار گرایا۔ ان خوفناک
ایجنٹوں کو۔ انہوں نے ڈاکٹر دالف کو شاید کوئی عام سا انسان
سمجھ رکھا تھا۔ ہا ۔۔۔ ہا "۔۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے دیوانوں کے
سے انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے مشین
کو آف کرنا شروع کر دیا۔
" ڈاکٹر۔ کیا یہ واقعی ختم ہو چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ زندہ ہوں"
ڈاکٹر کلف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔
" اوہ نہیں ڈاکٹر۔ ایکس ریز فائر نے چند لمحوں میں ہی ان کے
جسم کا سارا خون خشک کر دیا ہو گا۔ اور خون خشک ہو جانے
کے بعد کسی کے زندہ رہ جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو

سکتا "۔۔۔۔ ڈاکٹر دالف نے کہا۔ اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا
ند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر مسرت اور
اطمینان کے گہرے تاثرات نمایاں تھے۔

" یہ نیلی دیوار کیسی نظر آ رہی ہے عمران صاحب "۔۔۔۔
ٹائیگر نے نیچے تباہ شدہ حصے میں جھانکتے ہوئے کہا۔
" یہ شاید حفاظتی دیوار ڈالی گئی ہے۔ تاکہ اس تباہ شدہ حصے
کو لیبارٹری سے علیحدہ کیا جائے لیکن یہ بہر حال اس قدر مضبوط
نہیں ہو سکتی۔ جتنی بیرونی حفاظتی دیوار تھی "۔۔۔۔ عمران نے
جواب دیا۔ اور پھر چٹان کی اوٹ سے نکل کر وہ محتاط انداز میں
نیچے اترنے لگا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا جب کہ ساگوری سب
سے پیچھے تھی۔ قدرے قریب آ کر عمران نے جیب سے ایک
بم نکالا اور اسے تباہ شدہ حصے میں پھینک دیا۔ ایک زوردار

دھماکہ ہوا اور پورے حصے میں سرخ روشنی سی چھا گئی۔ اور پانی کا ایک فوارہ سا باہر کو اچھلا اور پھر برابر ہو گیا۔ لیکن وہ نیلی دیوار ویسے ہی موجود نظر آ رہی تھی۔

"اوہ، خاصی مضبوط دیوار ہے۔ لیکن یہ نیلے رنگ کی کیوں ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے نیچے اترنے لگا۔

"یہاں نیچے تو ہر طرف پانی بھرا ہوا ہے" ——— ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں۔ پانی تو چشمے سے ادھر بہرحال آ ہی رہا ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد وہ تینوں نیچے پہنچ گئے۔ وہ اب پانی میں کھڑے تھے۔ اور پانی ان کے گھٹنوں تک آ رہا تھا۔ عمران اب غور سے اس دیوار کو دیکھ رہا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو گیس کی دیوار ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں ٹریپ کیا جا رہا ہے" ——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ اس نیلے رنگ کی دیوار میں جگہ جگہ بجلیاں سی کوندیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں اچھل کر پانی کے اندر گرے۔ انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں کے اندر خوفناک آگ بھڑک اٹھی ہو۔ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ دوسرے لمحے ان کے ذہن ہر قسم کے احساسات سے خالی ہو گئے۔ پھر عمران کے کانوں میں ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ جیسے دور کہیں شہد کی مکھیاں مل

کر بھنبھنا رہی ہوں۔ آہستہ آہستہ یہ آوازیں واضح ہوتی گئیں۔

"دیکھا تم لوگوں نے میں نے کس طرح انہیں ہلاک کر دیا ہے۔ اب ان کی لاشیں میں بلڈ ریز بم کے ساتھ ہی ایکریمیا اور اسرائیل کے حکام کے حوالے کروں گا تو انہیں معلوم ہو گا کہ ڈاکٹر رالف کیا حیثیت رکھتا ہے" ——— ڈاکٹر رالف کی انتہائی مسرت بھری آواز سنائی دے رہی تھی۔ اور عمران نے آنکھیں ذرا سی کھولیں اور اسے ایک بڑے ہال نما کمرے کا منظر نظر آنے لگا۔ وہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اور اس کے گرد بہت سے آدمی اکٹھے تھے۔ اس کا پورا جسم پانی میں بھیگا ہوا تھا اور کلورین کی تیز بو اس کے ناک میں اب آنی شروع ہو گئی تھی۔

"سر انہیں چیک تو کر لیا جائے۔ کہیں یہ زندہ نہ ہوں۔ کیونکہ ان کے جسم اسی طرح نرم ہیں جیسے یہ زندہ ہوں۔ جب ہم نے انہیں پانی میں سے نکالا تو یہ کسی طرح بھی لاشیں نہ لگ رہے تھے" ——— ایک آدمی نے کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو آرتھر۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ ان پر ایکس ریز فائر ہوا ہے۔ اور ان ریز کی خصوصیت ہوتی ہے۔ کہ انسانی جسم کا خون خشک کر دیتی ہیں۔ کیا ان کے جسم گرم تھے" ——— ڈاکٹر رالف نے تیز لہجے میں کہا

"اوہ نہیں جناب۔ جسم تو بے حد سرد تھے" ——— وہی آواز سنائی دی۔

"کیا یہ ان کے مرنے کی نشانی نہیں ہے۔ انہیں مرے ہوئے
ابھی کتنی دیر گزری ہے کہ ان کے جسم اکڑنا شروع ہو جائیں"۔۔۔
ڈاکٹر رالف نے کہا۔ اور عمران دل ہی دل میں ڈاکٹر رالف کی
حماقت پر بے اختیار ہنس پڑا۔ اُسے ایکس ریز فائر کرتے وقت
شاید یہ خیال نہ رہا تھا کہ وہ کلورین ملے ہوئے پانی میں کھڑے
ہیں اور ایکس ریز نے پہلے سیکنڈ میں لازماً ان پر اثر کیا لیکن
جیسے ہی وہ کلورین ملے ہوئے پانی میں گرے ایکس ریز کے
اثرات رک گئے۔ کیونکہ کلورین اور پانی دونوں ایکس ریز کے
لئے رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ اس طرح ان کا خون ضرور گاڑھا
ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئے۔ لیکن بہرحال
وہ اس خوفناک ڈیتھ ٹریپ سے بچ نکلے۔ اگر کلورین ملا
پانی یہاں موجود نہ ہوتا تو واقعی ایکس ریز کے فائر کے بعد ان کا
بچ نکلنا ناممکنات میں سے تھا۔ اور جسم کے انتہائی سرد ہونے
کی وجہ بھی پانی میں کلورین کی ہی آمیزش تھی۔

"سر۔ سر۔۔۔ یہ تو حرکت کر رہے ہیں۔ یہ دیکھئے سر"
اچانک ایک آدمی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور عمران سمجھ گیا کہ اس کے ساتھیوں نے ہوش میں آتے
ہوئے حرکت کی ہو گی جو چیک کر لی گئی ہو گی اس لئے اب ان
کا اٹھنا لازمی ہو گیا تھا ورنہ وہ انہیں گولیوں سے بھون سکتے
تھے۔ چنانچہ دوسرے لمحے عمران کا جسم اس طرح سمٹا جیسے
سپرنگ اکٹھے ہوتے ہیں اور پھر پلک جھپکنے میں وہ نہ صرف

اٹھ کر کھڑا ہو گیا بلکہ سامنے کھڑے ڈاکٹر رالف پر جھپٹ پڑا۔
اس نے جھپٹتے ہوئے ڈاکٹر رالف کو گھما کر اپنے سینے سے لگایا
ہی تھا کہ یکلخت دائیں طرف سے اسے ایک مشین گن کی
نال کی جھلک دکھائی دی۔ اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے
اپنے بازوؤں میں تڑپتے ہوئے ڈاکٹر رالف کو دائیں طرف
اچھال دیا۔ دوسرے لمحے مشین گن کی ریٹ ریٹ کے ساتھ
ہی ڈاکٹر رالف کی چیخوں سے ہال گونج اٹھا۔ اور ڈاکٹر رالف
مشین گن چلانے والے آدمی سے ٹکرا کر نیچے جا گرا۔ مشین گن
اس کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف جا گری۔ دوسرے لمحے
ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا۔ مشین گن اٹھاتے
ہوئے اس نے جھپٹ لی تھی کیونکہ وہ اس کے ہاتھ کے قریب
گری تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے گھوم کر فائر کھول دیا۔
دوسرے لمحے ہال مشین گن کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے
گونج اٹھا۔ لیکن اُسی لمحے ایک کونے سے دھماکہ ہوا اور ٹائیگر
چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل گرا۔ ساگوری جو اس دوران فرش
پر لیٹی ہوئی تھی یکلخت اٹھ کر ٹائیگر پر جھکی ہی تھی کہ ایک
اور دھماکہ ہوا۔ اور ساگوری بھی چیختی ہوئی پلٹ کر فرش پر گری۔
جب کہ اُسی لمحے اس کونے سے انسانی چیخ بلند ہوئی۔ اور اس
کے ساتھ ہی کسی کے گرنے کا دھماکہ سنائی دیا اور پھر ریوالور
چلنے کا دھماکہ اور انسانی چیخ سنائی دی۔ دوسرے لمحے عمران
اس کونے سے دوڑتا ہوا ٹائیگر اور ساگوری کی طرف بڑھا۔

جواب اپنے اپنے بازو پکڑے اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے ۔
ساگوری کے دائیں بازو پر اور ٹائیگر کے بائیں بازو پر زخم آیا تھا ۔
" اپنے آپ کو سنبھالو ۔ میں آرہا ہوں " ——— عمران نے چیخ
کر کہا اور پھر دوڑتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا ۔
" تم ٹھیک ہو ٹائیگر " ——— یک لخت ساگوری کی انتہائی
جذباتی آواز سنائی دی ۔ اور ٹائیگر جو بازو پر ہاتھ رکھے خون
روکنے کی کوشش کر رہا تھا تیزی سے اس کی طرف مڑا ۔
" اوہ تمہیں بھی گولی لگی ہے ۔ ٹھہرو میں بینڈیج کر دیتا ہوں "
ٹائیگر نے انتہائی ہمدردانہ لہجے میں کہا ۔ اور اپنا ہاتھ جو زخم
پر رکھا ہوا تھا ۔ اس نے ہٹایا اور پھر پتلون میں سے قمیض کھینچ
کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی پٹی پھاڑی اور ساگوری
کے بازو پر باندھنے لگا ۔ زخمی ہاتھ کو وہ آہستہ سے ہلا رہا تھا ۔
زیادہ کام وہ دوسرے بازو سے کر رہا تھا ۔ اس کے زخم سے
خون مسلسل نکل رہا تھا ۔ چند لمحوں بعد ہی اس نے ساگوری
کے بازو پر پٹی باندھی ۔ اور ایک بار پھر اپنا ہاتھ زخم پر رکھ
لیا ۔ اس کے چہرے پر اب زردی سی نظر آنے لگی تھی ۔
" میں تمہارے زخم کی بینڈیج کرتی ہوں ٹائیگر " ——— ساگوری
نے کہا ۔ اور اس بار اس نے اپنی آستین کے ایک حصے کو
جھٹکے سے پھاڑا ۔ اور پھر ٹائیگر کے زخم کی بینڈیج میں مصروف
ہو گئی ۔
" واہ اسے کہتے ہیں انجمن امداد باہمی " ——— عمران کی مسکراتی

ہوئی آواز سنائی دی ۔ اور ٹائیگر نے مسکرا کر ہونٹ بھینچ لئے ۔
" شکر کرو گولی تمہاری ان جیبوں میں سے کسی پر نہیں لگی ۔
جس میں اسلحہ بھرا ہوا تھا ۔ ورنہ اس امداد باہمی کی انجمن کا اجلاس
جنت میں ہو رہا ہوتا " ——— عمران نے کہا اور جھک کر اس نے
ساگوری کو ہٹا کر خود ٹائیگر کے بازو پر بینڈیج کر دی ۔
" چلو اٹھو ۔ یہاں سب لوگ ختم ہو چکے ہیں ۔ ایک آدمی
شاید اس کونے میں چھپ گیا تھا ۔ اس نے فائر کئے تھے ۔ لیکن
میں نے اسے بھی مار گرایا ہے ۔ آؤ اب نکل چلیں یہاں سے
جیبوں میں موجود بھیگا ہوا اسلحہ یہیں رکھ دو " ———
عمران نے بینڈیج کر کے اٹھتے ہوئے کہا ۔
" وہ بلڈ ریز کا فارمولا ۔ وہ کہاں ہے " ——— ساگوری نے
اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیبیں
خالی کرنی شروع کر دی ۔
" وہ میری جیب میں ہے ۔ آؤ میرے ساتھ ۔ جلدی کرو ۔ میں
نے ٹائم بم لگا دیئے ہیں ۔ آؤ جلدی کرو " ——— عمران نے
کہا اور پھر تیزی سے اس کمرے کے ایک کونے کی طرف بڑھ
گیا ۔ جس میں دروازہ موجود تھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک راہداری
سے گزر کر اسی حصے میں پہنچ گئے ۔ جہاں جنریٹرز کی تباہی کی
وجہ سے خلا سا پیدا ہو گیا تھا ۔ پانی اب وہاں کافی بلندی
تک آگیا تھا ۔ وہ تینوں اس پانی سے تیزی سے گزرتے ہوئے
اوپر چڑھنے لگے ۔ باہر چٹانوں پر آکر وہ تیزی سے لیبارٹری

والے حصے سے دور ہوتے گئے۔ ابھی وہ محفوظ جگہ پر پہنچے ہی تھے
ایک بار پھر تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر جس
طرح قیامت ٹوٹ پڑتی ہے اس طرح خوفناک دھماکوں اور
چٹانوں کے آسمان کی طرف اڑنے کا ایک طویل سلسلہ سا شروع
ہو گیا۔ وہ سب محفوظ جگہ پر ایک چٹان کی اوٹ میں چھپے ہوئے
یہ دہشت ناک منظر دیکھ رہے تھے۔ عمران نے نجانے کہاں
ٹائم بم لگایا تھا۔ کہ پوری لیبارٹری تنکوں کی طرح فضا میں اڑ
گئی تھی۔

" یہ ٹائم بم تم نے کہاں سے لیا تھا۔ جیبوں میں موجود تو سارا
اسلحہ بھی یکدم بیکار ہو چکا تھا "—— اچانک ساگوری نے
چونک کر پوچھا۔

" ٹائیگر کی وجہ سے میرا ٹائم بم بیکار ہو چکا تھا اس لئے میں نے
سوچا چلو اس سے لیبارٹری اڑانے کا ہی کام لیا جائے بے شک
چیک کر لو دھڑکن سنائی نہ دے گی تمہیں "—— عمران نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور ساگوری پہلے تو چند لمحے کھڑی
عمران کے جواب پر غور کرتی رہی پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

" اوہ میں سمجھ گئی۔ تو کیا تم ٹائیگر سے حسد کر رہے ہو "——
ساگوری نے بڑے لاڈ بھرے انداز میں کہا۔

" اب کیا حسد کروں گا۔ اب تو کچھ رہا ہی نہیں۔ جس میں
حسد کے جذبات پیدا ہوں "—— عمران نے ترکی بہ ترکی جواب
دیا اور ساگوری ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اس کا چہرہ

اپنے لئے تعریف سن کر مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔

" عمران صاحب۔ اب واپسی کے بارے میں کیا پروگرام ہے "
ٹائیگر نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" واپسی —— ارے اب واپسی کا خیال چھوڑ دو۔ یہ وادی ایسی
ہے جس میں آدمی داخل تو ہو سکتا ہے واپسی کی کوئی راہ نہیں ہوتی "
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" کک —— کیا مطلب۔ کیا ہم اب واپس نہیں جائیں
گے "—— ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

" ساگوری سے پوچھ لو۔ کیا وہ تمہیں واپسی کی اجازت دے
دے گی "—— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" کیا مطلب —— کہاں سے واپسی کی بات کر رہے ہو۔ میں
سمجھی نہیں "—— ساگوری نے بھی حیران ہو کر کہا۔

" ٹائیگر۔ وادی عشق سے واپسی کی بات کر رہا ہے "—— عمران
نے کہا۔

" اوہ۔ میں اسے گولی نہ مار دوں گی "—— ساگوری نے
جذبات سے پر لہجے میں کہا اور عمران کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

" باس۔ آخر آپ کب تک میرے صبر کا امتحان لیتے رہیں
گے "—— ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

" اوہ۔ تو میری موجودگی کی وجہ سے تم حالت امتحان میں ہو۔
ویری سوری۔ تمہارا امتحان ختم میں واپس جا رہا ہوں "—— عمران
نے کہا اور واپس مڑ کر آگے بڑھنے لگا۔

" ٹائیگر۔ کیوں نہ ہم اس وادی میں ایک خوب صورت رہائش گاہ تعمیر کر لیں۔ مجھے تو اب یہ وادی ہی خوب صورت لگنے لگ گئی ہے"
ساگوری نے جذباتی انداز میں کہا۔

" شٹ اپ۔ یو نانسنس ——— تم جیسی احمق عورت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اب اگر تم نے بکواس کی تو گردن توڑ دوں گا"
ٹائیگر نے انتہائی غصیلے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

" تم ——— تم پھر میری توہین کر رہے ہو۔ میں سیکرٹ سروس کی چیف ہوں۔ میں تمہیں گولیوں سے اڑا دوں گی" ——— ساگوری پاگلوں کے سے انداز میں چیخنے لگی۔ لیکن ٹائیگر نے اس کی اس چیخ و پکار کو ذرا سی بھی اہمیت نہ دی اور آگے بڑھتا گیا۔

دوسرے لمحے ریوالور چلنے کا خوف ناک دھماکہ ہوا اور عمران اور ٹائیگر دونوں بجلی کی سی تیزی سے مڑے۔

" خبردار۔ اب اگر حرکت کی تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گی" ———
ساگوری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں وہی ریوالور تھا جو عمران نے کونے سے فائرنگ کرنے والے سے چھینا تھا۔ اور شاید یہ ساگوری کے بازو پر بینڈیج کرتے وقت اس نے فرش پر رکھا تھا اور پھر وہ ٹائم بم لگانے چلا گیا تھا۔ ساگوری نے اسے اٹھا کر جیب میں ڈال لیا تھا۔ ساگوری نے ہوائی فائر شاید اس مقصد کے لئے کیا تھا کہ وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بُری

طرح جل رہا تھا۔ آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے وہ واقعی اس وقت بھوکی شیرنی نظر آ رہی تھی۔

" مم ——— مم ——— میں بے قصور ہوں۔ مجھے مت مارنا" ———
عمران نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لئے۔

" تم باز نہیں آؤ گی۔ تمہیں سبق سکھانا ہی پڑے گا" ———
ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

" خبردار۔ میں گولی مار دوں گی۔ اور عمران تم بلڈ ریز کا فارمولا میرے حوالے کر دو۔ یہ میرے ملک کی ملکیت ہے۔ نکالو۔ ورنہ میں تمہاری لاش سے اسے وصول کر لوں گی" ——— ساگوری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

" کمال ہے۔ بڑے جدید قسم کا عشق ہے۔ پہلے زمانے میں تو لیلیٰ مجنوں سے خون مانگتی تھی۔ اب خون کی شعاعیں مانگی جا رہی ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بکواس مت کرو۔ میں جو کہہ رہی ہوں وہ کرو" ———
ساگوری نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختی ہوئی الٹ کر نیچے چٹان پر گری۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا تھا۔ ٹائیگر نے اپنے پیر کے سامنے پڑے ہوئے ایک پتھر کو بوٹ کی ٹو سے اس پر اچانک اچھالا تو وہ پتھر بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا ساگوری سے جا ٹکرایا تھا۔ ساگوری نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی لیکن

دوسرے لمحے اس کے جسم کا توازن خراب ہوا اور وہ چٹان کے دائیں
کونے سے الٹ کر نیچے گہرائی میں گرنے ہی لگی تھی کہ عمران نے
دوڑ کر زوردار چھلانگ لگائی اور چیخ کر نیچے گرتی ہوئی ساگوری کا
بازو اس نے فضا میں ہی پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے اُسے گہرائی
سے کھینچ کر واپس چٹان کے اوپر ڈال دیا۔ ساگوری کا چہرہ
دہشت اور خوف سے بُری طرح مسخ ہو گیا تھا اور وہ چٹان پر
پڑی لمبی لمبی سانس لے رہی تھی۔ جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو۔
کہ وہ واقعی گہرائی میں گرنے اور عبرت ناک موت مرنے سے
بچ گئی ہے۔

"جانے دینا تھا اسے نیچے۔ کم از کم اس کی زبان سے تو ہمیشہ
کے لئے جان چھوٹ جاتی" ـــــ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"تت ـــــ تت ـــــ تم آدمی نہیں ہو۔ پتھر ہو۔ میں تم سے
نفرت کرتی ہوں۔ شدید نفرت۔ تم نفرت کے ہی قابل ہو۔ ظالم
بے درد۔ تم سے تو عمران اچھا ہے۔ جس نے میری جان بچائی
ہے" ـــــ ساگوری نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر چیختے ہوئے
کہا۔

"ارے ارے۔ پہلے بتانا تھا۔ میں نے خواہ مخواہ لیبارٹری اڑانے
پر دل ضائع کر دیا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی اس پتھر کی نسبت اچھے ہو۔ میں ہی احمق تھی جو
اس پتھر سے سر ٹکرا رہی تھی۔ ہونہہ" ـــــ ساگوری نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے۔ تم نے تسلیم تو کیا کہ تم احمق ہو۔ اتنا ہی کافی ہے۔
چلیں عمران صاحب۔ ہم نے بستی تک پہنچنے کے لئے طویل فاصلہ
طے کرنا ہے" ـــــ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو جاؤ تم۔ تمہیں کس نے روک رکھا ہے" ـــــ ساگوری نے
قدم اٹھاتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ لڑکھڑا کر گر پڑی۔

"ارے کیا ہوا" ـــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مم ـــــ مم ـــــ میری دائیں ٹانگ میں شدید درد ہے مجھ
سے چلا نہیں جا رہا" ـــــ ساگوری نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش
کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ چٹان سے نیچے گرتے وقت
اس کی ٹانگ پر چٹان کے کنارے سے چوٹ آ گئی ہو گی۔

"ٹائیگر۔ ساگوری کو اٹھا لو۔ یہ ابھی چل نہیں سکتی" ـــــ عمران
نے سنجیدہ لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں اور اسے اٹھا کر چلوں ......" ـــــ ٹائیگر نے
احتجاج کرنے کے سے انداز میں ابھی بولنا ہی شروع کیا تھا۔

"ٹائیگر" ـــــ عمران نے اس کی بات کاٹ کر انتہائی سرد
لہجے میں کہا۔

"یس ـــــ یس ـــــ باس" ـــــ ٹائیگر نے سہم کر کہا۔
اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے اٹھ کر کھڑی ہوئی ساگوری
کے دونوں بازو پکڑے اور اُسے ایک جھٹکے سے پشت پر لاد
لیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اس ناپسندیدہ ترین بوجھ

کو صرف مجبوراً اٹھا رہا ہے۔

"اتار دو مجھے۔ عمران تم مجھے اکٹھالو" ـــــ ساگوری نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو۔ ورنہ یہیں کسی گہرائی میں پھینکوا دوں گا" عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا تو ساگوری کے پورے جسم میں خوف کی لہر سی دوڑ گئی۔ عمران کی آواز اُسے یوں لگی تھی جیسے کوئی کوبرا سانپ پھنکارا ہو۔

"تت ـــــ تت ـــــ تم دونوں ہی پتھر ہو۔ نجانے کس طرح کے لوگ ہو" ـــــ ساگوری نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر جس کا چہرہ اب تک سُتا ہوا تھا۔ ساگوری کا یہ فقرہ سن کر بے اختیار مسکرا دیا۔

"باس۔ کیا واقعی آپ بلڈ ریز کا فارمولا ساتھ لے آئے ہیں" ٹائیگر نے اس بار نارمل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ انسانیت کے لئے انتہائی خوفناک فارمولا تھا۔ اس لئے میں نے اُسے ڈاکٹر رالف اور اس کی لیبارٹری کے ساتھ ہی ختم کر دیا ہے۔ میں ایسے فارمولوں کو اپنے ملک کے حوالے کرنے کے بھی حق میں نہیں ہوں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر تم وہاں لیبارٹری میں تو کہہ رہے تھے کہ فارمولا تمہاری جیب میں ہے" ـــــ ساگوری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری جیب میں تو نجانے کیا کیا ہوتا ہے۔ تم اسے چھوڑو۔

یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے" ـــــ عمران نے اُسی طرح سخت لہجے میں جواب دیا۔ اور ساگوری ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

"ٹائیگر۔ ساگوری کو اتار دو۔ جیکب اور اس کے سارے ساتھی اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں نہ آئے ہوں گے۔ لازماً انہوں نے جیپیں بھی استعمال کی ہوں گی اور وادی سے باہر کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی جیپ مل ہی جائے گی۔ ورنہ اس طرح تو ہم بستی تک ہفتوں میں پہنچیں گے" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ آپ کا آئیڈیا درست ہے۔ میں اسے تلاش کرتا ہوں" ـــــ ٹائیگر نے ساگوری کو نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دوڑتا ہوا پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ ساگوری عمران کے ساتھ منہ بنائے خاموش کھڑی تھی۔ جب ٹائیگر ایک چٹان کی اوٹ میں ہو کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ تو عمران ساگوری سے مخاطب ہوا۔

"ساگوری۔ کیا تم واقعی ٹائیگر کو پسند کرتی ہو" ـــــ عمران کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ میری پسند یا ناپسند سے کیا ہوتا ہے۔ تم دونوں انسان ہی نہیں ہو" ـــــ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میری بات چھوڑو۔ اپنی بات کرو۔ میں نے تمہارے اندر پسندیدگی کا شدید جذبہ محسوس کر لیا ہے۔ لیکن تمہیں ٹائیگر

کو ڈیل کرنے کا طریقہ نہیں آتا۔ میں تمہیں وہ طریقہ بتاتا ہوں۔
تم ذرا اس پر عمل کر کے دیکھو پھر دیکھنا ٹائیگر کس طرح تمہارے
قدموں میں لوٹتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کک۔۔۔ کون سا طریقہ"۔۔۔۔ ساگوری نے چونک کر
پوچھا۔

"اب جب ٹائیگر واپس آئے تو تم اس گہرائی کے کنارے
پر کھڑے ہو کر اسے دھمکی دینا کہ اگر ٹائیگر نے تم سے پسندیدگی
کا کھلے بندوں اعتراف نہ کیا تو تم اس گہرائی میں چھلانگ لگا
کر اپنی جان دے دو گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں وہ پتھر ہے۔ وہ کہے گا ٹھیک ہے لگا دو چھلانگ"۔۔۔
ساگوری نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ تم اس کی فطرت کو نہیں جانتیں۔ وہ ویسے
ہی اوپر سے کہتا ہے۔ لیکن جب تمہیں وہ پوری طرح جان
دینے پر آمادہ دیکھے گا تو پھر تمہاری منتیں کرے گا اور اس
سے سب کچھ اطمینان سے منوا لینا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"اور اگر وہ نہ مانا تب"۔۔۔۔ ساگوری نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔

"تو پھر تم چھلانگ لگا دینا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن
سے لہجے میں کہا اور ساگوری بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ
گئی۔

"اب مجھے یقین آ گیا ہے۔ تم مجھے مارنا چاہتے ہو۔ تم ظالم ہو
سفاک ہو"۔۔۔۔ یکلخت ساگوری نے دونوں ہاتھ اپنے
چہرے پر رکھے اور ہچکیاں لے لے کر رونے لگی وہ اس وقت
واقعی معصوم سی بچی لگ رہی تھی۔

"ارے ارے۔ رو و مت۔ اچھا میں وعدہ کرتا ہوں کہ ٹائیگر
کو تمہاری پسند کا جواب پسند میں دینے پر مجبور کر دوں گا"
عمران اسے اس طرح روتے دیکھ کر واقعی بوکھلا گیا تھا۔

"پکا وعدہ"۔۔۔ ساگوری نے واقعی معصوم بچوں کی طرح انگلیوں
کے درمیان سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل پکا وعدہ بلکہ سیمنٹ لگا ہوا وعدہ"۔۔۔۔ عمران نے
ہنستے ہوئے کہا اور روتی ہوئی ساگوری بھی مسرت سے کھلکھلا
کر ہنس پڑی۔

"مجھے یقین ہے وہ تمہارا حکم ضرور مانے گا"۔۔۔۔ ساگوری
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا کر سکتا ہوں مقدرات اٹل ہوتے ہیں۔ میں نے
تو کوشش کی کہ اسے جنگل کا ٹائیگر ہی رہنے دوں لیکن اب
اگر تم اسے چڑیا گھر میں رکھنا چاہتی ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں"
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ساگوری ایک بار پھر کھلکھلا
کر ہنس پڑی۔

"تم فکر نہ کرو۔ مجھ سے شادی کے بعد بھی وہ ٹائیگر ہی رہے
گا"۔۔۔۔ ساگوری نے کہا۔

" کیا ۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو ۔ شادی" ۔۔۔ عمران اس طرح اچھلا جیسے شادی کے لفظ سے اُسے طاقتور کرنٹ لگ گیا ہو ۔

" تو کیا وہ مجھ سے شادی نہ کرے گا" ۔۔۔ ساگوری نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" لیکن اس نے قسم کھائی ہوئی ہے کہ وہ اب جب بھی شادی کرے گا کسی بیوہ سے کرے گا ۔ اور تم تو بیوہ نہیں ہو" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا ۔

" اوہ تو میں اس کی یہ قسم بھی پوری کر دوں گی ۔ تم ایسا کرو مجھ سے شادی کر لو ۔ پھر میں تمہیں گولی مار دوں گی ۔ اس طرح میں بیوہ بن جاؤں گی" ۔۔۔ ساگوری نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا ۔ اور عمران اس کی اس معصومیت پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا ۔ اُسے پختہ یقین ہو گیا تھا کہ ساگوری واقعی ٹائیگر کے پیچھے دیوانی ہو رہی ہے ۔ اس لئے اب وہ سوچ رہا تھا کہ اُسے سنجیدگی سے کوئی ایسا منصوبہ سوچنا پڑے گا کہ جس سے یہ احمق عورت ٹائیگر کا پیچھا چھوڑ دے ۔ ورنہ اس سے کوئی بعید نہ تھا کہ یہ آشان چھوڑ کر وہاں پاکیشیا پہنچ جائے ۔ اور ٹائیگر بیچارہ کام چھوڑ کر اس سے چھپتا پھرے ۔

" ٹھیک ہے ۔ دارالحکومت چل کر اس پلان پر عمل کریں گے ۔ میں ٹائیگر کی بیوی کو بھی بلا لوں گا تاکہ وہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" کیا ۔۔۔ کیا مطلب ۔ کیا ٹائیگر شادی شدہ ہے ۔ اوہ

اس لئے تم نے " اب جب بھی وہ شادی کرے گا" کے الفاظ استعمال کئے تھے" ۔۔۔ ساگوری نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا ۔ اس کے چہرے پر مایوسی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے ۔

" تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے ۔ پہلی بیوی کی نسبت دوسری بیوی شوہر کو زیادہ پسند ہوتی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا ۔

" نہیں ۔ میں کسی شادی شدہ آدمی سے شادی نہیں کر سکتی ۔ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا ۔ میں خواہ مخواہ پاگل ہو رہی تھی ہمارے مذہب میں دوسری شادی ہو ہی نہیں سکتی" ۔۔۔ ساگوری نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ اور عمران نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اسکا منصوبہ کامیاب رہا تھا اُسی لمحے اُسے دور سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی ۔

" عمران صاحب ۔ عمران صاحب ۔ آجائیے ۔ ادھر واقعی جیپ موجود ہے" ۔۔۔ ٹائیگر بڑے پُرجوش انداز میں کہہ رہا تھا ۔

" ارے آؤ اپنی اس ساگوری کو تو اٹھاؤ ۔ جب ساری عمر کا بوجھ لادنا ہے تو ابھی سے کیوں نہ سہی" ۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا ۔

" نہیں ۔ میں چل سکتی ہوں ۔ چلو" ۔۔۔ ساگوری نے بڑے سرد مہرانہ لہجے میں کہا ۔ اور آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی آگے بڑھنے لگی اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی ۔ اُسے شاید اس خوفناک لیبارٹری کو تباہ کرنے پر اتنی مسرت نہ ہوئی تھی اپنے ٹائیگر کو اس خوفناک چکر سے بچا لینے پر ہو رہی تھی ۔ وہ مسکراتا ہوا ساگوری کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے لگا ۔

ختم شد